www.KitaboSunnat.com

سید سلیمان ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خیام

از

سید سلیمان ندوی

CHECKED 19

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ علیٰ رسولہٖ محمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین،

خیام کی نسبت ہر زبان مین اتنا کچھ کہا جاچکا ہے کہ اس موضوع مین کوئی جدت باقی نہین رہی ہے، تاہم مین نے اس پر قلم اٹھانے کی جرأت کی جس کی صرف دو وجہین ہین، ایک تو یہ کہ اس کے بعض واقعات تصانیف اور سنین کے متعلق مجھے کچھ کہنا تھا، اور اپنی فکر و کاوش اور جدّ و جہد کے نئے نتیجے ارباب نظر کے سامنے پیش کرنے تھے، اور دوسری یہ کہ اب تک لوگون نے اس کو صرف اسکی رباعیون ہی کے ذریعہ سمجھنا چاہا تھا، جنکی تعیین سراسر مشکوک ہے، اور مین نے اسکو اسکی خاص فلسفیانہ تصانیف کے ذریعہ روشناس کیا ہے، جنمین وہ بالکل ایک نیا شخص معلوم ہوتا ہے، اسی لیے کتاب کے آخر مین اسکی فلسفیانہ تصانیف کا حصہ بھی شامل کر دیا ہے، تاکہ ہر شخص اس کو اس آئینہ مین بآسانی دیکھ کر پہچان سکے،

پیش نظر اوراق حقیقت مین آل انڈیا اورینٹل کانفرنس منعقدہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء مین بمقام پٹنہ ایک مقالہ کی حیثیت سے پڑھے گئے تھے، قدر شناسون نے توقع سے بڑھکر حوصلہ افزائی کی تو خیال ہوا کہ رباعیات کے کچھ اور مباحث بڑھا کر اس کو کتاب کی صورت مین شائع کر دیا جائے، چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکی موجودہ صورت اسی خیال کا نتیجہ ہے، اور دل نے کہا کہ اگر ارباب نظر کی نگاہ مین اس کتاب مین کوئی نئی بات نہ بھی ہو تو کم از کم یہی کیا کم ہے کہ "خیامیات" کے متعلق ہماری زبان مین ایک مستقل کتاب موجود ہو جائیگی، وکفیٰ بہ فخراً،

مین نے اس کتاب کی لفظی و معنوی تصحیح سنین کی تحقیق و تطبیق، واقعات کی تلاش و تفتیش اور ماخذون اور سندون کے حوالون مین اپنی استطاعت بھر پوری احتیاط کی ہے، تاہم انسانی کوششون کی نسبت غلطیون سے پاک اور خطاؤن سے بری ہونے کا دعویٰ کون کرسکتا ہے، استدراک و اضافہ کے آخری عنوان مین بعض امور کی تصحیح یا مزید توضیح کردیگئی ہے،

کاپیون اور پروفون کی تصحیح مین بھی خاص کوشش کیگئی جسکا اتنا اثر ضرور ہوا کہ کتاب مین نسبتہً غلطیان کم ہین، اہم غلطیون کو قلم سے یا چِٹ چھپواکر درست کردیا گیا ہے، تاہم اس احتیاط کی بنا پر کہ شاید کوئی نسخہ تصحیح سے رہگیا ہو آخر مین تصحیح اغلاط کا ضمیمہ بھی شامل کردیا گیا ہے،

اصل کتاب ڈیڑھ برس سے چھپی رکھی تھی، مگر خیام کے آخری رسالہ میزان الحکم کی کسی صحیح اصل کی تلاش و جستجو اور حصول کے انتظار اور اسکی تصحیح کی کوشش مین طباعت کا کام رکا رہا، شروع ستمبر ۱۹۳۳ء مین بمبئی سے جب اس کے فوٹو آئے تو بقیہ کتاب کی چھپائی پوری کیگئی،

آخر مین مجھے اپنے عزیز رفیق مولوی سعید صاحب انصاری مؤلف سیر الصحابیات کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھون نے کاپیون اور پروفون کی تصحیح بڑی کوشش و جانفشانی سے کی ہے، اور انڈکس بنانے کا کام باریک بینی اور دیدہ ریزی سے انجام دیا ہے،

سید سلیمان ندوی
دار المصنفین، اعظم گڈھ،
۱۷/ اگست ۱۹۳۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین خیام،

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سوانح خیام کے ماخذ و مصادر پر ناقدانہ تبصرہ ۱ — ۱۵		خریدۃ القصر	۸	واقعات خیام کے چند سنین،	۱۶-۱۷
		تاریخ الحکماء بیہقی،	۹		
تمہید	۱	خیام کے تین اصلی ماخذ	۱۰	مشہور داستان معاصرت کی تنقید ۱۸ — ۵۰	
خیام کے ماخذ	۲	دو نئے متاخر ماخذ	؍؍		
خیام اور فضلائے مغرب	؍؍	استظہار الاخبار	۱۱	نظام الملک کی معاصرت	۱۸
ہوٹسما	؍؍	دو فصل	؍؍	اس قصہ کے اصلی ماخذ	۱۹
ژوکووسکی	۳	اصل وصایائے نظام الملک جعلی نہیں،	۱۲	خیام کی شہادت	۲۰
راس و براؤن	۴			اس قصہ کی صحت کے دوسرے امکانات،	۲۱
ڈینی سن راس	۵	خیام کے قدیم ماخذوں کی ترتیب،	۱۴	ہمدرسی کا امکان	؍؍
براؤن	۶	رباعیات کے چند نئے محققین مغرب،	؍؍	نظام الملک سے حسن صباح اور خیام کے کمسن ہونے کی شہادت خود دیباچۂ وصایا سے،	۲۲
عبدالوہاب قزوینی	؍؍				
دوسرے ماخذ	۷				
دو نئے قدیم ترین ماخذ	۸	چند مشرقی محققین،	۱۵		

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
امام موفق	۲۳	کا نتیجہ		اخذ واستفادہ	۷۳-۸۶
نظام الملک حسن صباح سے	۲۶	پچھلے ملنے والوں کی خاموشی	۴۰	فضل وکمال	۸۷-۹۴
پہلے سے واقف تھا،		"سرگذشت سیدنا" کا مصنف	"	یونانی زبان کا جاننا بے ثبوت ہے	۹۲
بایں ہمہ یہ داستان فرضی ہے	۲۸	کون ہے		ریاضیات ہند سے واقفیت	۹۳
خیام کی ایک رباعی سے اسکی	۲۹	یہ داستان الموت میں گھڑی گئی	۴۱	ادب وانشاء	"
درازی عمر پر استدلال صحیح نہیں		پروفیسر ہوٹسما کا نظریہ مشکوک ہے	۴۳	شاعری	۹۴
وصایائے نظام الملک کا دیباچہ جعلی ہے	۳۰	اس نظریہ کی تاریخی دقتیں	۴۶	حافظہ	"
امام موفق کی عمر	۳۲	کیا خیام باطنی تھا؟	۴۸	خیام ابوطاہر کی تربیت میں	۹۵-۱۰۳
لفظ "سبق"	۳۳	سلطان سنجر اور خیام کی ہمدرسی	۴۹	ابوطاہر کون ہیں؟	۹۸
دیباچہ میں طریق درس کی غلطی	۳۴	دشمنی کی کہانی،		ابوطاہر ساری سمرقندی	۱۰۰
عربی الفاظ کی بہتات،	۳۷	خیام کا سالِ وفات	۵۱-۵۶	خیام ترکستان کے ایک	۱۰۴-۱۰۸
خیام کی سالانہ امداد کا واقعہ	"	خیام کی ولادت،	۵۷-۶۰	خانی دربار میں،	
بھی مشتبہ ہے،		اس وقت کا سیاسی نقشہ،	۶۰	خیام ملکشاہ سلجوقی کے	۱۰۹-۱۱۰
خیام کی گوشہ گیری کا واقعہ	۳۸	وطن،	۶۱-۶۴	دربار میں،	
صحیح نہیں،		نام ونسب،	۶۵-۷۰	خیام ملکشاہی رصدخانہ میں	۱۱۱-۱۲۷
خیام کے بعض سنین عمر سے تقابل	"	اہل وعیال،	۷۱-۷۲	اسلام میں شمسی سال یا قمری	۱۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
کبیسی سال اختیار کرنے کے موانع	
ان موانع کا حل ،	۱۲۰
رصدخانہ کی تعمیر ،	″
خیام کے رفقائے کار	۱۲۱
رصدخانہ کا آغاز ،	۱۲۲
حرکت شمسی کی تحقیقات ،	۱۲۴
تاریخ جلالی یا ملک شاہی ،	۱۲۶
تقویم جلالی ،	۱۳۴
خیام کی تاریخ جلالی اور قطب تبریزی	″
زیچ ،	۱۳۷
دیگر سلاطین سے تعلقات	۱۴۰-۱۳۸
برکیارق ،	۱۳۸
محمد ،	″
محمود ،	″
سلطان سنجر کا تسلط اور خیام کی خلوت گزینی ،	۱۳۹
امراء اور وزراء سے تعلقات	۱۴۲-۱۴۱
معاصرین سے تعلقات و مباحثات	۱۴۹-۱۴۳

مضمون	صفحہ
وفات	۱۵۰
قبر	۱۵۲-۱۵۱
اسکے متعلق چہار مقالہ کے مطبوعہ نسخہ کی عبارت ،	۱۵۲
تلامذہ	۱۵۶-۱۵۳
خیام بخیل العلم تھا ؟	۱۵۳
اس کا سبب ،	″
چند شاگردوں کے نام ،	۱۵۴
ایک فقیہ شاگرد کا قصہ	۱۵۵
کیا امام غزالی بھی شاگرد تھے ؟	″
تصنیفات	۱۶۴-۱۵۷
خیام پر تصنیفی بخل کا الزام	۱۵۷
تصنیفات کے نام ،	۱۵۸
تصانیف کی تعداد	۱۶۳
تصنیفات کی صحیح فہرست	″
تصانیف پر تبصرہ	۲۱۳-۱۶۵
۱- رسالہ استخراج اضلاع مربعات	۱۶۵
۲- جبر و مقابلہ	۱۶۷

مضمون	صفحہ
۳- زیچ ملک شاہی	۱۷۷
۴- رسالہ مصادرات اقلیدس	۱۷۸
۵- رسالہ طبیعیات و لوازم الامکنہ	۱۷۹
۶- میزان الحکم	۱۸۰
۷- رسالہ کون و تکلیف ،	۱۸۳
تین سوالات (تتمہ رسالہ تکلیف)	۱۹۱
۸- رسالہ موضوع علم کلی	۱۹۸
۹- رسالہ فی الوجود ،	۲۰۱
(کلیات وجود پر فارسی میں رسالہ)	
۱۰- رسالہ وصف و موصوف ،	۲۰۶
۱۱- عرائس النفائس (؟)	۲۰۸
۱۲- نوروزنامہ ،	۲۱۰
شاعر خیام	۲۱۹-۲۱۴
اس کے عربی اشعار	۲۱۶
فارسی رباعیات	۲۹۵-۲۱۹
رباعی کی تاریخ	۲۲۰
وجہ تسمیہ	″
رباعی کے دوسرے نام ،	۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رباعی کی ایجاد،	۲۲۷	ان مشکلات کا حل،	۲۸۲	جعلی خیام،	۳۷۰-۳۶۱
ابتدائی رُباعی گو،	۲۳۱	پہلا طریقہ،	″	مذہبی صوفی خیام،	۳۶۱
حکما اور صوفیہ نے رباعی کو کیون اختیار کیا؟	۲۴۸	دوسرا طریقہ،	۲۸۳	رندِ لاابالی خیام،	۳۶۳
		تیسرا طریقہ،	۲۸۸	تناسخ کا قائل خیام،	۳۶۴
رباعی گو خیام،	۲۵۶	ابن بدر جاجرمی کا انتخاب،	۲۹۲	خدا کا منکر خیام،	۳۶۵
رباعیات خیام کے قدیم حوالے	۲۵۸	چوتھا طریقہ	۲۹۴	مجموعۃ الرسائل	۴۷۰-۳۷۱
رباعیات کے بعض قدیم نسخے	۲۶۱	پانچوان طریقہ،	″	فہرس المجموعۃ،	۳۷۲
رباعیات کے بعض مشہور قلمی نسخے	۲۶۳	عمر خیام کا مذہب،	۲۹۷-۲۹۶	رسالۃ الکون والتکلیف،	۳۸۴-۳۷۳
خیام کے رباعیات مین دوسرے شعرا کی رباعیان،	۲۶۴	خیام کا مشرب و مسلک	۳۲۰-۲۹۸	تتمہ رسالۃ الکون والتکلیف الجواب عن ثلاث مسائل	۲۹۳-۲۸۴
		حکمائے اسلام،	۳۰۲		
تخلیط کے اسباب،	۲۷۰	خیام کا تصوّف فلسفیانہ تھا،	۳۱۳	الرسالۃ الاولیٰ فی الوجود	۳۹۸-۲۹۳
پہلا سبب،	″	فلسفیانہ تصوّف،	۳۱۵	الرسالۃ الثانیۃ فی الوجود۔	
دوسرا سبب،	۲۷۳	خیام کی شراب	۳۶۰-۳۳۱		۴۱۱ - ۳۹۹
تیسرا سبب،	۲۷۵	شرابِ عاریت	۳۳۷	رسالۃ فی کلیات الوجود،	۴۲۳-۴۱۲
چوتھا سبب،	۲۷۷	شرابِ اخلاص،	۳۴۲	فارسی،	
پانچوان سبب،	۲۷۹	بادۂ حقیقت،	۳۴۵	میزان الحکم	۴۳۲،۴۲۴
چھٹا سبب،	۲۸۰	دوامِ بیخودی،	۳۴۹	رباعیات،	۴۷۰-۴۳۳
ساتوان سبب،	۲۸۱	انقلاب و فنا کی تشبیہات،	۳۵۴		

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدراک و اضافہ

۴۷۱ - ۴۸۷

عمادِ کاتب اور خیام،	۴۷۱
خریدہ میں خیام کا تذکرہ،	〃
ظہیر الدین علی بیہقی،	۴۷۲
تتمہ صوان الحکمۃ کا زمانہ تصنیف،	〃
خیام کی میزان الحکم کا تذکرہ خازنی کی میزان الحکمۃ میں	۴۷۳
خیام کی کنیت،	〃
قاضی محمد بن منصور سرخسی،	〃
انکا خیام کا استاد ہونا مشکوک ہے،	۴۷۵
سنائی کا سالِ وفات،	〃
ابو طاہر کا ذکر طبقات ابن رجب میں،	۴۷۶
محمد خازن،	〃
مظفر اسفزاری کی تاریخ وفات،	۴۷۷
لفظ مصادرات کی تشریح،	〃
ابن الہیثم کا بیان،	۴۷۸
محقق طوسی کا بیان،	〃
خیام کی شرحِ مصادرات کا ذکر محقق طوسی کی کتاب المصادرات میں	۴۷۹
میزان الحکمۃ مصنفہ خازنی،	۴۷۹
میزان الحکمۃ اور خانیکوف (روسی سفیر)	〃
خازنی کی شخصیت کے متعلق علمائے یورپ کی غلطی،	۴۸۰
خازنی کا ذکر شہرزوری میں،	۴۸۱
آبی ترازو کے یونانی اور اسلامی مصنفین	〃
سند بن علی، یوحنا، احمد بن فضل،	〃
محمد بن زکریا رازی،	〃
ابن العمید، ابن سینا،	〃
ابوریحان،	〃
خیام، مظفر اسفزاری، خازنی،	۴۸۲
معیار الاشعار اور محقق طوسی،	۴۸۳
معیار الاشعار کا زمانہ تصنیف،	〃
معیار الاشعار میں کمالِ اسماعیل کا ایک شعر،	〃
کمالِ اسماعیل کی تاریخِ وفات،	۴۸۴
محقق طوسی کی عمر،	۴۸۶
ابن بدر جاجرمی،	〃
مونس الاحرار کا اصلی نسخہ،	۴۸۷
ذخیرۂ خوارزمشاہی کا زمانہ تصنیف،	〃

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالة في الوجود عن الشيخ الإمام حجة الحق على الخلق عمر بن إبراهيم الخيامي
قدس الله روحه

بسم الله الرحمن الرحيم سبحان الذي جل جلاله وتقدست
أسماؤه أعطى كل شيء خلقه ثم هدى وأحصى كل شيء عددا والصلوة على نبيه
المصطفى محمد وآله الطاهرين الأوصاف للموصوفات على ضربين ضرب
يقال له الذاتي وضرب يقال له العرضي ومن الأوصاف العرضية ما يكون لازما
للموصوف ومنها ما لا يكون لازما بل يمكن أن يكون مفارقا إما بالوهم فحسب وإما
بالوهم وبالوجود معا ثم كل واحد من الذاتي والعرضي منقسم إلى قسمين قسم يقال
له الاعتباري وقسم يقال له الوجودي فأما القسم الوجودي فهو كوصف الجسم
بالأسود إذا كان أسود فإن السواد صفة وجودية أي هو معنى زائد على ذات
الأسود وصفا وجوديا وإثبات هذا القسم الوجودي مستغن عن البرهان
لظهوره عند العقل بل عند الوهم والحس وأما القسم الاعتباري العرضي فكوصف
الاثنين بأنه نصف الأربعة لأنه لو كان كون الاثنين نصف الأربعة أمرا زائدا
على ذاته لكان للاثنين معان زائدة على ذاته لا نهاية لها بالعدد والبرهان
قائم على استحالته وأما القسم الاعتباري الذاتي فكوصف السواد بأنه لون فإن
كونه لونا وصف ذاتي له والبرهان على أن اللونية ليست بصفة زائدة على ذات
السوادية في الأعيان هو أنها لو كانت صفة زائدة فلا بد من أن يكون عرضا
إذ السواد عرض ثم كيف يمكن أن يكون عرض موضوعا لعرض آخر وإن كان موضوع
السوادية موضوعا للونية لكانت اللونية صفة في موضوع السواد ولو كانت
اللونية أمرا موجودا في الأعيان يلزم من تخالج ذاته أن يلون سوادا وهذا محال
ومعنى قولنا الوصف الاعتباري هو أن العقل إذا عقل معنى ما فإنه يفصل ذلك

صورة نسخة رسالة الوجود بالعربية لعمر بن إبراهيم الخيامي الموجودة
في مكتبة حكومة برلين (اسٹیٹ ببلیوتیک) رقم ٢٢٦٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالة بالعجمية لعمر الخيام في كليات الوجود

بسم الله الرحمن الرحيم

چنین گوید ابو الفتح عمر بن ابراهیم الخیامی که چون مرا سعادت خدمت صاحب عادل فخر الملک بن مؤید حاصل
شد و قربت و اختصاص حاصل آمد تعالی مجالست خویش بمن ارزانی داشت و از من یادگاری خواستی در علم کلیات بر سبیل
جزوی بر مثال رسائل از بهر وی خواستم و املی کرده شد اگر اهل علم و حکمت اینجا نظر کنند که این مختصر
مفید تر از جمله مجلدات است ان شاء الله تعالی مقصود حاصل گردد ما را دعا کنند و لطف فرمایند آغاز سخن
بدانکه هر چه موجودات اند بجز ذات باری تعالی جل جلاله یا جوهر است و یا عرض و جوهر بدو قسمت است مرکب
و بسیط و لفظهای که بازای معنی کلیات است اول لفظ جوهر است و جوهر اندر دو قسمت آید لفظی است

عکس نسخۂ کلیات الوجود فارسی موجودہ کتب خانہ برٹش میوزیم لندن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباب الخامس في ميزان الماء المطلق للإمام عمر الخيامي والعمل به والبرهان عليه
إذا كانت الكفتان إحداهما في الماء والقول فيه يدور على أربعة فصول **الفصل الأول**
في صنعة الميزان والوزن به قال الإمام عمر بن إبراهيم الخيامي إذا أردت أن تعرف مقدار كل
واحد من الذهب والفضة في جسم مركب منهما أخذنا مقدارا من الذهب الخالص ونعرف وزنه في الهواء
وكذلك نأخذ فضة خالصة ونعرف وزنها الهوائية ثم نأخذ كفتين متساويتين متشابهتين في ميزان
له عمود متشابه الأجزاء أسطواني الشكل ونضع الذهب في إحدى الكفتين في الماء وفي الكفة الأخرى
ما يثقلها ونجعل العمود موازيا للأفق ونعرف بقدره ثم نعرف نسبة وزنها الهوائي إلى وزنها المائي ثم
نأخذ المركب ونعرف وزنه الهوائي إلى وزنه المائي فإن كانت النسبة مثل وزن الذهب الهوائي
إلى وزنه المائي فإن المركب هو من الذهب الخالص لا شيء فيه من الفضة وإن كانت النسبة مثل نسبة الفضة
فإن المركب هو من الفضة لا شيء فيه من الذهب وإن كانت النسبة فيما بينهما فحينئذ يكون الجرم مركبا بينهما

صورة نسخة ميزان الحكمة لعمر بن إبراهيم الخيامي الموجودة في مكتبة
جامع بمبئي.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هنگام سپیده دم خروس سحری
دانی که چرا همی کند نوحه گری
یعنی که نمودند در آئینۂ صبح
کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

تمام شد رباعیات ملک الحکما شیخ
عمر خیام طاب الله ثراه
بتاریخ پنجم شهر رجب المرجب
سنه احدی عشر و تسعمائه
الهجریه النبویه

بخط العبد المذنب سلطان علی

عکس نسخۂ رباعیات خیام، موجود کتبخانۂ اصلاح ڈیسنہ
ضلع پٹنہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح خیام کے ماخذ و مصادر

پر

ناقدانہ تبصرہ

حکیم عمر خیام پر مشرق اور مغرب کے دونوں ملکون مین اتنا لکھا جاچکا ہے، کہ اس مین کوئی نئی بات پیدا کرنا مشکل ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے، کہ جس موضوع پر جتنا زیادہ کہا جاتا ہے، اس مین اتنی ہی زیادہ غلط فہمیان اور پیچیدگیان پیدا ہوتی ہین، غریب خیام بھی اسی مصیبت مین مبتلا ہے، اس لیے بدگمانی نہ ہوگی، اگر آپ یہ سمجھین کہ خیام کے متعلق میرے اس مقالہ سے شاید کچھ غلط فہمیان اور پیچیدگیان اور زیادہ بڑھ جائین گی، کم نہ ہون گی، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ انھین پیچیدگیون سے مشکلات کی کشایش ہو، اس لیے مین نے بھی اس ہفت خوان کو طے کرنے مین رستمی کی جرأت کی ہے،

اس سے پہلے کہ اصل بحث شروع کی جائے ان کتابون کا جائزہ لینا ہے، جو حکیم خیام کے حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ماخذ و مصدر ہین، اور اُن اہم تصانیف پر تبصرہ کرنا ہے جو خیام پر مشرق و مغرب مین اب تک لکھی گئی ہین، ہمین کوئی شک نہین ہے کہ خیام کیساتھ اسوقت مشرق مین بھی جو دلچسپی لیجا رہی ہے، وہ تمامتر مغرب کی داد و تحسین کا نتیجہ ہے، خیام کے سوانح و حالات اور اوسکی تصنیفات، اور خصوصاً رباعیات کی تلاش و جستجو و اشاعت مین سب سے زیادہ فضلاے مغرب نے حصہ لیا، اسیطرح اُس کے حالات کے قدیم ماخذون کی تلاش و تحقیق کے میدان مین بھی انھین کا قدم پہلے آگے بڑھا، اس لیے نامناسب نہ ہوگا، کہ ان ماخذ کا ذکر ان ماخذ کے دریافت کرنے والون کی کوششون کے ذکر کے ساتھ ساتھ کیا جائے،

۱- اس سلسلہ مین سب سے پہلا نام فرنچ مستشرق پروفیسر ہوتسما Houtsma کا ہے، اس سے پہلے خیام کے حالات مین جو کچھ لکھا جاتا تھا، وہ عموماً نظام الملک اور حسن صباح کی ہمسنی و ہمدرسی کی داستان ہے، جو متاخرین کی اکثر تاریخون اور تذکرون مین موجود ہے، پروفیسر ہوتسما پہلا شخص ہے جس نے اس قصہ کے استناد پر شک و شبہہ کی نگاہ ڈالی، عربی مین زبدۃ النصرہ کے نام سے آل سلجوق کی ایک تاریخ ہے، اس کتاب زبدۃ النصرہ کی حقیقت یہ ہے کہ سلطان محمود سلجوقی کے وزیر انوشروان ابن خالد المتوفی ۵۳۲ھ نے فارسی مین آل سلجوق کی ایک مختصر تاریخ لکھی تھی، (یہ وہی انوشروان ہے جس کے اشارہ سے ابو محمد القاسم حریری نے اپنے مشہور مقامات حریری لکھے ہین) انوشروان کی اس مختصر فارسی تاریخ کا نام چلپی کے بیان کے مطابق "فتور زمان الصدور و صدور زمان الفتور" ہے، اس کے بعد عماد الدین کاتب المتوفی ۵۹۷ھ نے "نصرۃ الفترہ و عصرۃ الفطرہ" کے نام سے عربی مین انشا پردازانہ لفاظی مین قافیون کے جوڑ توڑ کے ساتھ سلجوقیون کی ابتدائی تاریخ دیباچہ کے طور پر لکھی، اور اُس مین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوشروان کی کتاب کو اسی لفاظی اور قافیہ کی پابندی کیساتھ عربی مین ترجمہ کر کے اپنی کتاب مین شامل کر دیا، اس کے بعد ابوالفتح بنداری المتوفی ۶۲۳ھ نے نصرۃ الفترہ کی لفاظی اور حشو وزوائد کو کم کر کے اس کا ایک مختصر نسخہ تیار کیا جسکا نام زبدۃ النصرۃ وعصرۃ الفطرہ ہے، ان کتابون کی لفاظی اور قافیہ بندی کی رعایتون سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابوالقاسم حریری کے انداز نے خیالی افسانون سے نکل کر تاریخ کے میدان مین بھی اپنا سکہ جما لیا تھا،

بہرحال اسی آخری کتاب کو پروفیسر ہوتسما نے ۱۸۸۹ء مین شائع کیا، اور اس پر ایک فرنچ مقدمہ لکھا، اس مقدمہ مین اس کتاب کے اس ایک فقرہ کے ایک لفظ (مکتب) سے جسمین باطنی ملاحدہ کا ذکر اور حسن صباح کی طرف اشارہ ہے، یہ مطلب نکالا ہے، کہ حسن صباح وغیرہ جس سلجوقی وزیر کے ہم درس اور ہمسن تھے، وہ یہی انوشیروان خالد ہے،[1] اس دیباچہ نے خیام ونظام الملک وحسن صباح کی مشہور دلچسپ داستان کو سب کی نگاہون مین مشکوک بنا دیا، اور اصلی خیام کی تلاش کی طرف لوگون کو متوجہ کر دیا،

۲- خیام کی تاریخی شخصیت پر یورپ مین سب سے پہلے جسکی نگاہ پڑی وہ روسی مستشرق والنٹین ژوکوفسکی Valentin Zhukovski ہے جس نے خیام پر ۱۸۹۷ء مین ایک محققانہ مضمون روسی زبان مین لکھا، یہ مضمون پٹرسبرگ مین **مظفریہ** نام کے ایک مجموعۂ مقالات کے ضمن مین چھپا ہے، اس مضمون کے دو حصے ہین، پہلے حصہ مین ان مستند عربی وفارسی کتابون کے بعینہٖ وہ اقتباسات ہین جنمین پروفیسر موصوف کو حکیم خیام کے حالات یا برائے نام تذکرے ملے ہین، مضمون کا دوسرا حصہ حکیم خیام کے ان ۸۲ رباعیات پر مشتمل ہے، جنکو موصوف نے دوسرے شعراء کے رباعیات مین مخلوط

---

[1] دیباچۂ فرانسیسی زبدۃ النصرہ ص ۱۴ و ۱۵، بریل،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کی طرف منسوب پایا ہے، اور اس لیے ان کو "آوارہ گرد رباعیات" کے نام سے موسوم کیا ہے،

زوکوفسکی نے اپنے اس مضمون میں خیام کے حالات حسب ذیل مصنفین کے حوالہ سے نقل کئے ہیں،

۱- نزہۃ الارواح و روضۃ الافراح فی تواریخ الحکماء المتقدمین شمس الدین محمد بن محمود الشہرزوری تالیف سنہ ۵۸۶ھ سے سنہ ۶۱۱ھ،

۲- مرصاد العباد، شیخ نجم الدین ابوبکر رازی معروف بہ دایہ، تالیف سنہ ۶۲۰ھ،

۳- تاریخ الحکماء، قاضی اکرم جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف قفطی، تالیف سنہ ۶۲۴ھ سے سنہ ۶۴۶ھ

۴- فردوس التواریخ، مولانا خسرو ابرقوہی، تالیف سنہ ۸۰۸ھ،

۵- تاریخ الفی، احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی سندھی، تالیف سنہ ۱۰۰۰ھ،

۶- زوکوفسکی کے اس مضمون کو ڈاکٹر ڈینی سن راس نے انگریزی میں نقل کیا، اور اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کے جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں شائع کیا، اسکا اثر یہ ہوا کہ انگریز مستشرقوں کے اندر بھی خیام کی تحقیق کا ولولہ پیدا ہوا، چنانچہ سب سے پہلے پروفیسر براؤن نے (جن سے سنہ ۱۹۲۰ء میں کیمبرج میں مجھے ملاقات کی عزت حاصل ہوئی) سنہ ۱۸۹۹ء میں جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی، لندن میں (صفحہ ۴۰۹ - صفحہ ۴۱۴) ایک مختصر مضمون لکھا، جسمیں خیام کے سوانح کے بعض نئے ماخذ ذکر کئے، اور خصوصیت کیساتھ مغلوں کی تاریخ جامع التواریخ کا ایک حصہ شائع کیا، جسمیں حسن صباح اور باطنیوں کے سلسلہ میں عمر خیام اور نظام الملک و حسن صباح کی ہمدرسی و معاہدہ کی وہی پرانی داستان مذکور ہے، پروفیسر براؤن کے اس مضمون کا عنوان یہ ہے "خیام پر کچھ مزید روشنی"،

۷- سنہ ۱۹۰۰ء میں میتھیون پریس لندن نے رباعیات خیام کے انگریزی ترجمہ فٹز جیرلڈ کا نیا نسخہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کیا اور اس پر ڈاکٹر ڈینی سن راس نے ۱۹ صفحون مین ایک دیباچہ لکھا، اور اس دیباچہ کو تین بابون مین منقسم کیا، پہلے باب مین خیام کے تاریخی عہد کی تفصیل ہے، دوسرے مین خیام کے ذاتی حالات ہین اور تیسری مین فرنز جیرلڈ کے ترجمہ کا حال ہی، دوسرا باب جو ۲۸-۶ تک خیام کے حالات مین ہی، اسمین ڈاکٹر راس نے زوکوؤوسکی اور براؤن کے مضامین کو اور ہوتسما کے نظریہ کو اپنے بعض مزید بیانات کیساتھ درج کیا ہی، اور ہوتسما کے نظریہ کی تائید کی ہی، اور خیام کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کی تعین کی ناتمام کوشش کی ہی،

راس نے اس مضمون مین حسب ذیل کتابون کے اقتباسات درج کئے ہین،

۱- چہار مقالہ عروضی سمرقندی (خیام کا معاصر تھا)

۲- فردوس التواریخ،

۳- نزہتہ الارواح شہرزوری،

۴- مرصاد العباد رازی،

۵- تاریخ الحکما قفطی،

۶- آثار البلاد قزوینی،

۷- جامع التواریخ، رشید الدین فضل اللہ،

۸- تاریخ الفی ٹھٹھوی،

۹- ریاض الشعرار،

۱۰- ابن الاثیر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵، پروفیسر براؤن نے اسی کے بعد اپنی مشہور کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا تصنیف کرنی شروع کی ہے، سنہ ۱۹۰۶ء مین اوسکی دوسری جلد شائع ہوئی، اسمین خیام اور حسن صباح کے حالات مین ان تمام معلومات بالا کو نہایت خوبی کیساتھ یکجا کر دیا، اور کچھ نئے معلومات بھی جستہ جستہ ان مباحث مین بڑھائے، اور حسب ذیل ماخذ کے اقتباسات تاریخی ترتیب سے شائع کئے،

۱ - چہار مقالہ عروضی سمرقندی،

۲ - مرصاد العباد، نجم الدین رازی،

۳ - تاریخ الحکما، قفطی،

۴ - نزہۃ الارواح، شہرزوری،

۵ - آثار البلاد، قزوینی،

۶ - جامع التواریخ فضل اللہ،

۷ - فردوس التواریخ،

۸ - تاریخ الفی، ٹھٹھوی،

۹ - کشف الظنون، حاجی خلیفہ،

۶ - علامہ عبد الوہاب قزوینی ایران کے موجودہ علماء مین نہایت لائق اور وسیع النظر عالم ہین، (ان سے مجھے ملاقات کی عزت پیرس مین سنہ ۱۹۲۰ء مین حاصل ہوئی ہے) انھون نے پروفیسر براؤن کے زیر نگرانی گب میموریل سیریز کی متعدد کتابون کا نہایت خوبی کیساتھ تصحیح و تحشیہ کیا اور تبصرہ لکھا، انھین مین عروضی سمرقندی کا چہار مقالہ بھی ہے، جسکی تصحیح و تحشیہ اور ضمیمہ نگاری کی خدمت سنہ ۱۹۰۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین علامہ موصوف نے ادا کی ہے، اس ضمیمہ مین انھون نے خیام کے متعلق پروفیسر براؤن کی تحریر کا خلاصہ فارسی مین نقل کرکے بعض جزئی باتین اپنی طرف سے بڑھائی ہین،

اصل ماخذون مین قزوینی نے صرف ایک ماخذ یعنی خاقانی کے ایک شعر کا اضافہ کیا ہے جسمین خیام کا نام آیا ہے، اور ان ماخذون کی تاریخی ترتیب یہ رکھی ہے،

۱۔ چہار مقالہ عروضی سمرقندی، تالیف ۵۵۰ھ، (تقریباً)

۲۔ خاقانی المتوفی ۵۹۵ھ کا ایک شعر،

۳۔ نزہۃ الارواح شہرزوری، (۵۸۶ھ سے ۶۱۱ھ)

۴۔ مرصاد العباد شیخ نجم الدین دایہ تالیف ۶۲۰ھ

۵۔ تاریخ کامل ابن اثیر زیر حوادث (۴۶۷ھ) تالیف ۶۲۸ھ

۶۔ اخبار العلماء باخبار الحکماء جمال الدین قفطی تالیف ۶۲۴ھ سے ۶۴۶ھ،

۷۔ آثار البلاد زکریا قزوینی تالیف ۶۷۴ھ

۸۔ جامع التواریخ رشید الدین فضل اللہ المقتول ۷۱۸ھ

۹۔ فردوس التواریخ مولانا خسرو ابرقوہی تالیف ۸۰۸ھ

۱۰۔ تاریخ الفی احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی سندھی تالیف ۱۰۰۰ھ

دوسرے ماخذ — اس کے بعد ایک دو سال پہلے تک کسی شخص نے خیام کے حالات و سوانح کے متعلق کسی نئے ماخذ کا اضافہ نہین کیا، لیکن اگر عام فارسی تاریخون اور تذکرون کی تلاش کیجائے، تو ان دس مذکورۂ بالا ماخذون پر دس کا اور اضافہ ہو سکتا ہے، مثلاً تاریخون مین تاریخ گزیدہ، روضۃ الصفا، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب السیر کا، اور تذکرون مین ہفت اقلیم امین رازی، دولت شاہ سمرقندی، آتشکدہ آذر، ید بیضا آزاد، مجمع الفصحا، ہدایت اور مجمع الغرائب سندیلوی کا، مگر ان کتابون مین کوئی نئی بات نہین، محض نام ہے یا انھین پرانی باتون کا اعادہ و تکرار ہے، لیکن قدامت کے خیال سے جہان صرف چند لفظون کی خاطر مرصاد العباد اور آثار البلاد کا حوالہ ضروری تھا، وہان تاریخ گزیدہ جو ۷۳۰ھ کی تالیف ہے، نا قابل التفات نہین ہے،

دو نئے قدیم ترین ماخذ
۱۔ خریدۃ القصر

ابھی حال مین قدامت کے لحاظ سے خیام کے متعلق دو نہایت ہی قدیم ماخذون کا پتہ چلا ہے، جنمین سے ایک عماد کاتب اصفہانی کی خریدۃ القصر ہے اور دوسری ابو الحسن بیہقی کی تاریخ الحکما ہے، عماد الدین کاتب اصفہانی نے ۵۷۲ھ مین خریدۃ القصر کے نام سے عربی مین شعرا اور ادبا کا تذکرہ لکھا تھا، اس کتاب کا نسخہ کتبخانہ لیڈن مین ہے، شعرائے خراسان کے ضمن مین اس کے ۲۳۸ ورق پر عمر خیام کا حال ہے، اس کا حوالہ عبد الوہاب قزوینی نے حواشی چہار مقالہ کے آخری ضمیمہ (ص ۲۵۹) مین دیا ہے، مگر افسوس ہے، کہ قزوینی نے یہ کتاب خود نہین دیکھی اور نہ عبارت نقل کی ہے، صرف کتبخانۂ مذکور کی فہرست مرتبۂ ڈوزی مین اسکا ذکر اسکی نظر سے گذرا ہے، مین نے کتبخانۂ مذکور سے اس عبارت کے حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر افسوس کہ کامیابی نہین ہوئی

محمد بن محمد عماد الدین کاتب الاصفہانی ایرانی تھا، اصفہان مین ۵۱۹ھ مین پیدا ہوا، بڑا حصہ بغداد مین وزیر ابن ہبیرہ المتوفی ۵۶۰ھ کی خدمت مین گذارا، پھر اتابک نور الدین شہید کے دربار موصل مین، پھر سلطان صلاح الدین ایوبی کے دربار مین، مصر و شام مین، اور آخر وہین شام مین ۵۹۷ھ مین انتقال کیا، اس نے انوشروان خالد کی کتاب تاریخ سلجوق کی عربی کی، اور البرق الشامی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفتح القدسی (فتح بیت المقدس کی تاریخ) اور خریدۃ القصر وجریدۃ العصر نامی کتابیں تالیف کیں، اس خریدۃ القصر میں اس نے عراق، عجم، شام، جزیرہ، مصر، اور مغرب (شمالی افریقہ) کے ان شعراء کے حالات لکھے ہیں، جو ۵۰۰ھ کے بعد سے لیکر ۵۷۲ھ تک گذرے[1]، انھیں میں خیام کا نام بھی ہے،

عماد کاتب کی تمام کتابیں مقفیٰ اور مسجع عربی میں ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ قاضی اکرم قفطی نے جو عماد کے کچھ ہی دنوں کے بعد شام میں پیدا ہوا، اور جو سلاطین ایوبی سے وابستہ تھا، اور جس کے سامنے عماد کی تصنیفات کا ذخیرہ بے شبہ ہوگا، اس نے اپنی کتاب اخبار العلماء باخبار الحکماء میں جسکو اس نے ۶۲۴ھ اور ۶۴۶ھ کے درمیان لکھا ہے، خیام کا حال عماد کاتب کی اسی خریدہ ہی سے حرف حرف نقل کیا ہے، کیونکہ اس موقع کی عبارت قفطی کے طرز وروش کے برخلاف، عماد کاتب کی عبارت کی طرح سرتاپا مسجع و مقفی ہے، عماد کو اصفہان کی ولادت اور عراق و بغداد کی اقامت کے سبب سے خیام سے پوری واقفیت ہوگی، اور اسی لیے صرف اُسی نے خیام کے ورودِ بغداد کی اطلاع بہم پہنچائی ہے، عمادِ کاتب، مدرسۂ نظامیہ کا تعلیم یافتہ، فقیہ و محدث تھا، یہی سبب ہے کہ اوس نے خیام کو اچھے لفظوں سے یاد نہیں کیا ہے،

۲۔ تاریخ الحکماء ابوالحسن بیہقی | لیکن عماد کاتب سے بھی متقدم ایک اور ماخذ کا ابھی حال میں پتہ چلا ہے، یہ کتاب حکمائے اسلام کے حالات میں ظہیر الدین ابوالحسن بیہقی المتوفی ۵۶۵ھ کی کتاب تاریخ حکماء الاسلام ہے، برلن یونیورسٹی لائبریری میں اسکا ایک نسخہ ہے، یہ وہی شخص ہے، جسکا حوالہ مولانا ابوالحسن ابرقوہی نے جامع التواریخ میں دیا ہے، ظہیر الدین کا باپ خیام کا دوست تھا، یہ اپنے باپ

[1] دیکھو ابن خلکان،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کمسنی مین ۵۰۷ھ مین خیام سے ملا تھا، اُس نے اپنی یہ کتاب ۵۴۹ھ مین لکھی ہے، اس نسخہ کی وہ عربی عبارت جسمین خیام کا تذکرہ ہے، ڈاکٹر ویل صاحب نے برلن سے نقل کر کے بھیجی اور بلیٹن آف دی اسکول آف اورنٹیل اسٹڈیز لنڈن انسٹی ٹیوشن مین فروری ۱۹۲۹ء کی اشاعت مین شائع ہوئی۔

تاریخ حکماء الاسلام بیہقی جسکا دوسرا نام تتمۂ صوان الحکمۃ ہے، اس کا فارسی ترجمہ رشید الدین فضل اللہ المقتول ۷۱۸ھ کے بیٹے غیاث الدین کے زمانہ مین دُرّۃ الاخبار و لمعۃ الانوار کے نام سے کیا گیا تھا، اورنٹیل کالج میگزین لاہور نے اپنے مفید سلسلہ مین اس کتاب کو شائع کر کے علم و فن پر احسان کیا ہے، اسمین بھی (ص ۸۰) عمر خیام کے وہی حالات جو بیہقی مین ہین، مذکور ہین،

خیام کے تین اصلی ماخذ | اب ثابت ہوگیا ہے کہ خیام کے سوانح کے اصلی اور قدیم ترین ماخذ صرف تین ہین؛ ایک بیہقی کی کتاب تاریخ الحکماء، جسکا مصنف خیام سے کمسنی مین ملا تھا، اور اُس کا باپ خیام کا دوست تھا، اور خیام کا داماد خود اُسکا دوست تھا، دوسری کتاب چہار مقالہ ہے، جسکا مصنف نظامی عروضی سمرقندی ۵۰۶ھ مین اور اُس کے پس و پیش خیام سے ملتا رہا تھا، اور تیسری کتاب خریدۃ القصر ہے جسکا مصنف عماد کاتب اصفہانی، غالباً خیام کی زندگی مین ۵۱۹ھ مین سلجوقیہ کے دار السلطنۃ اصفہان مین پیدا ہو چکا تھا، ان کے علاوہ بقیہ تمام کتابین جنمین خیام کے حالات ہین وہ کم و بیش انھین سے بعینہ یا حذف و اضافہ کیساتھ منقول ہین، شہرزوری کا بیشتر مواد بیہقی سے ماخوذ ہے، قفطی مین جو کچھ ہے وہ میرے خیال مین عماد کاتب کی خریدہ سے نقل ہے،

دو نئے متاخر ماخذ | متاخرین مین دو نام اور ذکر کے قابل ہین،

۱؎ مولوی محمد شفیع صاحب (اورنٹیل کالج لاہور) نے اس مقالہ کی تحریر کے بعد مجھ سے زبانی فرمایا کہ انھون نے پچھلی اورنٹیل کانفرنس منعقدہ لاہور (۱۹۲۸ء) مین خیام کے اس نئے ماخذ پر کوئی مضمون پڑھا تھا، جو ابھی تک میری نظر سے نہین گذرا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ استظہار الاخبار | دولت شاہ سمرقندی نے (ضمناً) اپنے تذکرۃ الشعراء مین جو ۸۹۲ھ مین لکھی گئی ہے، خیام کا حال تاریخ استظہاری سے جسکا اصلی نام استظہار الاخبار ہے نقل کیا ہے، اس کے مصنف کا نام قاضی احمد دامغانی ہے، اس کتاب کا حوالہ تاریخ گزیدہ کے مقدمہ مین موجود ہے، تاریخ گزیدہ ۷۳۰ھ کی تصنیف ہے، اس لیے یہ تاریخ استظہاری لامحالہ ساتوین صدی کے آخر یا آٹھوین کے شروع کی تصنیف ہوگی، اس کتاب اور اس کے مصنف کا نام حاجی خلیفہ چلپی نے لیا ہے، مگر زمانہ نہین بتایا ہے،

۲۔ دہ فصل تبریزی | اسی طرح ترک شاعر و مؤرخ عالی نے ربیع المرسوم و تربیع المنظوم کے نام سے ۱۰۰۲ھ مین خیام کے رباعیات کا رباعی بہ رباعی جو جواب لکھا ہے، اُس کے مقدمہ مین خیام کے حالات بھی لکھے ہین، اُس نے ان حالات کے دو ماخذ دیئے ہین، ایک تاریخ استظہاری بواسطۂ دولت شاہ، دوسرا مولنا احمد بن حسین ارشید تبریزی کا رسالہ دہ فصل، ایک کسی اور کتاب سے بھی حالات نقل کئے ہین، مگر وہ تمامتر لغو ولاطائل ہین،

اس ربیع المرسوم کا قلمی نسخہ[1] جس کے ساتھ کچھ اور بھی فارسی ترکی کے رسائل ہین، دار المصنفین کے کتبخانہ مین ہے، یہ نسخہ ترکی طرز خط مین ہے، زبان فارسی ہے، اصل مین کسی ترک عالم کی ملکیت معلوم ہوتا ہے، اس پر ایک ترک شیخ کی یہ عربی عبارت درج ہے،

"استصحبہ الشیخ مصطفٰے ابن شیخ علی الخلوتی فی مدینۃ القسطنطنیۃ"

اور اس کے نیچے سنہ ۱۱۱۰ھ درج ہے، بہرحال یہ گیارہوین صدی کا نسخہ ہے،

افسوس ہے کہ "دہ فصل" اور اُس کے مصنف مولنا احمد بن حسین رشید تبریزی سے ہم ناواقف ہین،

[1] اس نسخہ پر برادر عزیز سید نجیب اشرف ندوی سابق رفیق دار المصنفین نے چند سال ہوئے نیرنگ خیال لاہور مین ایک تبصرہ لکھا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس سے زیادہ بدقسمتی یہ ہے کہ اس نسخہ مذکور کا درمیان سے ایک صفحہ غائب ہے، جس سے جو کچھ بھی معلوم ہو سکتا تھا، اس سے بھی محرومی ہو گئی لیکن سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ رسالہ تبریزی کے مصنف کے حوالہ سے عالی نے چہار مقالہ کا وہ حصہ نقل کیا ہے، جو خیام کی وفات اور اسکی گل پوش قبر کی کیفیت پر مشتمل ہے، اور اسمین ایک ایسا اہم اختلاف ہے، جس سے خیام کی تاریخِ وفات کا زمانہ ہی بدل جاتا ہے، اور اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ یہ عبارت چہار مقالہ کے خود مصنف عروضی سمرقندی کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ کے حاشیہ سے منقول ہے،

اصل وصایائے نظام الملک جعلی نہین،

ماخذ کے سلسلہ مین ہم نے نظام الملک طوسی کی کتاب دستور الوزرا، یا وصایائے نظام الملک کا نام نہین لیا ہے، کیونکہ زوکووسکی، ڈاکٹر راس، ہوٹسما، اور پروفیسر براؤن کی تحقیقات کے بعد سے اکثر مستشرقین اس کو اس لئے جعلی کتاب قرار دیتے ہین کہ اوس کے دیباچہ مین نظام الملک کی زبان سے عمر خیام اور حسن بن صباح کی ہمدرسی ہونے کی وہی داستان درج ہے، جس کو ان مستشرقین نے اس بنا پر کہ اس کے مطابق عمر خیام اور حسن صباح کی عمرین سو برس سے بھی زیادہ ماننی پڑینگی، ماننے سے انکار کر دیا ہے، حالانکہ اس داستان کے علاوہ جو دیباچہ مین ہے اصل کتاب کے اندر اُس کے نظام الملک کے ممنونِ قلم نہ ہونے کی کوئی دوسری شہادت موجود نہین ہے، البتہ یہ تو ظاہر ہے، جیسا کہ اس کے دیباچہ مین تصریح بھی ہے، کہ یہ کتاب نظام الملک کے بہت بعد بلکہ کئی سو برس کے بعد مرتب ہوئی، اور اس کے خاندان کی بارہوین پشت کی ایک یادگار کے نام معنون کیگئی ہے، لیکن ساتھ ہی جامع نے یہ تصریح بھی کر دی ہے، کہ یہ کتاب نظام الملک کے اون خاص تحریری اور سینہ بسینہ نصائح سے مرتب کیگئی ہے، جو اس نے اپنے بیٹے فخر الملک کو اس غرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کیے تھے تاکہ وہ وزارت کی مشکلات کو پوری طرح سمجھ سکے، اب اگر یہ صرف اس بنا پر کہ یہ کتاب نظام الملک کے بعد ترتیب پائی، نظام الملک کی تصنیف نہیں قرار پا سکتی، تو سیاست نامہ بھی جو متفقاً نظام الملک کی ملکیت ہی مشکوک نظر سے دیکھی جا سکتی ہے، کہ نظام الملک کے کتابدار کے اضافے اس کے آخر میں تصریحاً مذکور ہیں، مگر باایں ہمہ اس کتاب کے استناد اور وثوق میں کسی کو کوئی شک نہیں، پھر محض ایک دیباچہ کے اضافہ اور مسودہ کی نئی ترتیب سے وصایا کو استناد اور وثوق کے درجہ سے کیوں گرا دیا جاتا ہے، اس پر مزید بحث آئندہ آئیگی،[1]

زبان، طرز ادا، بے تکلفانہ چھوٹے چھوٹے فقرے، سادگی بیان، ہر چیز اس کو سیاست نامہ کے ہم پلہ اور مشابہ قرار دیتی ہے، اور اس سے زیادہ یہ کہ اس میں سلجوقی سلاطین کے جو واقعات اور اسرار بیان کئے گئے ہیں، ان کو کوئی دوسرا بنا کر نہ گھڑ سکتا ہے، اور نہ جان سکتا ہے، دوسرے تاریخی واقعات بھی بڑی صحت اور خوبی کیساتھ اس میں لکھے گئے ہیں، اس قسم کی کتابوں میں ناموں کی یا سنین کی غلطیوں کا کہیں کہیں ہو جانا ان کے جعلی ہونے کی شہادت نہیں، کہ یہ کوئی تاریخ کی کتاب نہیں، بلکہ محاضراتی یا سیاسی ہیں، اور تاریخ و سنین ان کا اصلی نہیں ضمنی مقصد ہے،

خود چہار مقالہ کس درجہ اہم اور قابل قدر کتاب ہے، مگر علامہ قزوینی کے تبصرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عروضی نے اسمار اور سنین میں کتنی جگہ غلطیاں کی ہیں مگر یہ شے اسکے جعلی ہونے کا ثبوت نہیں،

[1] پروفیسر اقبال (اورینٹل کالج لاہور) نے کالج مذکور کے سہ ماہہ رسالہ (نومبر ۱۹۲۷ء) میں اس پر ایک مفید مضمون لکھا ہے، مجھے خوشی ہے کہ پروفیسر صاحب نے اپنی گذشتہ رائے میں ترمیم فرمائی، اور میں نے معارف (فروری ۱۹۲۴ء) میں ان کے جواب میں اس کتاب کی نسبت جو لکھا تھا، اس کا ثبوت چند سال کے بعد انھوں نے خود اپنے اس مضمون میں پیش فرما دیا، میرے فقرے یہ تھے "لیکن دوران بحث میں ابھی کئی باتیں ڈاکٹر صاحب کے لیے محتاج ثبوت ہیں، لیکن میں نے قصداً ان کو تسلیم کر لیا ہے، مثلاً خیام کی تاریخ وفات کا مسئلہ، وصایائے نظام الملک کے تمامتر جعلی اور فرضی ہونے کی بحث"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور وصایا تو اس عیب سے غالباً خالی ہے، پھر دیباچہ کے ایک قصہ کے فرضی ہونے سے کل کتاب کو جعلی قرار دینا بدگمانی کی انتہا ہے، اور پھر اس قصہ کا فرضی اور جعلی ہونا بھی کسی مستند دلیل سے ثابت نہین،

خیام کے قدیم ماخذون کی ترتیب اس تفصیل سے معلوم ہوگا، کہ سوانح خیام کے ماخذون کی صحیح زمانی ترتیب حسب ذیل ہے،

۱- تاریخ حکماء الاسلام (یا تتمۂ صوان الحکمۃ) ظہیر الدین ابو الحسن بیہقی تالیف سنہ ۵۴۵ھ

۲- چہار مقالہ عروضی سمرقندی تالیف سنہ ۵۵۲ھ،

۳- خریدۃ القصر عماد الدین کاتب اصفہانی تالیف سنہ ۵۷۲ھ

۴- نزہۃ الارواح شہرزوری تالیف مابین سنہ ۵۸۶ھ، سنہ ۶۱۱ھ،

۵- اخبار الحکماء قفطی تالیف سنہ ۶۲۴ھ، سنہ ۶۴۶ھ،

اس کے بعد وہی ترتیب ہے جو اوپر گذر چکی، البتہ متاخرین مین قاضی احمد دامغانی کی استظہار الاخبار (سنہ ۷ھ؟) حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ (سنہ ۷۳۰ھ) مولانا احمد بن حسین الرشید تبریزی کی دہ فصل اور عالی رومی کی ربیع المرسوم (سنہ ۱۰۰۲ھ) بڑھانا چاہئے،

رباعیات کے چند محققین مغرب یورپ مین حال مین خیام پر چند اور فضلاء نے بھی بحثین کی ہین،

۱- اوٹو روتھفیلڈ Otto Rothfeld نے عمر خیام اور اس کے زمانہ Umar Khayyam and his age پر ایک کتاب ۹۰ صفحون مین سنہ ۱۹۲۲ء مین لکھی اور تاراپور والا بمبئی نے شائع کی ہے، ۴۷ صفحون مین خیام کے حالات کی تحقیق، اور بقیہ مین رباعیات پر بحث ہے، کتاب گو حشو وزوائد سے پاک نہین، مگر فلسفی خیام کو اس نے سمجھنے کی سب سے بہتر کوشش کی ہے،

www.KitaboSunnat.com

۲- ڈچ فاضل کریستن زن Christensen نے رباعیاتِ خیام کا ایک نیا اڈیشن اٹھارہ مطبوعہ نسخون سے مقابلہ کرکے ابھی حال مین شائع کیا ہی، اور رباعیات کی تعیین کے بعض اصول وضع کئے ہین

۳- جرمن فاضل فریڈرک روزن Rosen نے ۱۹۲۵ء مین رباعیاتِ خیام کا ایک نیا نسخہ برلن کے مطبع کاویانی سے شائع کیا، اور اس پر فارسی مین ایک دیباچہ لکھا، جسمین کریستن زن تک کے تمام معلومات اور علامہ قزوینی کے بعض نئے انکشافات متعلقہ رباعیات کا اضافہ کیا، پھر ۱۹۳۰ء مین فریڈرک روزن نے میتھون پریس لندن مین اپنے اڈیشن کا انگریزی ترجمہ شائع کیا، اور اس پر انگریزی مین ایک مقدمہ بڑھایا، جسمین برلن کی سرکاری لائبریری کے مشرقی حصہ کے ناظر ڈاکٹر ویل کے بتانے سے خیام کے ایک نئے رسالہ نوروز نامہ پر تبصرہ لکھا،

چند مشرقی محققین

عربی مین خیام کے متعلق سب سے بہتر ودیع البستانی کا وہ مضمون ہی جو رباعیاتِ خیام کے عربی ترجمہ کیساتھ شائع ہوا ہی، مگر غالباً وہ کسی ترکی مقالہ سے ماخوذ ہی، ہماری اردو زبان مین خیام کے متعلق صرف دو کتابین ذکر کے قابل ہین، ایک علامہ شبلی کی شعر العجم کی پہلی جلد مین عمر خیام کا مختصر لیکن مستند احوال، اور اُسکی رباعیات اور خیالات پر فلسفیانہ تبصرہ، دوسری مولوی عبدالرزاق صاحب کانپوری کی نظام الملک طوسی، جس کے ضمیمہ مین انھون نے خیام کا نہایت مبسوط حال لکھا ہی، مگر افسوس ہے کہ اسمین بکثرت غلطیان ہین، ان دونون کے سوا اردو مین جو کچھ کسی نے لکھا ہی، وہ انھین دونون کی نقالی ہی، اور یا انگریزی دیباچون کا ترجمہ ہے، ترکی مین دانش کا ترجمہ ابھی حال مین شائع ہوا ہی، اس کا مقدمہ بھی اچھی تحقیق کیساتھ لکھا گیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعاتِ خیام کے چند سنین

خیام کے حالات و سوانح لکھنے سے پہلے اس کے سنین کی تعیین کی کوشش ضروری ہے، کسی انسان کی تاریخ کے لیے سالِ ولادت پہلی چیز ہے، مگر یہاں یہ حال ہے کہ مشرق و مغرب دونوں دنیاؤں کے علماے تاریخ اسکے سالِ ولادت کا کوئی سراغ نہ پاسکے، اُسکا سالِ وفات گو مشرق و مغرب دونوں میں عموماً ۵۱۷ھ بیان کیا جاتا ہے، مگر اُسکی تعیین کی بھی کوئی قدیم سند ہاتھ میں نہیں ہے، خیام کے واقعات کے صرف چار سنین ہم کو معلوم ہیں، جو بترتیب حسب ذیل ہیں،

۱۔ ۴۶۷ھ میں ہم اسکو پہلے پہل ملک شاہ سلجوقی کے رصد خانہ میں پاتے ہیں[1]،

۲۔ اس کے بعد ۵۰۶ھ میں اُس سے نظامی عروضی سمرقندی بلخ میں ملتا ہے[2]،

۳۔ ۵۰۵ھ[3] یا ۵۰۷ھ میں ابو الحسن بیہقی (مصنف تاریخ الحکماء) اپنی کمسنی میں اس سے ملا تھا،

۴۔ ۵۰۸ھ میں عروضی نظامی کے بیان کے مطابق خیام نے سلطان کے شکار کے لئے

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر واقعات ۴۶۷ھ [2] چہار مقالہ عروضی ص ۶۲ طبع بریل گب، [3] فردوس التواریخ کے مصنف مولانا ابرقوہی کی جو عبارت ژوکوودسکی نے نقل کی ہے، اسمین ۵۰۵ھ ہے، لیکن خود بیہقی کی جو اصل عبارت بلیٹن آف اورینٹل اسٹڈیز لندن مین چھپی ہے، اسمین ۵۰۷ھ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائچہ تیار کیا،[1]

۵۔ ۵۳۰ھ سے کچھ پہلے اُس نے وفات پائی،[2]

عمر خیام کے بقیہ سنین کی تعیین کیلئے ہم یہ کوشش شروع کرتے ہیں کہ اس کے تعلق کے سلسلہ سے جتنے اشخاص کے نام ملتے ہیں اُن کے سنین کے ذریعہ سے کوئی نتیجہ پیدا کیا جائے، اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز نظام الملک اور حسن صباح کی ہمسنی اور معاصرت کی داستان ہے، کہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو نظام الملک اور حسن صباح جنکے اکثر سنین معلوم ہیں اُن کے تطابق سے خیام کے سنین کی بھی تعیین کیجا سکتی ہے، اور اگر یہ چیز ثابت نہیں ہوتی تو خیام کی تاریخ سے ایک بڑا پردہ اُٹھ جاتا ہے،

---

[1] چہار مقالہ ص۶۳، گب،
[2] چہار مقالہ ص۶۲، گب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور داستان معاصرت کی تنقید

نظام الملک کی معاصرت!

نظام الملک طوسی وزیر آل سلجوق کی ولادت اور شہادت کی تاریخ بالاتفاق سب کو معلوم ہے، یعنی ۴۰۸ھ یا ۴۱۰ھ[1] مین وہ پیدا ہوا، اور ۴۸۵ھ مین اُس نے شہادت پائی، مشرق کے عام تذکرہ نویسون کی طرح اگر عمر خیام اور حسن صباح کو نظام الملک کا ہمدرس و ہمسن تسلیم کر لیا جائے، تو ماننا پڑیگا، کہ خیام اور حسن صباح کی ولادت بھی ۴۰۸ھ یا ۴۱۰ھ کے قریب قریب ہو، لیکن اس ہمدرسی و ہمسنی کا ثبوت اس داستان کے ثبوت پر موقوف ہی جسکا ابھی ہمکو جائزہ لینا ہی،

یہ داستان وہ مشہور قصہ ہے، کہ خیام حسن صباح، اور نظام الملک طوسی ہمسن ، اور نیشاپور مین امام موفق کی درسگاہ مین ہم سبق تھے، وہین انھون نے باہم یہ طفلانہ معاہدہ کیا تھا کہ امام موفق کے شاگردون مین کوئی نہ کوئی بڑے عہدہ پر پہنچتا ہی، اس لیے ہم مین سے جو کوئی کسی بڑے عہدہ پر پہنچے وہ دوسرے دونون دوستون کو بھی اپنی دولت مین شریک کرے، اس پیشینگوئی کو بالآخر زمانہ نے صحیح ثابت کر دیا، اور نظام الملک وزیر سلطنت ہو گیا، معاہدہ کے مطابق اُسنے خیام کو ایک گرانقدر

[1] عام تاریخون میں نظام الملک کی ولادت ۴۰۸ھ میں ملتی ہے لیکن علی بن زید بیہقی المولود ۴۹۹ھ المتوفی ۵۶۵ھ کی تاریخ بیہقی میں اس کی ولادت کا سال ۴۱۰ھ سنہ عشر واربع مائۃ مذکور ہے، (دیکھو اقتباس تاریخ مذکور بعنوان خاندان سید الوزراء نظام الملک در اورینٹل کالج میگزین لاہور نومبر ۱۹۲۸ء منقول از نسخہ برٹش میوزیم لندن،)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالانہ وظیفہ دیا، اور وہ اپنی علمی تحقیقات میں مصروف ہوگیا لیکن حسن صباح نے دربار میں پہنچکر ایسی سازش کی کہ جس سے خود نظام الملک کی جڑ اکھڑ جاتی آخر وہ ناکام ہوا، اور مصر جاکر اسماعیلی داعیون میں شامل ہوگیا، یہ قصہ پہلے عموماً بڑی عقیدت کیساتھ تسلیم کیا جاتا تھا لیکن بعد کو یورپ کے چند مستشرقین نے اس بنا پر کہ اس ہمسنی اور معاصرت کے تسلیم کرنے سے خیام اور حسن صباح کی عمر سو برس سے زیادہ کی ماننی پڑیگی اس داستان کو مشتبہ اور ناقابل اعتبار قرار دیا، ایک بحیثیت تاریخی واقعہ کے تحقیق کی عدالت سے اسطرح مسترد ہوجانے سے تاریخ کی دلچسپی کا خون ہوتا ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ اس پر ہمدردی سے غور کیا جائے،

اس قصہ کے اصلی ماخذ | اس قصہ کے سب سے پرانے ماخذ دو ہین، ایک وصایاے نظام الملک جسمین نظام الملک کی زبان سے یہ قصہ بیان ہوا ہے، اور دوسرا جامع التواریخ فضل اللہ رشید مقتول ۷۱۸ھ حسن بن صباح کے قلعہ الموت کے خاص کتب خانہ مین "سرگذشت سیدنا" کے نام سے حسن صباح کی ایک مختصر سوانح تھی ہلاکو خان نے جب ۶۵۴ھ مین الموت پر قبضہ کیا، تو اپنے مسلمان درباری امیر عطاء الملک جوینی کو اس کتبخانہ کے جلانے کا حکم دیا، عطاء الملک نے آسمین سے یہ رسالہ الگ کرلیا، یہی رسالہ اسماعیلیون کی تاریخ کا اصلی سرمایہ ہے، جس سے خود عطاء الملک نے اپنی تصنیف مین اسماعیلیون کی تاریخ مین کام لیا ہے، اور اسی رسالہ کے معلومات کو بعد کو فضل اللہ نے اپنی تاریخ مین استعمال کیا ہے، اس طرح یہ واقعہ ایک بڑی سند رکھتا ہے،

دوسری طرف یہ واقعہ اُس کتاب (وصایاے نظام الملک) کے اس دیباچہ مین مذکور ہے جو نظام الملک کی طرف منسوب ہے لیکن جس کے نظام الملک کی طرف غلط طور سے منسوب ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پر اب تک کوئی دلیل نہیں پیش کیجا سکی ہے،

یہ واقعہ تین شخصیتوں سے متعلق ہے، خیام، حسن بن صباح، اور نظام الملک، اب تک نیا نے اس مقدمہ کے صرف دو گواہوں کی شہادتیں سنی ہیں، ایک حسن صباح کی جو "سرگذشت سیدنا" میں موجود ہے، اور دوسری نظام الملک کی جو وصایا کے دیباچہ میں ہے، مقدمہ کا تیسرا گواہ اب تک چپ تھا، یعنی خیام کی کوئی شہادت موجود نہ تھی، لیکن اب یہ تیسری شہادت بھی حاصل ہو گئی ہے،

خیام کی شہادت | خیام کی اُن تصنیفات میں سے جن کا اُسکے سب سے پرانے سوانح نگار بیہقی نے ذکر کیا ہے، ایک رسالہ کتاب الکون والتکلیف ہے، یہ رسالہ مصر میں سنہ ۱۹۱۷ء میں چھپا ہے[۱]، اُس کے صفحہ (۱۷۰) میں خیام نے ابن سینا کا ذکر کرتا ہے، کہتا ہے، کہ "اس مسئلہ پر شاید میں نے اور میرے استاد بوعلی سینا نے خوب غور کر لیا ہے"، اصل عبارت یہ ہے،

ولعلی ومعلمی افضل المتاخرین الشیخ الرئیس	اور شاید میں نے اور میرے استاد پچھلے فلسفیوں میں
اباعلی الحسین بن عبداللہ بن سینا	سب سے بہتر ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا بخاری
البخاری اعلی اللہ درجتہ قد امعنا	نے (خدا اُس کا درجہ بلند کرے) اس مسئلہ میں
النظر فیہا، (ص ۱۷۰)	خوب غور کر لیا ہے،

ابو علی سینا کی وفات بالاتفاق سنہ ۴۲۸ھ میں ہوئی ہے، اور فلسفہ کی شاگردی کے لیے کم از کم اٹھارہ برس کی عمر بھی مانی جائے، تو سنہ ۴۰۸ھ یا سنہ ۴۱۰ھ تک خیام کی تاریخ ولادت قرار دینی پڑے گی،

---

[۱] یہ رسالہ مصر کے مطبع سعادت میں چھپا ہے، اور اُس کا قلمی نسخہ سنہ ۶۹۹ھ یعنی خیام کے تقریباً دو سو برس کے بعد کا لکھا ہوا نور الدین بک مصطفیٰ مصری کے کتب خانہ میں ہے جس سے نقل لے کر اس مجموعہ میں شائع کیا گیا ہے،
(دیکھو مطبوعہ رسالہ کا خاتمہ)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو خود نظام الملک کی تاریخِ ولادت ہے،

عبارتِ بالا سے مقدمہ کے تیسرے گواہ کی شہادت معلوم ہوتی ہے،

اس قصہ کی صحت کے دوسرے امکانات

اگر اس قصہ مین ہمسنی کے بجائے صرف اُن کی ہمدرسی کے ثبوت پر قناعت کیجائے، تو اس کی صحت کے بہت سے امکانات پیدا ہوجاتے ہین،

۱- نظام الملک گو سن مین بڑا تھا، مگر تعلیمی نصاب مین وہ چھوٹا تھا، اور اس طرح حسن صباح اور خیام عمر مین چھوٹے ہوکر بھی اس کے ہمدرس ہوسکتے تھے،

۲- یہ ہمدرسی مکتبی تعلیم مین نہ تھی، بلکہ اعلیٰ تعلیم مین تھی، جسمین عمرون کا تفاوت، ہمدرسون مین ممکن ہے،

۳- امام موفق جنکی درسگاہ کا اس قصہ مین ذکر ہے، وہ ایک تاریخی شخصیت ہے، اور یقیناً وہ اس زمانہ مین ایسے ہی خوش نصیب شیخ وقت تھے،

اب ان مین سے ہر ایک امر کی تحقیق کی کوشش کرنی ہے،

ہمدرسی کا امکان

مین نے اپنے ایک مضمون "عمر خیام اور شعر العجم" شائع شدہ معارف (فروری ۱۹۲۴ء) مین یہ ثابت کیا ہے، کہ اگر ۵۱۷ھ تک خیام کی تاریخِ وفات تسلیم کیجائے، جیسا کہ عام طور سے مشہور ہے اور ۴۲۵ھ مین بھی خیام اور حسن صباح کی پیدائش مانی جائے، تو ۴۸۰ھ مین جو اُن کے استاد امام موفق کی تاریخ وفات ہے، ہمسنی تو نہین، مگر ہمدرسی ممکن ہے، کہ یہ ہمدرسی ابجد خوانی مین نہ تھی، جیسا کہ غلطی سے عام طور پر سمجھا جاتا ہے[۱]، بلکہ دینیات کے اعلیٰ درس مین تھی، امام موفق ہبۃ اللہ شافعیہ کے امام اور رئیسِ وقت تھے، اور اُن کی مجلس مین علمار و فضلار کا جمگھٹا لگا رہتا تھا، وہ حدیث و فقہ کا درس دیتے

۱؎ چنانچہ آتشکدہ آذر مین ہے: "مذکور است کہ با نظام الملک و حسن صباح طفل یک دبستان بودہ" (ص ۱۲۹ بمبئی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، خود وصایا مین لکھا ہی کہ درس قرآن و حدیث یعنی یہ قرآن و حدیث کے درس مین شرکت تھی، جسکے لیے خاصی بڑی عمر چاہیے، مکتب نشینی اور ابجد خوانی مین نہین جس کے لیے کمسنی کی حاجت ہی،

"سرگذشت سیدنا" مین اس قصہ کو جہان بیان کیا ہی، وہان تصریح ہی کہ سترہ سال کی عمر کے بعد حسن صباح نیشاپور کی درسگاہ مین نظام الملک کا شریک درس ہوا" اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ بچپن کے طفلانہ مکتب کا واقعہ نہ تھا، بالکل اچھی خاصی عمر کی درسگاہ علوم عالیہ کا واقعہ ہے، اور یہ بالکل ممکن ہی، بلکہ واقعہ ہے، کہ نظام الملک کی تعلیم دیر سے شروع ہوئی، جیسا کہ اُس کے حالات مین سب نے لکھا ہی، کہ پہلے اُس نے قرآن حفظ کیا، پھر اپنے وطن طوس کے دیہات مین فقہ کی تعلیم پائی، اس کے بعد نیشاپور بھیجا گیا" ان تعلیمی منازل کو طے کرنے کے لیے خاصی بڑی عمر درکار ہی،

سلجوقیون نے ۴۲۹ھ مین نیشاپور فتح کیا، اور امام موفق ۴۴۰ھ سے ۴۴۴ھ تک مسند آرائے درس و موعظت رہے، اور نظام الملک نے چار برس ان کے درس مین شرکت کی، پھر وہ غزنین و بلخ گیا، اور داؤد سلجوقی کے قائم مقام گورنر ابو علی بن شاذان کی نوکری کی، داؤد نے ۴۳۰ھ کے بعد ہی بلخ فتح کیا ہے، اور ابو علی بن شاذان جس داؤد سلجوقی کی طرف سے بلخ مین قائم مقام تھا، اُس نے ۴۵۰ھ یا ۴۵۱ھ مین وفات پائی، اس لئے نظام الملک کے درس کی شرکت کی تاریخ ۴۳۶ھ سے ۴۴۰ھ تک قائم کیجا سکتی ہی، اور ۴۴۱ھ سے ۴۵۰ھ کے درمیان تک امیر بلخ کی ملازمت مین اُسکا ہونا بھی ممکن ہو جاتا ہے

نظام الملک سے حسن صباح اور خیام کے کمسن ہونے کی شہادت خود دیباچہ وصایا سے،

وصایا کے دیباچہ مین حسن صباح اور خیام کے نیشاپور مین امام موفق کی مجلس مین آنے کے موقع پر ہے،

"و حکیم عمر خیام و مخذول ابن صباح دو نو رسیدہ بودند"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نورسیدہ" کے یہ معنی نہین کہ وہ اس درسگاہ مین تازہ وارد تھے اور نئے آئے ہوئے تھے بلکہ فارسی محاورہ مین اس کے معنی "تازہ جوان" اور "تازہ بالغ" کے ہین جسکی ابتدائی حد سولہ سترہ برس سے شروع ہوجاتی ہے، البتہ اس کے بعد دیباچہ کا یہ فقرہ کہ "بسن من بودند" قابلِ غور ہے، یہ فقرہ نظام الملک کے اُن حالات کے خلاف ہے، جو معتبر تاریخون مین مذکور ہین کہ وہ جوانی کی عمر کو اور تعلیم کے وسطی حصہ تک غالبًا اپنے وطن ہی مین پہنچ چکا تھا[1]، اس لئے یہ فقرہ الحاقی اور بعد کا بڑھایا ہوا معلوم ہوتا ہے،

پھر وصایا مین خیام کے تذکرہ مین ہے، کہ الپ ارسلان کے عہدِ حکومت مین خیام نظام الملک کی خدمت مین آیا، اور سو اسو اشرفی سالانہ کا وظیفہ اس نے پایا، اس کے بعد ہے،

"وحکیم عمر بعد از ان تکمیل فنون کردہ در علم ہیئت بدرجات رفیعہ ترقی نمود"

الپ ارسلان کا عہد ۴۵۵ھ سے ۴۶۵ھ تک ہے، ہم خیام کے اس کے دربار مین آنے اور وظیفہ پانے کا زمانہ درمیانی یعنی ۴۶۰ھ فرض کرتے ہین، اس سے معلوم ہوگا کہ ۴۶۰ھ تک جب نظام الملک بہت سے انقلابات کے بعد وزارت کے درجہ تک پہنچ چکا تھا خیام ہنوز علوم وفنون کی تکمیل سے فارغ نہ ہوا تھا،

اس تفصیل سے ظاہر ہوگا، کہ نظام الملک کو اگر بڑا، اور بقیہ دو رفیقون کو عمر مین اس سے چھوٹا فرض کیا جائے تو ہمدرسی ممکن ہے بشرطیکہ خیام کی مشہور عام تاریخ وفات صحیح مان لیجائے،

امام موفق

امام موفق اور اُن کی مجلسِ درس، اور اون کی سفارش سے اعلیٰ سرکاری عہدون پر پہنچنا جیسا کہ اس داستان مین مذکور ہوا ہے، یہ سب قرینِ قیاس باتین ہین، اور اُن کی تصدیق دوسرے

[1] تاریخ ابن اثیر ج ۱۰ ص ۳۹، وتجارب السلف ہندوشاہ بن سنجر (ص ۲۶۳) وحبیب السیر بحوالۂ ضمیمۂ سیاست نامہ موسیو شیفر، وابن خلکان وطبقات الشافعیہ سبکی ترجمۂ نظام الملک، (ج ۳)،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع سے بھی ہوتی ہے، حافظ سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ مین اس خاندان کا پورا ذکر کیا ہے، (دیکھو کتاب مذکور جلد ۳ صفحات ۵۹ و ۸۵ مطبوعہ حسینیہ مصر) سبکی کہتے ہین،

وکان بیتھم مجمع العلماء وملتقی الائمۃ (ج ۳ ص ۸۶)

اُن کا گھر علما کے ملنے اور فضلا کے اکٹھے ہونے کا مقام تھا،

امام موفق کے باپ قاضی ابوعمر محمد بن حسین بسطامی امام وقت تھے، یہ ۳۸۸ھ مین سلطنت (دیلم) کی طرف سے قاضی بنا کر نیشاپور بھیجے گئے، وہان شافعیہ اور اہل حدیث نے اُن کا بڑا خیر مقدم کیا، اور اُس وقت سے یہ خاندان تمام شوافع کا سرگروہ و پیشوا ہو گیا، اور یہ جاہ و ثروت حاصل کی تھی کہ وہ وزارت کا متوقع تھا، اور درحقیقت یہی عہدہ طلبی کی کشمکش تھی جس کو وزیر عمید الملک کندری نے مذہبی فتنہ کی صورت مین کھڑا کیا، تاکہ وزارت کا منصب اُس سے چھنکر امام موفق کے صاحبزادہ ابوسہل کو نہ مل جائے، امام الحرمین اور امام قشیری وغیرہ کی جلاوطنی کے موقع پر ابوسہل نے سلجوقی سلطنت کا پر زور مقابلہ کیا، اور آخر اپنی بات منوا چھوڑی[1]،

خود امام موفق اس رتبہ کے تھے کہ سلجوقیون کو اُن کو اپنا پیشوا ماننا پڑا، چنانچہ حکیم ناصر خسرو جب ۴۳۷ھ مین نیشاپور پہنچا ہے، تو وہ اُن سے ملا ہے، اور اُن کیساتھ نیشاپور سے نکلا ہے، اس کا بیان ہے کہ خواجہ موفق سلطان طغرل بیگ سلجوقی کے پیر تھے،

"دویم ذیقعدہ از نیشاپور بیرون رفتم در صحبت خواجہ موفق کہ خواجۂ سلطان بود" (سفرنامہ ناصر خسرو ص ۲ مطبع کاویانی برلن)

---

[1] اس واقعہ کی پوری تفصیل طبقات الشافعیہ سبکی کے حسب ذیل تراجم مین دیکھو، امام ابوالحسن اشعری ج ۲ ص ۲۷۰ و ص ۲۷۱ ابوسہل بسطامی ج ۳ ص ۱۱۶، امام عبدالکریم قشیری ج ۳ ص ۲۴۵، امام الحرمین عبدالملک جوینی ج ۳ ص ۲۵۲، یہ بات کہ اس فتنہ کا اصلی راز وزارت کا عہدہ تھا، سبکی نے طبقات ج ۲ ص ۲۷۰ مین لکھی ہے، وکان مرموقاً بالوزارۃ،

www.KitaboSunnat.com

سلطانِ وقت کا پیر ہونا خود عوام کی مقبولیت، عقیدت، اور شاہی توسّل کا کافی ذریعہ ہو سکتا تھا، اس کے علاوہ سلطان کا پہلا کاتب (سکریٹری) عمید الملک کندری (جو آخر نظام الملک سے پہلے وزارت تک پہنچ گیا تھا) کی نسبت بتصریح ثابت ہو، کہ وہ انھیں امام موفق کی سفارش سے اس درجہ کو پہنچا تھا، چنانچہ زبدۃ النصرہ تاریخ آل سلجوق للبنداری میں ہو،

وکان سبب معرفته لطغرل بك
انه لما ورد نیشاپور افتقر الی
کاتب یجمع فی العربیة والفارسیة
بین الفصاحتین فدل علیه
الموفق والد ابی سهل،
(ص ۲۹، مطبوعۂ مصر)

عمید الملک کے طغرل بیگ سے شناسائی کا
سبب یہ ہوا کہ جب طغرل نیشاپور پہنچا، تو اوسکو
ایک ایسے میرمنشی کی ضرورت ہوئی، جو عربی و
فارسی دونوں میں پوری دستگاہ رکھتا ہو،
تو ابو سہل کے والد موفق نے طغرل کو عمید الملک
کا پتہ دیا،

ابن اثیر میں ہے،

وکان سبب اتصاله بالسلطان
طغرل بك ان السلطان لما ورد
نیشاپور طلب رجلا یکتب له ویکون
فصیحا بالعربیة فدل علیه
الموفق والد ابی سهل،
(ج ۱۰ ص ۲۰، بریل)

عمید الملک کے سلطان طغرل تک پہنچنے کا سبب
یہ ہوا، کہ سلطان جب نیشاپور آیا، تو اس نے ایک
شخص کو تلاش کیا جو انشا کا کام کر سکے، اور
جو عربی میں ماہر ہو، تو ابو سہل کے والد
موفق نے عمید الملک کو بتایا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طغرل بیگ نیشاپور ۴۲۹ھ مین پہنچا ہی اس لیے امام موفق کی سفارش سے اُس کا دربارِ سلطانی مین اس عہدہ پر سرفراز ہونا اسی سال یا ۴۳۰ھ مین ممکن ہی، قرین قیاس ہی کہ اسی واقعہ نے یہ شہرت پیدا کی ہو جس کے لیے ۴۳۶ھ مین نظام الملک وغیرہ نے اس مجلس مین قدم رکھا،

عمید الملک امام موفق کی مجلس کے حاضر باش لوگون مین تھا چنانچہ دُمیۃ القصر[1] مین اُس کے معاصر باخرزی کی شہادت ہی،

عمید الملک ابو نصر منصور الکندری	عمید الملک ابو نصر منصور کندری . . . . . . میری اور
. . . . جمعنی وایاہ مجلس الامام	اُنکی ملاقات امام موفق کی مجلس مین ۴۳۴ھ
الموفق سنۃ اربع وثلاثین (واربع مائۃ)	مین ہوئی،

امام موفق اپنے باپ قاضی ابوعمر محمد بن حسین بُسطامی کی وفات کے بعد جنھون نے ۴۰۸ھ مین وفات پائی[2]، اُن کے جانشین ہوئے، اور سلطنت کی طرف سے خلعت اور جمال الاسلام کا لقب ملا، اور ۳۲ برس تک شان وشکوہ اور وجاہت کیساتھ مسندِ افادہ پر جلوہ آرا رہکر ۴۴۰ھ مین وفات پائی[3]،

نظام الملک حسن صباح سے پہلے سے واقف تھا۔

اسی طرح یہ بھی ثابت ہے، کہ نظام الملک، حسن بن صباح سے پہلے ہی سے پوری طرح واقف تھا، اور مزید واقفیت کی صورت یہ تھی کہ حسن صباح رے کا رہنے والا تھا، اور رے کا رئیس ابو مسلم نظام الملک کا خسر تھا[4] وہ نہایت دیندار اور مذہبی تھا،

---

[1] دُمیۃ القصر وعصرۃ اہل العصر باخرزی، مطبوعہ حلب صفحہ ۱۴۲ موسیو شیفر نے سیاست نامہ کے ضمیمہ مین (صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ پیرس) اس عبارت کو نقل کیا ہی، مگر تعجب ہے کہ اپنے فرنچ دیباچہ مین (صفحہ ۵) اس عبارت کو خریدۃ القصر وجریدۃ العصر عماد الدین اصفہانی کی طرف منسوب کیا ہی، حالانکہ ظاہر ہی کہ عماد اصفہانی عمید الملک کندری کے بہت بعد پیدا ہوا ہی اس لیے عمید الملک کے متعلق یہ معاصرانہ شہادت عماد الدین کی تصنیف مین نہین ہوسکتی، [2] طبقات الشافعیۃ سبکی ج ۳ صفحہ ۵۹ مصر کتاب الانساب سمعانی ورق ۸۲ (گب میموریل) [3] ایضاً، صفحہ ۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ میں باطنیہ تحریک کا مرکز مصر تھا، جہاں خلافت عباسیہ کی حریف سلطنت دولت فاطمیہ اسماعیلیہ قائم تھی، اُس کے داعی ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلے تھے، اس لیے مشتبہ آدمیوں کی دیکھ بھال رکھنا ہر رئیس و امیر کا مذہبی اور سیاسی فرض سمجھا جاتا تھا، اس کے بعد ابن اثیر کی یہ عبارت پڑھئے،

وكان الحسن بن صباح رجلا	اور حسن بن صباح ایک بلند ہمت، قابل، اور
شهما كافيا عالما بالهندسة و	ہندسہ اور حساب اور نجوم اور سحر وغیرہ کا عالم تھا
الحساب والنجوم والسحر وغير ذلك	اور رے کا رئیس اس زمانہ میں ایک شخص تھا جسکا
وكان رئيس الري انسان يقال له	نام ابو مسلم تھا، اور وہ نظام الملک کا خسر تھا، تو
ابو مسلم وهو صهر نظام الملك	اس نے حسن بن صباح پر یہ الزام لگایا، کہ مصری
فاتهم الحسن بن صباح بدخول	داعیوں کی ایک جماعت اُس کے پاس آئی،
جماعة من دعاة المصريين عليه	ابن صباح ڈرا، اور نظام الملک اس کی عزت
فخافه ابن الصباح وكان نظام الملك	کرتا تھا، اور ایک دن اُس نے فراست کی راہ سے
يكرمه وقال له يوما من طريق	اس سے کہا کہ یہ شخص عنقریب نادان عامیوں کو گمراہ
الفراسة عن قريب يضل هذا	کریگا، تو حسن بن صباح ابو مسلم کے ڈر سے بھاگا،
الرجل ضعفاء العوام، فلما هرب الحسن	ابو مسلم نے اس کو ڈھونڈا، تو اُس کو نہ پا سکا، اور
من ابي مسلم طلبه فلم يدركه وكان	حسن بن صباح اوس ابن عطاش طبیب کے
الحسن من جملة تلامذة ابن عطاش الطبيب	شاگردوں میں تھا، جس نے اصفہان کے
الذي ملك قلعة اصفهان ومضى ابن الصباح	قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا، اور حسن صباح روانہ ہو

www.KitaboSunnat.com

وطاف البلاد ووصل الی مصر (ج۔ ا، ص ۲۱۶) اور ملکون مین گھوما اور مصر پہنچا،

ہمدرسی ہنسی اور آخری سازش کی روایت کو چھوڑ کر دیکھو کہ ابن اثیر کا بیان کسقدر وصایا کے دیباچہ اور سرگذشت کے بیان سے ملتا جلتا ہے،

با این ہمہ یہ داستان فرضی ہے | لیکن ان موافق قیاسات کے باوجود، اس ہمدرسی کا بھی ثبوت اس پر موقوف ہے، کہ خیام کی تاریخ وفات ۵۱۵ھ یا ۵۱۷ھ تسلیم کیجائے، تاکہ خیام زیادہ سے زیادہ سو برس کا فرض کیا جا سکے، مگر تحقیق کا قلم خیام کی وفات کا سانحہ اس کے بہت بعد ماننے پر مجبور کرتا ہے، یعنی ۵۲۶ھ مین، اور اس حساب سے اس کو اس ہمدرسی کے ثبوت کیلئے بھی سو سے بہت زیادہ عمر کا ماننا پڑیگا، جو بہرحال مشتبہ ہے، یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ نظام الملک کا زمانۂ تعلیم، اور امام موفق المتوفی ۴۹۴ھ کی درسگاہ ۴۴۰ھ مین یقیناً ختم ہو چکی تھی، اب خیام کی ولادت ۴۲۵ھ اور اُسکی عمر سو برس کی مانی جائے تب کہین جا کر یہ ممکن ہوگا کہ دس گیارہ برس کا خیام، اٹھائیس برس کے نظام الملک کا ہمدرس ہو سکے،

یہ بھی خیال مین رہنا چاہیئے کہ نظام الملک کی تعلیم اور اساتذۂ تعلیم کا ذکر تاریخون مین محفوظ ہے، مگر اُن مین امام موفق کا نام کسی نے نہین لیا ہے، حالانکہ خود نیشاپور کے مشہور شیخ امام قشیری کا نام نظام الملک کے شیوخ حدیث مین لیا گیا ہے[1]،

خیام کے مطبوعہ رسالۂ تکوین مین ابو علی سینا المتوفی ۴۲۸ھ کی نسبت جو لفظ "میرے استاد (معلم)" کا ہے اسکی مطبوعہ عبارت میرے نزدیک مشکوک ہے، ابو علی سینا کی شاگردی ظاہر ہے کہ فلسفہ مین ہوگی، اور ایک ایسے معلم فلسفہ کی شاگردی کے لیے جس نے ۴۲۸ھ مین وفات پائی، کم از کم

---

[1] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ سبکی ترجمہ نظام الملک،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے شاگرد کی عمر اٹھارہ برس تو فرض کرنی پڑے گی، اور اس حساب سے اسکی ولادت ابو علی سینا کی شاگردی کیلئے ۴۱۱ھ مین ماننا چاہئے، اور اس طرح ۵۲۶ھ مین جو اسکی وفات کا سال ہے اسکو ایک سو سترہ برس کا ہونا چاہئے،

پھر ابو علی سینا کی آخری عمر سراسر پریشانی اور آوارہ گردی مین گذری ہی جسمین سلاطین کے ڈر سے ڈرتا چھپتا اور ادھر اُدھر بھاگتا رہا ہی، ایسی حالت مین کسی کا شاگرد بننا بہت مشکل ہی، اس حال مین خیام کا اُس تک جانا اور پہنچنا اور شریک درس ہونا محال سا معلوم ہوتا ہے، بلکہ خیام کے سال ولادت اور سال وفات کی تخمینی تعیین کی جو کوشش مین نے آگے کی ہے اسکو پیش نظر رکھتے ہوئے، خیام کے ۴۱۱ھ مین پیدا ہونے کا تصور بھی نہین ہو سکتا ہے، اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ مین معلّمی (میرے استاد) کے بجائے، معلمک (تیرے استاد) ہوگا، کیونکہ قاضی محمد بن عبدالرحیم نسوی جس کے سوال کے جواب مین یہ رسالہ ہے اپنے کو ابن سینا کا شاگرد کہتا ہے، یا یہ بات ہی کہ خیام جیساکہ میرا ظن غالب ہی، ابو علی سینا کے کسی شاگرد کا شاگرد تھا، اس لئے اس نے تعظیماً ابو علی سینا کو اپنا استاد و معلّم قرار دیا، یعنی بواسطہ استاد، ورنہ خیام کا ابو علی سینا کا براہ راست شاگرد ہونا میرے آیندہ پیش کردہ دلائل کے لحاظ سے ممکن نہین،

خیام کی ایک رباعی سے اسکی درازی عمر پر استدلال صحیح نہین رباعیات خیام کے بعض نسخون مین ایک رباعی پائی جاتی ہے،

آنم کہ پدید گشتم از قدرت تو | صد سالہ شدم بناز از نعمت تو
صد سال بامتحان گنہ خواہم کرد | تا جرم منست بیش یا رحمت تو

اس سے شاعر کی عمر سو سال سے زیادہ کی ثابت ہوتی ہے، مگر دوسرے نسخون مین اس رباعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دوسرا مصرع اس طرح ہے،

پروردہ بناز گشتم از نعمتِ تو

بعض نسخون مین یہ رباعی سرے سے نہین پائی جاتی، اور کہین یہ رباعی دوسرے شاعر کیطرف بھی منسوب ملتی ہی، اس لیے اس پر تاریخی نتیجہ کی بنیاد نہین پڑ سکتی،

وصایاے نظام الملک کا دیباچہ الحاقی ہے،

اوپر گذر چکا ہے کہ اس داستان کے اصلی ماخذ دو ہین، ایک وصایاے نظام الملک کا دیباچہ اور دوسرا سرگذشت سیدنا، ان دونون مین گو مرکزی داستان ایک ہے، مگر دیباچۂ وصایا مین ان دونون کی چپقلش کا جو اصل واقعہ لکھا ہی، وہ الگ الگ ہی، دیباچۂ وصایا مین یہ واقعہ لکھا ہے کہ اونٹ والون کو حلب سے اصفہان تک پتھرون کے لانے مین اجرت کی تقسیم مین غلطی کا معمولی الزام حسن صباح نے نظام الملک پر لگایا تھا، پھر آمد و خرچ سلطنت کے کاغذات کا معاملہ اسطرح مبہم درج کیا ہے کہ اصلیت نہ معلوم ہو، اور حسن صباح ہی بدنیت ٹھہرے، اور نظام الملک کی برأت اور حسن صباح کی شرارت ظاہر ہو، اور سرگذشت سیدنا مین جو واقعہ لکھا ہی یعنی ممالک محروسہ کے آمد و خرچ کے حساب کی تیاری مین نظام الملک کا دو برس کی مہلت مانگنا، اور حسن صباح کا اوسکو چالیس روز مین تیار کر دینا، اور نظام الملک کا سازش سے ان کاغذات کو پراگندہ اور منتشر کر دینا یا کرا دینا، اس سے نظام الملک کی بے ایمانی، اور حسن صباح کی کارگذاری ظاہر ہوتی ہے، ان دونون کتابون مین صورت واقعہ کا ایسا ہونا ضروری تھا کہ دیباچۂ وصایا نظام الملک کی طرف سے لکھا گیا ہے، اور سرگذشت حسن صباح کے حامیون نے لکھی ہی، اس لیے ان دونون کتابون کے مصنفون کا اپنے اپنے پہلو کو بچانا، اور دوسرے کو ملزم گردانا طبعی ہی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے گو وصایائے نظام الملک کو نظام الملک ہی کی یادداشتون کا مجموعہ تسلیم کیا ہے، مگر یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ اصل کتاب درحقیقت پہلے نظام الملک کی منتشر یادداشتین اور تحریرین تھین، جو اُسکی اولاد مین وراثۃً محفوظ چلی آتی تھین اور لوگ اپنی کتابون مین اُن کے ٹکڑون کو نقل کرتے تھے، چنانچہ خیال آتا ہے کہ مین نے کہین کہین اوسکی حکایتین عوفی کی جوامع الحکایات مین پائی ہین، جو غالباً ۶۳۰ھ مین ہندوستان ہی مین تالیف پائی ہے، خود وصایا کا جامع جس نے شاید نوین صدی ہجری مین ان کو جمع کیا ہے وہ اپنے کو اورحسب امیر فخرالدولہ حسن بن امیر تاج الدین کے نام معنون کیا ہے اس کو نظام الملک کی اولاد و نسل سے ظاہر کرتا ہے،

دیباچہ مین کہتا ہے،

"این ضعیف ہدایا و تحف ہیچ چیزے مساوی آن نصائح ندانست کہ حاجب نظام الملک جہت اولاد اعز خود فخر الملک نوشتہ، و فی الحقیقت ہر یک ازان براعت قانونی شامل در وزارت دستوری کامل بدان جہت تا امروز در اطراف آفاق منتشر و در افواہ مشتہر بود و از سالہائے دور دراز و ازمنہ دلہا، و آن سخنہا بعضی در کتب بمطالعۂ این ضعیف رسیدہ و بعضی از اجداد خود کہ منتسب بدودمان بودند شنیدہ، و این نصائح مع لوازمہا یک مقدمہ و دو فصل ممہد گردانیدہ"

اس دیباچہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب کی بعض باتین نظام الملک کی تحریری یادداشتون کے علاوہ دوسری کتابون اور زبانی روایتون سے بھی ماخوذ ہین، اور انھین مین یہ مقدمہ اور اس مقدمہ کی یہ داستان بھی ہے، جو سرگذشت سیدنا کے ذریعہ سے ساتوین صدی کے آخر مین پھیل چکی تھی، جامع نے انھین واقعات کو لے کر نظام الملک کی زبان سے مقدمہ مین بیان کر دیا ہے، اسلیے وصایا کے دیباچہ مین یہ داستان، نظام الملک کی تحریر نہین، بلکہ اسی سرگذشت کی صدائے بازگشت ہے،

www.KitaboSunnat.com

جو آٹھوین اور نوین صدی کی تصنیفات مین شائع تھی، اس دیباچہ کی عبارت کو نظام الملک کے قلم سے کوئی تعلق نہین ہے،

اس داستان مین خود بعض ایسی اندرونی شہادتین بھی موجود ہین، جنسے اس کا ناقابل تسلیم ہونا، بالکل ظاہر ہوجاتا ہے، مثلاً

امام موفق کی عمر

اس داستان مین امام موفق کی عمر نظام الملک کے پہنچنے کے وقت (۴۳۶ھ مین) پچاسی سے زاید بتائی گئی ہے، تو ۴۴۰ھ مین جب انھون نے وفات پائی ہے، انکی عمر نوے کے قریب ہو گی، اس حساب سے اُن کی پیدایش ۳۵۰ھ مین ماننی پڑیگی، گو ہم کو افسوس ہے کہ سخت تلاش و جستجو کے باوجود بھی ہمین ان کا سال ولادت معلوم نہ ہوسکا، مگر یہ معلوم ہے کہ اُن کے والد ابو عمر بسطامی ۳۸۸ھ مین قاضی ہو کر نیشاپور آئے تھے، اور ۴۰۷ھ مین وہین وفات پائی، اور یہین انکی شادی امام ابو طیب سہل بن ابی سہل صعلوکی مفتی نیشاپور کی لڑکی سے ہوئی تھی، جس سے موفق اور مؤید دو لڑکے ہوئے، (سبکی ج ۳ ص ۵۹ و ج ۴ ص ۸ و سمعانی ذکر صعلوکی) اس بنا پر ۳۵۰ھ مین موفق کی پیدایش صحیح نہین معلوم ہوتی کہ اُس وقت تک تو اُن کے والدین کی شادی بھی نہین ہوئی تھی، اسی طرح ۴۳۶ھ مین ان کی یہ عمر یعنی پچاسی ۸۵ سال ثابت نہین ہوتی ہے، کہ اگر ۳۸۸ھ مین یعنی جس سال اُن کے والد نیشاپور آئے اسی سال اُن کے والدین کی شادی اور انکی ولادت تسلیم کیجائے تو ۴۳۶ھ مین انچاس ۴۹ سے زیادہ ان کی عمر نہ ہو گی، امام موفق کے نامور صاحبزادہ امام ابو سہل ۴۲۳ھ مین پیدا ہوئے تھے[۲]، اگر

[۱] اس مقالہ کی تحریر کے بعد اور طبع سے پہلے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد جلد دوم چھپکر آئی، اسمین بھی ان ابو عمر بسطامی کا حال موجود ہے، وفات ۴۰۷ھ کی لکھی ہے، مگر ولادت کا سال نہین لکھا، (ص ۲۴۷، مصر)
[۲] سبکی کی طبقات کبریٰ ج سوم ص ۸۵،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ ۴۲۶ھ مین امام موفق کی عمر پچاسی ۸۵ سے زیادہ ہوتی تو سنہ ۴۲۳ھ مین جب اُن کے لڑکے کی ولادت ہوئی
اُن کی عمر کم از کم اٹھتر ۷۸ برس کی ماننی پڑیگی، اور اس سن مین نئے لڑکے کے باپ بننے کی صلاحیت اگر
محال نہین، تو مستبعد ضرور ہے،

لفظ "سبق" | وصایا کی اس عبارت مین روزانہ درس کے لیے لفظ "سبق" اور "ہم سبقی" استعمال کیا گیا ہے،
میرے علم مین یہ لفظ چوتھی اور پانچوین صدی ہجری تک عربی و فارسی ادبیات مین پیدا نہین ہوا تھا،
اس لئے نظام الملک کے قلم سے یہ لفظ نہین نکل سکتا، لفظ "سبق" کے اصلی معنی پیشدستی اور آگے بڑھنے
کے ہین، اور دراصل گھوڑ دوڑ کی ایک اصطلاح ہے جو بعد کو مجازاً متداول معنون مین مستعمل ہو گیا، عربی
اور قدیم فارسی لغات مین اس کا پتہ نہین ہے، عربی مین سب سے پہلے یہ لفظ شرح وقایہ کے دیباچہ مین ملتا ہے،

والمولی المؤلف الفها سبقاً — اور آقا مصنف اس کتاب کو سبق سبق کرکے
سبقاً وکنت اجری فی میدان — لکھتے تھے، اور مین اس کے یاد کے میدان مین
حفظہ طلقاً طلقاً، — قدم قدم چلتا تھا،

اس لفظ کے اس اولین استعمال مین وہی گھوڑ دوڑ کا استعارہ موجود ہے، صاحب شرح وقایہ
عبید اللہ صدر الشریعہ کا وطن بخارا تھا، اور وہین ۷۴۷ھ مین وفات پائی، (طبقات الحنفیہ مولانا عبد الحی
فرنگی محلی ص ۷۴ مصطفائی) اس سے ظاہر ہے کہ یہ لفظ آٹھوین صدی ہجری کی پیداوار ہے،
فارسی اشعار مین بھی یہ لفظ کسی پرانے شاعر کی زبان سے سننے مین نہین آیا، پرانا لفظ اس کیلئے
"درس" ہے، البتہ فارسی کے شعرائے متوسطین کے کلام مین یہ لفظ ملتا ہے، بہار عجم مین جن شعراء
کے اشعار سند مین پیش کئے گئے ہین، اُن مین جس سب سے قدیم شاعر کا نام ہے وہ امیر خسرو المتوفی ۷۲۵ھ ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابے شد گل اے غنچہ تو بکشا مصحف خود را

بہ بلبل دہ کہ سبق کیف یحیی الارض ازان گیرد

بہرحال عربی و فارسی کی ان دونون سندون سے اس لفظ کا اس معنی مین نظام الملک کے دو سو برس بعد پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے،

دیباچہ مین طریق درس کی غلطی

اس سے زیادہ یہ کہ اس دیباچہ مین امام موفق کی مجلس مین جس طریق درس کا اظہار نظام الملک کی زبان سے کیا گیا ہے، وہ اس زمانہ مین پیدا ہی نہین ہوا تھا، دیباچہ مین ہے،

"فرزندے کہ نزد امام بقرأت قرآن و حدیث قیام نماید .... دوران مجلس حاضر گشتہ با من ہم سبقی میکردند، و چون از نزد امام بیرون می آمدم ایشان نیز موافقت نمودہ در گوشہ نشستیم و درس گذشتہ را اعادہ مینمودیم"

اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ امام موفق کی مجلس کوئی باقاعدہ درس گاہ، یا مدرسہ، یا کالج نہ تھا، بلکہ امام موصوف کا مکان (بیت) تھا جہان وہ بیٹھکر علماء و فضلاء کو خطبہ اور املا دیا کرتے تھے، اور سینکڑون شائقین بیٹھکر سنتے تھے، سبکی مین ہے،

وکان بیتهم مجمع العلماء وملتقی الائمة،[1]	اور ان کا گھر علماء کا اجتماع گاہ اور اکابر علم کی جائے ملاقات تھا،

اس زمانہ کا طریق درس خصوصاً فقہ و حدیث کا یہ تھا کہ مدرس مجلس مین بیٹھکر طلبہ کے سامنے کتاب کے بغیر اپنی روایات اپنی سند سے بیان کرتے تھے، اور مسائل پر اور اپنی تحقیقات و اجتہادات پر تقریر کرتے تھے

[1] طبقات ج ۳ ص ۸۶،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حاضرین سنتے تھے، اس عہد کے تمام علماء کے حالات پڑھو یہی نقشہ نظر آئیگا، اس طریقۂ درس کو "املا" کہتے تھے اسی لیے اس زمانہ میں "قرأتِ حدیث" نہیں بلکہ "سماعِ حدیث" بولتے تھے، اور اسی لیے طلبہ کے اس درس لینے کو "سماع" (سننا) کہتے تھے، مزید تشفی کے لیے امام موفق اور اُن کے معاصرین کے طریقِ درس کے الفاظ معتبر سندوں سے ہم نقل کرتے ہیں، امام موفق کے صاحبزادہ اور جانشین کے حال میں ہے،

وکان یقیم رسم التدریس وسمع من مشائخ وقتہ بخراسان والعراق، (سبکی ج۳ ص ۸۶)	وہ تدریس کی رسم قائم رکھے تھے، اور خراسان وعراق میں اپنے زمانہ کے شیوخ سے سنا،

امام الحرمین المتوفی ۴۷۸ھ کے حال میں ہے،

قعد مکانہ للتدریس ۔۔۔۔ یدرس ویفتی ویجمع طرق المذھب، (ابن خلکان)	وہ ان کی جگہ تدریس کے لیے بیٹھے درس دیتے تھے، فتوی دیتے تھے، اور مذہب کے طریقوں کو جمع کرتے تھے،

زیادہ صحیح نقشہ امام موفق کے دوست وہمنشین ومعاصر اور نظام الملک کے شیخ الحدیث امام ابو القاسم قشیری کے حال میں ملتا ہے،

وقعد یسمع جمیع درسہ وبقی علیہ ایاما فقال لہ الاستاذ ھذا العلم لا یحصل بالسماع وما توھم فیہ	اور وہ اُن کے درس کو سننے بیٹھے اور اس پر کچھ دن گذرے، تو استاد نے ان سے کہا کہ یہ علم سماع کے بغیر نہیں آتا، اور ان کو یہ وہم بھی نہ

لہ طبقات کبری سبکی، ترجمۂ نظام الملک،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضبط ما یسمع فاعاد عندہ ما سمعہ
عنہ وقررہ احسن التقریر من غیر
اخلال بشئ فتعجب . . . . .
فلست تحتاج الی درسی بکیفیۃ
ان تطالع مصنفاتی وتنظر فی
طریقی، (سبکی ۳ ص ۲۴۴)

تھا کہ یہ جو سنتے ہیں اس کو محفوظ رکھتے ہیں تو
انھوں نے جو اُن سے سنا تھا وہ اعادہ کر دیا
اور کسی تغیر کے بغیر پوری طرح اوسکی تقریر
کر دی . . . . . تو استاد نے کہا کہ تم کو
میرے درس کی ضرورت نہیں تمھارے لیے یہی کافی
ہے کہ میری تصنیفات کا مطالعہ کرو اور میرے
طریقہ پر غور کرو

پھر خود جب درس و املا دینے بیٹھے تو

درتب المجالس . . . . فسمع منهم
الحدیث . . . . ولقد عقد
لنفسہ مجلس الاملاء فی الحدیث
سنۃ ۴۳۶ وکان یملی الی سنۃ ۴۶۵
یذنب امالیہ بابیات وربما
کان یتکلم علی الحدیث باشارات
ولطائفہ. (سبکی ۳ ص ۲۴۵)

درس کی مجلسیں ترتیب دیں . . . . . تو ان سے
حدیثیں سنیں . . . . اور خود اپنے لیے املائے
حدیث کی مجلس ۴۳۶ھ میں قائم کی اور ۴۶۵ھ تک
املا دیتے رہے، اور وہ اپنے املا میں اشعار
ملایا کرتے تھے، اور اکثر حدیث پر ان کے لطائف
و نکات کیساتھ گفتگو کیا کرتے تھے،

البتہ مصنفین کی تصنیفات اُن کو پڑھکر سنائی جاتی تھیں لیکن اسباق کے طور پر نہیں، الغرض میرے خیال میں اس زمانہ تک خاص نصاب اور کتابوں کے سبق کا طریقہ نہ تھا، اور نہ طلبہ پڑھنے کے بعد سبق کو اسطرح دہراتے تھے جس کے لیے ہمارے عربی مدرسوں میں "تکرار" کی اصطلاح جاری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ طریقہ اسلامی مدارس کے زوال کے بعد کی یادگار ہے جو غالباً تاتاری فتنہ کی علمی موت کے بعد شائع ہوا، یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ وصایا کا یہ دیباچہ الحاقی ہے، جس کو جامع نے زبانی سنکر یا سرگذشت سیدنا سے لیکر اس کتاب مین بحذف و اضافہ شامل کر دیا ہے،

عربی الفاظ کی بہتات

جن لوگون نے پانچوین صدی کی فارسی نثرین پڑھی ہین، یا خود سیاست نامہ اور وصایا کو دیکھا ہے، وہ تسلیم کرین گے کہ عربی الفاظ کی بہتات اور کثرت اس عہد کی زبان نہ تھی اور خصوصاً نظام الملک کا یہ انداز نہین، مگر اس دیباچہ مین بکثرت عربی الفاظ اور فقرے ہین، مثلاً

"بسیار معزز و متبرک بود، . . . .

ہریک را از دولتے میسر گردد علی السویہ مشترک . . . . . . بسبب علوی ہمت و پاکی طینت تعلق

صاحب نہ متکلف اکنون مرا متمنی آنست . . . . . . چہ بحسب غالب ظن مقتضی کفران نعمت است.

عیاذاً باللہ، توقع آنکہ نوعے سازی کہ از دولت تو در گوشہ نشینیم و بنشر فوائد علمی مشغولی نمائیم . . . .

انچہ در وسع محافظان عہد و وفا و مراقبان صدق و صفا باشد. از اعزاز و اکرام حق القدوم باو تحریز

ظہور می رسید یوماً فیوماً لطفے مجدد و تفقدے مجدد بوقوعے می پیوست"

یہ طرز عبارت، جامع وصایا کے مقدمہ سے البتہ ملتی جلتی ہے،

خیام کی سالانہ امداد کا واقعہ بھی مشتبہ ہے،

اس داستان کے رو سے خیام نے نظام الملک کی اس ملاقات کے وقت تک ہندسہ وہیئت کی تکمیل نہین کی تھی، نظام الملک نے جب الپ ارسلان کے زمانہ مین (۴۵۵ھ) سالانہ بارہ سو اشرفی کا مالی وظیفہ مقرر کیا، تب وہ ان علوم کی تکمیل مین مصروف ہوا، مگر خیام نے اپنی تصنیف جبر و مقابلہ مین جو میری تحقیق مین اسکی سب سے پہلی تصنیف ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو سنہ ۴۶۲ھ کے قریب لکھی گئی ہے، اسمین خیام نے دنیا کی ناقدری کا جو ماتم کیا ہے، اور اپنی ایسی اہم تصنیف کو نظام الملک جیسے محسن کو چھوڑ کر قاضی ابو طاہر جیسے گمنام کے نام جو معنون کیا ہے، ایسا ہونا اس گران بہا شاہانہ امداد کے بعد ممکن نہ تھا، وہ قاضی ابو طاہر کے انعام و مال کا تذکرہ شکریہ و احسان کے ساتھ کرتا ہے، (دیکھو خیام کا مقدمہ جبر و مقابلہ ص ۲ و ۳ طبع پیرس) حالانکہ وصایا کی تحریر کی بنا پر خیام الپ ارسلان کے زمانہ مین جو سنہ ۴۵۵ھ سے شروع ہو چکا تھا نظام الملک کا احسانمند ہو کر غم روزگار سے آزاد اور دوسرون کے آستانون سے بے نیاز ہو چکا تھا، اس لیے اگر یہ واقعہ ہوتا تو اس کے بعد اسکا نظام الملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے امیر و قاضی کی مدح و ثنا کرنا ممکن نہ تھا، اور نہ بارہ سو اشرفی سالانہ پانے والے کو اپنی ناقدری کا ماتم کرنا زیب دیتا،

خیام کی گوشہ گیری کا واقعہ صحیح نہین

اس داستان کے رو سے سلجوقی دربار مین صرف ایک دفعہ خیام کا آنا مذکور ہے، اور وہ الپ ارسلان کے زمانہ مین (سنہ ۴۵۵-۴۶۵ھ) حالانکہ معتبر تاریخی شہادتون سے ثابت ہے کہ خیام پہلے بخارا کے سلاطین کے پاس رہا، اور پھر ملک شاہ سلجوقی کے دربار مین آیا، اور ملک شاہی رصد خانہ کی تعمیر اور سنہ جلالی کی تصحیح مین مصروف رہا، اور پھر ملک شاہ کے ندیم اور طبیب کی حیثیت سے وہ اکثر شاہی دربار مین رہا، پھر وہ خود اپنے رسالہ کلیات وجود مین وزیر فخر الملک (سنہ ۴۸۵ھ) کے ساتھ اپنی ہر وقت کی یکجائی اور معیت کا ذکر کرتا ہے، اور نظامی عروضی کی معاصرانہ شہادتون کے رو سے وہ سلطان وقت کے لیے منجمی کے فرائض انجام دیا کرتا تھا،

خیام کے بعض سنین عمر سے تقابل کا نتیجہ،

خیام کی اخیر عمر کے بعض سنین ہم کو اس کے مستند معاصر سوانح نگارون کی زبانی معلوم ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مثلاً نظامی عروضی نے سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ اور امیر صدقہ ملک العرب کی جنگ مین تنجوم کے سلسلہ مین خیام کا حوالہ دیا ہے کہ درباری منجمون نے کہا "بخراسان فرستند تا خواجہ امام عمر خیامی چہ گوید" یہ لڑائی ۵۰۱ھ مین ہوئی تھی' (چہار مقالہ)

۲۔ ۵۰۶ھ مین حسب بیان عروضی سمرقندی' وہ نیشاپور سے بلخ آیا تھا، (چہار مقالہ)

۳۔ ۵۰۷ھ مین ابوالحسن بیہقی اُس سے اپنے بچپن مین ملا تھا، اور خیام نے اس سے عربی ادب اور ریاضیات کے کچھ مسائل' امتحاناً پوچھے تھے، (بیہقی)

۴۔ ۵۰۸ھ مین خیام سلطان اور وزیر کے ساتھ مرو مین تھا، اور وہان یہ واقعہ پیش آیا کہ خیام نے سلطان کے شکار کے لیے دو روز کی محنت مین نجوم کے قاعدہ سے ایک بے ابر و باد تاریخ مقرر کی تھی' اور "خود برفت و با اختیار سلطان را برنشاند" اتفاق سے پیشگوئی اور اختیار کے خلاف سخت ابر و باد نمودار ہوا، مگر خیام نے تسلی دی کہ یہ ابر و باد ابھی غائب ہوا جاتا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا (چہار مقالہ)

اب ان تاریخون پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر وہ نظام الملک کا ہمسن (ولادت ۴۰۸ھ) ہوتا تو پہلے واقعہ کے وقت اُسکی عمر (۹۳) برس کی ہوگی' ظاہر ہے کہ اس عمر کا آدمی اور منجمون کی باہمی فنی نزاع مین حکم کیا قرار پا سکتا ہے، اور دوسرے واقعہ مین وہ (۹۸) برس کا اور تیسرے واقعہ مین وہ (۹۹) برس کا اور چوتھے واقعہ مین (۱۰۰) برس کا، بھلا اس سن و سال کا آدمی کبھی نیشاپور' کبھی بخارا اور کبھی مرو کا اس آسانی سے سفر کر سکتا تھا، اور ادب و ریاضی کے امتحانی سوالات پوچھ سکتا تھا، اور سلطان کے لیے دو روز کی محنت کرکے شکار کی تاریخ نکالنے کی زحمت برداشت کر سکتا تھا، اور پھر خود اس موسم مین چل کر سلطان کو سوار کراتا پھرتا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلے ملنے والوں کی خاموشی! اگر اس عمر میں خیام یہ کر ہی سکتا تھا تو بیہقی کو سوال و جواب سے زیادہ اس حیرت انگیز قوت عمر پر اور نظامی عروضی کو ان نجومی جوابات کی صحت سے زیادہ اسکی عمر کی کرامت کو بیان کرنا چاہیے تھا، مگر ان میں سے کسی نے اس حیرت کا اظہار نہیں کیا ہے، حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو دوسرے بعض مستثنیٰ افراد کی طرح اسکا ذکر بھی حیرت و استعجاب کیساتھ ضرور کیا جاتا،

ان دلائل کی موجودگی میں اس داستان کی صحت اور دیباچۂ وصایا کے نظام الملک کی تصنیف ہونے کی نسبت تمامتر مشکوک ہوجاتی ہے اور اس بنا پر اس داستان کا اصلی ماخذ صرف ایک ٹھہرتا ہے اور وہ سرگذشت سیدنا ہے،

سرگذشت سیدنا کا مصنف کون ہو؟ اوپر ابن اثیر کے حوالہ سے حسن صباح کے شیخ و استاد عبد الملک ابن عطاش کا نام آیا ہے،

وکان الحسن من جملۃ تلامذۃ	اور حسن (بن صباح) اس حکیم ابن عطاش
ابن عطاش الطبیب الذی ملک	کے شاگردوں میں سے تھا جو اصفہان کے
قلعۃ اصفہان (ج ۱۰ ص ۲۱۶ مطبوعہ یورپ)	قلعہ پر قابض ہو گیا تھا،

یہ ابن عطاش حسن صباح کا استاد و مرشد تھا، اس کا نام عبد الملک بن عطاش تھا، اور اسکا بیٹا احمد بن عبد الملک بن عطاش بعد کو قلعۂ اصفہان کا مالک بنگیا تھا، حسن صباح اپنے اس مرشد زادہ کی بڑی عزت کرتا تھا،[1] راحۃ الصدور میں جو اس واقعہ کے تقریباً سو برس کے بعد لکھی گئی ہے یعنی ۵۹۹ھ میں اس ابن عطاش کا یہ حال لکھا ہے،

[1] تاریخ ابن اثیر ج ۱۰ ص ۲۹۹، بریل،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"باصفہان ادیبے بود اورا عبدالملک عطاش گفتندی، در ابتدا خویشتن تشیع منسوب میکرد، بعد ازان متہم شد و ائمہ اصفہان تتبع او میکردند و تعرض خواستند نمود، بگریخت بہ رے شد و از انجا بحسن صباح پیوست . . .

. . . و بخط او پس ازان نامۂ یافتند بدوستے نوشتہ و در اثنائے آن یاد کہ بیاز اشہب سیدم داو راہ ہمہ جہان گزیدم دل از انچ بگذاشتم بر داشتم، و خط او معروف است در اصفہان بسیا کتب بخط او موجود است و این عبدالملک عطاش را پسرے بود احمد نام"[1] الخ

اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ عبدالملک عطاش بھاگ کر حسن صباح کے پاس قلعۂ الموت مین چلا گیا تھا،

غالبًا یہی عبدالملک بن عطاش، حسن بن صباح کی اُس سرگذشت کا مصنف ہے جس کا نسخہ قلعۂ الموت کے کتب خانہ سے سنہ ۶۵۴ھ مین ملا تھا، اور جس کی نقلین جامع التواریخ (سنہ ۷۰۳ھ) اور تاریخ گزیدہ (سنہ ۷۳۰ھ) مین مذکور ہین، چنانچہ حمد اللہ مستوفی قزوینی، اپنی تاریخ گزیدہ مین حسن صباح کے حالات کا آغاز اس حوالہ سے کرتا ہے، کہ حسن صباح :-

"بعد ازان بقول عبدالملک عطاش شیعی شد، و میان او و نظام الملک × × × چنانچہ ذکر رفت خصومت افتاد"[2] الخ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرگذشت سیدنا کا مصنف یہی عبدالملک عطاش تھا، اور وہی اس داستان کا مصنف بھی ہو سکتا ہے،

یہ داستان الموت مین گھڑی گئی

اس سے ظاہر ہے کہ یہ داستان قلعۂ الموت یا قلعۂ اصفہان مین گھڑی گئی ہے اور اس کا منشا صرف اتنا تھا تاکہ نظام الملک سے حسن بن صباح کی مخالفت کا راز ظاہر کیا جائے

---

[1] راحۃ الصدور راوندی صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶، گب [2] تاریخ گزیدہ حمد اللہ مستوفی صفحہ ۵۱۷، گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ پروفیسر براؤن کے ترجمہ کے مطابق جامع التواریخ مین سرگذشت سیدنا کا آغاز[1] اسطرح ہوتا ہے

"اب اُس عداوت اور بے اعتمادی کی وجہ جو نظام الملک اور حسن بن صباح کے درمیان تھی یہ ہے کہ وہ دونون اور عمر بن خیام نیشاپور کے مدرسہ مین تھے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے، کہ اس داستان کی تصنیف کا مقصد کیا ہے؟

جب ہلاکو نے ۶۵۴ھ مین قلعۂ الموت اور باطنیہ کی حکومت کا خاتمہ کیا، تو اپنے ایک فاضل امیر عطاء الملک جوینی کو وہان کے کتب خانہ کی بربادی پر متعین کیا، جوینی جیسا کہ پہلے گذر چکا چونکہ خود ایک تاریخ دوست فاضل تھا، اس نے اُنکے عقائد کی کتابین تو جلادین مگر یہ تاریخی رسالہ اُس نے محفوظ کرلیا، کہ حسن صباح اور باطنیہ کی ابتدائی تاریخ کا یہ اہم اور سب سے معتبر ماخذ تھا، اور جسکو اسی لیے جوینی نے اور اس کے بعد فضل اللہ رشید نے اپنی کتابون مین حسن صباح اور باطنیہ کی تاریخ مین نقل کردیا، اور انھین دونون کتابون سے بعد کے لوگون نے اس واقعہ کو اپنی اپنی تصنیفات مین نقل کرکے عالم آشکارا کردیا،

اس تفصیل سے معلوم ہوگا، کہ ہمدرسی وغیرہ کی یہ داستان، سرگذشت کے ذریعہ سے ۶۵۴ھ کے بعد عالم وجود مین آئی، اور قلعۂ الموت سے باہر کی تاریخ کا جزبنی، یہی سبب ہے کہ اس زمانہ سے پہلے کی کسی تصنیف کے کان اس داستان سے آشنا نہین، اور دفعۃً ساتوین صدی ہجری کے اواخر اور آٹھوین کے اوائل سے اُن تاریخون کے ذریعہ سے جو تاتاری دربار کے فاضلون نے لکھی ہین، یہ کہانی ہرجگہ سنائی دیتی ہے، اور ان سے دوسرے تذکرون اور تاریخون مین نقل ہوکر مشہور عالم ہوجاتی ہے،

[1] لٹریری ہسٹری آف پرشیا ج ۲ صفحہ ۲۵۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ہوٹسما کا نظریہ مشکوک ہے ماخذ و مصادر کے بیان مین یہ لکھا جا چکا ہے کہ وزیر انوشیروان بن خالد نے فارسی مین آل سلجوق کی تاریخ لکھی تھی عماد اصفہانی نے تھوڑے دنون کے بعد اس فارسی کتاب کا مقفّٰی و مسجّع بتکلّف عربی مین ترجمہ کیا تھا اس عربی ترجمہ کا بنداری نے زبدۃ النصرۃ کے نام سے خلاصہ کیا ہے، اس خلاصہ کو پروفیسر ہوٹسما نے شائع کیا ہے اس کے شروع دیباچہ مین مسیو موصوف نے اس خلاصہ کے ایک لفظ (مکتب) سے یہ قیاس آرائی کی ہے کہ حسن صباح وغیرہ نظام الملک کے بہت بعد کے سلجوقی وزیر انوشیروان کے ساتھی اور ہم مکتب تھے، وہ مبحوث عنہ فقرہ یہ ہے،

وفارق الجمهور من بيننا جماعة	اور جمہور مسلمانون کو ہمارے درمیان سے
نشأوا على طباعنا، وكالوا بصاعنا	ایک جماعت نے چھوڑ دیا جس نے ہماری ہی
وكانوا معنا في المكتب، واخذوا	طبیعت پر نشو و نما پائی تھی، اور ہمارے ہی
خطا وافرا من الفقه والادب	پیمانہ سے تولا تھا، اور وہ لوگ ہمارے ساتھ
وكان منهم رجل من اهل الري	مکتب مین تھے، اور فقہ و ادب کا بڑا حصہ حاصل
وساح في العالم وكانت صناعته	کیا تھا، اور انھین مین ایک آدمی رے کے رہنے
الكتابة فخفي امره حتى ظهر	والون مین سے تھا، اور دنیا کی سیاحت
(ص ۶۲ مطبوعہ موسوعات مصر)	کی تھی اور اس کا پیشہ "کتابت" تھا، تو اس کا
(ص ۶۷ مطبوعہ بریل)	حال چھپا رہا، یہانتک کہ وہ ظاہر ہوا،

پروفیسر براؤن نے اپنی مشہور کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا (ج ۲ ص ۱۹۲) مین ہوٹسما کے نظریہ کی تائید کی ہے اور بنداری کی عبارت بالا کا یہ ترجمہ کیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

He had been acquainted in his youth and had studied with some of their chief leaders, especially a man of Ray, who travelled through the world, and whose profession was that of a Secretary

وہ نوجوانی مین واقف تھا، اور اُس نے اُن کے بعض خاص اکابر کے ساتھ پڑھا تھا، خصوصاً رے کے ایک شخص کے ساتھ، جس نے تمام دنیا کا سفر کیا اور جسکا پیشہ سکریٹری کا تھا،

میرے خیال مین یہ ترجمہ اپنے خاص خیال کو سامنے رکھکر کیا گیا ہے، عربی لفظ "مکتب" جسپر اس سند کی بنیاد ہے، عربی مین دو معنون مین آتا ہے، ایک تو چھوٹے بچون کا مکتب، اور دوسرے سرکاری دفتر، چنانچہ اسی فقرے مین لفظ "کتابت" اسی دوسرے معنی مین ہے، یعنی دفترداری، محرری، سکریٹری شپ جسکا ترجمہ پروفیسر براؤن نے سکریٹری ہونے کا پیشہ کیا ہے، اول تو ایک شخص کی فارسی زبان کی کتاب کے مقفّیٰ و لفاظانہ عربی ترجمہ کے اُس مقفّی و لفاظانہ خلاصہ کے ایک لفظ پر جو اصل مین خدا جانے کیا ہوگا، مصنفِ اوّل کی نسبت کسی بات کا قیاس کرنا ناروا ہے، دوسرے ایک ایسے لفظ سے سند پکڑنا جس کے دو معنی ہون، اور دونون ممکن ہون، یکطرفہ فیصلہ ہے،

اب اس بات کی دلیل فراہم کرنا ہے، کہ اس عبارت مین "مکتب" کا ترجمہ بچون کا مکتب نہین ہے، بلکہ "سرکاری دفتر" ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسی فقرہ میں "کتابت" کا لفظ خود موجود ہے، جو "دفترداری" کے معنی میں صاف ہے۔

۲۔ اس عبارت میں بچپن کے معنی اور طفلانہ تعلیم کا کوئی لفظ نہیں ہے، بلکہ نوجوانی کا لفظ بھی نہیں ہے،

۳۔ حسن صباح رے کا، خیام نیشاپور کا، اور نوشیروان کاشان کا رہنے والا تھا، ان مختلف شہروں کے بچوں کا ایک مکتب میں اکٹھے ہونا تعجب انگیز ہے، پروفیسر براؤن نے عیون الاخبار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نوشیروان رے میں پیدا ہوا تھا، لیکن اس سے اسکے نشو و نما کے مقام کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ وہ بھی رے تھا یا نہیں، بہر حال حسن صباح تو یقیناً رے کا تھا، اب یہ مکتب یقیناً رے کے کسی محلہ میں ہوگا، جہاں ظاہر ہے کہ نیشاپور کا خیام نہیں جا سکتا تھا، لیکن دیکھیے اسی عبارت میں ہے، "وکان منھم رجلٌ من اھل الری" جس کا ترجمہ یہ ہے "اور انھیں میں ایک رے کا آدمی تھا" اگر یہ مکتب رے میں تھا، اور وہیں کے بچے اسمیں شریک تھے، تو ان میں سے صرف ایک شخص کو رے کا خاص طور پر باشندہ ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی، سب ہی بچے رے ہی کے ہوں گے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مکتب سے کوئی ایسی جگہ مراد ہے جہاں مختلف شہروں کے لوگ جمع ہو سکتے ہیں، اور وہ یا کوئی بڑا مدرسہ ہوگا، یا سرکاری دفاتر کا محکمہ، لیکن اعلیٰ تعلیم کی کسی درسگاہ میں ان لوگوں کی شرکت تاریخی مشکلات کا باعث ہے، جیسا کہ آگے معلوم ہوگا، اس لیے دوسرے معنی متعین ہو جاتے ہیں،

۴۔ اس فقرہ میں ہے، "وکان منھم رجلٌ" اور ان میں ایک "مرد" رے کا تھا، لفظ مرد (رجل) کا اطلاق بچہ پر نہیں ہوتا، حالانکہ اگر یہ چھوٹے بچوں کا مکتب ہوتا تو انہیں "رجال" (یعنی مردوں)

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے "صبیان" (لڑکون) ہوتا،

۵- اس مین فقرہ ہے،

وکان منھم رجل من اھل الری	اور ان مین سے ایک آدمی رے کے باشندون
وساح فی العالم وکانت صنعتہ	مین سے تھا، اور دنیا کی سیر کی تھی اور اس کا
الکتابۃ"	پیشہ سرکاری دفاتر کی نوکری تھی،

اس بیان سے ظاہر ہے، کہ شخص مذکور مکتب مین آنے سے پہلے دنیا کی سیر کر چکا تھا، اور کتابت کا پیشہ بھی اختیار کر چکا تھا، کیا کوئی مکتب نشین بچہ بھی جہان دیدہ اور دفتردار ہو سکتا ہے!

اصل یہ ہے کہ یہان لفظ "مکتب" کے معنی اور لفظ "منھم" کے مرجع کے نہ سمجھنے سے یہ غلطی پیدا ہوئی ہے، "منھم" کا مرجع اہل مکتب نہین ہین، بلکہ "وفارق الجمھور جماعۃ" مین "جماعت" ہے یعنی وہ لوگ جنھون نے جمہور مسلمانون کے عقیدہ کو چھوڑا تھا، اور ہمارے ساتھ سرکاری دفاتر مین کام کرتے تھے، اُن مین ایک رے کا باشندہ تھا، جس نے دنیا کی سیاحت کی تھی، اور جس کا پیشہ سرکاری دفترداری تھا، اس "باشندۂ رَی" سے مقصود یقیناً حسن صباح ہے،

اس نظریہ کی تاریخی تعین | ہم نے فروری ۱۹۲۴ء مین "شعر العجم اور خیام" پر معارف مین جو مضمون لکھا تھا، اس مین قرائن سے انوشروان کی تاریخ ولادت کا تخمینہ ۴۵۰ھ سے ۴۶۰ھ تک لگایا تھا، افسوس ہے کہ اس وقت پروفیسر براؤن کی لٹریری ہسٹری سامنے نہ تھی، اُس مضمون کی اشاعت کے بعد اس کو دیکھا تو معلوم ہوا، کہ وسیع النظر پروفیسر نے انوشروان کا سال ولادت عیون الاخبار کے حوالہ سے دریافت کیا ہے، اس کتاب کا قلمی نسخہ موصوف نے کیمبرج یونیورسٹی کے کتبخانہ مین پایا، اُس مین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول پروفیسر براؤن انوشروان کی ولادت کا سال ۴۵۹ھ لکھا ہے، پروفیسر ہوٹسما کو یہ تاریخ نہ ملی تھی، اس لئے تعجب ہوتا ہے کہ پروفیسر موصوف نے اس تاریخِ ولادت کی دریافت کے باوجود کیونکر ہوٹسما کے نظریہ کی تائید کی،

خیام کا معاملہ تو صاف ہے، وہ ۴۶۷ھ میں ملک شاہ کی رصدگاہ میں کام کر رہا تھا[1] اس لیے وہ انوشروان کا جو ۴۵۹ھ میں پیدا ہوا تھا، ہمعصر قطعاً نہیں ہو سکتا، کہ اس وقت جب خیام ستارون کی تحقیقات میں مصروف ہوگا، انوشروان آٹھ برس کا بچہ ہوگا،

اب رہا حسن صباح کا معاملہ، اس کا سب سے بڑا تاریخی واقعہ مستنصر فاطمی کے دربار میں جاکر نزار اسمٰعیلی کی دعوت میں شرکت ہے، ابن اثیر نے اس کے اس سفر کی تاریخ ۴۷۹ھ لکھی ہے[2]، مگر رشید الدین نے جامع التواریخ میں[3] اور حمد اللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ میں[4] ۴۷۱ھ بتائی ہے اور یہ غالباً سرگذشت کے حوالہ سے ہے، اس کے ماسوا حمد اللہ مستوفی، حسن صباح کو الپ ارسلان (۴۵۵ھ-۴۶۵ھ) کا ایک درباری[5] پاتا ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ یہ ہے، کہ سرگذشت میں حسن صباح کے اس سفر کی پوری تاریخ دی ہوئی ہے، کہ ۴۶۴ھ میں وہ عبد الملک عطاش کی جماعت میں داخل ہوا، ۴۶۶ھ میں اصفہان جاکر وہ عطاش کا دو برس نائب رہا، اس کے بعد وہ آذربائجان، عراق اور شام کی سیاحت کرتا ہوا ۴۷۱ھ میں مصر پہنچا، اور ۱۸ مہینے وہاں رہ کر رجب ۴۷۲ھ میں اسکندریہ سے روانہ ہوا، اور ملکون کی سیر کرتا ہوا ۴۷۳ھ میں اصفہان وارد ہوا[6]،

---

[1] ابن اثیر ج ۱۰ ۴۶۷ھ بریل، [2] ابن اثیر ج ۹ ص ۴۰۳ بریل [3] لٹریری ہسٹری آف پرشیا ج ۲ ص ۲۰۳،
[4] تاریخ گزیدہ ص ۵۱۷ گب، [5] ایضاً ص ۴۴۰،
[6] لٹریری ہسٹری آف پرشیا براؤن ج ۲ ص ۲۰۲ و ص ۲۰۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مفصل سلسلہ سنین کی واقفیت کے بعد یہ ماننا پڑیگا، کہ سنہ ۴۶۴ھ تک بھی اگر الپ ارسلان کے دربار مین پہنچا اور سنہ ۴۶۴ھ مین جب وہ عبدالملک عطاش کی باطنی فاطمی جماعت مین داخل ہوا، اور پھر سنہ ۴۷۱ھ مین جب مصر مین وہ مشرق کا داعی الدعاۃ کا منصب پارہا تھا، تو اُس کا فرضی ہمدرس دہمن انوشروان ہنوز دایہ کی گود مین ہوگا، یا زیادہ سے زیادہ کے "مکتب" مین مصروف ابجد خوانی ہوگا تعجب ہے کہ فاضل براؤن کی دقیق نظر اس تاریخی اشکال پر کیون نہین پڑی،

ابن اثیر نے سنہ ۴۷۹ھ مین جو حسن صباح کے مصر پہنچنے کی تاریخ دی ہے، وہ سراسر خلافِ قیاس ہے کیونکہ سنہ ۴۷۹ھ مین اگر وہ مصر پہنچا، اور ایک سال رہ کر سنہ ۴۸۰ھ مین وہ وہان سے چلا، اور بقول ابن اثیر وہ وہان سے نکل کر شام و عراق و خراسان و ترکستان کو طے کر کے کاشغر پہنچا، اور وہان سے پھر، پھرتا پھرا تا آخر قزوین آیا، اور زہد و عبادت کا جال بچھا کر الموت پر قبضہ کیا، اور اسکی خبر ایک مدت کے بعد نظام الملک اور ملک شاہ کو پہنچی، وہان سے فوج روانہ ہوئی، اس نے محاصرہ کیا، محاصرہ طول کھینچا، اور حسن صباح نے بالآخر سنہ ۴۸۵ھ مین نظام الملک کو قتل کرادیا، تو یہ تمام واقعات پانچوین صدی ہجری کی دنیا مین چار برس کی قلیل مدت مین انجام نہین پا سکتے، اس لیے اسکے اس مصر کی سفر کی تاریخ سنہ ۴۷۹ھ صحیح نہین، بلکہ سنہ ۴۷۱ھ صحیح ہی، اور حسن صباح نے اس آوارہ گردی مین صرف چار برس نہین، بلکہ دس بارہ صرف کئے ہونگے،

کیا خیام باطنی تھا؟

حسن صباح، عمر خیام، اور نظام الملک کی یہ داستان کیون گھڑی گئی، نظام الملک کے طرفدار اس کو گھڑ نہین سکتے، کہ اس سے تو الٹے نظام الملک کی اخلاقی کمزوری، انتظامی قابلیت کی کمی، اور اس کا سازشی ہونا ثابت ہوتا ہی، البتہ حسن صباح کی لیاقت، اور نظام الملک اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلجوقی سے اسکی آزردگی کے اسباب کی توجیہ پیدا کیجا سکتی ہے، جو حسن صباح کو اُس کے تمام اعمال مین حق بجانب ثابت کر سکے، اور اس لئے اُس کے طرفدار اس کہانی کو گھڑ کر تیار کر سکتے ہین،

لیکن یہ امر معنی خیز ہے کہ ان دو جنگجو حریفون کے بیچ مین صلح پسند خیام کا نام کیون آتا ہے؟ ایک بدنام حکیم شاعر کی رفاقت نہ تو وزیر آل سلجوق کی عظمت کو بڑھا سکتی ہے، اور نہ فرمانروائے قلعۂ المَوت کی اس سے عزت افزائی ہو سکتی ہے، کیا قلعۂ المَوت کے سرکاری کتب خانہ کی سرکاری سرگذشت مین خیام کا نام داعیِ مذہب المَوت اور خیام کے خیالات مذہبی کے اتحاد کا یا اس کے ساتھ ہمدردی کا راز تو فاش نہین کرتا، اور اس "ثالث بالخیر" کے نام کا اضافہ اسی مناسبت سے تو تجویز نہین کیا گیا؟ قابلِ غور ہے؟ مگر یہ ظاہر ہے کہ خیام مسئلۂ امامت مین اسماعیلیہ (باطنیہ) کا ہم زبان نہ تھا، اگر تھا تو فلسفیانہ خیالات اور عقل و نقل کے طریقۂ تطبیق مین، کہ خیام نے اپنے فارسی رسالہ کلیات الوجود کے آخر مین اسماعیلیہ کے مسئلۂ امامت کی تردید کی ہے، اصل یہ ہے کہ باطنیت کی اصلی حقیقت مسئلۂ امامت نہین، بلکہ عقل و نقل کی تطبیق کا وہ طریقہ ہے جسکو حسن صباح سے بہت پہلے اس گروہ نے اختیار کیا تھا،[۱]

سلطان سنجر اور خیام کی ہمدرسی و ہمسنی کی کہانی،

بعض تذکرہ نویسون نے اس کہانی کی ایک اور روایت کہین سے نقل کی ہے، کہ خیام اور سلطان سنجر بن ملک شاہ اپس مین ہمسن اور ہمدرس تھے، اور دونون نے باہم معاہدہ کیا تھا، عبارت یہ ہے:-

"و با سلطان سنجر نہایت محرمیت داشتہ گویند در دبستان ہمدرس بودند و در رعایت یکدیگر ہمانا معاہدہ نمودند"[۲]

---

[۱] اسکی تفصیل خیام کے مذہب و مسلک کی تشریح مین آگے آئیگی، [۲] مجمع الفصحا، ج ۱ ص ۲ مطبوعہ ایران و آتشکدۂ آذر ص ۳۹ مطبوعہ بمبئی و ریاض الشعراء والہ داغستانی قلمی کتب خانہ ندوہ لکھنؤ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر ظاہر ہے کہ اس داستان کی یہ روایت بھی سرتاپا موضوع ہے، سلطان سنجر کی ولادت کا سال سنہ ۴۷۱ھ ہی، اور خیام اس سے تین بتیس ۳۲ برس پہلے پیدا ہو چکا تھا، اور سنہ ۴۶۷ھ میں رصدخانۂ ملک شاہی میں آچکا تھا، ساتھ ہی اُس کے سب سے قدیم سوانح نگار بیہقی (معاصر خیام) کے بیان کے مطابق سنجر کو بچپن میں جب چیچک نکلی تھی تو خیام اُسکا معالج تھا، اور پھر ان دونوں میں معاہدہ و رعایت کے بجائے بقول بیہقی عداوت اور نفرت تھی[۱]،

ان غلط روایات کی تنقید کے بعد اب ہم کو ازسرنو خیام کے سنین زندگی پر غور کرنا ہے، لیکن قاعدۂ فطرت کے خلاف ہم کو پہلے اس کے سالِ وفات کی تعیین کرنا ہی، اور پھر اُس کی مدد سے سالِ پیدائش کا پتہ چلانا ہے،

---

[۱] دیکھو تاریخ الحکماء بیہقی میں تذکرۂ خیام،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیّام کا سالِ وفات

ہمارے بعض مشرقی تذکرہ نویسون نے[1] اور انھین کے بھروسہ پر اکثر مغربی مصنفین نے بھی خیام کی وفات کا سال ۵۱۷ھ لکھا ہے، لیکن علامہ آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین ۵۱۶ھ درج کیا ہے[2]، اور بروکلمین نے تاریخ ادبیات عرب مین اوسکی وفات ۵۱۵ھ مین ثبت کی ہے، مگر ان مین سے کوئی تاریخ کسی قدیم ماخذ کے حوالہ سے ثابت نہین ہے، خیام کی تاریخِ وفات کی سب سے اہم سند خیام کے معاصر، بلکہ شاگرد چہار مقالہ کے مصنف نظامی عروضی سمرقندی کا بیان ہے، وہ ۵۰۶ھ مین بلخ مین خیام سے اپنا ملنا ظاہر کرتا ہے، اور ۵۰۸ھ مین وہ اس کو بادشاہ کے شکار کا زائچہ تیار کرتے بیان کرتا ہے، بعدہ ۵۳۰ھ مین نیشاپور مین وہ اُس کی قبر کی زیارت کرتا ہے، اس کے بعد عروضی کے ایک نسخہ مین ہے کہ "اور استاد خیام اس سے (۵۳۰ھ سے) چند سال پہلے وفات پاچکا تھا" اور اسی کتاب کے ایک دوسرے نسخہ مین ہے، کہ "اس سے (۵۳۰ھ سے) چار سال پہلے وہ وفات پاچکا تھا" ان اختلافات کو دیکھکر محتاط براؤن[3] نے لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد دوم مین اور اس کے پیرو علامہ عبدالوہاب قزوینی نے چہار مقالہ کے حواشی مین لکھا ہے کہ "۵۱۷ھ یا ۵۱۵ھ مین خیام کے وفات پانے کی کوئی سند ہم کو نہین معلوم، اس لیے صحیح یہ ہے، کہ وہ ۵۰۸ھ اور ۵۳۰ھ کے بیچ مین کسی تاریخ کو مرا" حواشی چہار مقالہ کی اصل عبارت یہ ہے:-

---

[1] مجمع الفصحی و ہدایت، مطبوعۂ طہران [2] نسخۂ قلمی موجود کتبخانۂ دار المصنفین [3] دیکھو لٹریری ہسٹری آف پرشیا براؤن، ج ۲ صفحہ ۲۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وفات عمر خیام را غالباً مصنفین اروپا در ۵۱۷ھ می نویسند و بروکلمن در تاریخ علوم عرب در ۵۱۵ھ و سند موثقے برائے ہیچ یک ازین دو تاریخ بنظر این ضعیف نرسیدہ است در ہر صورت از چہار مقالہ واضح میشود کہ وفات او مابین ۵۰۸ھ و ۵۳۰ھ بودہ است زیرا کہ در ۵۰۸ھ در حیات بودہ است و در ۵۳۰ھ کہ نظامی عروضی قبر او را در نیشاپور زیارت کردہ چندین سال از وفات او گذشتہ بودہ است"

لیکن پروفیسر براؤن اور علامہ قزوینی نے چہار مقالہ میں ذرا نظامی عروضی کے نیشاپور کی آمد و رفت کی تاریخون پر نظر کی ہوتی، تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ۵۱۴ھ تک تو خیام کی وفات ہرگز نہین ہوئی تھی کیونکہ اسی کتاب سے یہ معلوم ہے، کہ ۵۰۶ھ مین بلخ مین نظامی نے خیام کو یہ کہتے سنا تھا، کہ اوسکی قبر ایسے مقام پر ہوگی جہان ہر موسم بہار اوسکی قبر پر گل افشان ہوگا، نظامی کہتا ہی کہ مین جانتا تھا کہ استاد لغو گو نہین ہی تاہم

"مرا این سخن مستحیل نمود دانستم کہ چنوئی گزاف نگوید چون در سنہ ثلثین بنشاپور رسیدم چہار (چندین) سال بود تا آن بزرگ روے در نقاب خاک کشیدہ بود . . . . . . و او را بر من حق استادی بود آدینہ بزیارت او رفتم و یکے را با خود ببردم کہ خاک او بمن نماید" (چہار مقالہ ص ۶۳ گب)

اس کے بعد ۵۰۸ھ مین نظامی ذکر کرتا ہی، کہ ۵۰۸ھ کے جاڑون مین خیام نے سلطان (غالباً سلطان محمد بن ملک شاہ) کے شکار کے لیے زائچہ تیار کیا، [illegible]

اوپر کے بیان سے ہویدا ہے، کہ ۵۰۶ھ مین شہر بلخ مین جب سے خیام کی زبان سے اوسکی اپنی قبر کے متعلق نظامی عروضی نے عجیب و غریب پیشگوئی سنی تھی، اس کو تعجب لاحق تھا، نیز یہ کہ "حق استادی" سے یہ بعید تھا کہ اُس کو اگر اس (۵۳۰ھ) کی آمد سے پہلے اس کی وفات اور قبر کا حال معلوم ہوتا، تو نیشاپور آکر اس کی زیارت کو نہ جاتا، مگر اس کے برخلاف ہم یہ دیکھتے ہین کہ وہ ۵۱۰ھ مین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیشاپور مین موجود تھا، (چہار مقالہ ص ۹) پھر ۵۱۲ھ مین وہ نیشاپور مین وارد تھا (ص ۶۹) بعد ازین پھر ۵۱۴ھ مین وہ وہین نظر آتا ہی، (ص ۵۰) اور ان تمام سنین مین وہ اپنے استاد (خیام) کے حق استادی کو اگر وہ مرچکا ہی، ادا کرنے کی توفیق نہین پاتا، اور نہ خیام کی اُس عجیب و غریب پیشگوئی کی تحقیق کا اس کو اتنے سال تک شوق ہوتا ہی، تا آنکہ ۵۳۰ھ کی آمد نیشاپور مین اُسکو اپنے استاد کی وفات کی خبر ملتی ہی، اور وہ اسکی قبر کی زیارت کو جاتا ہی اور اسکی عجیب و غریب پیشینگوئی کو سچی ہوتے دیکھکر متحیر ہو جاتا ہی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ خیام ۵۱۴ھ تک نیشاپور کی قبر مین سویا ہی نہ تھا اس لیے اس کی موت کا زمانہ ۵۱۴ھ کے بعد ہی ہو سکتا ہے یعنی ۵۱۵ھ جس کو براوکلمن نے اسی قیاس پر غالباً اختیار کیا ہی، یا اس کے بھی بعد،

ایک اور واقعہ کا اضافہ کیجئے، نظامی عروضی کے بعد خیام کے سب سے پہلے معاصر سوانح نگار بیہقی نے اسکا جو حال لکھا ہے، اس مین اُس کو نظام الملک کے بھتیجے شہاب الاسلام عبدالرزاق وزیر کی مجلس مین ذکر کیا ہے، کہ خیام وزیر ممدوح کی مجلس مین تشریف فرما تھا، شہاب الاسلام ۵۱۱ھ مین وزیر ہوا اور ۵۱۵ھ مین قتل ہوا[1]، اسلیے اس مجلس کی شرکت کا واقعہ زیادہ سے زیادہ ۵۱۵ھ تک ہو سکتا ہی، علاوہ ازین، سونے چاندی کے تولنے پر سلطان سنجر کے عہد کے حکیمون نے ۵۱۵ھ مین چند رسالے لکھے ہین، خیام نے بھی اس پر ایک رسالہ لکھا[2]، اس لئے ماننا پڑے گا کہ وہ اس سنہ تک زندہ تھا،

اسی طرح وفات کی انتہائی تاریخ ۵۳۰ھ نہین بلکہ اس سے چار سال یا چند سال پہلے قرار دینی چاہیے کہ چہار مقالہ مین ۵۳۰ھ نہین، بلکہ "چہار ریا چند سال بود کہ تا آن بزرگ روی در نقاب

---

[1] ابن اثیر ج۔ ۱ ص ۴۰۱۔ بریل، [2] حوالہ کیلئے دیکھو تصنیفات خیام مین میزان الحکم کا حال،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاک کشیدہ بود" ہے، اس بنا پر خیام کی وفات کی تاریخ سنہ ۵۰۸ھ سے سنہ ۵۳۰ھ کے مابین نہین، بلکہ سنہ ۵۱۵ھ سے سنہ ۵۳۰ھ کے کچھ سال پہلے کے مابین ہوسکتی ہی، گو اس تاریخ (سنہ ۵۱۵ھ) کے بعد خیام سے ملنا کوئی بیان نہین کرتا، لیکن خیام کا مستند شاگرد عروضی سمرقندی سنہ ۵۳۰ھ مین جب پھر اپنا نیشاپور آنا بیان کرتا ہی تو لکھتا ہی کہ اُس کا استاد (خیام) اُس سے چند ہی سال، یا چار ہی سال پہلے وفات پاچکا تھا، یہ چند سال یا چار سال کا اختلاف گو نہایت اہم ہے، مگر چند کا اطلاق بھی ہرگز پندرہ برس کے طویل عرصہ پر نہین ہوسکتا، گب میموریل کا مطبوعہ نسخہ چار نسخون کے مقابلہ سے طبع ہوا ہے، جنمین سے تین قلمی، اور ایک ایران کا مطبوعہ تھا، اور ان سب مین الفاظ و حروف اور فقرون مین اختلافات تھے، قلمی نسخے یہ تھے،

۱- برٹش میوزیم کا پہلا نسخہ جو فی الجملہ صحیح تھا، اور سنہ ۱۰۱۷ھ مین نقل ہوا تھا،

۲- برٹش میوزیم کا دوسرا نسخہ جو سنہ ۱۲۷۴ھ مین لکھا گیا تھا، یہ صحت و غلطی مین متوسط تھا،

۳- پروفیسر براؤن کا ذاتی نسخہ، جو عاشر آفندی (قسطنطنیہ) کے کتب خانہ کے اُس نسخہ سے منقول تھا، جو سنہ ۸۳۵ھ مین ہرات مین لکھا گیا تھا، اور یہ نسخہ صحت و زیادت و نقصان مین دوسرے نسخون سے متفاوت کلی رکھتا تھا، قدامت اور صحت کے خیال سے یہی نسخہ اصل قرار دیا گیا، (دیکھو چہار مقالہ کا مقدمہ مصحح گب)

خیام کی وفات کے تذکرہ کے موقع پر سنہ ۵۰۶ھ کی ملاقات بلخ کے بعد ہے، کہ سنہ ۵۳۰ھ مین جب نیشاپور پہنچا" اس کے بعد قسطنطنیہ والے نسخہ مین جو سب سے صحیح اور اقدم ہے، یہ ہے،

"چار سال بود تا آن بزرگ روئے در نقاب خاک کشیدہ بود"

باقی تین نسخون مین جو ایک دوسرے کی نقل ہین، یہ ہے:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"چند سال بود تا آن بزرگ روے در نقابِ خاک کشیدہ بود"

اب اگر پہلا نسخہ صحیح ہے، تو ۵۲۶ھ خیام کی تاریخِ وفات متعین[1] ہو جائیگی، اور اگر دوسرا نسخہ جسمین چند[2] سال ہے صحیح ہے تو بھی یہ قابلِ لحاظ ہے، کہ چند سال کا اطلاق بھی چار پانچ برس سے زیادہ پر نہین ہو سکتا، اسلئے بہرحال ۵۱۵ھ اور ۵۱۷ھ سے بہت بعد، اور ۵۳۰ھ سے کوئی قریب کی تاریخ اس کا سالِ وفات ہوگی،

ہمارے سامنے اس وقت جیسا کہ شروع مین بتایا گیا ہے، عالی رومی[3] الموجود ۱۰۰۲ھ مشہور ترک شاعر کا مجموعۂ رباعیات بجوابِ رباعیاتِ خیام کا نسخہ ہے، جو قسطنطنیہ مین ۱۳۱۲ھ مین لکھا گیا ہے، اس کے مقدمہ مین عالی نے خیام کا حال مختلف ماخذون سے جمع کیا ہے، اسمین سے ایک ماخذ مولنا احمد بن حسین الرشید تبریزی کی دہ فصل ہے جسمین نظامی سمرقندی کا یہ واقعہ درج ہے، اس کو عالی نے اپنی مقفی عبارت مین اس طرح نقل کیا ہے:-

"اما در رسالۂ تبریزی نوشتہ ہے کہ خود در سبزوار نسخہ بخطِ نظامی عروضی دیدہ و بر ذیلِ آن نسخہ عروضی مکتوب بود، مبنی بر آنکہ در اثنی و عشرین و خمسمایہ (۵۲۲ھ) من بخدمتِ استادِ نامدار رسیدم و رخصتِ کعبۂ معظمہ از و طلبیدم در اثنائے سخنان فرمود کہ بعد از عود قبر مرا در موضعے بینی کہ بادِ شمال بر آن جائے ہمیشہ گل افشانی کند، بعد از سال کہ مراجعت نمودہ بخاطر خطور میکرد، کہ ہرگز از ان مظہرِ ہنر سخنان گزاف نگرداستماع نیفتادہ بود، چون بآستانِ آباد رسیدم استفسارِ احوالِ ایشان کردم چنان معلوم شد کہ در ین ولا بجوار ایزد تعالیٰ پیوستہ" الخ (نسخۂ دار المصنفین)

دہ فصل کا مصنف تبریزی کہتا ہے، کہ اُس نے سبزوار مین خود عروضی سمرقندی کے ہاتھ کا لکھا ہوا

---

[1] حواشی چہار مقالہ ص ۲۲۲، [2] ابھی حال مین ہمارے فاضل دوست پروفیسر شیخ عبدالقادر (دکن کالج، پونہ) کو چہار مقالہ کا ایک قلمی نسخہ دستیاب ہوا ہے، یہ نسخہ گو بہت پرانا نہیں مگر بعض حیثیتون سے نہایت قابلِ قدر ہے، اس نسخہ مین بھی اس موقع پر لفظ "چند" ہی ہے، [3] عالی رومی (۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء – ۱۰۰۸ھ ۱۵۹۹ء) کا مفصل حال انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول صفحہ ۲۸۱ مین درج ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہار مقالہ کا نسخہ دیکھا، اس کے حاشیہ مین یہ لکھا تھا کہ "مین ۵۲۲ھ مین استاد کی خدمت مین حاضر ہوا، اور گل افشانی کی پیشگوئی سنی، پھر حج کو چلا گیا، وہان سے تین سال کے بعد واپس آیا، تو دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ ان دنون اس نے وفات پائی، پھر وہ نیشاپور آیا، اور زیارت کی" دہ فصل کے محولہ بالا نسخہ سے بڑھکر معتبر نسخہ اور کون ہوسکتا ہے، اس مین صاف لکھا ہی کہ ۵۲۲ھ مین ملاقات ہوئی تین برس سفر مین رہا، تین سال کے بعد واپس آیا، تو استرآباد آکر سنا کہ استاد نے ان دنون وفات پائی، نیشاپور پہنچا تو زیارت کی، ۵۲۲ھ مین تین سال اور ملائیے ۵۲۵ھ ہوتے ہین تو واپسی ۵۲۶ھ مین ہوئی اور اسی سال وفات کا حال سنا، اس کے بعد نیشاپور آکر زیارت کی جس کی تاریخ تمام نسخون مین ۵۳۰ھ ہے، اور چہار مقالۂ عروضی کے سب سے صحیح نسخہ کا بیان ہی کہ اس (۵۳۰ھ) سے چار سال پہلے استاد کی وفات ہو چکی تھی، جس کے معنی بھی یہی ۵۲۶ھ کے ہوئے، اس تفصیل سے ظاہر ہوگا، کہ خیام کی وفات کا یہی سال سب سے معتبر نظر آتا ہی، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ عروضی نے متن کتاب مین بالاختصار ضمناً واقعہ کو نقل کر دیا تھا، کہ متن کتاب مین خیام کا حال لکھنا مقصود نہ تھا، بلکہ اسکی حیرت انگیز پیشینگوئی کا تذکرہ مقصود تھا، اور اصل واقعہ کو اس نے حاشیہ مین مفصل ذکر کیا تھا، بعد کے نسخون مین یہ حاشیہ اس لیے محذوف ہوگیا کہ اصل کتاب سے اسکو تعلق نہ تھا،

اس تحریر کے ثبوت کے بعد خیام کی تاریخ وفات (۵۲۶ھ) مین کوئی شبہہ نہین رہجاتا، اب خیام کی اس تاریخ وفات کا لحاظ کرکے خیام اور نظام الملک کی ہمسنی کیا، ہمدرسی کا تصور بھی ممکن نہین، ورنہ اسکی عمر ایک سو اٹھارہ برس کے قریب ماننی ہوگی، جو ناممکن محض ہے، البتہ حسن بن صباح جس نے بالاتفاق ۵۱۸ھ مین وفات پائی ہے، کھینچ تان کر نظام الملک کا ہم درس ثابت ہوسکے تو ہوسکے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیّام کی ولادت

خیّام کی ولادت کی تاریخ کسی قدیم سند مین مذکور نہین ہے، آجکل کے جس اہل علم و مصنّف نے بھی سنہ ۴۱۰ھ کے قریب کی تاریخ اختیار کی ہے اُسکی بنیاد صرف نظام الملک کی معاصرت کی مشہور کہانی پر ہے، نظام الملک کی ولادت کا سال سنہ ۴۰۸ھ یا سنہ ۴۱۰ھ ہے، اسی قیاس پر خیّام کی ولادت کا سال بھی اسی کے قریب قرار دیا گیا ہے، مگر جب اس داستان کا بے اصل ہونا واضح ہوچکا ہے تو اس قیاس کی بنیاد از خود منہدم ہوچکی،

گذشتہ دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ خیّام کی تاریخ وفات سنہ ۵۱۵ھ کے بعد اور سنہ ۵۳۰ھ سے چند سال پہلے کے درمیان کوئی سال ہے، اور وہ غالباً سنہ ۵۲۶ھ ہے، تو خیّام کی ولادت کا سال پانچوین صدی ہجری کے اوائل کا سال اُسوقت تک فرض نہین کیا جاسکتا جب تک ہم اسکی عمر غیر معمولی اور غیر طبعی تسلیم نہ کرین جسکا اندازہ ایک سو سولہ ۱۱۶ برس تک کا کیا جاسکتا ہے اور اس حالت مین یہ لازم آئیگا، کہ وہ حسب ذیل سنین کے وقت حسب ذیل عمر کا ہو،

۱۔ سنہ ۴۶۷ھ مین رصد خانہ کی تعمیر کے وقت وہ اونسٹھ ۵۹ برس کا ہو،

۲۔ سنہ ۵۰۶ھ مین جب وہ نیشاپور سے بلخ گیا تھا، اور نظامی عروضی اُس سے ملا تھا، تو وہ اٹھانوے ۹۸ برس کا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- ۵۰۷ھ مین جب ابوالحسن بیہقی اپنے بچپن مین اس سے ملا تھا اور خیام نے اس کا امتحان لیا تھا، اس وقت اسکی عمر ننانوے ۹۹ برس کی ہو،

۴- ۵۰۸ھ کے موسم سرما مین جب سلطان مرو مین شکار کھیلنے نکلا تھا، اور خیام اس کو خود سوار کرانے گیا تھا، تو اس وقت اسکی عمر سو ۱۰۰ برس کی ہو،

نہین سے رصدخانہ کی تعمیر کے وقت کا سال گو چندان بعید نہین، مگر بقیہ سنین تمامتر طبعی حالات کے خلاف ہین، اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ بیہقی اور نظامی عروضی ان سنین کے ذکر کے وقت خیام کی اس حیرت انگیز غیر طبعی قوت اور عمر کا استعجاب کے ساتھ ذکر کرتے، جیسا کہ اس قسم کے مستثنیٰ عمر والون کے حالات مین اہل تاریخ نے اس کا ذکر کیا ہے،

اب ہم کو اپنے قیاس کے مطابق اُن واقعات کو پیش کرنا چاہئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خیام کی ولادت پانچوین صدی ہجری کے اواسط مین ہوئی ہی،

ا- سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ خیام کے جس قدر مشہور معاصرین مثلاً ابوالعباس لوکری میمون ابن نجیب واسطی، ابو حاتم مظفر اسفزاری، ابوالفتح عبدالرحمان خازنی، ابوالفتح بن کوشک[۱] وغیرہ گذرے ہین، اُن سب کا تعلق ملک شاہ (۴۶۵ھ-۴۸۵ھ) سے لے کر سنجر (۵۱۱ھ-۵۵۲ھ) تک معلوم ہوتا ہی، ان مین سے نہ خود خیام اور نہ اس کے معاصرین کا کوئی ذکر ملک شاہ سے پہلے سننے

---

[۱] ان کے حالات تواریخ حکماء مین دیکھنے چاہئین، یا میری اس کتاب مین آیندہ خیام کے معاصرین سے تعلقات کا بیان پڑھیئے، یہ لوگ رصدخانہ کی تعمیر اور رصد کے کامون مین خیام کے رفیق تھے، اور خصوصًا ابوالعباس لوکری میمون ابن کوشک اور خیام یہ چارون جب بیان شہرزوری ہمعمر و ہمعصر (اقران) تھے، ابوحاتم مظفر نے سلطان سنجر کے خزانہ کے لیے ترازو بنائی تھی، ابن کوشک کا سلطان سنجر خاص قدردان و مربّی تھا، ابوالفتح عبدالرحمان خازنی نے سلطان سنجر کے نام پر زیج سنجری ترتیب دی تھی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین آتا ہی، اس لیے ملک شاہ ہی کا زمانہ ان کے ابتداے عروج کا عہد معلوم ہوتا ہے، اس لیے انکی پیدائش ملک شاہ کی تخت نشینی کے سال ۴۶۵ھ سے لامحالہ بیس پچیس برس تو پہلے ہو گی،

۲- بیہقی اور شہرزوری مین ہے کہ "ملک شاہ نے خیام کو اپنا ندیم بنایا تھا" ہم نوالہ وہم پیالہ ندیم ومصاحب ہونے کے لیے حسب دستور زمانہ یک گونہ تناسب عمر کا لحاظ بھی ضروری سمجھا جاتا ہو، ملک شاہ کی پیدائش ۴۴۷ھ کی ہے اور ۴۶۵ھ مین اٹھارہ انیس برس کی عمر مین وہ تخت نشین ہوا، اور تخت نشینی کے تیسرے سال ۴۶۷ھ مین اس نے رصد خانہ کی بنیاد ڈالی جسمین خیام وغیرہ حکماء اکٹھے ہوئے، اس لحاظ سے ایک شخص کے تحصیل علم سے فارغ ہو کر کمال حاصل کرنے اور ایک دو تصنیفین کر کے شہرت پانے کیلئے کم از کم پچیس چھبیس برس کی عمر تو ہونی چاہیے، اس بنا پر ۴۴۰ھ یا ۴۴۱ھ خیام کا سال ولادت قیاس مین آتا ہے،

۳- خیام کے ایک معاصر جو گو غالباً خیام سے چھوٹے ہونگے، وہ امام محمد غزالی ہین، اُن کی پیدائش ۴۵۰ھ مین ہوئی تھی، اس لیے بہرحال خیام کا سال ولادت اس سے پہلے ہی ہوگا،

۴- خیام کے ایک شاگرد حکیم علی بن حجازی قاینی کا نام ہمکو معلوم ہے، جو خیام اور امام غزالی کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالی المتوفی ۵۲۰ھ کے شاگرد تھے، وہ ۵۴۶ھ مین نوّے سال کی عمر پا کر مرے تھے، اس حساب سے اُن کا سال پیدائش ۴۵۶ھ تھا، استاد کی پیدائش شاگرد سے دس پندرہ برس تو پہلے ہونی چاہیئے،

۵- چونکہ جیسا کہ ہم نے آگے چل کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ ملک شاہی رصد خانہ مین آنے

ل درۃ الاخبار ترجمہ بیہقی ص۱۶،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے سمرقند و بخارا میں پھرتا رہا ہے، اور وہان کے سلاطین مین احترام پا چکا تھا، اور نیز وہ ایک رسالہ حساب لکھ چکا تھا، اور کتاب جبر و مقابلہ تصنیف کر چکا تھا، اس لیے ملک شاہ کی ملاقات اور بنا سے رصدخانہ کے سال ۴۶۷ھ سے چھبیس ستائیس برس سے کم پہلے پیدا نہ ہوا ہوگا، تاکہ وہ علوم سے فارغ ہو کر ایک رسالہ اور ایک ایسی اہم کتاب کی تصنیف کے قابل ہو سکے،

ان وجوہ سے یہ موزون قیاس ہے کہ خیام کی ولادت کا تقریبی سال ۴۴۰ھ ہوگا،

ابوالحسن بیہقی نے علم نجوم کے قاعدہ سے اس کی پیدایش کا طالع اپنی تاریخ الحکما مین حسب ذیل نقل کیا ہے، وطالعہ الجوزاء، والشمس وعطارد علی درجۃ الطالع فی ح من الجوزاء، وعطارد صمیمی، والمشتری من التثلیث ناظر الیہما،

مین نے اپنے بعض پرانے ریاضی دان مخدومون سے دریافت کیا کہ اس طالع سے سال ولادت کا حساب لگ سکتا ہے، یا نہین، جواب ملا کہ اسوقت لگ سکتا ہے، جب اُس شہر کا نام معلوم ہو، جہان یہ طالع لیا گیا، نیز وقت اور مہینہ کی تعیین ہو اگر زیچ ملک شاہی سے امداد لیجائے اور نیشاپور اس کے وطن کو مقام طالع مانا جائے تو شاید کامیابی ہو،

اس وقت کا سیاسی نقشہ یہ وہ وقت تھا جب سلجوقیون نے خراسان پر قبضہ کر کے سب سے پہلے ۴۲۹ھ مین نیشاپور مین اپنا تخت حکومت بچھایا تھا، اور طغرل سلجوقی وہان اُس وقت حکمران تھا، ادھر کابل و غزنین مین غزنویون کی حکومت تھی، اور اُن کے علاوہ خانیہ خاندان کے نو مسلم ترک، کاشغر سے لیکر بخارا تک فرمانروائی کر رہے تھے، اور غزنوی اور سلجوقی دونون خاندانون کے سلاطین ان ملوک خانیہ سے صلح و جنگ مین مصروف رہتے تھے اور ان ملوک خانیہ کو خاقانیہ ایلک خانیہ اور آل افراسیاب بھی کہتے ہین،

www.KitaboSunnat.com

وطن

تمام تذکرے متفق ہین کہ وہ خاکِ پاک نیشاپور سے پیدا ہوا تھا، مگر تاریخ الفی کا مصنف احمد ابن نصر اللہ ٹھٹھوی ([illegible]) کسی کا قول بیان کرتا ہی،

"بعضے او را از قریۂ شمشاد تابع بلخ دانستہ اند و مولدش را در قریۂ بسنگ من توابع استراباد" (مطفرہ ص ۳)

معلوم نہین یہ روایت کس کی ہی اور اس کا ماخذ کیا ہے[1]، مگر کچھ نہ کچھ اُس کا تعلق اس مقام سے معلوم ہوتا ہے، ربیع المرسوم عالی رومی ([illegible]) مین وہ فصل تبریزی سے اور اُسنے نظامی عروضی کے خود نوشتہ نسخہ چہار مقالہ کے حاشیہ سے جو عبارت نقل کی ہی اسمین لکھا ہی کہ "اسکی وفات کا حال مجھے استراباد پہنچکر معلوم ہوا" اسی طرح اُس نے دوسرے موقع پر لکھا ہی، "ہموارہ گاہ نیشاپور و گاہ بلخ از غرۂ غراے عمر تا سلخ[2]، روزگارِ خود بفراغت بسر می بردے" اسکی وفات کے قصہ مین رومی نے

---

[1] سید سکے، ایم شیرازی نام کسی ایرانی مصنف نے عمر خیام کے حالات مین جو کتاب انگریزی مین لکھی ہی، اور جو لندن مین ۱۹۰۵ء مین طبع ہوئی ہی، اسمین گمراہ کن اغلاط اور قیاسات ہین، اسمین اس کے بلخی ہونے کا ماخذ شہرزوری کی تاریخ نزہۃ الارواح کو بتایا ہی، یہ غلطی تاریخ الفی کی عبارت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے، ٹھٹھوی نے تاریخ الفی مین خیام کے نیشاپوری الوطن ہونے کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے، کہ

"بعضے او را از قریۂ شمشاد تابع بلخ دانستہ اند........"

مگر یہ عبارت خود تاریخ الفی کی ہی شہرزوری کی نہین، شیرازی نے غلطی سے یہ سمجھا ہی کہ یہ بھی شہرزوری کی روایت کا ٹکڑا ہی حالانکہ ایسا نہین ہی، بلکہ "بعضے" سے ٹھٹھوی کی مراد شہرزوری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہی جسکا نام اس نے نہین بتایا ہی،

[2] یہ فقرہ خیام کی اس رباعی کی طرف تلمیح ہے،

چون عمر ہمی رود چہ شیرین و چہ تلخ
پیمانہ چو پر شود چہ بغداد و چہ بلخ

می خور کہ پس از من و تو این ماہ بسے
از سلخ بغرہ آید و از غرہ بسلخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسی کتاب کے حوالہ سے لکھا ہی کہ خیام نے "از بلوکات استرآباد دہک نام" مین وفات پائی، غرض یہ وہ نامستند حوالے ہین جن سے وہ استرآباد و بلخ کی طرف منسوب نظر آتا ہے، اس نسبت کی حقیقت یہ نظر آتی ہے، کہ میرے خیال مین (جیسا کہ آگے آئیگا) خیام کا ابتدائی قیام بلخ مین رہا ہی، اس لیے نسی نے بلخ و استرآباد کو غلطی سے اس کا مولد و منشا سمجھ لیا ہی، اور عجب نہین کہ اسکی زندگی ہی مین یہ شبہہ کسی کو ہوا ہو، کیونکہ بیہقی نے جس کی نقل شہرزوری نے بھی کی ہے، اس کے خاندانی نیشاپوری ہونے پر خاص زور دیا ہے، کہتا ہی،

عمر الخیامی النیسابوری الآباء والبلاد، — عمر خیام اپنے باپ دادون اور وطن کے لحاظ سے نیشاپوری،

یہ خاص زور کسی شبہہ کے ازالہ ہی کے لیے معلوم ہوتا ہے،

۵۰۶ھ مین نظامی عروضی کو بھی وہ بلخ مین ملتا ہی[1]، اور خاقان بخارا شمس الملک کے دربار مین بھی وہ نظر آتا ہے[2]، اس سے بہرحال اتنا ثابت ہوتا ہی کہ ترکستان کے ان شہرون مین بھی اسکی آمد و رفت رہتی تھی، مگر بقول مصنف تاریخ الفی،

"الحاصل توطن اکثر اوقات در نیشاپور داشت[3]"

فریڈرک روزن نے رباعیات خیام مطبوعہ کاویانی برلن ۱۹۲۵ء) کے فارسی مقدمہ (ص ۵۲-۵۳) مین ایک ہولنڈی فاضل گلیوس (۱۶۷۰ء) کی تحقیق نقل کی ہے کہ خیام کا مولد شہر لوکر تھا، جو رود خانہ مرغاب کے کنارہ شہر مرو رود کے قریب تھا" اس تحقیق کی سند یہ ہے کہ فاضل

---

[1] چہار مقالہ ص ۶۲ [2] گب ص ۵۲ [3] اخبار الحکما بیہقی و شہرزوری و درۃ الاخبار ترجمہ خیام ص ۵۳ مظفریہ ص ۲۳۷،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف کو قطب الدین شیرازی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ کی کتاب التحفۃ الشاہیہ (جس کو فاضل موصوف اور فریڈرک روزن نے تسامح سے تحفۃ الشامیہ پڑھا ہے) ملی، جسمیں حسب ذیل عبارت ہے،

"التاریخ الملکی منسوب الی السلطان جلال الدولۃ ملکشاہ بن الب ارسلان السلجوقی، والسبب فیہ انہ اجتمع فی حضرتہ جماعۃ (جماعۃ؟) من الحکماء ومنھم عمر الخیام الحکیم اللوکری وغیرہٗ"

اس سے گلیوس کو یہ خیال ہوا، کہ خیام لوکر کا باشندہ تھا، مگر درحقیقت گلیوس کی تحفۃ شاہیہ کا نسخہ غلط ہے، تحفۂ شاہیہ کے دوسرے ٹکڑہ کی اصلی عبارت جیسا کہ دوسرے صحیح نسخوں میں ہے یہ ہے:

"والسبب فیہ انہ اجتمع فی حضرتہ جماعۃ من الحکماء ومنھم عمر الخیام والحکیم اللوکری وغیرھما"

فریڈرک روزن نے اپنے فارسی مقدمۂ رباعیات خیام کے حاشیہ میں یہ صحیح عبارت نقل کی ہے[1]، لیکن اس کو حکیم لوکری کے متعلق شبہ ہے، کہ یہ نام صحیح نہیں کہ اس کا پتہ نہیں ملتا، حالانکہ حکیم لوکری مشہور و معروف شخص ہے اور ابو العباس لوکری کے نام سے تواریخ حکماء میں مذکور ہے، یہ بھی رصد خانۂ ملک شاہی کے علمائے ہیئت میں ایک تھا (دیکھو ہمارے اس مضمون کا باب

[1] فریڈرک روزن کی اصل عبارت فارسی یہ ہے،
در احتمال کلی دارد کہ در نسخہ تصرفے شدہ باشد ××× در کتب قدیمہ مثل کامل التواریخ ابن الاثیر کہ در سنہ ۶۲۸ھ تالیف شدہ، اسمے ازوی نیست، درصورتے کہ این کتاب از معاصرین دیگر عمر خیام، ابو المظفر اسفزاری، و میمون بن نجیب الواسطی را ذکر کردہ است" (ص ۳۵)
یہ صحیح ہے کہ ابن اثیر نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے، مگر تواریخ حکماء میں یہ نام مذکور ہے، وہ اپنے عصر کے چار مشاہیر میں سے ایک ہے، ابن سینا کے شاگرد بہمنیار کا وہ شاگرد تھا، (نزہۃ الارواح شہرزوری ص ۹۷ کتب خانۂ ندوہ و درۃ الاخبار ترجمہ تتمہ صوان الحکمۃ مطبوعہ لاہور ص .. اور ترجمۂ فارسی شہرزوری نسخۂ ناتمام موجودہ دار المصنفین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"معاصرین خیام"

بہرحال حکیم خیام کو نوکر سے کوئی تعلق نہیں، یہ شہر اُس کے معاصر اور رفیق کار ابوالعباس نوکری کا وطن تھا، تحفۂ شاہیہ کے غلط نسخہ مین ایک "و" کے چھوٹ جانے سے غلطی پیش آئی کہ خیام پر نیشاپوری کے بجائے نوکری کا دھوکہ ہونے لگا،

خیام کے رباعیات مین اسکی جاے قیام و مسکن کی نسبت کوئی اشارہ نہین پایا جاتا ہو، لیکن تمام نسخون مین اسکی ایک رباعی پائی جاتی ہو جسکا پہلا شعر اکثر نسخون مین اسطرح ہی،

چون عمر ہمی رود چہ بغداد و چہ بلخ — پیمانہ چو پر شود چہ شیرین و چہ تلخ (بودلین)

مگر دلینہ کے قلمی[1] نسخہ مین جو ۹۱۱ھ کا لکھا ہے، یہ اس طرح ہے،

چون می گذرد عمر چہ شیرین و چہ تلخ — چون جان بلب آید چہ نشاپور چہ بلخ

اگر یہ متن صحیح ہو تو اُس کی اس رباعی مین اس کے ان دونون شہرون کا ذکر موجود ہو، جہان اُنکی اقامت اکثر ثابت ہوتی ہے،

---

[1] اس نسخہ کا ذکر رباعیات کے ذکر مین آگے آئیگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب

تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس کا نام عمر، اور اُس کے باپ کا نام **ابراہیم** تھا، لیکن اسکے برخلاف ہمارے زمانہ کے ایک لائق مصنف نے اپنی ایک مشہور وسنجیدہ تصنیف (نظام الملک طوسی[1]) مین یہ دعویٰ کیا ہی، کہ عمر کے باپ کا نام **عثمان** تھا، اور نیز یہ کہ عمر خیام فارسی کے نامور شاعر خاقانی شروانی المتوفی ۵۹۵ھ کا چچا تھا، موصوف نے اپنے اس دعوے کے ثبوت مین خاقانی کی مثنوی تحفۃ العراقین کا آخر باب پیش کیا ہی، اسمین خاقانی نے اپنے اور اپنے خاندان کے حالات لکھے ہین، اور خصوصیت کیساتھ اس مین اپنے چچا **عمر** کی مہربانیون کا شکریہ ادا کیا ہی، اور اُس کے فضل وکمال ریاضی دانی، ہندسہ وہیئت وطب کے علم کی تعریف کی ہی، اور اُس کے تفلسف اور زہد وتجرّد کا ذکر کیا، یہ اکثر اوصاف اور نام عمر خیام پر صادق آتے ہین، اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ مصنف مذکور کے سامنے مثنوی تحفۃ العراقین کا جو مطبوعہ آگرہ (۱۸۵۵ء) نسخہ تھا، اس کا عنوان یہ تھا، "درمدح عمِ خود عمر خیام کہ دراہتمام وتربیت اِو بود" اس سے ہمارے مصنف کا شک وشبہہ پورا جاتا رہا، مثنوی مذکور کے وہ شعر یہ ہین:-

بگریختہ ام ز دیو خذلان ۔۔۔ در سایۂ عمرِ ابنِ عثمان

[1] زیر ترجمۂ حکیم عمر خیام،

www.KitaboSunnat.com

ہم صدرم و ہم امام و ہم عم
صدرِ اجل و امامِ اکرم

برہانی و ہندسی مقالش
افلاطن و ارسطو عیالش

از علمش و ادہ دہرِ محدث
یک ثلث بہر مس مثلث

یہ تمام باتین خیام پر کسقدر چسپان ہین، خیام کے آخری سنین اور خاقانی کے اوائلِ سنین مشترک بھی ہین، اس یقین کے بعد اگر خیام کے باپ کا نام ابراہیم اہلِ تذکرہ لکھتے ہین تو خاقانی کا بیان جو اس کا نام عثمان بتاتا ہی سب سے زیادہ تسلیم کے قابل ہوگا،

لیکن عجیب بات یہ ہے، کہ ہمارے مصنف نے تحفۃ العراقین پڑھنے کی زحمت تو اٹھائی، لیکن کلیات خاقانی ملاحظہ نہ فرمایا، جسمین معلوم ہوتا ہی کہ اسی آیندہ کے اشتباہِ اسمی و وصفی کو دور کرنے کے لیے خاقانی نے یہ چند شعر اپنے چچا عمر بن عثمان کے مرثیۂ بائیہ مین لسان الغیب کے قلم سے لکھدیئے ہین،[1]

کو آنکہ سخندان جہین بُد بحکمت
کو آنکہ ہنر بخش بہین بود بآداب

کو صدرِ افاضل شرفِ گوہرِ آدم
کو کافی دین واسطۂ گوہرِ انساب

کو آنکہ ولی نعمتِ من بود و عمِ من
عم چہ کہ پدر بود خداوند بہر باب

زو دیو گریزندہ و او داعیِ انصاف
زو حکمت نازندہ و او منہی الباب

زان عقل بدو گفتہ کہ اے عمرِ عثمان
ہم عمرِ خیامی و ہم عمرِ خطاب

ان اشعار نے گتھی سلجھا دی، اس کے چچا کا نام عمر تھا، اس کا لقب کافی الدین تھا، اور اس عمر کے باپ یعنی خاقانی کے دادا کا نام عثمان تھا، وہ اپنے چچا کو فلسفہ و حکمت مین عمر خیام کا ہم پایہ

[1] کلیات خاقانی ص ۶۰۱ ۱۲۹۳ء نولکشور، کلیات خاقانی بے ترتیب چھپی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زہد و دینداری مین حضرت عمر بن خطاب کا مثیل بتاتا ہے، اس سے ظاہر ہو گیا کہ خاقانی کا چچا
کافی الدین عمر بن عثمان اور غیاث الدین عمر بن ابراہیم خیام دو شخص ہین، عمر بن عثمان شروان کا تھا، اور
عمر بن ابراہیم خیام نیشاپور کا، خود تحفۃ العراقین کا جو قلمی نسخہ دار المصنفین مین ہی، اس مین "در مدح عم خود عمر
خیام" کے بجائے "در مدح امام عالم کافی الدین عم خویش" مذکور ہے، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ۱۸۵۵ء کے مطبع
آگرہ کے مصحح کی یہ جدت تھی، جس نے ہمارے ایک لائق مصنف کو نیشاپور سے شروان پہنچا دیا،
نسبت عام طور سے وہ خیام کی نسبت کیساتھ مشہور ہے، فارسی کتابون مین اوسکو اکثر خیام اور کبھی
خیامی[1] اور عربی کتابون مین عموماً اوسکو خیامی لکھتے ہین، اور خاص اپنی تصنیفات مین وہ خود یا دوسرا
معاصر اس کو خیامی لکھتا ہی[2]، البتہ رباعیات مین وہ اپنا تخلص جب کبھی لاتا ہے، خیام کہتا ہی،
خیام کے معنی عربی مین "خیمہ دوز" کے ہین، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کے خاندان مین خیمہ دوزی
کا پیشہ ہوتا تھا، خود خیام کے نام اس کے ایک معاصر اور ابن سینا کے شاگرد کسی قاضی محمد بن عبد الرحیم
نسوی نام نے جو خط لکھا ہی، جس کے جواب مین اُس کا رسالہ کون و تکلیف ہی، اس کے شروع مین
نسوی نے خیام کی تعریف مین نثر کے ساتھ چند عربی شعر لکھے ہین، نثر خط مین تو "ابی الفتح عمر بن ابراہیم
الخیامی" ہے لیکن نظم مین اوسکو "الخیمی" لکھا ہی،

ان کنت ترعین یا ریح الصبا ذممی	اے باد صبا! اگر تجھے وفاے عہد کا خیال ہے
فاقری السلام علی العلامۃ الخیمی	تو میری طرف سے علامۂ خیمی کو سلام پہنچا،

یہ خیمی خیم کی طرف منسوب ہی، جو خیمہ کی جمع ہے، اور اس کے معنی "خیمہ والے" کے ہین، عربی قاعدہ

[1] عروضی چہار مقالہ مین کہتا ہی، "تا خواجہ امام عمر خیامی چہ گوید" ص۶۵ گب [2] دیکھو جبر و مقابلہ خیام اور رسالہ کون و تکلیف (عربی) کا دیباچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خیمی، خیامی سے زیادہ صحیح لفظ ہے، علامہ سمعانی نے کتاب الانساب میں "خیام" کی نسبت نقل کی ہے اور اس کے معنی خیمہ دوزی کے بتائے ہیں، اور اس نسبت سے جو محدثین مشہور ہیں ان کے نام لکھے ہیں، مگر ہمارے فلسفی خیام کا نام اس دربار میں کہاں جگہ پا سکتا تھا،

شیرازی[1] نے اور شاید اسی کی پیروی میں فریڈرک روزن[2] نے خیمہ دوزی کی نسبت کو حکیم عمر خیام کی بزرگی کے خلاف جانکر "خیام" کے معنی خیمہ ساز کے بجائے خیمہ نشین کے لیے ہیں، اور چونکہ خیموں میں رہنا اہلِ عرب کی خاص علامت ہے، اس لیے خیامی کی نسبت کسی خیمہ نشین عرب قبیلہ کیطرف کی ہے، حالانکہ یہ تاویل تمامتر بے بنیاد ہے، عربی وزن فعال پیشہ کے لیے مخصوص ہے، جیسے قفال (قفل ساز) طباخ (باورچی) حجام (نائی) نساج (جولاہہ) نداف (دھنیا) نجار (بڑھئی) قصار (دھوبی) عطار (گندھی) فخار (کمہار) غزال (سوت کاتنے والا) وغیرہ،

ہمارے فاضل مستشرق فریڈرک روزن نے بھی شیرازی کی تائید کی ہے اور ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اور رسالہ جبر و مقابلہ کے دیباچہ میں خود خیام نے اپنے کو جو خیامی لکھا ہے اس سے ان کو یہ دھوکا ہوا ہے کہ یہ خیام نام کسی عرب قبیلہ کی طرف نسبت[2] ہے، حالانکہ اس نام کا کوئی عرب قبیلہ ثابت نہیں، اصل یہ ہے کہ اس لفظ خیامی کی صورت وہی ہے، جو غزالی کی ہے، خوارزم، جرجان اور خراسان میں اس زمانہ میں اسیطرح ی بڑھا کر نسبت بنا لیتے تھے، مثلاً غزال سے غزالی، عطار سے عطاری وغیرہ، اسی طرح خیام سے خیامی ہے، خیام سے ایک صدی

---

[1] لائف آف خیام (انگریزی) مصنفہ شیرازی ۱۹۰۵ء لندن،

[2] دیباچہ رباعیات خیام مطبوعہ کاویانی برلن، ص ۵۸،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے سامانی دربار کا مشہور شاعر جس نے ۳۴۲ھ میں وفات پائی، نیشاپور ہی کا رہنے والا خبازی ہے[۱]، خباز کے معنی روٹی پکانے والا، تاہم بحالت نسبت اسی قاعدہ سے وہ خبازی کہلایا، بعد کا ایک اور شاعر ابو شریف احمد علی جرجانی مجلدی[۲] ہے، مجلد کے معنی جلد ساز کے ہیں، تاہم نسبت میں مجلد کے بجائے اس نے اپنے کو مجلدی کہا، غزالی، خیامی، خبازی سب خراسانی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسبت کا یہ قاعدہ خوارزم و جرجان کی طرح جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے[۳] خراسان میں بھی جاری تھا چنانچہ شہر طوس جو خراسان کا شہر ہے وہاں کے رہنے والے ایک محدث ابو محمد عباس بن محمد طوسی جو تیلی تھے عصاری کہلاتے تھے، (معجم البلدان یاقوت، زیر لفظ "طابران") اور اسی اصول کی بنا پر سیوطی نے لب اللباب میں تبانی، حدادی، حناطی، خفافی، خیاطی وغیرہ نسبتیں نقل کی ہیں،

قاضی محمد بن عبد الرحیم نے خود خیام کے زمانہ میں اسکی مدح میں جو اشعار لکھے ہیں اور جو ابھی اوپر گذر چکے ہیں، ان میں خیامی کے بجائے خیمی[۴] لکھکر اس کو ثابت کر دیا ہے کہ خیامی خیمہ ہی کی طرف منسوب ہے، نہ خیام نام کسی عرب قبیلہ کی طرف، اگر خیامی کسی عرب قبیلہ کی طرف نسبت ہوتی، تو فارسی میں بھی

(بقیہ حاشیہ ص ۶۸) [۳] فارسی مقدمہ رباعیات خیام، فریڈرک روزن، مطبوعہ کاویانی، برلن،

[۴] ابن خلکان جو انساب میں خاص مہارت رکھتا ہے، احمد غزالی کے حال میں لکھتا ہے "ھذہ النسبۃ الی الغزال علی عادۃ اھل خوارزم وجرجان فانھم ینسبون الی القصار القصاری والی العطار العطاری" ابن خلکان نے اپنی اس تحقیق کی نسبت سمعانی کیطرف کی ہے، مگر سمعانی کی کتاب الانساب کے مطبوعہ لائڈن نسخہ میں "غزالی" کا لفظ ہی موجود نہیں اور نہ اس سلسلہ میں وہاں یہ ذکر ہے، ابن تغری بردی نے النجوم الزاہرہ میں زیر حوادث ۵۰۵ھ لکھا ہے کہ سمعانی نے یہ "ذیل" میں لکھا ہے جس سے شاید مقصود ذیل تاریخ بغداد للخطیب ہے، مرتضی زبیدی (بلگرامی) نے قاموس کی شرح تاج العروس میں زیر لفظ "غزل" لکھا ہے "وھو منسوب الی الغزالی بائع الغزل او الغزال علی عادۃ اھل خوارزم وجرجان کالعصاری الی العصار" اس لفظ عصاری کا ذکر سمعانی نے کتاب الانساب میں کیا ہے (ورق ۳۹۲ مطبوعہ بریل ۱۹۱۲ء لائڈن) العصاری بفتح العین ... ھذہ النسبۃ الی العصارۃ وقد ذکرناہ وقد جرت عادۃ عدۃ من البلاد ان ینتسب اھلھا الی الحرف مثل خوارزم وجرجان وآمل طبرستان، [۱] شعر العجم شبلی ج ۱ ص ۵۳، [۲] لب اللباب عوفی ج ۱ ص ۱۳، گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ سے اس کو ہمیشہ خیامی ہی کہتے خیام کبھی نہ کہتے، ہاشمی کو فارسی مین بھی ہمیشہ ہاشمی ہی کہینگے، ہاشم نہین،

یہ خیال کہ خیمہ دوزی کے خاندانی پیشہ سے ہمارے ایک عالی مرتبہ فلسفی اور بلند رتبہ شاعر کی توہین ہوتی ہو غلط ہو، مساوات پسند اسلام کی تاریخ مین ایسی بیشمار ہستیان ہین جو ادنی خاندانی پیشون کی نسبت کے باوجود مشاہیر فن اور اکابر علم کی فہرست مین داخل ہین، اور ان کا نام ہم عزت سے لیتے ہین، امام محمد غزالی کو دیکھو کہ سوت کاتنے والے کی طرف منسوب ہین فقہ حنفی کے مشہور امام شمس الائمہ حلوائی تھے، وحدۃ الوجود کا مشہور مبلغ و شہید حسین بن منصور حلاج یعنی نداف تھا، مشہور شاعر خاقانی نجار یعنی بڑھئی تھا، بزرگ صوفی شاعر عطار، دوا فروش تھے، نساج (کپڑا بننے والے) مشہور صوفی تھے، علی ہذا القیاس، خیمہ دوز ہونا ہمارے فلسفی شاعر اور ہیئت دان ریاضی کے لیے توہین کا باعث اور تحقیر کا سبب نہین، بلکہ ملک کی معاشرتی ترقی و مساوات اور عام تعلیم کا ثبوت ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل وعیال

عام طور سے سمجھا جاتا ہے، اور اردو کے ایک لائق مصنف نے اپنی ممتاز تصنیف "نظام الملک طوسی" کے ضمیمہ "خیام" میں خاقانی کے چچا کافی الدین عمر بن عثمان شروانی کے اشتباہ کی بنا پر تحفۃ العراقین کے اشعار کے حوالہ سے یہ دکھایا ہے کہ عمر بن ابراہیم خیام نیشاپوری نے تاہل کی زندگی اختیار نہیں کی اور ہمیشہ مجرد رہا، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمر بن عثمان، عمر بن ابراہیم خیام نہیں ہے، اس لیے یہ استدلال ہی غلط ہے، علاوہ ازیں ابوالحسن بیہقی، خیام کے سب سے اقدم سوانح نگار نے خیام کی وفات کا واقعہ خیام کے داماد "امام محمد بغدادی" کے واسطہ سے بیان کیا ہے[1]، اور یہی روایت بعینہ شہرزوری میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اُس نے تاہل اختیار کیا تھا، اور کم از کم اُسکی اولاد میں ایک لڑکی تھی، جس کی شادی اُسکی زندگی ہی میں بغداد کے محمد نامی کسی فاضل سے ہو چکی تھی،

دولت شاہ سمرقندی (۸۹۲ھ) نے خیام کے سلسلۂ اولاد میں ایک شاعر "ملک الکلام شاہپور اشہری نیشاپوری" کا ذکر کیا ہے[2]، اور اُسی کے ضمن میں عمر خیام کا حال لکھا ہے، شاہپور ظہیر الدین فاریابی کا شاگرد اور سلطان محمد بن تکش خوارزمشاہ کے دفترِ انشا کا منصبدار تھا،

---

[1] بلٹین آف اورنٹیل اسٹڈیز فروری ۱۹۲۹ء میں بیہقی کا اقتباس دیکھو، [2] تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی ص ۱۳۸ اگب و آتشکدۂ آذر ص ۱۳۹ بمبئی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت شاہ نے ایک طرف اس کی وفات کی تاریخ سنہ ۶۶۰ھ بتائی ہے، اور دوسری طرف سلطان جلال الدین کے وزیر نورالدین کی مجلس مین اسکی آمد ورفت کا تذکرہ کیا ہے، سلطان جلال الدین آخری خوارزم شاہ کا زمانہ سنہ ۶۱۷ھ سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۶۲۸ھ تک ختم ہو جاتا ہے، اسلیے شاید اس جلالی وزارت سے پہلے کی آمد ورفت کا تذکرہ ہوگا، دولت شاہ نے اس کی ایک غزل ایک خاص صنعت مین لکھی ہے، جس کے چند شعر یہ ہین:

روزگار آشفتہ تر، یا زلفِ تو یا کارِ من ذرّہ کمتر یا دہانت، یا دلِ غمخوارِ من
شب سیہ تر یا دلت، یا حالِ من یا خالِ تو شہد خوشتر یا لبت یا لفظِ گوہر بارِ من
وصلِ تو دلجوی تر یا شعر ہائے نغزِ من ہجرِ تو دل سوز تر یا نالہ ہائے زارِ من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخذ و استفادہ

مغرب و مشرق کے کسی موجودہ تذکرہ نویس نے یہ نہیں لکھا کہ اُس کا فضل و کمال کن بزرگون کی تعلیم و تربیت کا رہینِ منت تھا، حالانکہ خیام کے ایک استاد کا نام بیہقی اور شہرزوری مین مذکور بھی ہی مگر زوکووسکی کے مضمون کو انتہائی تجسّس کا معیار سمجھکر مزید تلاش کی طرف توجہ نہین کیگئی،

خیام کا وطن نیشاپور ہمیشہ سے علم و فن کا مرکز رہا، اور دنیاے اسلام مین غالبًا درسگاہ کی پہلی پبلک عمارت اسی سرزمین پر بنائی گئی، نیشاپور چوتھی صدی کے اواسط مین سامانیون کے اور اواخر مین دیلمیون پھر غزنویون کے زیرِ حکومت آیا، اور ۴۲۹ھ مین سلجوقیون نے اس کو لیا، اور چارون نے اُسکی اس علمی مرکزیت کے امتیاز کو قائم رکھا،

۱- یہان پہلا مدرسہ سامانی والی نیشاپور نصر الدولہ ابوالحسن سیمجوری المتوفی ۳۷۸ھ[1] نے امام ابوبکر محمد بن حسن بن فورک المتوفی ۴۰۶ھ کے لیے بنایا تھا،[2] امام موصوف سے پہلے خراسان مین کرامیہ فرقہ جس کو مجسّمہ بھی کہتے ہین، فروغ پر تھا، ابن فورک پہلے شخص ہین جنھون نے اہل نیشاپور کی استدعا پر یہان آکر اشعری علم کلام کو پھیلایا، اور آخر کرامیہ کے حامی بادشاہ سلطان محمود غزنوی کے دربار مین کرامیہ کی شکایت پر طلب ہوئے اور واپسی مین زہر دے کر مارے گئے،[3] نیشاپور مین کلام و عقلیات کی اشاعت انھین

[1] زین الاخبار مطبوعہ برلن ص ۴۳[2] طبقات سبکی ج ۳ ص ۵۲ مصر، [3] ابن خلکان ترجمہ امام و طبقات سبکی ج ۳ ص ۵۲ مصر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ ہوئی،

۲۔ دوسرا مدرسہ **بیہقیہ** یہاں قائم ہوا، جس کے متعلق **سبکی** نے لکھا ہے کہ نظام الملک کی پیدائش (سنہ ۴۰۸ھ یا سنہ ۴۱۰ھ) سے پہلے قائم ہوا[1]، امام الحرمین نے اسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی، امام موصوف ۴۳۸ھ میں وہاں پڑھنے جاتے تھے[2]،

۳۔ تیسرا مدرسہ وہاں **سعیدیہ** تھا، جس کو سلطان محمود غزنوی المتوفی ۴۲۱ھ کے بھائی امیر نصر ابن سبکتگین نے اپنی امارت نیشاپور کے زمانہ میں بنوایا[3]، امیر نصر نے چوتھی صدی کے آخر میں نیشاپور فتح کیا تھا[4]، یہ امیر حنفی تھا، اور یہ مدرسہ بھی علمائے احناف کے لیئے بنا تھا[5]، اس نے ۴۱۲ھ میں وفات پائی تھی،

۴۔ چوتھا مدرسہ نیشاپور میں امام ابو اسحاق ابراہیم اسفرائنی المتوفی ۴۱۸ھ کے لیے بنا تھا، امام موصوف بھی کلام و عقلیات کے ماہروں میں تھے، علم کلام میں جامع الحلی نام ایک ضخیم کتاب عقائد اور رد ملحدین میں تصنیف کی تھی[6]،

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے جیسا کہ سبکی نے نقل کیا ہے، کہ اس سے پہلے نیشاپور میں اس جیسا کوئی مدرسہ نہیں بنا تھا۔

---

[1] طبقات سبکی ج ۳ ص ۱۳۷ مصر [2] ایضاً ج ۲ ص ۲۵۷ مصر، [3] ایضاً ج ۳ ص ۱۳۷،

[4] تاریخ زین الاخبار گردیزی ص ۶۳، مطبوعہ برلن،

[5] تاریخ یمینی للعتبی، ص ۳۴۳ مطبع احمدی لاہور ۱۳۰۰ھ، افسوس ہے کہ عتبی نے اس مدرسہ کی تاریخ بنا نہیں لکھی، مگر بہرحال یہ مدرسہ قاضی ابو العلا صاعد بن محمد کے لیے بنا تھا، (عتبی ص ۳۴۳) اور قاضی ابو العلاء صاعد بن محمد حج کے ساتھ امیر نصر کو حسن اعتقاد تھا، (عتبی ص ۳۲۶) وہ ۴۰۲ھ میں حج کر کے ادھر آئے تھے، (عتبی ص ۳۲۵) اور انھیں کے جوار میں یہ مدرسہ بنا تھا، (عتبی ص ۳۳۴) قاضی ابو العلاء کے دو لڑکے تھے، ابو الحسن اور ابو سعید (عتبی ص ۳۲۹) غالباً انھیں ابو سعید کے نام پر اس مدرسہ کا نام سعیدیہ پڑا، اس مدرسہ کو کسی نے سعدیہ لکھا ہے، اور دوسرے نے سعیدیہ، لیکن اس انتساب سے ظاہر ہے، کہ صحیح نام سعیدیہ تھا، امیر نصر کا انتقال عین شباب میں سلطان محمود کی زندگی ہی میں ۴۱۲ھ میں ہوا، (زین الاخبار صفحہ ۹، مطبوعہ کادیانی برلن) اس لیے اس مدرسہ کی تاریخ بنا ۴۰۲ھ کے بعد اور ۴۱۲ھ سے پہلے ہے، [6] ابن خلکان ج ۱ ص ۴ ترجمۂ امام ممدوح،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ پانچوان مدرسہ یہان ابوسعید (یا ابوسعد) اسمٰعیل بن علی بن مثنی استرابادی ایک واعظ وصوفی صاحب علم نے بنایا تھا، یہ ابوسعید یا ابوسعد خطیب بغدادی (۳۹۲ھ ۔ ۴۶۳ھ) کے استاد تھے[1]

۶۔ چھٹا مدرسہ طغرل بیگ سلجوقی نے ۴۳۱ھ مین یہان تعمیر کرایا[2]

۷۔ ساتوان مدرسۂ نظامیہ، یہان نظام الملک طوسی نے اپنی وزارت کے بعد (۴۵۶ھ مین وزیر ہوا) امام الحرمین (۴۱۹ھ ۔ ۴۷۸ھ) کے لیے بنوایا[3]

حافظ ذہبی نے تاریخ اسلام مین لکھا تھا کہ نظام الملک پہلا شخص ہے جس نے مدرسے قائم کیے، مگر سبکی نے طبقات[4] مین مذکورۂ بالا مدارس مین سے چند کا تذکرہ کرکے اس کی تردید کی اور بتایا ہے کہ نظام الملک سے پہلے غالبًا مدارس مین وظیفے نہین دیئے جاتے تھے، اس قسم کے مدرسون کا بانی اوّل نظام الملک ہوا ہے،

ان مدارس کے علاوہ ابوسہل بن امام موفق اور عبدالکریم ابوالقاسم قشیری مشہور صوفی محدث کی علمی مجلسین قائم تھین،

چوتھی صدی ہجری کے آغاز پر دیالمہ کے اقتدار سے معتزلہ کا زور بڑھ رہا تھا، عین اسی زمانہ مین امام ابوالحسن اشعری المتوفی ۳۲۴ھ نے اپنا فلسفہ پیش کیا، اور یہ اہل حدیث وسنّت کی طرف سے اہل عقل گروہ کے چیلنج کا پہلا روز تھا، غزنویہ نے چوتھی صدی کے خاتمہ اور پانچوین صدی کے آغاز مین کرامیہ مجسّمہ کی تائید کی[5] اور نیشاپور کے اشعری امام ابن فورک نے اس راہ مین جان دی[6]، پانچوین صدی کے وسط مین سلجوقیہ کا آغاز ہوا، تو طغرل کے زمانہ مین عمید الملک کندری کی

---

[1] طبقات سبکی ج ۳ ص ۱۳۷ و تاریخ ابن خلکان ج ۱ ترجمۂ خطیب [2] سفرنامہ ناصر خسرو ص ۴ کاویانی برلن، [3] سبکی ج ۳ ص ۱۳۷ و ص ۲۵ [4] طبقات سبکی ج ۳ ص ۱۳۷ ترجمۂ حسن نظام الملک، حافظ سیوطی نے حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ جلد ۲ باب اتحات المدارس مین سبکی کا قول سمجھنے مین غلطی کی ہے، [5] عتبی کی تاریخ یمینی ص ۲۲۴ [6] سبکی کے طبقات مین امام کا حال پڑھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزارت مین اشعریون کی مخالفت ہوئی، اور بر سرِ منبر اشاعرہ پر لعنت کیگئی، چنانچہ ۴۳۶ھ یا اس کے بعد کے سال مین تمام علماے اشاعرہ، امام بیہقی، امام الحرمین، امام ابو القاسم قشیری[۱] وغیرہ تین سو اشعری علما نے سلجوقیون کی مملکت سے ہجرت کرلی، چند سال کے بعد عمید الملک کے قتل اور نظام الملک کی وزارت سے اشاعرہ کا نیا دور شروع ہوا، اور آخر تمام ملک پر چھا گیا، دوسری طرف ابن فورک، باقلانی، امام الحرمین، اور امام غزالی جیسے اکابر کی زبان و قلم نے اشعریت کو اس عہد کا سب سے مضبوط و مستحکم فرقہ بنا دیا،

دیالمہ کو مٹا کر سلجوقی آئے تھے، دیالمہ شیعہ، اور معتزلی العقیدہ تھے، اور عقل و نقل کی اس طرح تطبیق چاہتے تھے، کہ عقلی علوم کی تحقیقات اصل قرار پائے، اور نقلیات تاویل کر کے ان کے مطابق بنائے جائین، فارابی سے لیکر بوعلی سینا تک حکماے اسلام کا یہی دور ہے، فرقۂ باطنیہ کی اصل بنیاد اسی پر ہے، یعنی یہ کہ یونانی فلسفہ کے الہیات کو اصل قرار دے کر قرآن و شرع کو کسی نہ کسی تاویل سے اس کے مطابق کیا جائے، اُن کے نزدیک حکماے یونان اور انبیاء دونون برابر درجہ کے تھے، یہ حقیقت رسائل اخوان الصفا کے پڑھنے سے جو باطنیہ کی بہترین کتاب ہے، واضح ہوسکتی ہے، اور اب حکیم ناصر خسرو کی زاد المسافرین اور وجہ دین مطبوعہ کاویانی برلن کی اشاعت سے یہ راز طشت از بام ہو چکا ہے،

بہرحال دیالمہ کے زمانہ مین خیالات کی باطنیت عام طور سے جاری و ساری تھی، اور اس کا

---

[۱] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر حوادث ۴۵۶ھ جلد عاشر ص۲۱ یریل، و تاریخ الخلفا سیوطی، واقعات ۴۵۵ھ و طبقات الشافعیہ سبکی ترجمۂ امام ابو الحسن الاشعری ج ۲ ص۲۷۰ و ص۲۷۱، سنہ کی تعیین قشیری کے فتوی کی تاریخ پر مبنی ہے، دیکھو طبقات مذکور ج ۲ ص ۲۵۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکز دعوت، مصر کا فاطمی دارالخلافہ قاہرہ تھا، جس نے اس کو سیاست کے آڑ میں مذہب بنا لیا تھا، ابو علی سینا نے خود اسی باطنی ماحول میں پرورش پائی تھی جیسا کہ اس نے اپنی خود نوشت سوانحعمری میں اقرار کیا ہے[۱]، وہ فلسفہ میں حکیم ابو عبداللہ ناتلی نام ایک باطنی کا شاگرد تھا، اپنے خاندان کی نسبت وہ خود کہتا ہے،

وکان ابی ممن اجاب داعی المصریین	اور میرا باپ اس گروہ میں تھا جس نے مصریوں
ویُعَدّ من الاسماعیلیۃ وقد	کے داعی کی دعوت کو قبول کیا تھا، اور اسماعیلی
سمع منھم ذکر النفس والعقل	گنا جاتا تھا اور اُن سے اس نے نفس اور
علی الوجہ الذی یقولونہ	عقل کی بحث جس طرح وہ کرتے ہیں اور مانتے
ویعرفونہ ھم وکذلک اخی وکانوا	ہیں، سنی تھی، اور میرا بھائی بھی ایسا ہی تھا
ربما تذاکروا بینھم وانا اسمعھم	یہ آپس میں اکثر اس قسم کی باتیں کرتے
وادرک مایقولونہ ولا تقبلہ	تھے اور میں اُن کو سنتا تھا، اور جو وہ کہتے
نفسی وابتدؤا یدعوننی ایضًا	تھے، اس کو سمجھتا تھا، اور میرا دل اس کو
الیہ ویجرون علی السنتھم	قبول نہیں کرتا تھا، وہ مجھے بھی اس کی دعوت
ذکر الفلسفۃ والھندسۃ وحساب الھند	دیتے تھے، اور وہ اپنی زبان سے فلسفہ ہندسہ

اُس کا باپ رسائل اخوان الصفا کا ہمیشہ مطالعہ کیا کرتا تھا، اور وہ خود بھی اُن کو پڑھا کرتا تھا[۲]

[۱] اس رسالہ کو ابن ابی اصیبعہ نے ابن سینا کے حال میں پورا شامل کر لیا ہے، دیکھو طبقات الاطباء ج ۲ ص ۲ مصر و تاریخ الحکماء قاضی اکرم قفطی صہ ۲۶۹ مصر،

[۲] درۃ الاخبار یعنی ترجمۂ اخبار الحکماء بیہقی صہ ۳۵، لاہور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ باطنیت فلسفۂ یونان کی صحت پر حد درجہ یقین ہو جانے کا نتیجہ تھی جس کا زور اس عہد میں کمال کو پہنچ چکا تھا، ابو علی سینا گو عملاً باطنی اور اسماعیلی نہیں تھا لیکن ایک معنی میں وہ عقیدۃً ضرور تھا، چنانچہ حکیم ابو نصر فارابی (المتوفی ۳۳۹ھ) نے یونانی فلسفہ اور مذہبی عقائد میں جو تطبیق کا کام فصوص اور اپنے دوسرے فلسفیانہ رسائل کے ذریعہ سے (یہ رسائل یورپ اور مصر میں چھپ چکے ہیں) شروع کیا تھا، بو علی سینا نے اپنی شفا اور اشارات میں اس کو تکمیل کو پہنچایا، اس تطبیق معقول و منقول کے جو نتائج تھے، وہ وہی اسماعیلی باطنی عقاید تھے، چنانچہ ابن سینا نے اپنی کتابوں میں بدء تکوین عقول عشرہ، وحدۃ، وجوب، علۃ العلل، اور وحی و الہام و نبوت اور جزا و سزا کی نسبت جو فلسفہ گھڑ کر کھڑا کیا ہے اس کو ارسطو کے فلسفۂ مشائیہ سے ایک ذرہ تعلق نہیں ہے، وہ تمام تر باطنیہ کے خیالات کی صدائے بازگشت ہے،

علامہ ابن تیمیہ نے اپنی تصنیفات میں اس حقیقت کو بار بار دہرایا ہے،

الغرض دیالمہ کی سلطنت مٹ کر جب سنی سلجوقی ایران و عراق و خراسان پر چھا گئے، اور اشاعرہ نے زور پکڑا، تو دیلمی سیاست و طاقت محض تحریکِ دعوت کے اندر چھپ کر رہ گئی، اور جگہ جگہ دیلمی ہوا خواہ دعاۃ کی صورت میں از سرِ نو ایک سلطنت حاصل کرنے کی کوشش میں لگ گئے، اس تحریک کا ایک سرا قاہرہ میں تھا، اور دوسرا خراسان و کوہستان میں، حکیم ناصر خسرو اور اس کے بعد ابن عطاش دیلمی اور اس کا شاگرد حسن بن صباح سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، اس عہد کے باطنی دعاۃ کے احوال پڑھو تو اکثر دیلمی اصل سے وابستہ ملیں گے،[1] آخر ابن عطاش نے اصفہان میں اور حسن صباح

---

[1] عبد القاہر بغدادی المتوفی ۴۲۹ھ جو اسی عہد میں قریب قریب تھے انھوں نے الفرق بین الفرق میں اشارات کئے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قزوین مین اپنی باطنی حکومت قائم کرلی،

ادھر علمار کا یہ حال تھا، کہ حنفی و شافعی اور اشعری و معتزلی کی جنگ برپا تھی، سلجوقی سلاطین حنفی تھے، مگر نظام الملک شافعی تھا، گو دوسرے فرقون کے مقابلہ مین یہ دونون ایک تھے، مگر آپس مین ایک دوسرے کے مخالف تھے، (اس کی تفصیل کے لیے نظام الملک، عمید الملک کندری اور اس عہد کے مشہور فتنہ کا حال امام ابوالحسن اشعری، امام الحرمین، ابوسہل بن موفق، ابوالقاسم قشیری، ابواسحاق شیرازی، ابواسحاق اسفرائنی اور محدث بیہقی کے حالات سبکی کے طبقات مین پڑھو) پھر ایسی حالت مین کہ علما و فقہا کی عزت و حرمت، سلطانی دربارون مین تھی، انکی جاہ پرستی، حرص و طمع، رشک و حسد اور مناظرون کے افسانے امام غزالی کی احیاء العلوم کے باب المناظرہ مین دیکھو جو اس عہد کے چشم دید گواہ ہین، اور جس کی بناپر وہ دربار و اہل دربار سے ہمیشہ کے لیے کنارہ کش ہوکر گوشہ نشین ہوگئے تھے،

یہ اس عہد مین اُس ملک کا، اور اس شہر کا ماحول تھا، جسمین عمر خیام نے ہوش کی آنکھین کھولین شہر نیشاپور مین جیسا کہ دکھایا گیا ہے اسوقت متعدد باقاعدہ درسگاہین، اور علما کی مجلسین قائم تھین، انھین کے آغوش مین خیام پلکر جوان ہوا، خصوصیت کیساتھ اگر وصایا کے مقدمہ کا اعتبار کیا جائے اور سنین اجازت دین، تو جمال الاسلام امام موفق المتوفی سنہ ۴۴۰ھ شافعی کی مجلس مین خیام نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) دیکھو اس کتاب کے صفحات ۲۷۷ و ۲۷۸، مطبع معارف مصر، و راحۃ الصدور راوندی ص۱۵۶ اگب اصفہان کا قلعہ دیلمیون ہی کے ذریعہ باطنیہ کو ملا، (دیکھو ابن اثیر و راحۃ الصدور ص۱۵۶) مجد الدولہ دیلمی کو جب سنہ ۴۲۰ھ مین سلطان محمود نے گرفتار کیا، تو اس کے خاص ساتھیون مین باطنیہ کا بہت بڑا گروہ بھی پکڑ کر آیا، اور ان کو سولی دی گئی (ابن اثیر واقعات سنہ ۴۲۰ھ) نیز سیاست نامہ نظام الملک فصل چہل و ہفتم "در خروج باطنیان"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی تعلیم حاصل کی، ورنہ اُن کے صاحبزادہ امام ابوسہل کی مجلس مین کی ہوگی، جو اپنے زمانہ مین امام موفق ہی کی مجلس کی رونق رکھتی تھی، خصوصاً امام الحرمین اس عہد کے سبسے بڑے مدرس تھے، اُن کی درسگاہ اسی شہر مین قائم تھی، اور جن کے فیضِ تربیت سے امام غزالی جیسے شاگرد پیدا ہوئے،

عالی رومی نے ربیع المرسوم مین (شاید تاریخ استظہاری سے) یہ نقل کیا ہے[1]، کہ خیام نے حکیم سنائی کے استاد مولانا شیخ محمد (بن) منصور سے پڑھا، اور ستّرہ برس کی عمر مین اپنے ہمعصرون سے بڑھکر کمال حاصل کیا،

"پس از رشد و بلوغ حکیم نسیم حکمت فروغ بخدمت ناصر الملة والجمہور مولانا شیخ محمد منصور شتافتہ کہ آن ذات معمور استاد مولانا حکیم سنائی بود، و این بزرگوار مغفور موارہ اقتباس آیت نور از مشکاۃ معارف منصوری نمودہ تا بحدیکہ در سن ہفدہ سالگی قصب السبق مہارت از مضمار حکمت و بلاغت در ربودہ"

حکیم سنائی المتوفی ۵۲۵ھ یا ۵۴۵ھ اور عمر خیام کی ہم استادی تو کسی طرح ممکن ہے[2]، مگر محمد منصور کی شاگردی بہت مشکوک ہے، محمد منصور سے غالباً مراد ابو المفاخر محمد بن منصور سرخسی قاضی القضاۃ خراسان ہین جنکی مدح مین سنائی نے ترجیع بندون کا ایک قصیدہ کہا، اور جنکے نام سے مثنوی سیر العباد لکھی ہے، مگر ان تمام مدائح مین سوائے طلب صلہ کے استادی و شاگردی کے تعلق کا کہین ذکر نہین، راوندی نے ان کا نام سلجوقی دربار کے تربیت یافتہ فضلا سے دہرین لیا ہے، (ص ۳۰)

خیام کے اساتذۂ ہیئت مین ایک نام نمایان نظر آتا ہے، اور وہ نام ابو الحسن الانباری یا الابہری کا ہے، ابو الحسن بیہقی، شہرزوری، اور محمد بن یوسف طبیب ہروی نے اس کی تصریح کی ہے، شہرزوری مین ہے

[1] ربیع المرسوم عالی نسخۂ دار المصنفین ص ۱۲ [2] افسوس ہے کہ سنائی کی تاریخ ولادت و وفات کے سنین مین بھی بہت اختلافات ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو الحسن الانبیری کان حکیماً	ابو الحسن انبیری فلسفی تھا، اور اس پر ہندسہ
والغالب علیہ الھندسۃ	(اور ہیئت کا علم) غالب تھا خیام اس سے
(والھیئۃ) وکان الخیّامی	حاصل کرتا تھا، اور وہ خیام کو مجسطی (یونانی
یستفید منہ وھو یقرءلہ	ہیئت کی سب سے بڑی کتاب)
المجسطی، (نسخہ قلمی کتبخانہ ندوہ)	پڑھاتا تھا،

ابو الحسن بیہقی کی کتاب کے فارسی ترجمہ درۃ الاخبار مین ہے،

"باوجود تجرد علوم حکمی، ہندسہ بروے غالب بود، وحکیم فیلسوف عمر بن خیام از وے استفادت می کرد، و مجسطی از وے فرا گرفت"[1]

لطیفہ:۔ ایک دن ابو الحسن انبیری خیّام کو مجسطی پڑھا رہا تھا، ایک مولوی صاحب کا سامنے سے گذر ہوا، پوچھا، کیا پڑھاتے ہو؟ بولا قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر پڑھا رہا ہون، پوچھا کس آیت کی؟ جواب دیا،

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ	کیا وہ اپنے اوپر آسمان کی طرف نہین دیکھتے
بَنَیْنٰھَا (ق - ۱)	کہ ہمنے اسکو کیسے بنایا،

کی تفسیر کر رہا ہون،[2]

یہ معلوم نہین کہ خیام نے فلسفہ کا درس کس سے لیا، شروع مین بتایا جاچکا ہے، کہ خیام

---

[1] درۃ الاخبار ولمعۃ الانوار مطبوعۂ اورنیٹل کالج میگزین لاہور ص ۵۷،
[2] شہرزوری ترجمہ ابو الحسن الانبیری نسخۂ قلمی کتب خانۂ ندوۃ العلماء لکھنؤ، و درۃ الاخبار ص ۵۷، و بحر الجواہر (لغت طب) تصنیف محمد بن یوسف طبیب ہروی، فصل الف،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے رسالۂ کون و تکلیف مین ابو علی سینا کو اپنا استاد (معلّم) کہا ہے، اگر واقعی استاد نہ ہو تو بھی وہ اُس کی تصنیفات سے بیحد عقیدت رکھتا تھا، رسالۂ کون و تکلیف مین وہ ابو علی سینا کو افضل المتاخّرین (پچھلے فلسفیون مین سب سے بہتر) کہتا ہے، اس کے ایجاد کردہ مسئلہ عقولِ عشرہ کا وہ[1] قائل تھا، انتہا یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخر لمحہ مین بھی ابو علی سینا کی شفا کے مطالعہ مین مصروف تھا[2]

ابو علی سینا کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد خیام کے زمانہ مین تھے، ممکن ہے اُن سے فلسفہ کا درس اُس نے لیا ہو، اور اسی لئے وہ ابو علی سینا کو اپنا استاد اور معلم کہتا ہو، ابو علی سینا کے شاگردون مین محمد بن عبدالرحیم نسوی نے ۴۷۳ھ مین خلق کائنات اور تکلیفِ خلق کی نسبت خیام سے سوالات پوچھے تھے، اور ان سوالات نے مناظرہ کی شکل اختیار کر لی تھی[3]

ابو البرکات بن ملکا بغدادی المتوفی ۵۴۷ھ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا فلاسفر تھا، محمد بن ملک شاہ سلجوقی اور خلیفۂ مسترشد باللہ کے دربارون مین رہا تھا، اُس نے "کتاب[4] المعتبر" نام ایک کتاب

---

[1] رسالۂ کون و تکلیف (مجموعۂ جامع البدائع) مصر ۷، اور رسالۂ وجود مصنفہ خیام موجودہ برٹش میوزیم لائبریری،

[2] بیہقی و درۃ الاخبار ص ۹ و شہرزوری ۳۵ [3] دیباچۂ رسالۂ کون و تکلیف، مصر [4] قفطی تاریخ الحکماء مین اس کتاب کی نسبت لکھتا ہے:-

كان في وسط المائة السادسة.. صنف فيها كتابا سماه المعتبر اخلاه من النوع الرياضي واتى فيه بالمنطق والطبيعي والالهي فجاءت عبارته فصيحة ومقاصده في ذلك الطريق صحيحة وهو احسن كتاب صنف في هذا الشان في هذا الزمان

(ص ۳۴۳ لیپزگ و ص ۲۲۴ مصر)

وہ چھٹی صدی کے وسط مین تھا۔۔۔۔۔ اس مین اس نے ایک کتاب تصنیف کی جسکا نام "معتبر" رکھا، جس مین ریاضی کی بحث نہین، صرف منطق، طبیعیات، اور الٰہیات ہین، اس کی عبارت فصیح، اور اُسکے مقاصد اس راستہ مین صحیح ہین، اور وہ اس علم مین اس زمانہ مین بہترین کتاب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارسطو کے فلسفہ کی رد میں لکھی تھی، جس کے ضمن میں ابو علی بن سینا پر بھی اعتراضات اس نے کئے تھے، یہ نہایت اہم کتاب سمجھی جاتی ہے، علامہ ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ نے اپنی قابل قدر تالیف الرد علی المنطقیین میں اسکی بہت تعریف کی ہے (الرد علی المنطقیین کا اصلی نسخہ حیدرآباد میں ہے، اور اس کی نقلیں پیر جھنڈا سندھ، ندوہ، اور دار المصنفین میں ہیں)

شاہان دیلم کی بقیہ یادگاروں میں سے ایک امیر عضد الدین[۱] علاء الدولہ فرامرز بن علی شہر یزد کا بادشاہ تھا، عالم و فاضل و فلسفی تھا، وہ ابو البرکات کا طرفدار تھا[۲]، خود بھی مصنف تھا، بہجۃ التوحید اس کی ایک تصنیف ہے، ۵۱۵ھ میں یہ زندہ تھا،

---

[۱] شہرزوری میں یہ نام "عضد الدین ملک یزد" ہے اور درۃ الاخبار ترجمہ بیہقی میں یہ نام اس طرح ہے "الملک العالم العادل عضد الدنیا والدین علاء الدولہ فرامرز (بن) علی بن فرامرز ملک یزد" ان دونوں کتابوں میں عضد الدین علاء الدولہ فرامرز ثانی کا مدحیہ تذکرہ موجود ہے، ابن اثیر حوادث ۵۱۳ھ میں اس سلسلہ میں اسکا نام آیا ہے کہ اس نے ۵۱۵ھ میں مشہد میں ایک قلعہ تعمیر کیا تھا، (ابن اثیر ج ۱۰ ص ۲۶۶ بریل) اس موقع پر ابن اثیر نے اس کا نام "عضد الدین فرامرز بن علی" لکھا ہے،

آل سلجوق کی تاریخ زبدۃ النصرہ میں سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ سلجوقی (۵۱۱ھ-۵۲۵ھ) کے دوستوں میں بقیہ امرائے دیلم میں سے عضد الدین علاء الدولہ ابو کالیجار گرشاسپ بن مؤید الدولہ علی بن شمس الملوک فرامرز بن علاء الدولہ" کا ذکر کیا ہے، جس سے سلطان ممدوح کے برادرانہ تعلقات تھے، (ص ۱۲۱ مصر)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو کالیجار گرشاسپ اور عضد الدین فرامرز ثانی مذکور دونوں بھائی تھے، اور دونوں نے ایک ہی موروثی لقب یکے بعد دیگرے پایا تھا، یا ناقلین نے ایک کر دیا ہے، یہ لوگ اصل میں امرائے اصفہان تھے، اور آل کاکویہ کہلاتے تھے، اور ملوک دیالمہ سے قرابت قریبہ رکھتے تھے، ابن اثیر نے ایک جگہ ان کا نسب یہ لکھا ہے "علاء الدولہ ابو کالیجار گرشاسب بن علی بن ابو جعفر فرامرز بن کاکویہ" اور لکھا ہے کہ انکے اسلاف اصفہان کے امیر تھے اور یہی فرامرز (اول) ہے جس نے اصفہان طغرل بک سلجوقی کو سپرد کیا تھا،

یہ لوگ علم دوست اور اہل علم کے قدر شناس تھے، ابو جعفر فرامرز اول والی اصفہان، ابو علی بن سینا (المتوفی ۴۲۸ھ) کا مربی تھا، اس کے بیٹے "علاء الدولہ امیر علی بن فرامرز" اول نے معزی شاعر کو ملکشاہ تک پہنچایا تھا، جس کا ذکر چہار مقالہ (ص ۴۱ گب) میں معزی کی زبان سے عروضی نے نقل کیا ہے، یہ علاء الدولہ علی ۴۸۸ھ میں جنگ میں مارا گیا تھا، (ابن اثیر ۴۸۸ھ ج ۱۰ ص ۱۲۳)

اسی علاء الدولہ علی کا لڑکا عضد الدین علاء الدولہ فرامرز ثانی ہے، جو خیام کا مناظر اور مخاطب ہے، اور جو بحوالہ ابن اثیر ۵۱۵ھ میں موجود تھا، اور جو غالباً ۴۸۸ھ کے بعد اپنے باپ کا جانشین ہوا ہوگا، اسی کا بھائی ابو کالیجار گرشاسپ بن علی ہے، جو محمود سلجوقی (۵۱۱ھ-۵۲۵ھ) کا معاصر ہے،

ان امراء کے آداب والقاب میں ہمارے ماخذوں میں اختلاف ہے،

[۲] درۃ الاخبار میں اس موقع پر ترجمہ الٹا ہو گیا ہے، چنانچہ یہ عبارت ہو گئی ہے، "مگر بطرف ابو البرکات کہ فسادے در اعتقادش نسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن علاء الدولہ فرامرز نے خیام سے پوچھا کہ ابوالبرکات نے ابوعلی سینا پر جو اعتراضات کئے ہیں اُن کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے، خیام نے چڑھ کر کہا کہ ابوالبرکات نے ابن سینا کی بات نہیں سمجھی، اور اس کا یہ مرتبہ بھی نہیں کہ وہ اُس کو سمجھ سکے، پھر وہ اعتراض کیا کر سکتا ہے، علاء الدولہ نے برہم ہو کر کہا کیا ابوعلی سینا سے بڑھ کر کسی کا علم و فہم ہونا محال ہے؟ خیام نے کہا ہاں محال ہے، علاء الدولہ نے کہا لیکن دوسرے کی یہ رائے نہیں ہے، تم کہتے ہو کہ ابوالبرکات کا یہ رتبہ نہیں کہ وہ ابوعلی سینا کا کلام سمجھے، اور اس پر اعتراض کرے، لیکن میرا یہ غلام کہتا ہے کہ ابوالبرکات کو ابن سینا کے کلام سمجھنے اور اس پر اعتراض کرنے اور اسکی تحقیقات پر مزید اضافہ کرنے کا پایہ حاصل ہے، ایسی بات کہو جس سے تمھارا یہ دعویٰ ایک غلام کے دعویٰ سے تو بہتر ہو، حکیم کا فرض ہے کہ وہ جو بات کہے، وہ دلیل و برہان سے کہے، محض سخن طرازی نہ ہو، خیام نے اس کے اس طعن و طنز کا کوئی جواب نہ دیا، (بیہقی، شہرزوری، درۃ الاخبار مطبوعہ صفحہ ۸۳)

اس حکایت سے اندازہ ہوگا کہ خیام، ابوعلی سینا سے کس درجہ متاثر تھا، اس نے اپنے فلسفیانہ رسائل میں "فاضل المتاخرین" سے ابوعلی سینا کو مراد لیا ہے، لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اُس نے اس پر جائز نکتہ چینی نہیں کی ہے، چنانچہ آگے جیسا آئے گا،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳) یا ادبو دسے" (صفحہ ۹۶ لاہور) اس مطبوعہ نسخہ کے محشی نے بیہقی کے اصل متن عربی سے اس کی تصحیح کی ہے، کہ اصل میں یہ ہے وکان یذبّ عن رای الحکیم، یعنی حکیم کی رائے پر اعتراضات کا جواب دیتا تھا، اور شہرزوری کے پیش نظر قلمی نسخہ میں ہے، یردعن رای ابی البرکات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس سے کہین کہین اختلاف بھی کیا ہے، مگر بہرحال خیام، ابوعلی سینا کے خیالات سے متاثر تھا، اوراس سے قیاس ہوتا ہے، کہ اس نے فلسفہ کا استفادہ ابوعلی سینا کے تلامذہ سے کیا تھا،

اس وقت غزنین مین غزنوی سلاطین اور بلخ و بخارا مین ایلک خانی بادشاہ تھے، یہ دونون علم وفن کے قدردان تھے، ابوعلی سینا نے آل سامان کے دور مین جبکہ دار الحکومت بخارا تھا، اپنا فلسفہ پھیلایا تھا، اس لئے ہرات بلخ اور بخارا مین ابوعلی سینا کے تلامذہ موجود تھے ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۴۰ھ کا آخری زمانہ غزنین مین گذرا، ادھر اصفہان وہمدان وررے مین بھی بوعلی سینا کے اثرات تھے، جہان اس نے وزارتین اورامارتین کی تھین اور مختلف زمانون مین قیام کیا تھا،

ابوعلی سینا کے مشہور تلامذہ مین جو لوگ ایسے ہین جنسے خیام کی ملاقات ہوسکتی ہے، وہ حسب ذیل دو بزرگوار ہین،

۱۔حکیم ابومنصور حسین بن طاہر بن زیلہ اصفہانی المتوفی ۴۴۰ھ یا ۴۵۰ھ[1] اگر پہلی تاریخ وفات صحیح ہو تو خیام کا اس سے استفادہ کیا، ملاقات بھی ناممکن ہے، البتہ اگر دوسری تاریخ وفات درست ہے تو اس نظریہ کی صحت کے لیے تاریخ مین گنجایش پیدا ہوسکتی ہے،

۲۔بہمنیار آذربائجانی المتوفی ۴۵۸ھ،

---

[1] اس موقع کی عبارت تواریخ حکما مین مختلف ہے، تتمہ مین اُس کی وفات کا سال ۴۴۰ھ ہے، (یعنی ابوعلی سینا کے بارہ برس بعد) اور درۃ الاخبار مین ابوعلی سینا (المتوفی ۴۲۸ھ) کے بائیس برس بعد لکھا ہے (یعنی ۴۵۰ھ مین) (یہان پر درۃ الاخبار کے محشی سے ابومنصور کے بجائے بہمنیار کا نام غلطی سے لکھ گیا ہے، دیکھو کتاب مذکور ص ۱۷ حاشیہ ۲) اور شہرزوری مین ہے، ص ۲: "ابوعلی سینا کے بائیس برس بعد ۴۵۰ھ مین" لیکن یہ دونون باتین یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام کا معاصر ابو العباس لوکری اسی بہمنیار کا شاگرد تھا، اور شہرزوری نے خیام اور ابو العباس لوکری کو باہم "قرین" کہا ہے، اس سے خیال ہوتا ہے کہ وہ بھی ممکن ہو کہ بہمنیار سے مستفید ہوا ہو، خصوصاً جبکہ سنین پوری طرح اجازت دیتے ہیں،

(بقیہ حاشیہ صف۸۵) بائیس برس بعد، اور سنہ ۴۳۰ھ ایک ساتھ درست نہیں ہو سکتیں، غالباً یہ سہو قلم ہے، بائیس برس اگر صحیح ہے تو سنہ ۴۵۰ھ ہونا چاہیے اور اگر بارہ برس صحیح ہے تو سنہ ۴۴۰ھ ہونا چاہیے، عبدالوہاب قزوینی نے حواشی چہار مقالہ میں (ص ۲۵۲) ابو منصور کی کتاب الکافی فی الموسیقی کے حوالہ سے اسکا نسب نامہ یوں نقل کیا ہے "ابو منصور حسین بن محمد بن عمر بن زیلہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

تمام تذکرے اس پر متفق ہیں کہ فلسفہ و حکمت میں ابو علی سینا کے بعد اسی کا درجہ تھا، بیہقی اور شہرزوری میں ہے،

وکان تلو ابی علی فی اجزاء علوم	علوم حکمت کی مختلف قسموں میں ابو علی کے
الحکمة .... واما	بعد وہی تھا...... لیکن فلسفہ
اجزاء الحکمة من الریاضیات	ریاضیات اور معقولات تو وہ اُن میں
والمعقولات فکان ابن بجدتها	یگانہ تھا،

قفطی نے جس کی عبارت میرے خیال میں بعینہ عماد کاتب کی نقل ہے، جو خیام سے بہت قریب العہد تھا) باوجود خیام سے بدظن ہونے کے بالآخر یہ لکھا ہے:-

امام خراسان وعلامة الزمان	پیشوائے خراسان اور علامۂ زمان ....
.... وکان عدیم	.... علم نجوم اور
القرین فی علم النجوم والحکمة وبه	فلسفہ میں خیام کا کوئی ہمسر نہ تھا، ان علوم
یضرب المثل فی هذه الانواع لو	میں اسکی مثال دیجاتی ہے، کاش اگر وہ غلطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رزق العصمۃ، | سے محفوظ بھی رہ سکتا،

شہرزوری میں ہے،

اذا عُدَّ حکماء خراسان فھو	اور جب حکماے خراسان کا شمار کیا جاوے
ازخرھم بحرا، وارفعھم قدرا،	تو خیام ان میں بحر زخار اور سب سے بلند مرتبہ
واطولھم فی الریاضیات باعا،	اور ریاضیات میں سب سے بڑا، اور
وامدّھم فی القیاسات الحسابیۃ	حسابیات میں سب سے بڑھ کر ہی،

انفاساً[1]، (ص ۲۶ نسخہ لندن)

فردوس التواریخ میں مولنا ابرقوہی (۸۰۸ھ) کہتے ہیں،

خیام وھو عمر بن ابراہیم خیام × × × در اکثر علوم، خاصہ در علم نجوم سرآمدۂ زمان خود بود۔"

(المظفریہ ص ۳۳۵)

مشہور شاعر و حکیم و فلسفی خاقانی شروانی المتوفی ۵۹۵ھ اپنے حکیم و ھندس و فلسفی و ریاضی دان چچا کافی الدین عمر بن عثمان کی تعریف میں اسکو علم و فضل میں عمر خیام کا مثیل قرار دیتا ہے[2]۔

زان عقل بدو گفتہ کہ اے عمرِ عثمان،

ہم عمرِ خیامی و ہم عمرِ خطاب[3]

اس سے اندازہ ہوگا کہ خیام کی وفات سے پچاس ساٹھ برس بعد تک اس کے فضل و کمال کی شہرت زندہ، اور ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی،

[1] تعجب ہے کہ نزہۃ الارواح (تاریخ الحکما) شہرزوری کے یہ فقرے ژوکوفسکی کے اقتباس میں نہیں ہیں [2] کلیات خاقانی، مطبوعہ نولکشور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام کی یہ کیسی بدبختی ہے کہ وہ مشرق میں تمام علومِ حکمت میں سے سب سے زیادہ نجوم کا ماہر مانا گیا اور مغرب میں وہ صرف ایک بادہ پرست شاعر ہو کر رہ گیا، حالانکہ یہ دونوں چیزیں اس کے اصلی مرتبہ سے فروتر ہیں، انتہا یہ ہے کہ عروضی سمرقندی جو اس کو اپنا استاد بھی کہتا ہے، وہ اس کو اپنی کتاب چہار مقالہ میں تین جگہ یاد کرتا ہے، اور ہر جگہ اسی منجم کی حیثیت سے، حالانکہ وہ خود لکھتا ہے، کہ امام عمر خیام کو علم نجوم سے ذرا بھی عقیدت نہ تھی، اور وہ اس کو بالکل لغو فن سمجھتا تھا، چنانچہ کہتا ہے:

"اگرچہ حکم حجۃ الحق عمر بدیدم، اما ندیدم اورا در احکام نجوم ہیچ اعتقادے" (چہار مقالہ ص ۶۲ گب)

مگر اس کے باوجود اس نے اس کے منجمانہ ہی کمالات کی دو تین مثالیں لکھی ہیں کہ ۵۰۸ھ کے جاڑوں میں سلطان (محمد بن ملک شاہ) نے عمر خیام کو کہلا بھیجا کہ ہمارے شکار کے لیے ایسا دن مقرر کرو کہ دو تین روز برف و باران نہ ہو، خیام نے دیکھ بھال کر ایسا دن مقرر کیا، اور خود ساعت دیکھکر سلطان کو سوار کیا، ابھی وہ سوار ہی ہوا تھا، کہ زور سے آواز ہوئی، اور ابر چھا گیا، برف و باران کا سامان نظر آیا، لوگ ہنسنے لگے، خیام نے بادشاہ سے کہا، حضور مطمئن رہیں، مطلع ابھی صاف ہوا جاتا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور چار پانچ روز تک مطلق ابر و باد نہ ہوا، (چہار مقالہ، ص ۶۳، گب)

خیام کے احکام نجومی کی ایسی شہرت تھی، کہ لوگ اس کی مثالیں دیتے تھے، سلطان محمد بن ملک شاہ جس وقت سیف الدولہ صدقہ امیر عرب (عراق) سے ۵۰۰ھ میں لڑنے کیلئے[1]

[1] واقعۂ جنگ کی تفصیل اور سیف الدولہ امیر صدقہ کے حالات کیلئے دیکھو ابن اثیر جلد عاشر حوادث ۵۰۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاناچاہتا تھا، درباری منجم اس وقت کو حصول مقصد کے لیے مناسب نہیں سمجھتے تھے اور اس لیے ساعت کی تعیین کی ہمت نہیں کرتے تھے لیکن ایک بنے ہوئے جاہل غزنوی منجم نے ساعت مقرر کی، سلطان اُس وقت گیا اور کامیاب ہوا اور وہ غزنوی منجم انعام و اکرام سے مالا مال کیا گیا، ساتھ ہی درباری منجمون پر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا کہ وہ اتنی طرح ایک معمولی سا مسئلہ حل نہ کر سکے، سب نے مل کر عرض کی کہ اس غزنوی نے اصول نجوم کے تمامتر برخلاف ساعت مقرر کی، اگر سلطان کو یقین نہ آئے تو

"بنویسند بخراسان فرستند تا خواجہ امام عمر خیامی چہ گوید"[1]

طب مین بھی اس کا پایہ بلند تھا،

"در طب دستے عظیم داشتے وابن سینہ آن بود ... [illegible] ... از آن کردے"[2]

بیہقی سے معلوم ہوتا ہے، کہ ملک شاہ کے دربار کا وہ طبیب بھی تھا، چنانچہ ملک شاہ کا لڑکا سنجر جو ۴۷۱ھ مین پیدا ہوا تھا اُس کو بچپن مین چیچک نکل آئی تھی، اس کا علاج اس نے کیا تھا، گو خود حکیم خیام کو اس کے بچنے کی امید نہ تھی، مگر وہ اچھا ہو گیا[3]، اور جیا، اور سب بھائیون سے زیادہ حکومت کی،

معلوم ہوتا ہے کہ خیام کا ابتدائی تعلق امراء و سلاطین سے اسی طب کے ذریعہ سے ہوا ہے، کیونکہ وہ اپنی ابتدائی تصنیف "جبر و مقابلہ" کے دیباچہ مین اس پر افسوس کرتا ہے، کہ "ذلیل بدنی اغراض کے علاوہ لوگ علم و فن کے قدردان نہیں[4]" ان "بدنی اغراض" سے علم طب کے

---

[1] چہار مقالہ ص۶۵ گب، [2] درۃ الاخبار، لاہور ص۹۰ [3] بیہقی و شہرزوری [4] مقدمہ جبر و مقابلہ خیام ص۲ پیرس،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا اور کیا مراد ہو سکتا ہے،

عقلیات کے علاوہ علوم نقلی مین بھی اس کا پایہ بلند تھا، بیہقی اور شہرزوری مین ہے،

وکان عالمًا باللغۃ والفقہ والتواریخ   وہ لغت، فقہ اور تاریخ کا عالم تھا،

قرأت ایک ایسا علم ہے، جس سے خاص ہی خاص لوگون کو دلچسپی ہو سکتی ہے، اور یہ قیاس مین بھی نہین آسکتا کہ ایک خشک ریاضی دان اور فلسفی کو اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، تاہم وہ اس مین بھی ید طولی رکھتا تھا،

خواجہ نظام الملک کا بھتیجا عبد الرزاق ایک ملا صفت فقیہ تھا، گو وزارت پانے کے بعد کہتے ہین، کہ "تر دامن" رہتا تھا، مگر بہرحال اسکی مجلس علماے نقل و روایت سے آراستہ رہتی تھی، شہاب الاسلام اس کا لقب تھا، ۵۱۱ھ سے ۵۱۵ھ تک وہ سلطان سنجر سلجوقی کا وزیر رہا، اور ۵۱۵ھ مین مرا، اسکی مجلس مین ایک دن کسی آیت کے اختلاف قرأت کی بحث چھڑی ہوئی تھی، وہ اور امام القراء ابو الحسن غزال[2] دونون گفتگو کر رہے تھے، اتنے مین حکیم خیام آپڑا، دونون نے کہا کہ واقف کار آگیا، "علی الخبیر سقطنا" مسئلہ اسکے سامنے پیش ہوا، خیام نے قاریون کے اختلافات کو اور ہر ایک کی علت کو بیان کیا، اور قرأت شواذ یعنی قرآن پاک

---

[1] عبد الرزاق کا مختصر حال زبدۃ النصرہ للبنداری ص ۲۴۴ مصر، ابن اثیر حوادث ۵۱۵ھ ج ۱۰ ص ۱۹۷، نیز ضمیمہ سیاست نامہ موسیو شیفر ص ۴۴ مین بحوالہ حبیب السیر مذکور ہے،

[2] ابو الحسن (علی بن احمد بن محمد) غزال نیشاپوری کا مختصر حال اس کے معاصر عبد الغافر نے سیاق مین لکھا ہے جسکو یاقوت نے اپنی معجم الادبا (جلد ۵ صفحہ ۱۰۱) مین حرف بحرف نقل کیا ہے، یہ اپنے وقت کا مشہور نحوی اور قاری تھا، زہد و تصوف مین بھی ممتاز تھا، امرا کے دربارون مین کم جاتا تھا، نحو و قرأت مین اس کی مفید تصنیفات ہین شعبان [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آیتوں کی غیر معروف قرائتیں اور اُن کی علتیں ذکر کیں، اور پھر اُن تمام مختلف پہلوؤں میں سے ایک کو ترجیح دی، قاری ابوالحسن غزال اس کی ان قاریانہ تحقیقات کو سنکر دنگ رہگئے اور فرمایا "خدا علمار میں تمھارے جیسا اور پیدا کرے، مجھے قاریوں کی نسبت بھی یہ گمان نہ تھا کہ ان میں سے کوئی اتنے معلومات رکھتا ہوگا چہ جائیکہ حکمار سے یہ امید رکھنا[1]"

تفسیر اس کے دائرہ کی چیز نہ تھی، مگر شہرزوری نے قاضی عبدالرشید بن نصر کے حوالہ سے لکھا ہے، کہ مرو کے حمام میں اتفاقاً ایک دفعہ خیام سے اس کی ملاقات ہوئی، تو اس نے اس سے معوذتین (سورۂ ناس اور سورۂ فلق) کا مطلب پوچھا، اور سورۂ ناس میں بعض الفاظ کی تکرار کی وجہ دریافت کی، اس نے وہیں اپنے معلومات کا دریا بہانا شروع کر دیا، قاضی صاحب کا بیان ہے کہ اس نے اس تفصیل سے ان سورتوں کی تفسیر بیان کی کہ اس کی وہ تقریر اگر قلم بند کر لیجاتی تو ایک کتاب ہو جاتی، اس کے بعد کہتا ہے،

مع انہ لم یمتطِ غاربہ فما	حالانکہ یہ فن وہ ہے کہ خیام اسکی پشت پر سوار
ظنک بعلم قد اتعب نفسہ	نہیں ہوا، تو اس علم کی نسبت قیاس کرو
فیہ[2]، (شہرزوری ص ۲۶)	جسکی طلب و تکمیل میں اُس نے اپنی جان کو

یونانی زبان کا جاننا بے ثبوت ہے،

اردو کے ایک لائق مصنف[3] نے اخبار العلما (باخبار الحکما) قفطی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خیام یونانی زبان جانتا تھا، یہ صریح غلط فہمی ہے،

---

[1] بیہقی و شہرزوری [2] تعجب ہے کہ زوکوفسکی کے اقتباس میں یہ واقعہ بھی متروک ہے، شاید اس کا نسخہ ناقص ہوگا، [3] نظام الملک طوسی ص ۹۸، نامی پریس کانپور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قفطی کی عبارت یہ ہے، یُعَلِّمِ علمِ یونان" (وہ یونان کا علم سکھاتا تھا) اور اگر یعلم کو مزید کے بجائے مجرد یعنی یَعلَمُ پڑھو تو معنی یہ ہونگے، کہ "خیام یونان کا علم جانتا ہے" بہر حال "علمِ یونان" سے مقصود یونان کا فلسفہ ہے، نہ کہ "یونان کی زبان"

ریاضیاتِ ہندسے واقفیت | گو کسی تذکرہ نگار نے نہین لکھا، مگر اس کے جبر و مقابلہ کے ایک فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو ہندی ریاضیات سے بھی واقفیت تھی، وہ کہتا ہے کہ "اہل ہند کو چند ایسے طریقے معمولی استقراء سے معلوم ہوئے ہین، جنسے مربع اور مکعب کا ضلع آسانی سے نکال لیتے ہین" پھر کہتا ہے کہ مین نے ان طریقون کی صحت پر ایک کتاب لکھی ہے[۱]،

ادب وانشاء | آخری چیز اس کی ادب و شاعری ہے، اس کے تمام رسائل عربی مین ہین اس وقت تک متاخرین کی طرح فلسفی مصنفین نے چیستان نویسی کو اپنا کمال نہین سمجھا تھا، اسلئے کی نثر مین ایک حد تک زور ہے، رسالہ جبر و مقابلہ کے دیباچہ سے بھی اس کے زورِ انشا کا اظہار ہوتا ہے،

اس کے عربی ادب کے ذوق کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ ابوالحسن بیہقی اپنے باپ کے ساتھ ۵۰۷ھ (یا ۵۰۶ھ) مین اس کے پاس گیا تھا، تو اس سے امتحاناً ریاضیات کے چند سوالون کے بعد حماسہ کے ایک شعر کا مطلب دریافت کیا تھا صحیح جواب سنکر اس نے کہا[۲]

شِنشِنۃٌ اعرِفُھا من اخزمٍ

یہ ایک قسم کی عربی کی ضرب المثل ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ باپ ہی کے فضل و

[۱] رسالہ جبر و مقابلہ خیام مطبوعہ پیرس صفحہ ۴، [۲] بیہقی و شہرزوری، و فردوس التواریخ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال کو جان کر بیٹے کی لیاقت ظاہر ہے، الولد سر لابیہ۔

شاعری | عربی و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتا تھا، لیکن فارسی کا کیا کہنا، مگر اس کی عربی شاعری کی زبان اس کے رتبہ سے فروتر ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایرانی کو عربی کپڑے پہنا کر عرب بنانے کی کوشش کیگئی ہے،

عماد اصفہانی نے اپنی خریدۃ القصر میں ادیب و شاعر ہی ہونے کی حیثیت سے اس کو جگہ دی ہے، اس کتاب میں عماد نے ان ادیبوں اور شاعروں کے تذکرے لکھے ہیں جو ۵۰۰ھ کے بعد سے ۵۹۵ھ تک مرے ہیں، انھیں میں ایک خیام ہے، چنانچہ عماد نے جیساکہ قفطی میں ہے، اسکی نسبت لکھا ہے، "ولہ شعرٌ طائرٌ" یعنی اُس کے اشعار کو پرپرواز حاصل تھا،

حافظہ | اُس کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ اس نے اصفہان میں ایک دفعہ ایک کتاب سات دفعہ بغور پڑھی تھی، اور یاد کرلی، اور نیشاپور آکر لکھوا دی، اور جب اصل سے مقابلہ کیا گیا تو کچھ بڑا فرق نہ نکلا[1]،

---

[1] شہرزوری صد۲۶ و بیہقی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیّام ابوطاہر کی تربیت میں

خیّام نے تحصیل کمال کے بعد، درس وتدریس کے بجائے، غالباً تحریر وتصنیف کا کام اپنے لیے پسند کیا، اُس کا دماغ زیادہ تر ریاضیات کے لیے موزون تھا، اور ریاضیات مین بھی مساحت، جبرومقابلہ، اور اقلیدس کیطرف اُس کا میلان تھا، چنانچہ اس نے ان مین سے ہر بحث پر ایک مختصر رسالہ لکھا ہے، جسمین اس فن کے مشکلات کو حل کیا اور مسائل کی نئی نئی صورتین نکالین، اوران کو ثابت کیا ہے،

اس کی کتاب جبرومقابلہ میری تحقیق مین اس کی ابتدائی تصنیفات مین ہے، اس مین اس نے جبرومقابلہ سے بھی پہلے اپنی ایک کتاب "البرھان علی استخراج اضلاع المربعات والمکعبات" کا حوالہ دیا ہے (ص ۹ پیرس) اس سے معلوم ہوا کہ رسالہ جبرومقابلہ سے بھی پہلے اس نے اپنا یہ رسالہ لکھا تھا، جس کی نسبت وہ دعوی کرتا ہے کہ اس مین ایسے قواعد دریافت کئے گئے ہین، جو ہنوز دریافت نہین ہوئے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اس کتاب کی کوئی قدر نہین ہوئی، یہی سبب ہو کہ وہ اپنی دوسری تالیف جبرو مقابلہ کے دیباچہ مین زمانہ کی ناقدردانی اور کس مپرسی کی شکایت کرتا ہے، اور لکھتا ہو کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجوم وطب کے علاوہ کسی عقلی علم وفن کی قدر اس زمانہ مین نہین،

خیام اس کتاب کے مقدمہ مین لکھتا ہے،

ولم اتمکّن من التجرد لتحصیل ھذا
الخبر والمواظبۃ علی الفکر فیہ
لاعتراض ما کان یعوقنی عنہ
من صروف الزمان، فانا قد
منینا بانقراض اھل العلم
الّا عصابۃ قلیلی العدد کثیری
المحن فھمھم افتراص اعتراض
غفلات الزمان لیتفرغوا فی
اثنائھا الی تحقیق وایقان علم،
واکثر المتشبھین بالحکماء فی
زماننا ھذا یلبسون الحق
بالباطل، ولا یتجاوزون حدّ
التدلیس والترائی بالمعرفۃ
ولا ینفقون القدر الذی
یعرفون من العلوم الّا فی

(اعراض بتشنیع حکمت ص ۲۴۲)

اور مین اس فن کی تحقیق اور اس مین مسلسل غور وفکر کا وقت ایک مدت تک اس لیے نہ پا سکا، کہ زمانہ کی گردشین مجھے اس سے روکے تھین، اور اہل علم کے مٹ جانے کی مصیبت مین ہم مبتلا تھے، کچھ تھوڑے اہل علم جو باقی ہین، وہ زیادہ تکلیف مین گرفتار ہین اس لیے زمانہ کی غفلتون کے سبب وہ تحقیق کا وقت نہین نکال سکے، اور آجکل حکماء کے جو نقال لوگ موجود ہین، وہ حق کو باطل کیساتھ ملا دیتے ہین، اور فریب اور علم کی نمایش کی حد سے آگے نہین بڑھے ہین اور جس قدر اُن کو معلوم بھی ہے، اس کی بھی مانگ نہین ہے، لیکن چند بدنی پست اغراض کے لیے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے عیان ہے، کہ یہ کتاب اُس عہد کے درمیان لکھی گئی، جب وہ ہنوز کوئی اپنا مربی و سرپرست نہ پاسکا تھا، اور سلجوقیون نے علوم عقلیہ کے واقفکارون کی سرپرستی نہین شروع کی تھی، کیا یہ الفاظ اُس قلم سے نکل سکتے تھے جو وصایا اور سرگذشت کی داستان کے مطابق ہندسہ وہیئت کی طلب و تعلیم سے پہلے ہی بارہ سو اشرفی کا سالانہ وظیفہ، نظام الملک کی طرف سے نیشاپور مین پاتا ہو،

جن بدنی اغراض کے علوم کی طرف اُس نے اشارہ کیا ہے کہ اُن کی کچھ قدر ہے، وہ علم طب اور نجوم ہین، سلاطین بیماری وصحت کے لیے طبیب، اور صلح و جنگ و آمد و رفت کی تاریخ سعید کی تعیین کے لیے منجم اپنے دربارون مین رکھتے تھے۔

اس کے بعد وہ کسی قاضی القضاۃ ابو طاہر کا ذکر کرتا ہے،

ولما منّ الله تعالیٰ علیّ بالانقطاع الی	اور جب خدا نے مجھپر مہربانی فرما کر مجھکو اپنے
جناب سیدنا الاجل الاوحد	بزرگ و یکتا قاضی القضاۃ امام ابو طاہر (خدا
قاضی القضاۃ الامام السید ابی	ان کی بلندی کو قائم رکھے اور ان کے حاسدون
طاہر ادام الله علاءه وکبت	اور دشمنون کو نگونسار کرے) کے پاس ہمہ
حسدته واعداءه بعد الیاس	وقت رہنے کا موقع عنایت کیا، جبکہ انکے مانند
من مشاهدة کامل مثله فی کل	کسی ایسے کے جو ہر علمی و عملی فضیلت مین
فضیلة عملیة ونظریة وجمع	کامل اور علوم مین ماہر، اور اعمال مین بہتر
بین النفاذ فی العلوم والتثبت	اور اپنے ابنائے جنس مین سے ہر ایک کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وّالاعمال وطلب الخیر لکل واحد	خیر خواہی مین مستعد ہو پانے سے مایوس ہو چکی
من ذی جنسہ فانشرح بمشاھدتہ	تھی، تو انکی ملاقات سے میرا دل کھل گیا، اور
صدری وارتفع بمصاحبتہ	انکی صحبت سے میری شہرت بلند ہو گئی اور
ذکری، وعظم بالاقتباس من انوارہ	انکے نور سے استفادہ کرنے سے میری حیثیت
امری، واشتد بآلائہ ونعمہ	بڑھ گئی، اور انکے احسانات و انعامات سے
ازری، فلم اجد بداً من ان انحی	میری پیٹھ مضبوط ہو گئی، تو پھر مجھے اسکی
نحو تلافی ما فوتنیہ ریب الزمان	تلافی سے جس سے حوادث زمانہ نے تبک
من تلخیص ما تحققہ من لباب	محروم رکھا تھا یعنی مسائل حکمت کی تحقیق، اب
المعانی الحکمیۃ تقرباً الی مجلسہ	کوئی چارہ نہین رہا، یہ اس لیے تاکہ اسکے ذریعہ
الرفیع۔ (ص۳)	ان کی بلند مجلس کی قربت حاصل ہو،

کیا یہ عبارت الپ ارسلان و ملک شاہ و نظام الملک کے وظیفہ خوار کے قلم سے نکل سکتی ہے، اور ابو طاہر نام کسی گمنام کا نام ان سلاطین اور نامور وزرا سے سلجوق کی جگہ جگہ پا سکتا تھا، اس سے ظاہر ہے کہ اسکی یہ کتاب سلجوقی دربار مین آنے سے پہلے کی تصنیف ہے، اور وہ اس وقت ابو طاہر نام کسی قاضی القضاۃ کی تربیت مین تھا،

ابو طاہر کون ہین؟ ان خوش قسمت قاضی القضاۃ ابو طاہر کی تلاش و جستجو مین ہم نے تاریخ و رجال کی تمام متداول کتابین چھان ڈالین، مگر اس عہد مین ایسا ابو طاہر جو ۴۳۹ھ (خیام کے سال پیدائش) اور ۴۶۷ھ (سلجوقی رصد خانہ مین آنے) کے درمیان نمایان ہوا اور علم و فضل کیساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعام واکرام اور عطا وبخشش کی بھی اہلیت رکھتا ہو، نہین ملا، وفیات ابن خلکان، فوات الوفیات ابن شاکر کتبی، انساب سمعانی، معجم الادبار یاقوت، طبقات الشافعیہ سبکی، طبقات الحنفیہ ابن قطلوبغا، تاریخ زبدۃ النصرۃ، راحۃ الصدور، تاریخ ابن اثیر سب کچھ دیکھا، اور پڑھا، مگر مقصود کا پتہ نہ لگا، مگر اتفاق سے ابن اثیر کے ایک گوشہ مین ایک ممتاز سمرقندی ابو طاہر کا پتہ چلتا ہے، اور سبکی مین بھی وہ نام ملتا ہے، اور وہ دولتمند، صاحب جاہ، اور صاحب علم بھی نظر آتے ہین، اور اُن کا تعلق ایلک خانی شمس الملک خاقان سمرقند وبخارا کے دربار سے بھی معلوم ہوتا ہے، اور بعد کو سلجوقی سلاطین سے بھی اُن کے تعلقات قائم ہوتے ہین،

اس نشان کے بعد یقین سا ہوتا ہے، کہ خیام کا یہ خوش قسمت ممدوح یہی ابو طاہر ہوگا خیام کی مذکورۂ بالا عبارت سے عیان ہے کہ اس وقت تک وہ سلاطین کے دربارون تک نہین پہنچا تھا، یقین قاضی ابو طاہر کے ذریعہ اس کا نام چمکا، اور اسکی شہرت کا آغاز ہوا، یہ خیال میرے اس نظریہ کے بالکل مطابق ہو جاتا ہے، کہ ۴۶۷ھ یعنی رصد خانۂ ملک شاہی کے تعلق سے پہلے وہ ترکستان مین تھا، اور وہین سے اس کی شہرت کا آفتاب طلوع ہوا، اور اسی مغالطہ کے سبب سے غالباً بعضون نے اس کو ترکستان کے شہرون سے نسبت دی ہے، اور بلخ وغیرہ کا باشندہ بتایا ہے، بہرحال ترکستان مین وہ پہلے ابو طاہر سے روشناس ہوا، اور شاید ابو طاہر ہی کے ذریعہ سے شمس الملک خاقان بخارا تک پہنچا، اور یہی وہ زمانہ ہے، جب شمس الملک اپنی قدر شناسی سے خیام کو اپنے تخت پر بٹھاتا تھا، جیسا کہ آگے آئے گا،

ابو طاہر کے نام سے اس عہد مین ابو طاہر خاتونی (ملک شاہ سلجوقی کی بیگم ترکان خاتون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کارپرداز) اور ابو طاہر قسی المتوفی (۵۱۶ھ) وزیر سلطان سنجر کے نام ملتے ہین، مگر ان مین سے کوئی قاضی القضاۃ کی حیثیت نہین رکھتا تھا، علاوہ ازین پہلے نام کی نسبت یہ ہے کہ جب خیام خود ملک شاہ کے دربار سے وابستہ تھا، تو ترکان خاتون کے ایک کارپرداز کو یہ عزت کیون دیتا، اور آخری نام بہت متاخر ہے، دوسرے وہ سلطان سنجر کا وزیر تھا، اور معلوم ہی سنجر سے خیام کو لطف نہ تھا، اور یہ ابو طاہر قسی چند ماہ سے زیادہ وزیر بھی نہ رہا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ اواخر کا زمانہ خیام کے انحطاطِ قویٰ، عدمِ جوش، اور لاادریت کا تھا، جو رسالہ جبر کے جذبات کے سر اسر خلاف ہے، جسمین قدم قدم پر اس کے جوشِ شباب، شوقِ تحقیق اور نوجوانی کی امنگون کا نظارہ نمایان ہوتا ہے[1]، اور پھر یہ دونون ابو طاہر ایسے لائق و فائق و قدردان بھی نہ تھے کہ اسی اہم کتاب اُن کی ایسی بلند علمی تعریفون کے ساتھ اُن کی طرف منسوب کیجا سکی، اس لئے لازماً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خیام کی یہ کتاب سلجوقی سلاطین و وزراء کے تعلق سے پہلے کی ہے،

ابوطاہر ساری سمرقندی | ظنِ غالب ہی کہ قاضی القضاۃ ابو طاہر سے خیام کی مراد امام ابو طاہر ساری سمرقندی شافعی سے ہے، یہ اصل مین مازندران کے ایک مقام ساریہ (دیکھو انساب سمعانی) کے رہنے والے تھے، مگر ولادت اصفہان مین ہوئی، اور پرورش، نشو و نما، تعلیم و تربیت سمرقند

---

[1] جرمن مستشرق روزن نے اپنے دیباچۂ رباعیات خیام مطبوعۂ برلن صفحہ ۴ مین یہ فرض کیا ہے کہ خیام نے یہ کتاب ملک شاہ کی وفات اور زیج کی بربادی (۹) کے بعد لکھی ہی، "گویا رسالہ جبر و مقابلہ خود را در ہمین اوقات پژمردگی تالیف کردہ" لیکن یہ فرض بہت سے مشکلات کا باعث ہے، جن مین سے سب سے اہم یہ ہے کہ اس وقت یہ قاضی ابو طاہر کون ہو سکتا ہے جس کے نام سلطان سلجوقی اور وزراے عہد کی موجودگی و تعلقات کے باوجود ایسی اہم کتاب موسوم کی جا سکی، اس لیے یہ کتاب اس پژمردگی کے عہد مین نہین لکھی گئی ہے جو خاتمۂ عمر مین ہوئی ہے، بلکہ اس پژمردگی کی حالت مین لکھی گئی ہی جو اوائلِ عمر مین کسی مناسب ماحول کی تلاش مین پیش آئی ہی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین پائی تھی، اور وہان کے رئیس شافعیہ ہو گئے تھے، فقہ وحدیث کے عالم تھے، (سبکی) اور دولتمند بھی تھے، (ابن اثیر) عبدالرحمن بن احمد نام تھا، تاریخ ولادت ۴۳۰ھ کے بعد اور وفات کا سال ۴۸۴ھ ہے، سبکی مین ہے،

عبد الرحمٰن بن احمد بن علك	عبدالرحمن بن احمد بن علک ابوطاہر ساری
ابوطاهر الساري احد الائمة	امامون مین سے ایک اصفہان مین
ولد باصفهان بعد ثلاثين	۴۳۰ھ کے بعد پیدا ہوے، اور سمرقند
واربع مائة وحمل الى سمرقند	لیجائے گئے، وہین تعلیم پائی،..
تفقه بها...... (شیوخ کے نام)	....
(بن) توفي سنة اربع وثمانين	...... ۴۸۴ھ مین بغداد
واربعمائة ببغداد، (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۲)	مین وفات پائی،

صاحب علم ہونے کے ساتھ، یہ سمرقند کے بڑے صاحب ثروت لوگون مین تھے، سمرقند مین شمس الملک کے تخت پر اب احمد خان[1] تھا، اس کے چال چلن سے اہل ملک خوش نہ تھے چنانچہ ۴۸۲ھ مین یہی ابوطاہر سمرقند سے تجارت اور حج کا بہانہ کرکے نکلے، اور ملک شاہ کے پاس آکر اہل ملک کی طرف سے فریاد خواہ ہوئے، اور اس کو سمرقند کے لینے پر آمادہ کیا، ابن اثیر مین ہے،

وحضر الفقيه ابوطاهر بن علك	فقیہ ابوطاہر بن علک شافعی شکایت

[1] ان سلاطین کا تذکرہ آگے آتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشافعی عند السلطان شاکیاً وکان	لے کر آئے، اور وہ احمد خان سے ڈرتے
یخاف من احمد خان لکثرۃ مالہ۔۔۔۔	تھے کہ اُن کی دولت بہت تھی،۔۔۔
فاجتمع بالسلطان وشکیٰ الیہ	۔۔۔ تو سلطان سے ملے اور اس کو ملک
اطمعہ فی البلاد، (ج ۱۰ ص ۱۳۱ ۴۸۲ھ)	(ترکستان) کی فتح کی لالچ دی،

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے، کہ ترکستان مین قاضی موصوف کی عزت کیا تھی، سلجوقی ملوک و سلاطین و امراء و وزراء مین اُن کا یہ پایہ تھا کہ جب ۴۸۴ھ مین انھون نے وفات پائی، تو تمام امراء و وزراء پیادہ جنازہ کے ساتھ تھے، اور نظام الملک گو اپنے ضعف کی وجہ سے سوار تھا، مگر غم کی شدت سے اس پر گریہ طاری تھا، ابن اثیر مین ہی،

وفیہا (۴۸۴ھ) فی شوال توفی	اور اس سال (۴۸۴ھ) شوال مین ابوطاہر
ابوطاہر عبدالرحمان بن محمد	عبدالرحمن بن محمد بن علک فقیہ شافعی نے
ابن علک الفقیہ الشافعی وھو	انتقال کیا، وہ شافعی علماء کے سردارون
من رؤساء الفقہاء الشافعیۃ	مین تھے، یہ وہی ہین جنکا ذکر سمرقند کی
وھو الذی تقدم ذکرہ فی فتح	فتح کے سلسلہ مین آیا ہے، تمام ارکان سلطنت
سمرقند، ومشی ارباب الدولۃ	اُن کے جنازہ مین پیادہ چلے، صرف
السلطانیۃ کلھم فی جنازتہ	نظام الملک اپنے بڑھاپے کے عذر کے سبب
الا نظام الملک فانہ اعتذر	سے سوار تھا، وہ اُن کی وفات پر بہت
بعلو السن واکثر البکاء علیہ۔ (ج ۱۰ ص ۱۳۵)	رویا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جاہ و عزت اور علم و دولت کا آدمی بے شک اس کا مستحق ہو سکتا تھا کہ خیام اسکو اپنا ممدوح بنائے، اور اسکی تربیت اور صحبت مین کچھ دن گذارے، اور اپنی دوسری کتاب اسکو نذر کر سکے، ابو طاہر کی ولادت سنہ ۴۳۱ھ کے بعد ہی ہوئی تھی، جس کے معنی یہ ہین کہ وہ خیام کے ہم عمر بھی تھے، خیام جیسے نقاد نے اُن کے علم و فضل اور اخلاق کی جو تعریف کی ہی، اس سے اُنکی عظمت کا حال معلوم ہوتا ہے، یہ غالباً ترکستان مین ایلک خانی سلطنت کے قاضی القضاۃ تھے، یا خیام نے اعزازی طور سے قاضی القضاۃ کہدیا ہے،

اگر میری یہ تلاش صحیح ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ پہلی تصنیف کی ناکامی کے بعد اس نے اپنی دوسری تصنیف کے لیے ابو طاہر سمرقندی کا دامن پکڑا، اور موصوف نے اسکی پوری قدردانی کی، اور انھین نے اس کو شمس الملک خاقان ترکستان تک پہنچایا، اور اس کی آیندہ ترقی کا راستہ صاف کیا، اس لحاظ سے امام ابو طاہر کا خیام پر بہت بڑا احسان ہے، اور وہ سب کچھ جو نظام الملک کی عنایات کیطرف منسوب ہے، قاضی ابو طاہر کی جانب منسوب ہو جائیگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام ترکستان کے ایلک خانی دربار مین

خیام کی طلب علم سے فراغت کا سال میرے قیاس مین سنہ ۴۶۶ھ کے قریب تھا، اور اس وقت گو سلجوقی حکومت کا آفتاب نصف النہار کو پہنچ چکا تھا، مگر علوم دینیہ کے سوا علوم عقلی کی پرسش اس کے دربار مین ہنوز نہ تھی، اس لیے عمر خیام جیسے فلسفی کے لیے غزنی و بخارا ہی کی سلطنتیز قدردان ہو سکتی تھین، جہان اس سے چالیس پچاس برس پہلے بھی ابو علی سینا، ابن مسکویہ اور ابوریحان بیرونی وغیرہ نے اپنے فضل و کمال کی مسندین بچھائی تھین،

اوپر یہ اشارہ گذر چکا ہے کہ خیام اپنے جوہر کے خریدار کی تلاش مین غالباً ترکستان آیا اور قاضی ابوطاہر سمرقندی سے روشناس ہوا، جنھون نے اسکی قدردانی کی، اور اس نے اُنکے نام سے بعض کتابین لکھین، قاضی ابوطاہر کو ترکستان کی حکومت مین جو اثر و رسوخ تھا اس کے ذریعہ خیام کو شمس الملک خاقان بخارا کے دربار مین پہنچنے مین دقت نہ ہوئی ہوگی، چنانچہ بخارا مین جہان اس وقت ایلک[1] خانی خاندان کا فرمانروا خاقان شمس الملک حکمران تھا، پہنچا، خاقان نے اس کے علم و فضل کی یہ قدردانی کی کہ وہ اُس کو اپنے ساتھ

[1] ان کے دوسرے نام خاقانیہ، ملوک خانیہ، اور آل افراسیاب بھی ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخت پر بٹھاتا تھا، بیہقی اور شہرزوری میں ہے،

وکان ۔ ۔ ۔ ۔ والخاقان شمس الملوک ببخاری یعظمہ غایۃ التعظیم ویجلس الامام عمر معہ علی سریرہ،

اور خاقان شمس الملوک بخارا میں اس کی بڑی تعظیم کرتا تھا، اور عمر خیام کو تخت پر اپنے ساتھ بٹھاتا تھا،

نزہۃ الارواح شہرزوری کے فارسی ترجمہ[1] میں ہے،

"وخاقان شمس الملوک در بخارا غایت تعظیم او بجای آورد و بر تخت در پہلوے خود می نشاند" (قلمی دار المصنفین)

اس خاقان کا نام بیہقی، اور شہرزوری دونوں نے شمس الملوک لکھا ہے، مگر صحیح نام شمس الملک ہے، کہ سیاسی تاریخوں میں یہی مذکور ہے، یہ اُن ایلک خانی خواقین میں تھا جنکا دائرہ حکومت کاشغر سے بخارا تک یعنی پورے ترکستان پر حاوی تھا، انھین نے سامانیون سے بخارا چھین لیا تھا، ان سے ایک طرف غزنوی اور دوسری طرف سلجوقی برسرِ صلح و جنگ رہتے تھے، انھین کے حملون کو روکنے کے لیے سلطان محمود غزنوی ۳۹۶ھ میں ہندوستان سے ترکستان کی جانب بھاگا تھا، اور آخر سلطان محمود نے ان سے رشتہ ازدواج قائم کر کے صلح کر لی تھی، پھر ملک شاہ سلجوقی نے بھی ان سے رشتہ قائم کیا، ملک شاہ کی سب سے

[1] اس کتاب کا ایک ناقص الطرفین نسخہ دار المصنفین کے کتب خانہ میں موجود ہے، اسمین خیام اور اس کے معاصرین کے تراجم موجود ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہیتی اور قابو یافتہ بیوی ترکان خاتون اسی خاندان کی تھی،

افسوس ہے کہ اس خاندان کی کوئی پوری تاریخ نہیں ملتی[1]، اُن کی صرف ایک تاریخ ترکستان شرف الزمان مجد الدین محمد بن عدنان سُرخکتی نے لکھی تھی، مگر وہ ناپید ہے، یہ مجد الدین اس نور الدین عوفی کا ماموں ہے، جس کی لباب الالباب (تذکرہ) اور جوامع الحکایات (الموجود ۶۳۰ھ) تالیف ہے، ابن اثیر اور ابن خلدون کو سامنے رکھکر شروع سے شمس الملک تک اس خاندان کے سلاطین کی حسب ذیل فہرست بڑی مشکلوں سے تیار کی ہے، یہ پیش نظر رہے کہ ان سلاطین کے دو ہرے نام ہوتے تھے، ایک ترکی اور دوسرا اسلامی نام بعض دفعہ خاندان کے مختلف افراد ایک ہی ساتھ مختلف ملکوں پر حکمرانی کرتے تھے، اس خاندان کا آغاز تاریخوں میں بغراخان اوّل سے ۳۸۰ھ میں ہوتا ہے، اور شمس الملک نویں نمبر پر آتا ہے،

۱۔ شہاب الدولہ بغراخان ہارون بن قراخان سلیمان،	۳۸۰ھ - ۳۸۳ھ
۲۔ شمس الدولہ ایلک خان نصر بن علی (معاصر سلطان محمود)	۳۸۳ھ - ۴۰۳ھ
۳۔ طغان خان بن علی،	۴۰۳ھ - ۴۰۸ھ
۴۔ شرف الدولہ ابو المظفر ارسلان خان بن علی،	۴۰۸ھ - ۴۰۹ھ
۵۔ قدر خان یوسف بن بغراخان ہارون،	۴۰۹ھ - ۴۲۳ھ
۶۔ بغراخان ثانی بن قدر خان،	۴۲۳ھ - ۴۳۹ھ

[1] ابن اثیر، ابن خلدون اور دوسرے مورخین نے اُن کے منتشر واقعات غزنویہ اور سلجوقیہ کے تعلق سے لکھے ہیں، ابن خلدون نے ان کی تاریخ میں مستقل کتاب لکھنی چاہی تھی (ابن خلدون ج ۴ ص ۳۹۵ مصر) مگر غالباً اسکو مہلت نہ ملی، بہرحال اس خاندان کے حالات کیلئے دیکھو (ابن اثیر ج ۹ ص ۲۱۲ و ج ۱۰ ص ۵ و ص ۱۱۳ طبع بریل) ص ۵۳ حواشی چہار مقالہ ص ۱۴۲ گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ ابراہیم بن قدر خان ۴۳۹ھ

۸۔ عماد الدولہ ابو المظفر طفغاج خان ابراہیم بن نصر ایلک، ۴۳۹ھ۔ ۴۶۰ھ

۹۔ شمس الملک تکین نصر بن طفغاج خان ابراہیم، ۴۶۰ھ۔ ۴۷۲ھ

۱۰۔ خضر خان بن طفغاج خان ابراہیم، ۴۷۲ھ۔ ۴۷۷ھ

۱۱۔ احمد خان بن خضر خان ۴۷۷ھ۔ ۴۸۸ھ

اس خاندان کا زمانہ ۳۸۳ھ سے ۶۰۹ھ تک ہی کبھی یہ خود مختار رہا، اور کبھی غزنویہ کبھی سلجوقیہ اور کبھی قراخطائیہ اور کبھی خوارزمشاہیہ کا باج گذار، بلاساغون اور کاشغر اس کا مستقر تھا، بعد کو بخارا اُس نے سامانیہ سے ۳۸۳ھ میں چھینا[۱]، پھر نکل گیا، اور آخر ۳۸۹ھ میں پھر اس کو فتح کر کے ماوراء النہر میں سامانیہ کی حکومت ختم کر دی، اُن کی حکومت ماوراء النہر کا پایہ تخت سمرقند تھا، اور بخارا اس کے ماتحت ہے ۴۶۰ھ میں طفغاج خان سر برآرا تھا شمس الملک تکین اس کا بیٹا تھا، وہ اپنے باپ کی زندگی ہی میں عملاً فرمانروا تھا، (ابن اثیر ص ۲۱۲ ج ۹ بریل) ۴۶۰ھ میں طفغاج خان مرگیا، اور شمس الملک تخت نشین ہوا، ۴۷۲ھ میں شمس الملک نے وفات پائی اور اس کا بھائی خضر خان اُسکا جانشین ہوا شمس الملک نے الپ ارسلان سلجوقی کی لڑکی سے شادی کی تھی، اور خود اپنی چچازاد بہن ترکان خاتون کی شادی ملک شاہ سے کی (ابن اثیر حوادث ۳۸۳ھ و ۴۰۸ھ و ۴۳۵ھ و ۴۶۵ھ و ۴۸۰ھ)

شمس الملک ایک علم دوست بادشاہ تھا، چنانچہ عوفی نے جوامع الحکایات میں

[۱] ابن اثیر ج ۹، ص ۷۰، حوادث ۳۸۳ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصیت کیسا تھا اسکی اس صفت کو ظاہر کیا ہے، اور یہ معلوم ہو چکا ہی کہ اس خاندان کا تنہا مورخ مجدالدین سرخکتی، عوفی کا ماموں تھا، اور اس کی کتاب عوفی کے پیش نظر تھی، اس لیے اسکی شہادت نہایت قابل وثوق ہے، عوفی کہتا ہے،

"آوردہ اند کہ طمغاج[1] خان بزرگ را پسر بود کہ او را شمس الملک گفتندے، واو در کمال علم وعدل بودہ است، وولایت ماوراء النہر در تصرف او بود، وقتے عزم کرد کہ زمستان بہ بخارا آید، و تا موسم بہار آنجا مقام کند،" (خاتمہ فصل مآثر ملوک و بادشاہان نسخہ خطیہ دار المصنفین)

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شمس الملک خود بھی صاحب علم تھا، اور اس لیے وہ خیام جیسے باکمال کا قدردان بھی ہو سکتا تھا، اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ خاقان بخارا میں بھی اکثر رہا کرتا تھا، جہاں اس نے خیام سے ملاقات کی تھی، اور اس کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھاتا تھا،

شمس الملک کا وہ عہد جب وہ خاقان ترکستان ہونے کی حیثیت سے خیام کی قدردانی کرتا ہوگا، اور بخارا میں تخت پر اپنے ساتھ بٹھاتا ہوگا ۴۶۰ھ سے ۴۶۷ھ تک ہی ہو سکتا ہی کہ ۴۶۷ھ میں تو خیام ملک شاہی رصد خانہ سے متعلق ہو کر سلجوقیوں کے دربار میں منتقل ہو گیا تھا،

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شمس الملک اور ملک شاہ میں سسرالی تعلقات قائم تھے، اور ایک دوسرے کی ملاقات بھی تھی، اس بنا پر بہ آسانی قیاس میں آسکتا ہے کہ ملک شاہ کے دربار تک پہنچنے میں خیام کو شمس الملک کے تعارف کی وساطت حاصل ہو سکتی تھی،

---

[1] طمغاج اور طفغاج نام کی دونوں شکلیں ملتی ہیں، ابن اثیر میں شمس الملک کے باپ کا نام طمغاج لکھا ہی لیکن عوفی کی جوامع الحکایات کے پیش نظر نسخہ میں طفغاج ہی عوفی کی دوسری کتاب لباب الالباب میں اسی خاندان کے ایک دوسرے بادشاہ کا جو بہت بعد میں ہوا ہی، طفغاج نام آیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام ملکشاہ سلجوقی کے دربار مین

اس وقت سلجوقی خاندان کا سلطان اعظم ملکشاہ سلجوقی فرمانروا تھا جسکی سلطنت کا دائرہ کاشغر سے لیکر قسطنطنیہ کی دیوار تک پہنچتا تھا، اور اُسکا وزیر نظام الملک طوسی تھا جسکی شہرت تفصیل و بیان سے مستغنی ہے، ملکشاہ ۴۴۷ھ مین پیدا ہوا ۴۶۵ھ مین ۱۹ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا، اور ۴۸۵ھ مین وفات پائی، ملکشاہ اور نظام الملک نے جہان اور بڑے بڑے کام کئے انھین مین سے ایک رصدخانہ کی تعمیر بھی ہے، اسی تعلق سے دوسرے علماے ہیئت کیساتھ عمر خیام بھی بلوایا گیا، اور رصدخانہ کا کام شروع ہوا، اور زیچ ملک شاہی لکھی گئی، اس رصدخانہ کا کام گو بہت دنون تک جاری رہا، چنانچہ سلطان محمد بن ملک شاہ کے حملۂ اصفہان (۵۰۰ھ) تک تو اس کا پتہ چلتا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام اس رصدخانہ کے کامون سے قطع تعلق کر چکا تھا، کیونکہ پھر اس کا ذکر اس رصدخانہ کے تعلق سے نہین ملتا،

الغرض ملک شاہ سلجوقی کے دربار مین پہنچکر اس کے مرغ شہرت نے پر پرواز حاصل کیا، دربار شاہی مین اُسکا تعلق طبیب پھر منجم کی حیثیت سے نظر آتا ہے، بلکہ بہت جلد وہ سلطانی ندیم کی صورت مین نظر آنے لگتا ہے، بیہقی اور شہرزوری مین ہے،

وکان ملکشاہ ینزلہ منزلۃ الندماء — اور ملکشاہ اُسکو ندیمون کے مرتبہ مین رکھتا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیہقی نے اپنے باپ کے واسطہ سے عمر خیام کی زبانی ایک قصہ بھی ملکشاہ کی بچ کی صحبت کا نقل کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ملکشاہ کی بچ کی صحبتون مین بے تکلفانہ شریک ہوتا تھا، عمر خیام بیان کرتا ہے، کہ ایک دفعہ مین بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا کہ میرزادون مین سے کوئی کمسن بچہ نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ آیا اور اس سلیقہ سے ایک کام انجام دیا، کہ ہم کو تعجب ہوا سلطان نے کہا تعجب نہ کرو، کہ مرغی کا بچہ انڈے سے نکلنے کے ساتھ دانہ چگنے لگتا ہے لیکن اپنے دڑبے کو نہین پہچانتا، اسی طرح کبوتر کا بچہ دانہ، مان کے منھ سے سیکھ کر نگلتا ہے لیکن چھوڑ دو تو مکہ سے بغداد اڑ کر آجائے گا، خیام نے کہا کہ مین سلطان کی اس دانش سے بہت متعجب ہوا، اور دل مین کہا کہ "کلّ کبیرٍ مُلھَم" ہر بڑے آدمی کو الہام ہوتا ہے،

بیہقی سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ملکشاہ کا خانگی طبیب بھی تھا، چنانچہ ملکشاہ کے بیٹے شہزادہ سنجر کو جو ۴۷۱ھ مین پیدا ہوا تھا، بچپن مین چیچک نکل آئی تھی، تو اسکا علاج حکیم خیام ہی سے متعلق تھا ملک شاہ نے ۴۸۵ھ مین وفات پائی، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ۴۶۶ھ سے لے کر ۴۸۵ھ تک یعنی انیس ۱۹ برس تک خیام اس کے دربار مین رہا، اس عہد مین اسکا سب سے بڑا کام رصدخانہ ملکشاہی کی تعمیر و قیام اور اسمین فلکیاتی تحقیق اور زیج ملکشاہی اور رسالہ کون و تکلیف وغیرہ بعض رسالون کی تصنیف ہے، رسالہ کون و تکلیف کی تصنیف کا زمانہ ۴۷۳ھ ہے، جیسا کہ اس رسالہ کے شروع مین لکھا ہے،

---

[1] زبدۃ النصرۃ، بنداری، ص ۲۳۴،
[2] بیہقی و شہرزوری،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیّام ملکشاہی رصدخانہ مین

رصدخانۂ ملکشاہی کے ذکر سے پہلے مختصراً ان واقعات کو بیان کرنا چاہئے جو اِس رصدخانہ کی بنا کے اسباب اور محرکات تھے،

یہ سب کو معلوم ہے کہ روز وسال کی تعیین کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے، آفتاب کے روزانہ کے طلوع وغروب سے بڑھ کر کوئی واضح اور مقررہ نظام دن اور رات کے معیار کے لیے نہین ہوسکتا، اس لیے بالاتفاق تمام قومون نے اسی کو روز وشب کی تعیین کی علامت مقرر کیا ہے، بلکہ اسی کا نام روز وشب ہے، اسی طرح مہینہ کی تعیین کے لیے چاند سے زیادہ واضح کوئی چیز نہین ہوسکتی، جو تیس انتیس دن مین نکلتا اور پھر ڈوبتا ہے، اس لیے اکثر مشرقی قومون نے جنکا مطلع عموماً صاف رہتا ہے اسی چاند کو مہینہ کا معیار مقرر کیا، البتہ وہ قومین جن کے مطلع اکثر ابرآلود رہتے ہین، اور جو پہلی کے چاند کے دیکھنے سے عموماً عاجز ہین انھون نے اپنے لیے سورج کو مہینہ کا معیار مقرر کیا، اور اسی طرح ہر قوم نے اپنے اپنے معیار کے مطابق، چاند یا سورج کے ۱۲ مہینون کے مجموعہ کا نام سال رکھا، اور اسی سے دو قسم کے سال کی بنیاد پڑی جنمین سے ایک کو شمسی یعنی آفتابی سال، اور دوسرے کو قمری یعنی چاند کا سال کہا گیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات کی تدوین کے لیے تو خواہ شمسی سال کو اپنا معیار بنائے یا قمری کو یکسان بات ہے، لیکن دِقت یہ پیش آئی کہ زمین کے حوادث زیادہ تر سورج سے متأثر ہین، اور خصوصاً زراعت کا مدار تمامتر سورج پر ہے، سورج ہی کے اوقات سے اسکی کاشت، فصل اور موسم، اور اسکی پیداوار ربیع و خریف کا کام انجام پاتا ہے، اور اسی معیار سے ملک اور سلطنت کی آمدنی خزانہ مین آتی، اور جمع ہوتی ہے، اس بنا پر وہ قومین بھی جو قمری سال کا اعتبار کرتی تھین، اُن کو شمسی سال کو بھی ماننے پر مجبور ہونا پڑا،

اس طرح قومون مین تین تاریخون کا رواج ہوا،

۱۔ قمری ماہ اور قمری سال دونون کو ماننے والی، جیسے عرب،

۲۔ مہینہ بھی شمسی اور سال بھی شمسی ماننے والی، جیسے یونانی و رومی،

۳۔ مہینہ قمری مگر سال شمسی تسلیم کرنے والے، جیسے قدیم یہود و نصاریٰ، و قبط و ایران و ہند

پہلا طریقۂ حساب تو بالکل سادہ ہے، اس مین کسی کمی بیشی کی ضرورت نہین، پیغمبر اسلام علیہ السّلام نے جس وقت اس کو اختیار کیا، اسی وقت اعلان کر دیا تھا "ہم اَن پڑھ لوگ ہین، حساب کتاب نہین جانتے، مہینہ تیس ۳۰ کا اور کبھی انتیس ۲۹ کا ہوتا ہے" دوسرے طریقۂ حساب مین یہ وقت ہے کہ قمری مہینون کے حساب سے بارہ ۱۲ مہینون کے تقریباً ۳۵۴ دن ہوتے تھے، اور شمسی سال کے ۳۶۵ دن اور ۶ گھنٹے، گویا ہر سال ان دونون تاریخون مین تقریباً ۱۱ دن ۶ چھ گھنٹون کا فرق ہوتا تھا، جو تین سالون مین جاکر ایک مہینہ ہو جاتا ہے، چنانچہ قمری مہینون اور شمسی سال کے ماننے والون نے یہ کیا ہے کہ ہر تیسرے سال ایک قمری مہینہ بڑھا کر سال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو شمسی کے مطابق بنا لیتے ہین،، دوسرے طریقۂ حساب مین یہ اشکال تھا کہ شمسی سال ۳۶۵ دن چھ گھنٹون کا ہوتا تھا، قبطی ۳۶۵ دن لیکر ۶ گھنٹون کو چھوڑ دیتے تھے، رومی یہ کرتے تھے کہ سال کے مختلف التعداد مہینون مین ۳۶۵ دن کھپا دیتے تھے، باقی چھ گھنٹے جنکا چار سال مین ۲۴ گھنٹے ملکر ایک دن ہوجاتا تھا، اس کو چوتھے سال بڑھا لیتے تھے،

اہل فارس یہ ۳۶۵ دن اس طرح شمار کرتے تھے کہ وہ ہر مہینہ ۳۰ دن کا لیتے تھے، جس سے ۳۶۰ دن ہوتے تھے، باقی پانچ دن سال کے آخر مین بڑھا لیتے تھے، ان دنون کو خمسہ مسترقہ یا دزدیدہ کہتے تھے،) بااین ہمہ گھنٹے چھوٹ جاتے تھے، یہ گھنٹے چار برسون مین ایک دن اور ایک سو بیس سال مین ایک ماہ بنجاتا تھا، ہر ایک سو بیس سال کے بعد اس ایک ماہ کا اضافہ (کبس) کر دیتے تھے، اس طرح اُن کا نوروز تقریبًا یکسان قائم رہتا تھا، اور اسی نوروز سے جو زراعت کی تیاری کے زمانہ مین ہوتا تھا، خراج کے مالی سال کا آغاز ہوتا تھا،

عربون کی جب حکومت قائم ہوئی، تو انھون نے اپنے قمری سال سے اپنا کاروبار شروع کیا، مگر مشکل یہ پڑی کہ عراق و شام کے ذمی کاشتکارون سے جو رقم مالگذاری وصول ہوتی تھی، وہ مجبورًا شمسی سال سے ہوتی تھی، کہ قمری سال سے جب زراعت ہی تیار نہ ہوتی تو وصولی کیونکر ہوتی، لیکن اخراجات و وظائف تمام قمری مہینون سے جاری تھے، ساتھ ہی شمسی سال کا نوروز بھی اپنے موسم سے ہٹتا جاتا تھا، یہ نوروز کا ہٹنا اس لیے اہم تھا کہ اسی دن سے مالی حساب کا سال بدلتا تھا، اور تحصیل وصول شروع ہوتی تھی، مگر غالبًا دولتِ عباسیہ سے پہلے سال آمدنی اور سالِ مصارف کے اس اختلاف کا نقصان عربون کو محسوس نہ ہوا کیونکہ حضرت عمرؓ سے لیکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی امیہ کے اواخرِ عہد تک کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ نئے ممالک کے فتوحات خزانہ مین ہر سال داخل نہ ہوتے ہون، اس لیے آمد و صرف کا فرق اُن کے خزانہ کو کبھی محسوس ہی نہین ہوا، چنانچہ شمسی سال مین چھ گھنٹہ سالانہ کا جو فرق پڑتا ہے، اور جو چالیس[؟] سال مین دس دن اور ایک سو بیس سال مین ۳۰ دن ہو کر ایک ماہ ہوتا تھا، اور جس کو اہلِ فارس نوروز کی تاریخ کو متعین رکھنے کے لیے ایک سو بیس سال مین ایک ماہ کا لوند لگا کر بڑھا دیتے تھے، ہشام بن عبدالملک کے زمانہ مین جب خالد بن عبداللہ القسری عراق کا گورنر تھا، وہ لوند کا مہینہ آیا تو اس لئے اہلِ فارس کو اسکی اجازت نہ دی، کہ یہ وہی نسیٔ ہے جس کی قرآن مین ممانعت آئی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آغازِ خراج کے روز (نوروز) مین ہر چار برس مین ایک دن، اور ایکسو بیس[؟] برس مین ایک ماہ کا فرق پڑنے لگا،

دوسری دقت جو اس سے زیادہ نمایان تھی یہ تھی کہ مالیہ کی وصولی شمسی حساب سے ہو کر قمری ہجری سال کی مطابقت سے درج ہوتی تھی، اور اوپر گذر چکا ہے کہ قمری اور شمسی سالون مین ہر سال گیارہ دن چھ گھنٹون کا فرق پڑتا تھا، یہ فرق تین برسون مین ۳۳ روز پہنچاتا تھا، اور اس حساب سے ۳۲ برسون مین پورے ایک سال کا فرق پڑ جاتا تھا اب جب کوئی سلطنت کسی شمسی سنہ مین قائم ہوئی، تو اس قمری سالِ قیام کے حساب سے شمسی سالِ حساب کے مطابق کسی نہ کسی طرح ۳۲ سال تک (گو آخر مین مہینہ ہی دس ہی روز کی ہو) گونہ مطابقت باقی رہتی تھی، اور کہا جا سکتا تھا کہ مالیہ سال بسال خزانہ مین جمع ہو گیا، مگر تینتیسوین سال بالکل ہی مطابقت نہین رہتی تھی، بلکہ سالِ آمد (شمسی سال) اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالِ خرچ (قمری سال) مین پورے ایک سال کا فرق پڑ جاتا تھا، اور اس طرح دفتری سالِ حساب ۳۲ سال کے بعد ایک سال پیچھے ہو جاتا تھا،

کہا جاتا ہے کہ ہارون رشید کے زمانہ مین مجوس نے برمکی وزیرون کے سامنے اس صورتِ واقعہ کو پیش کیا تھا، مگر انھون نے اس کو مذہبی مداخلت سمجھکر گریز کیا، بہرحال اسکی طرف سب سے پہلے ساتوین عباسی خلیفہ مامون الرشید نے توجہ کی، اسکی صورت یہ تھی کہ مالی سالِ آمد کا آغاز فارسی نوروز سے اور مصارف کے سال کا آغاز یکم محرم سے ہوتا تھا، مامون الرشید نے جس کے دربار مین علماے ہیئت کا مجمع رہتا تھا سنہ۲۰۰ھ مین یہ دونون سال برابر کر دیئے، پھر رفتہ رفتہ کمی بیشی ہوتے ہوتے سنہ۲۴۲ھ مین پورے ایک سال کا فرق پیدا ہو گیا، اور حساب مین یون درج ہونے لگا، کہ سنہ۲۴۲ھ مین سنہ۲۴۱ھ کا مالیہ وصول ہوا، اور سنہ۲۴۳ھ مین سنہ۲۴۲ھ کا، یہ زمانہ خلیفہ متوکل علی اللہ کا تھا، علی بن یحییٰ اس کے دربار کا منجم تھا، ایک دن جب خلیفہ اپنے منجم کے ہمراہ اس کے زیر انتظام باغ کی سیر کر رہا تھا، تو اس نے دیکھا کہ زراعت تیار ہے مگر ابھی تک نوروز نہین آیا، اس نے منجم سے اس کا سبب دریافت کیا، اس نے بتایا کہ شاہانِ فارس اسکے لیے یہ کرتے تھے کہ ایک سو بیس سال مین ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے، اس سے یہ ہوتا تھا کہ نوروز موسمِ ربیع سے ہٹتا نہ تھا، متوکل نے حکم دیا کہ تاریخ مین علی بن یحییٰ منجم کی تجویز کے مطابق اصلاح کیجائے، چنانچہ دوسری اصلاحون کے علاوہ یہ کیا گیا کہ شمسی و قمری سالون کی مطابقت کے لیے دفاتر کے حسابات سے ایک قمری سال سنہ۲۴۲ھ نکال دیا گیا، یا یون کہئے کہ دوسرے سال مین ضم کر دیا گیا، اس اصلاح سے کاشتکارون کو اور خود مالیات کو بڑی الجھن سے نجات ملی

www.KitaboSunnat.com

بتیس برس کے بعد ۲۴۲ھ مین پھر وہی صورت حال پیش آئی، یہ زمانہ خلیفہ معتمد علی اللہ کا تھا، اس کے زمانہ کے مالی عہدہ دارون نے ابتداءً ادھر توجہ نہ کی، اور دو سال یون ہی گذر گئے، ۲۷۶ھ مین ابوالحسن علی کاتب قزوین مین مالیات کا عہدہ دار تھا، اس نے اپنے افسرون کے سامنے جب مالیات کے کاغذات پیش کئے تو اُن پر یہ لکھا تھا "۲۷۶ھ کا مالیہ جو ۲۷۵ھ مین وصول ہوا اس لیے ۲۷۶ھ حذف کر دیا گیا" انھون نے اس کا سبب دریافت کیا تو صورت حال بتائی، اور عجیب تر یہ کہ اس نے قرآن پاک سے شمسی اور قمری مہینون کے توافق و تطابق کے جواز کی سند پیدا کی، قرآن پاک مین اصحاب کہف کے قصہ مین اُن کے خواب کی مدت تین سو بتا کر کہا گیا ہے کہ اور "نو زیادہ" اس طریقہ ادا مین اس نے ثابت کیا کہ نکتہ یہ ہے کہ ۳۰۰ سال شمسی حساب کے ہین، اور یہ نو سال زائد قمری کے ہین، گویا ان کی مدت خواب جو شمسی حساب سے تین سو برس ہین وہ قمری حساب سے ۳۰۹ سال ہین، اس نے اپنی یہ رائے علماء کی خدمت مین پیش کی، اور خوش قسمتی سے کسی نے اسکی مخالفت نہ کی،

اس کے بعد معتضد باللہ کا زمانہ آیا، اور قزوین کے افسر مال نے ابوالحسن علی کاتب قزوین کی تجویز (ایک سال کے حذف) کو وزیر مال کی خدمت مین پیش کیا، اور وہ خلافت سے منظور ہو کر ۲۷۹ھ مین نافذ ہوئی،

دوسری دقت جو خود شمسی سال کے کسور (¼ یوم) کو سالانہ حساب (۳۶۵ دن) مین شریک نہ کرنے کے سبب سے ایک سو بیس سال مین ایک ماہ کے فرق کی تھی وہ بڑھتے بڑھتے معتضد باللہ (۲۸۰ھ) کے زمانہ مین دو ماہ ہو گئے، علی منجم کے بیٹے ابواحمد یحیی بن علی نے خلیفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ادھر متوجہ کیا، اور متوکل کے زمانہ میں اس کے باپ نے جو اصلاحی حساب پیش کیا تھا، اسکی تفصیل کی، خلیفہ معتضد نے اس کو پسند کیا، اور ۲۸۲ھ میں ۱۱ صفر روز جمعہ کو جو نوروز یعنی مالیہ کا سال شروع ہونے والا تھا، اس کو دو مہینے آگے بڑھا کر ۱۳ ربیع الثانی ۲۸۲ھ سے شروع کیا، فارسی حساب سے یہ تاریخ ۱۱ حزیران تھی[1] ابو احمد یحیٰی نے یہ بھی قرار دیا کہ بجائے ۱۲۰ سال میں ایک ماہ کے اضافہ کے ہر سال جو چھ گھنٹے بچتے ہیں، اور جبکہ چار سال میں ایک دن پورا ہو جاتا ہے، اس ایک دن کو شمسی فارسی سال میں ہر چار سال کے بعد بڑھا دیا جائے، یہ گوردی تقویم کی تقلید تھی مگر اس قاعدہ پر عمل کرنے سے فارسی شمسی سال کی خرابی ہمیشہ کے لیے دور ہو گئی، اس کی پیروی سے ہر سال ۱۱ حزیران ہی کو نوروز پڑنے لگا، اور اسکا نام نوروز معتضدی رکھا گیا، اور اس کے بعد ہمیشہ اسی تقویم (کیلنڈر) کی پیروی ہر جگہ جاری ہو گئی (آج بھی موجودہ یورپین تاریخ میں ہر چوتھے سال جو فروری میں ایک دن کا اضافہ ہوتا ہے، وہ اسی اصول کے مطابق ہے)

اس کے بعد اسلامی تاریخوں میں اس سلسلہ میں کسی نئے اقدام کی اطلاع نہیں ملتی، بجز اس کے کہ قمری اور شمسی سالوں کے عدم مطابقت کے حل کی یہی تدبیر زیر عمل رہی کہ ہر ۳۲ قمری سال کے بعد ایک قمری سال چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد سلجوقی تاریخ شروع ہوئی ہے

---

[1] حساب کا یہ طریقہ بیرونی کے آثار باقیہ صفحہ ۰ ایبزگ سنہ ۱۹۲۳ء سے معلوم ہوتا ہے، عبارت یہ ہے، ومن یعمل برای المعتضد باللہ فی السنۃ فقد اخذ وا بالسنۃ الشمسیۃ التی ھی ۳۶۵ یوما وربع یوم بالتقریب وصیّروا سنتھم ۳۶۵ یوما والحقوا الارباع فی کل اربع سنین یوما حین تجبرت وسموا تلک السنۃ کبیسۃ لا نکباس الارباع فیھا [2] اوپر کے تمام معلومات کتاب الاوائل ابوہلال عسکری قلمی (کتبخانہ ندوہ) و آثار باقیہ بیرونی ص۳۱ و صبح الاعشیٰ قلقشندی جلد ۱۳ ص۵۵ تا ص۶۲ و خطط مصر مقریزی جلد دوم "ذکر تحویل السنۃ الخراجیۃ القبطیۃ الی السنۃ الھلالیۃ العربیۃ" سے ماخوذ ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ ۴۲۹ھ میں سلجوقی حکومت کا آغاز ہوا، اس لیے ۴۳۰ھ سے باقاعدہ مالیہ کا حساب شروع ہوا ہوگا، اور اس طرح ۴۶۳ھ میں حکومت کے شمسی سالِ محاصل اور قمری سال حساب میں پورے ایک سال کا بل محسوس ہوا ہوگا، اس کے دو سال بعد ۴۶۵ھ میں ملکشاہ تخت پر بیٹھا، اور نظام الملک نے قلمدانِ وزارت سنبھالا، اور ہر قسم کے علمی و ملکی اصلاحات و تنظیمات کا دور شروع ہوا، اس سلسلہ میں اس حسابی دقت کی طرف بھی توجہ ہوئی ہوگی جو دو برس سے حکومت کے مالی حسابات میں پیش آرہی ہوگی،

اسلام میں شمسی سال یا قمری کبیسی سال اختیار کرنے کے موانع

شمسی سالوں کے حساب کو باقاعدہ درست رکھنے کیلئے یا قمری سال کو شمسی بنانے کے لیے سال کے اندر یا چند سالوں کے بعد چند روزوں کا اضافہ ناگزیر تھا، مگر چونکہ قرآنِ پاک میں عرب جاہلیت کے اسی قسم کے طریقۂ حساب کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ — نسی کفر میں زیادتی ہے،

اس کے بعد ہے کہ کفارِ قریش اس طریقۂ حساب کے ذریعہ سے حلال مہینوں کو حرام اور حرام مہینوں کو حلال کر لیتے تھے، اور حج کے مہینہ کو جو قمری سال کے مطابق ہوتا تھا شمسی سال کی مطابقت سے بدلتے رہتے تھے، گو کہ نسئی کے معنی یہ تھے کہ قمری سال کو چند روز کے اضافہ سے شمسی بنا لیا جائے تاہم اس تہدید قرآنی کے ڈر سے مسلمان سلاطین شمسی سال میں بھی چند روز کے اضافہ سے جس کو عربی میں کبس اور ہندی میں لوند کہتے ہیں، بچتے تھے، اور ایک سبب اور بھی تھا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شمسی سال کے اختیار کرنے میں کتنی دقتیں ہیں، اور اسمیں حساب کے کتنے رموز ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہیئت وحساب سے جاہل قومیں اس کو سمجھ بھی نہیں سکتیں، اسلام ایک ایسا مذہب تھا جو جاہل سے جاہل اقوام تک اپنے کو پہنچانا اپنا فرض سمجھتا تھا، اس لیے اس نے اپنے عقیدہ اور عمل اور مذہب کی ہر چیز سادہ سے سادہ رکھی تھی، جو صرف خواص تک محدود نہ ہو، ان متعلقاتِ مذہب میں سے ایک چیز تاریخ بھی تھی، جس کے مطابق رمضان اور حج کے مہینے آتے تھے، اور عیدیں ہوتی تھیں، اسلام سے پہلے جن مذاہب نے اپنا شمسی سال بنایا تھا، ان میں ان تاریخوں کی تعیین تمامتر مذہبی عہدہ داروں کے قبضۂ قدرت میں چلی گئی تھی، چنانچہ عہدِ جاہلیت میں بھی ہر سال یہ عہدہ دار آئندہ سال کے حج کے مہینہ کا اپنے حسب مرضی اعلان کرتے تھے، یہودیوں میں حاخام، عیسائیوں میں پوپ و پادری، اور ہندوؤں میں برہمن اس پر قابض تھے، اور یہ چیز اسلام کی عمومی روح کے خلاف تھی، اس کے برخلاف قمری مہینوں کے آغاز وانجام کو جاننا اور پہچاننا عامی سے عامی اور جاہل سے جاہل آدمی کے لیے آسان ہے، جب چاند سرِ شام ناخن کی طرح پتلا ہو کر مغرب کے افق سے نمودار ہوا ہر شخص نے سمجھ لیا کہ آج پہلا مہینہ ختم ہوا اور نیا مہینہ شروع ہوا، اسی لیے آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا تھا، کہ

انّا امۃ امیّۃ لا نکتب ولا نحسب الشھر ھٰکذا وھٰکذا،	ہم ان پڑھ لوگ ہیں جو حساب وکتاب نہیں جانتے، مہینہ ایسے اور ایسے ہوگا،
(بخاری، صوم)	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہکر آپ نے انگلیون سے قمری مہینہ کے تیس اور انتیس دنون کی طرف اشارہ کیا، شمسی سال کی تفصیلات بالا کو پڑھ کر آنحضرت صلعم کے اس قول کی صداقت مین کسکو شک ہو سکتا ہے کہ شمسی حساب کی دقتین بے حساب ہین،

ان موانع کا حل | بہرحال یہ فرمان نبوی بھی قمری کے بجائے شمسی سال کے اختیار کرنے مین حائل تھا، اس بنا پر اسلامی سلطنتون مین مالی سال کی تنظیم مین بہت بڑی دقت تھی، جو اب تک کسی طرح حل نہین ہوئی تھی، اور نہ مسلمان اس کو پسند کر سکتے تھے کہ کسی دوسری قوم کی مذہبی تاریخ کو بعینہٖ قبول کر لین، غرض اسی مشکل کا حل سب سے پہلے ملک شاہ سلجوقی کے عہد مین عمر خیام کے ہاتھون سے ہوا،

عمر خیام نے دوسری شمسی تاریخون مین اصلاح دے کر ایک نئے شمسی سال کا طریقہ ایجاد کیا، اور ملک شاہ نے یہ کیا کہ مذہبی امور کے لیے قمری سال کو برقرار رکھکر صرف مالی تنظیمات کے لیے عمر خیام کے درست کردہ شمسی سال کو اختیار کر لیا، اس طرح یہ دونون مشکلین حل ہو گئین، اور اس کے بعد کی اکثر اسلامی سلطنتون نے اس سلجوقی "بدعت حسنہ" کی پیروی کی،

رصد خانہ کی تعمیر | کسی صحیح شمسی تاریخ کے قائم کرنے کے لیے پہلے اس بات کی ضرورت ہو کہ آفتاب کی حرکات کو صحیح طور سے ضبط و مشاہدہ کیا جاے، جب سے آفتاب کی ترصید شروع ہوئی اس وقت سے لیکر آجکل کی نئی تحقیق کے عہد تک آفتاب کی حرکت کے ضبط مین کچھ نہ کچھ جل ضرور نکلا، اسلام مین سب سے پہلا رصد خانہ خلیفہ مامون الرشید المتوفی ۲۱۸ھ کے عہد مین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد کے پاس رقہ مین تعمیر ہوا، اس کے بعد بھی متعدد رصد خانے قائم ہوئے جن کی تفصیل میرے بعض مضامین مین موجود ہے[۱]، بہر حال رصد ملک شاہی سے پہلے اسلام مین حسب ذیل رصد خانے قائم ہو چکے تھے،

۱- رصد خانہ مامونی تعمیر تقریباً ۲۱۴ھ ایک شماسیہ اور دوسرا دمشق مین،

۲- رصد ابو حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ھ تاریخ بنا ۲۳۵ھ در اصفہان،

۳- رصد محمد بن جابر بتانی المتوفی ۳۱۷ھ ایک رقہ اور دوسرا انطاکیہ مین، از ۲۶۴ھ تا ۳۰۶ھ،

۴- رصد محمد بن محمد بوزجانی المتوفی ۳۸۸ھ

۵- رصد علی بن حسین بن اعلم المتوفی ۳۷۴ھ عضد الدولہ دیلمی کے عہد مین بغداد مین،

۶- رصد شرف الدولہ دیلمی المتوفی ۳۷۹ھ، بغداد،

۷- رصد حاکم بامر اللہ فاطمی المتوفی ۴۱۱ھ، مصر،

۸- رصد ابو علی سینا المتوفی ۴۲۸ھ، اصفہان،

اس کے بعد ملک شاہی رصد خانہ کا نمبر آتا ہے، یہ رصد خانہ ۴۶۷ھ مین دار السلطنۃ اصفہان مین ملک شاہ کے حکم اور نظام الملک کے اہتمام سے بنا، تاکہ آفتاب کی حرکت کی صحیح تحقیق کر کے صحیح شمسی سال کی تعیین کیجائے اور نوروز یعنی مالیہ کا آغاز سال مقرر کیا جائے،

خیام کے رفقاے کار رصد خانہ کی تعمیر و تحقیق مین وقت کے جن علماے ہیئت نے شرکت

[۱] مین نے الندوہ کے ماہ مارچ اور ماہ مئی ۱۹۰۹ء مین اسلامی رصد خانون پر ایک مفصل مضمون لکھا ہے، جس سے زیادہ مکمل مضمون اس باب مین اب تک میری نظر سے نہین گذرا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تھی محمد تھانوی المتوجود ۱۱۵۸ھ نے کشاف اصطلاحات الفنون مین لکھا ہے، کہ انکی تعداد آٹھ تھی، مگر نام نہین گنائے ہین، ابن اثیر نے کامل مین عمر خیام، مظفر اسفزاری، اور میمون بن نجیب واسطی کے نام لیکر وغیرہم لکھدیا ہے، علامہ قطب الدین شیرازی نے اپنی تحفۂ شاہیہ مین عمر خیام کے ساتھ ابوالعباس لوکری کا نام لے کر وغیرہما کر دیا ہے، بہر حال ان دونون حوالون سے یہ چار نام معلوم ہوتے ہین، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے علاوہ بھی کچھ اور علمائے ہیئت شریک تھے، شہرزوری مین محمد بن احمد معموری بیہقی کا نام رصدخانۂ اصفہان مین قیام کے اثنا مین باطنیہ کی شورش مین قتل ہو جانے کے تعلق سے آتا ہے، اور چھٹے شخص ابوالفتح عبدالرحمان خازن کا نام شہرزوری مین سلطان سنجر کے نام سے زیچ سنجری لکھنے اور اسمین اپنے مشاہدات رصدی کی تدوین کے تعلق سے آیا ہے، اس طرح چھ ناموں کی سند قدیم ہاتھ آتی ہے، نظام الملک کے مصنف نے تقویم ابوالضیا نام کسی ترکی تقویم کے حوالہ سے دو نام اور لکھے ہین، ابوالفتح ابن کوشک جو اس عہد کا مشہور حکیم تھا، اور دوسرا نام محمد خازن لکھا ہے جسکا تواریخ حکما مین کوئی ذکر نہین، معلوم نہین ان دو نامون کی سند کیا ہے؟ مگر بہر حال یہ آٹھ نام ہو جاتے ہین،

رصدخانہ کا آغاز رصدخانہ کا کام ۴۶۷ھ سے شروع ہوا، اور تاریخ ملک شاہی کا آغاز دس رمضان ۴۷۱ھ سے کیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم وبیش پانچ برس مین رصدخانہ بنکر تحقیقات ومشاہدات کا کام شروع ہو چکا تھا،

۴۶۷ھ کے واقعات مین ابن اثیر مین ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اسی سال (۴۶۷ھ) سلطان ملک شاہ کے لیے رصد خانہ بنایا گیا، اور اسمین اعیان منجمین کی جماعت اکٹھا ہوئی، ان مین عمرؒ بن ابراہیم خیام ابوالمظفرؒ اسفزاری، اور میمونؒ بن نجیب واسطی، اور اُن کے علاوہ دوسرے علمائے ہیئت تھے، اس رصد خانہ پر بہت کچھ رقم صرف کیگئی، اور یہ رصد خانہ ۴۸۵ھ مین سلطان کی وفات تک کام کرتا رہا، اُس کے مرنے کے بعد وہ بند ہو گیا۔"

بعینہ یہی عبارت تاریخ ابو الفدا مین ہے، (ج ۲ ص ۱۹۲ مطبع حسینیہ مصر) زکریا قزوینی نے آثار البلاد و اخبار العباد (۶۷۴ھ) مین رصد خانہ کے تعلق سے صرف عمر خیام کا نام لیا ہے نیشاپور کے ذکر مین کہتا ہے :-

"اس شہر کی طرف عمر خیام کو نسبت ہے، یہ حکیم تھا جس کو حکمت کی تمام شاخون سے واقفیت تھی، خصوصاً ریاضی، یہ ملک شاہ سلجوقی کے عہد مین تھا، سلطان نے خیام کو بہت بڑی رقم اس غرض سے حوالہ کی تھی کہ اُس سے رصد کے آلات خریدے، اور رصد خانہ بنائے، سلطان مر گیا، اور رصد خانہ مکمل نہین ہوا۔"

ابن اثیر کا یہ کہنا کہ سلطان ملکشاہ کی وفات کے بعد رصد خانہ معطل ہو گیا، مشتبہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ۵۰۰ھ مین سلطان محمد بن ملک شاہ نے جب اصفہان کے باطنیون پر حملہ کیا تھا، تو اُس موقع پر رصد خانہ کے تعلق سے محمد بن احمد معموری بیہقی مہتمم رصد خانہ کے اتفاقی قتل کا ذکر ملتا ہے،[۱] اسی طرح ابو الفتح عبد الرحمان خازن کے ذکر مین اسکی زیج معتزی سنجری

[۱] شہرزوری دُرۃ الاخبار ص ۱۱۹ لاہور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام آتا ہے، کہ اُس نے یہ زیچ سلطان معزالدّین سنجر بن ملک شاہ المتوفی ۵۵۲ھ کیلئے تیار کی تھی، اور اُنہیں عطارد کے رجوع کا حال "مشاہدہ و امتحان" سے لکھا تھا[1]، اس سے بھی بعد تک رصد خانہ کے کاروبار کے جاری رہنے کا پتہ چلتا ہے،

اسی طرح زکریا قزوینی کا یہ بیان کہ ملکشاہ کے زمانہ تک رصد خانہ مکمّل نہیں ہوا، صحیح نہیں ہے، کہ رصد خانہ کی تاریخ بنا ۴۶۷ھ اور سلطان کی تاریخ وفات ۴۸۵ھ ہے، انیس برس کی کافی مدت میں عدم تکمیل کے کوئی معنی نہیں ہیں؟ علاوہ ازیں اس رصد خانہ کے مشاہدات و تحقیقات کے نتائج کا زیچ ملک شاہی و سنجری میں مدوّن ہونا خود اس کا ثبوت ہی کہ رصد خانہ چند برسوں میں مکمل ہو کر کام کے لائق ہو چکا تھا، اور دہم رمضان ۴۷۱ھ سے تاریخ جلالی ملک شاہی کی بنیاد ڈالی جا چکی تھی، اور نوروز کی تعیین ہو چکی تھی،

حرکتِ شمسی کی تحقیقات آفتاب کی حرکت کی تعیین کی کوشش، علم ہیئت کے آغاز سے قائم ہے رصد خانوں نے اس باب میں شروع سے تحقیقاتِ جدیدہ تک جتنی منزلیں طے کیں، انکی فہرست[2] یہ ہے،

نام راصد	دن	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ
قدیم مصری	۳۶۵	۰	۰	۰
اثینیون	۳۶۵	۶	۱۸	۵۷

[1] تاریخ الحکما شہرزوری ذکر ابوالفتح خازنی و درۃ الاخبار صہ۱۹ لاہور،
[2] اسلامی تحقیقات کے لیے شرح چغمینی اور اس کے حواشی برجندی آخر کتاب، اور بقیہ کے لیے کرنل فاندیک امریکانی کی اصول علم ہیئت صہ۱۰ ، بیروت، دیکھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام راصد	دن	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ
کلپوس	۳۶۵	۶	۰	۰
بطلیموس	۳۶۵	۵	۵۵	۱۲
اہلِ ہند	۳۶۵	۵	۵۰	۳۰
محمد بن جابر بتانی	۳۶۵	۵	۴۶	۲۴
محی الدین مغربی	۳۶۵	۵	۴۸	۰
رصدِ ملکشاہی	۳۶۵	۵	۴۹	۰
رصدِ نصیر طوسی	۳۶۵	۵	۴۹	۰
کوپرنیکس (سنہ ۱۵۴۳)	۳۶۵	۵	۴۹	۶
کیپلر	۳۶۵	۵	۴۸	۵۷ر۶
لاکائل	۳۶۵	۵	۴۸	۴۹
آجکل جو مانا جاتا ہے	۳۶۵	۵	۴۸	۴۹ر۷

اوپر کے نقشہ پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا، کہ جس طرح گھنٹون کی صحیح تعیین سب سے اول بطلیموس نے کی، اسی طرح منٹون کی تعیین رصدخانۂ ملک شاہی سے شروع ہوئی موجودہ تحقیق اور خیام یا ملک شاہی رصدخانہ کی تحقیق کہوان دونون مین چند سکنڈون کا فرق ہے، بیرونی نے آثارِ باقیہ مین تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف اس وجہ سے نہین ہے کہ ہم تحقیق سے عاجز ہین بلکہ آلاتِ رصد کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ہے، کہ ان چھوٹے آلات سے آفتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دائرۂ عظمی کی پوری پیمایش نہین ہو سکتی[1]،

تاریخ جلالی یا ملکشاہی اب آفتاب کی صحیح حرکت، اور سال کے دنون کی صحیح مدت معلوم ہو جانے کے بعد، خیام نے تاریخ فارسی کے مشکلات کے حل کی طرف توجہ کی، ابن اثیر حوادث ۴۶۷ھ مین ہے

"اسی سال نظام الملک اور ملک شاہ نے بڑے بڑے منجمین کو جمع کیا، انھون نے نوروز اوس نقطہ کو قرار دیا جب آفتاب برج حمل مین داخل ہو، اس سے پہلے نوروز اس وقت ہوتا تھا جب آفتاب نصف برج حوت مین پہنچتا تھا، اور آخر اسی سلطانی تحقیق کو جنتریون کا مبدا قرار دیا گیا"

محقق نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ھ) سی فصل مین لکھتے ہین،

"فصل ششم در تاریخ ملکی، در عہد سلطان جلال الدین ملک شاہ تاریخے نہادہ اند، و نام ماہہاے آن تاریخ ہم نامہاے فارسیان است، و عدد روزہاے ماہہا ۳۰ سی روز بود، و پنجہ دزدیدہ را در آخر اسفندار مذ ماہ نہند، و بہر چہار سالے یا پنج سال یک روز جہت کبیسہ، آخر پنجہ افزایند تا شش روز شود، و اول فروردین ماہ روزے بود در نیم روز آنکہ آفتاب در حمل باشد، و از حوت انتقال کردہ باشد، و بعضے اول فروردین ماہ و ماہہاے دیگر روزے گیرند کہ پیش از نیم روز آن آفتاب انتقال کند از برجے بہ برجے دیگر، و این ماہہا را جلالی یا ملکی نام نہند"

(نسخۂ قلمی موجودۂ کتب خانۂ دار المصنفین)

رصد خانۂ الغ بیگ کے ناظر ملا علی قوشجی (متوفی ۸۷۹ھ) اپنے رسالہ ہیئت موسوم بہ

---

[1] آثار باقیہ ص ۱۰ لپزگ ۱۹۲۳ء،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو شجیہ مین لکھتے ہین،

۳- اما تاریخ ملکی مبدء او از روز جمعہ دہم رمضان سنۃ احدی وسبعین واربع مائۃ ہجری است، واوّل سال روزے را گیرند کہ در نصف النہار آن روز آفتاب بحمل آمدہ باشد، وہم چنین ماہہا را از نزول آفتاب بہر برجے گیرند، وبعضے ماہہا را سی روز گیرند تا عدد ایام در اوراق مختلف نباشد، واسامی ماہہاے این تاریخ بعینہ اسامی ماہ ہاے فرس باشد، الا آنکہ ماہ ہارا بجلالی مقید کنند وآنہا را بتقدیم پنج روز را در آخر سال گیرند، وبعد چہار سال یا پنج سال (یک روز زیادہ) کنند تا آن پنج روز شش شود"   (نسخہ قلمی کتب خانہ دار المصنفین)

علامی ابو الفضل آئین اکبری مین اس کے متعلق رقم پرداز ہین،

۴- تاریخ ملکی جلالی نیز خوانند، دران زمان تاریخ فرس بکار بردی، از گسیختن رشتہ کبیسہ آغاز سالہا دگرگون شدے، بکوشش سلطان جلال الدین ملکشاہ سلجوقی، عمر خیام و برخے از دانشوران این تاریخ برگزیدند مبدء سال از تحویل حمل قرار گرفت، سال و ماہ حقیقی لیکن امروز اصطلاحی معمول ہر ماہ را سی گیرند، ودر آخر اسفندارمذ پنج یا شش روز افزایند، پانصد و شانزدہ سال سپری شد"   (جلد اول ص۱۹۲ و ص۱۹۳، نولکشور)

محمد تھانوی، اپنی محققانہ تالیف کشاف اصطلاحات الفنون مین زیر لفظ "تاریخ" لکھتے ہین

۵- ومنہا التاریخ الملکی ویسمی بالتاریخ الجلالی ایضاً وھو تاریخ وضعہ ثمانیۃ من الحکماء لما امرھم جلال الدین ملکشاہ السلجوقی با فتتاح التقویم من بلوغ مرکز الشمس اوّل الحمل وکانت سنو التواریخ المشہورۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مطابقة لذلك، فوضعوا هذا التاریخ لیکون انتقال الشمس اول الحمل ابداً اول یوم من سنتهم واسماء شهورهم هی اسماء الشهور الیزدجردیة الا انها تقید بالجلالی واول ایام هذا التاریخ کان یوم الجمعة وکان فی وقت وضعه قد اتفق نزول الشمس اول الحمل فی الثامن عشر من فروردین ماه القدیم فهم جعلوه اول فروردین ماه الجلالی وجعلوا الایام الثمانیة عشر کبیسة، ومن هذا تسمعهم یقولون ان مبدء التاریخ الملکی هو لکبیسة الملک شاهیة، (ص ۵۹ - کلکتہ)

ہمارے پچھلے عہد کے مشہور ریاضی دان علامہ غلام حسین جونپوری، اپنی مستند تالیف جامع بہادر خانی میں جو ۱۲۵۰ھ میں خود انھیں کے دست و قلم سے لکھ کر کلکتہ میں چھپی ہے اس تقویم ملک شاہی جلالی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں،

"در عہد جلال الدین ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی چنان اصطلاح مقرر کردند کہ ابتدائے سال را از روزی گرفتند کہ تحویل در حمل قبل نصف النہار آن روز واقع شود، بعد ازان ہر ماہ را سی سی روز مثل شہور یزدجردی گرفتند کہ در آخر ماہ اسفندارمذ پنج روز زیادہ کردند چون بر خود ملتزم ساختند کہ ابتدائے سال از روزے شود کہ تحویل حمل بر نصف نہارش مقدم باشد، لہٰذا بعد ہر سہ یا ہر چہار سال[1] یک روز در آخر خمسہ مسترقہ افزودنی می شود، داز اطلحہ خمسہ مسترقہ گویند، و در سالیکہ این ملحقہ را وجود نبود آن سال را سال کبیسہ می نامند" (ص ۶۹۲ کلکتہ)

---

[1] "بعد ہر سہ یا چہار سال" غالباً سہو قلم ہے، "بعد ہر چہار یا پنج سال" چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محققینِ فن کے یہ اقتباسات مین نے اس لیے پیش کئے ہین تاکہ اس تاریخ کی حقیقت معلوم ہو کہ وہ صرف شمسی سال کی صحت کے لیے مرتب ہوئی تھی، نہ کہ قمری اور شمسی سال کی باہمی تطبیق کے لیے، جیساکہ ہماری زبان کے ایک لائق مصنف[1] نے سمجھا ہے۔

اقتباساتِ بالا سے ہویدا ہے کہ اس تاریخ جلالی کی ترتیب درحقیقت فارسی اور رومی قاعدون کے امتزاج سے ہوئی تھی، اور تقریباً انھین اصول کی پیروی تھی جنکو ابواحمد یحیی منجم نے معتضد باللہ کے عہد مین (۲۸۲ھ) اختیار کیا تھا، یعنی یہ کہ:-

۱- فارسیون کی طرح ہر ماہ تیس تیس دن کا فرض کیا جائے (یہ تین سو ساٹھ ۳۶۰ دن ہوئے)

۲- باقی پانچ دن ہر سال کے آخر مین بڑھا دیئے جائین (جیساکہ اہلِ فارس بڑھایا کرتے تھے، اس طرح اب تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن ہوئے)

۳- ۵ گھنٹے انچاس منٹ کو ۱۱ منٹ بڑھا کر آسانی کے لیے چھ گھنٹے فرض کرو، تو چار سال مین ایک دن ہو جائیگا، یہ ایک دن رومیون کی طرح ہر چوتھے سال یا پانچوین سال، اُن پانچ اضافی (مسترقہ یا وزدیدہ) دنون مین ملاکر چھ دن کرکے اُن کا کبس (رونند) لگاکر شامل کر دیتے تھے،

---

[1] "عمر خیام کی تحقیقات کا نتیجہ یہ تھا کہ آفتاب اپنا سالانہ دورہ تین سو پینسٹھ دن، پانچ ساعت اور انچاس دقیقہ مین طے کرتا ہے، اس لیے خیام نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ ہر چوتھے سال پر ایک دن بڑھایا جائے، اور سات دورون کے ختم ہونے پر آٹھوین دور پر (بجائے چار کے) پانچوین سال ایک دن زیادہ کیا جائے، اس حساب سے شمسی و قمری سال کا فرق پورے ۳۳ برس مین نکل جاتا ہے" (نظام الملک طوسی صفحہ ۲۶۹ کانپور)

کیا اس حساب سے قمری اور شمسی سال کا فرق ۳۳ سال مین مٹ جائے گا، یا اس عرصہ مین سالانہ گیارہ روز مع کسر کا فرق (۱۱×۳۳=۳۶۳) بقدر ایک سال کے تقریباً ہو جائے گا، فافھم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح گھنٹون کی کمی ہر چوتھے سال نکل جاتی تھی،

اس کے علاوہ خیام نے یہ کیا کہ سال کے آغاز کا دن، اُس وقت کو مقرر کیا جس وقت آفتاب دوپہر سے پہلے برجِ حمل مین آئے، اس طرح آغازِ سال کا وقت و روز مقرر ہو کر اپنی جگہ پر اٹل ہوگیا، اس حساب کے اجرا کا مہینہ فروردین ماہ تھا، گو کچھ تاریخین اسکی گذر چکی تھین تاہم یکم فروردین سے اُس کا آغاز کیا، آفتاب کے برجِ حمل مین ہونے کا وہ دن تھا جب روز و شب بالکل برابر ہوتے ہین، اور بہار کا آغاز ہوتا ہے، اس طرح نوروز ہر سال کے یکم فروردین کو مقرر کر کے اسکو دائمی کر دیا، اور شمسی سال کا ہر نقص پورا ہوگیا،

سلجوقی سلطنت مین یہ تقویم جلالی یا ملکی سے نام سے دہم رمضان ۴۷۱ھ سے جاری ہوگئی، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد کی مشرقی سلطنتون نے بھی اس کو قبول کرلیا، چنانچہ سلجوقیون اور خوارزمیون کے مٹنے کے بعد تاتاریون نے جب ملک پر قبضہ کیا، تو انھون نے سالِ قمری پر عمل شروع کیا، اور اسی حساب سے خراج وصول کرتے رہے، مگر جب غازان خان نے اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا تو یہ اصلاح کی، کہ قمری سال کے بجائے شمسی سال سے حساب قائم کیا، تاریخ گزیدہ مین ہے،

"در عہدِ او تاریخ خانی کہ اکنون حساب بآن می کنند در ثانی عشر رجب ۷۰۱ھ وضع کردند" (ص ۵۹۵ گب)

آئینِ اکبری مین ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"از آغاز اورنگ نشینی غازان خان، بتبنی برزیج ایلخانی (مرتبہ خواجہ نصیر طوسی متوفی ۶۷۲ھ) سال و ماہ شمسی حقیقی پیشتر ازین وضع دفاتر قلمرو بتاریخ ہجری بود و قمری سال روائی داشت، واز ین رہگذر شکستی راہ می یافت، زیرا کہ سی و یک سال قمری تیسی سال شمسی میشود، و بزرگ گزندی بخشا (کسان) رسیدے، چہ خواستن خراج بر سالہائے قمری بود و مدار دخل بر شمسی آنرا براند اختہ بدین تاریخ معدلت افزود" (جلد اول ص۱۹۲ نولکشور)

یہ تاریخ خانی غالباً اس اصلاح پر مبنی تھی جسکا ذکر محقق طوسی (متوفی ۶۷۲ھ) کی سی فصل اور علامہ قوشجی (۸۷۹ھ) کے رسالہ قوشجیہ مین موجود ہے،

یعنی گو ہر سال کے آغاز کا وقت اس سنہ جلالی ملک شاہی مین مقرر کردیا گیا تھا لیکن ہر مہینہ کو تیس تیس کا فرض کرکے چھوڑ دیا گیا تھا، اسمین یہ کیا گیا کہ ہر مہینہ کا وقت بھی مقرر کردیا گیا، یعنی وہ وقت جس مین آفتاب دوپہر سے پہلے کسی برج مین آئے اس طریق حساب سے یہ ہوا کہ سال کی طرح مہینے بھی حقیقی ہوگئے،

اکبر کے زمانہ مین ہندوستان مین حکیم فتح اللہ شیرازی نے قاعدہ بالا مین (یعنی سال و ماہ کو تحویل برج کیوقت سے شروع کرنا) ایک اور ترقی کی، رصد گورگانی یعنی تیمور گورگان کے پوتے الغ بیگ نے سمرقند مین جو رصد خانہ ۸۲۳ھ مین قائم کیا تھا اُس کی تحقیقات پر بنیاد رکھکر سال کے ۱۲ مہینون کے ایام کو تیس تیس یوم لیکر آخر مین پانچ دن بڑھانے کے بجائے رومیون کی طرح یہ کیا، کہ ان پانچ دنون کو بھی مہینون مین تقسیم کردیا، اس سے گو مہینون کے

[1] جامع بہادر خانی ص۶۹۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایام مین برابری قائم نہ رہی، مگر ہر سال ۵ یوم کے اضافہ کی وقت نکل گئی اور تقسیم اس طرح ہوئی کہ پہلے دو مہینے اکتیس اکتیس کے، پھر ایک مہینہ بتیس کا، اس کے بعد تین مہینے اکتیس کے، پھر دو ماہ تیس کے، دو ماہ انتیس کے، آخری دو مہینے تیس تیس کے،

فروردین	اردی بہشت	خورداد	تیر	امرداد	شہریور	مہر	ابان	آذر	دی	بہمن	اسفندار
۳۱	۳۱	۳۲	۳۱	۳۱	۳۱	۳۰	۳۰	۲۹	۲۹	۳۰	۳۰

یہ کل ۳۶۵ دن ہوئے، باقی سالانہ ۶ گھنٹوں کی کسر جو ہر چار سال مین ایک دن کا فرق ڈالتی ہے اُس کا کوئی علاج اِس مین نہین رکھا گیا، اس جدید تاریخ کا نام تاریخ الٰہی قرار پایا،[1]

یہی تاریخ اب تک سرکار نظام مین جو ہر معنی مین سلطنتِ آلِ تیمور کی یادگار ہے، اس فرق کیساتھ جاری ہے کہ ایک دن آذر مین جو سنہ الٰہی مین ۲۹ دنون کا تھا، بڑھا کر اُس کو ۳۰ دنون کا کردیا گیا ہے، لیکن اسمین بھی کسرات یعنی ۶ گھنٹون کے اضافہ کی کوئی شکل نہین رکھی گئی ہے یہ ۶ گھنٹے سالانہ چار سال مین ایک دن، اور ایک سو بیس برس مین ایک مہینہ ہو جاتے ہین، حالانکہ خیام نے ہر چوتھے سال ایک دن کے اضافہ سے یہ کسر مٹادی تھی، موجودہ انگریزی طریقہ حساب جو گریگورین اصول پر مبنی ہے ہر چار سال کے بعد فروری مین ایک دن بڑھا کر پورا کر دیا جاتا ہے، بہرحال اس چار سال کے بعد ایک دن کے اضافہ نہ کرنے کے سبب سے ایک سو بیس [۱۲۰] برس کے بعد ایک مہینہ کا تغیر لازمی تھا، چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ سرکار نظام کے دفاتر مین ہر ایک سو بیس [۱۲۰] برس کے بعد ایک مہینہ کا فرق نمایان ہوتا ہے، چنانچہ سنہ ۱۲۸۵ھ سے پہلے سال یکم آبان سے شروع

[1] آئینِ اکبری، علامی ابو الفضل جلد اول، آئین تاریخِ الٰہی، و جامع بہادر خانی ص۶۹ و ص۶۹،

ہوتا تھا، اور ۱۸۸۵ء میں ایک ماہ چھوڑ کر ماہ آذر سے شروع[1] ہونے لگا، اور اب تک اسی پر عمل ہے البتہ مہینوں کے دنوں میں بعد کو یہ ترمیم کیگئی ہے، کہ اب ۳۲ دنوں کا کوئی مہینہ نہیں رکھا گیا ہے خورداد کے ۳۲ دنوں میں سے ایک دن نکال کر آذر میں ایک دن بڑھا کر ۲۹ کے بجائے ۳۰ کر دیا گیا ہے، موجودہ صورت یہ ہے،

آذر	دی	بہمن	اسفندار	فروردین	اردی بہشت	خورداد	تیر
۳۰	۲۹	۳۰	۳۰	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱

امرداد	شہریور	مہر	آبان،
۳۱	۳۱	۳۰	۳۰

ان تفصیلات سے معلوم ہوگا کہ سنہ الٰہی بعینہٖ سنہ جلالی نہیں، اور نہ وہ خیام کے اصول کے مطابق ہے، تعجب ہے کہ یہ غلط فہمی نظام الملک کے لائق مصنف کو کیونکر[2] ہوئی،

یہ تو غیر عربی یا مشرقی سلطنتوں کا حال تھا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ عربی سلطنتوں نے اس تغیر کو قبول نہیں کیا، اور بدستور خلافتِ عباسیہ کی طرح ہجری ہی سال پر حساب کا مدار رہا، اور ۳۲ قمری سالوں کے بعد ایک قمری سال کے حذف کر دینے، یا دوسرے سال میں ضم کر دینے کا قاعدہ زیر عمل رہا، چنانچہ سلجوقیوں کی معاصر سلطنت فاطمیینِ مصر میں اسی پرانے طریق پر ہر ۳۳ قمری سال کے بعد ایک قمری سال کے حذف کر دینے کا قاعدہ جاری تھا، چنانچہ خود خیام

[1] بڑی جنتری رحمت اللہ رعد مرحوم بابت ۱۹۰۵ء ص ۵۲ "پارسیوں میں جو سنہ آج جاری ہے اور جس کو وہ یزدجردی سمجھتے ہیں، یہ سنہ دراصل خیام کا صحیح کیا ہوا ہے اور جس کو ہم فخریہ خیامی کہہ سکتے ہیں اور یہی سنہ الٰہی اکبر شاہی ہے، جو گورنمنٹ نظام میں جاری ہے" (نظام الملک کا نپور ۱۹۱۴ء)

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی میں (دلنہ ۵۶۷ھ) دفتر مال میں ۴۹۹ ھ کی پیداوار کا حساب چل رہا تھا، اس لیے خراجی سال میں بھی دو سال چھوڑ کر ۵۰۱ھ کے لکھنے کا فرمان جاری ہوا، اور آیندہ کے لیے ہدایت کیگئی کہ ۵۳۴ھ میں بھی یہی عمل کیا جائے، اور اس کے بعد جب فاطمیین کی جگہ سلطان صلاح الدین کی حکومت قائم ہوئی، تو ۵۶۷ھ میں اس تغیر کے لیے فرمان جاری[1] ہوا،

تقویم جلالی خیام نے اس سنہ جلالی کی سالانہ تاریخوں کی تعیین کے لیے ایک تقویم یعنی جنتری کی جدولیں بھی قائم کی تھین، اس تقویم کے بنانے کی جو صورت ہے، خواجہ نصیر طوسی (متوفی ۶۷۲ھ) نے اپنے رسالۂ سی فصل "در معرفت تقویم" مین اس کا ذکر کیا ہے، کہ یون چار[2] جدولین کھینچی جائین، اور ایک مین ہفتہ کے دنون کے نام، اور دوسری مین مہینون کے نام اور تیسری مین تاریخون کے ابجدی اعداد لکھے جائین، غالبًا اسی تقویم کا نام "آغاز حساب تاریخ جلالی" ہی، جس کا ذکر نظام الملک[3] کے مصنف نے اس طرح کیا ہے کہ یہ زیچ ملک شاہی کا دوسرا نام تھا، حالانکہ یہ نام اگر ہو سکتا ہے، تو تقویم جلالی کا، نہ کہ زیچ کا،

خیام کی تاریخ جلالی اور قطب شیرازی علامہ قطب الدین شیرازی المتوفی ۷۱۰ھ نے اپنی ہیئت کی مشہور کتاب "تحفۂ شاہیہ" کے باب الایام والتواریخ مین اس تاریخ کا ذکر کیا، اور اس مین خیام کی ایک غلطی دکھائی ہے، علامۂ موصوف لکھتے ہین،

الرابع التاریخ الملکی وھو منسوب الی السلطان	چوتھی ملک شاہی تاریخ ہے، اور وہ سلطان جلال الدین ملک شاہ

[1] خطط مصر مقریزی ج دوم ص ۴۹، ص ۵۲ مطبع نیل مصر، [2] ص ۵۲ [3] نظام الملک کانپور، ص ۴۶۹، حاشیہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلال الدین ملکشاہ بن
الپ ارسلان السلجوقی
والسبب فیہ انہ اجتمع
فی حضرتہ جماعۃ من الحکماء
ومنھم عمر الخیام والحکیم
اللوکری وغیرھا وھم ثمانیۃ
فوضعوا تاریخا . . . . . .

. . . . وفی کل
اربع سنین یکبسون یوما
وتصیر ایام السنۃ ثلثمائۃ و
ستۃ وستین ولان الکسر
الزائد اقل من ربع بقلیل فالکبیسۃ
فی کل اربع اول من یوم
ولھذا قد یتفق ان تکون
الکبیسۃ بعد خمس وذالک
بعد ان یکبس بعد اربع سنین
سبع مرات او ثمان وھو انما

ابن الپ ارسلان سلجوقی کی طرف منسوب
ہے، اور اس نسبت کا سبب یہ ہے کہ
اُس کے دربار میں حکمار کا ایک گروہ
جمع ہوا، اُس میں سے عمر خیام اور ر
حکیم لوکری وغیرہ آٹھ آدمی تھے، تو
ان سب نے مل کر ایک تاریخ بنائی
. . . .

. . . . اور ہر
چار سال میں ایک دن بڑھاتے ہیں
تو سال کے دن ۳۶۶ ہو جاتے ہیں،
اور چونکہ ہر سال ۵ گھنٹے ۴۹ منٹ کی کسر
چوتھائی سے تھوڑی کم ہے، تو لوند کا
سال ہر چار سال میں ایک دن پہلے
سے ہوا، اور اسی لیے کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ لوند کا سال، پانچ سالوں کے بعد
ہوتا ہے، اور یہ اس طرح کہ سات آٹھ
دفعہ چار چار سالوں کے بعد لوند لگا لیا جائے

www.KitaboSunnat.com

یعرف بالاستقراء وکذا اوائل
سنی هذا التاریخ، وممّا ذکرنا
یعرف خطأ عمر الخیام فی زیجه
الذی وضعه حیث ذکر ان
فی کل اربع سنین یکون
کبیسة دائماً ویوافق نزول
الشمس اول الحمل وهو خطأ
فاحش، سببه عدم تنبهه
لما نبهناك علیه او اخذه
الکسر ربعاً تاماً والله الموفق
للصواب،
(منقول از نسخہ قلمی موجودہ پبلک اورینٹل
لائبریری، پٹنہ)

تب پانچ سال کے بعد لگایا جائے اور
یہ بات تلاش و استقرار سے معلوم ہوگی،
اور ایسے ہی اس تاریخ کے سالون کے
آغاز کا حال ہے، اور ہم نے جو یہ بیان
کیا ہے اس سے عمر خیام کی وہ غلطی معلوم
ہوگی جو اُس نے اپنے تالیف کردہ
زیچ مین کی ہی، کہ اس نے اسمین کہا
ہے کہ یہ لوند کا سال ہر چوتھے سال ہمیشہ
پڑیگا، اور سال کا آغاز آفتاب کے برج
حمل مین آنے کے وقت سے ہمیشہ ہوگا
اور یہ بڑی غلطی ہی، جسکا سبب یا تو یہ ہے
کہ خیام نے اس نکتہ پر دھیان نہین دیا
جسکی طرف ہم نے تم کو دھیان دلایا،

دوسرا یہ کہ یہ غلطی اسلیے پیش آئی کہ اُس نے کسر کو پورا ربع لے لیا، اور اللہ ہی صحت کی توفیق دینے والا ہے،

علامۂ شیرازی نے جس غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے، اُس کا حاصل یہ ہے کہ شمسی سال کے اصلی دن ۳۶۵ دن، اور کچھ منٹ کم چھ گھنٹے ہوتے ہین، مگر کسر کی دقت سے بچنے کے لیے خیام نے پورے چھ گھنٹے لیے، جو چار سال مین چوبیس گھنٹے ہو کر ایک دن بنجاتا ہے، اور وہ اضافہ پاتا ہے، مگر در حقیقت اس حساب مین ہر سال کچھ منٹ بڑھے ہوئے ہین، جنکو کم کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسکی صورت علامہ نے یہ بتائی کہ سات آٹھ دفعہ ہر چار سال کے بعد اضافہ کرنے کے بعد پھر چار سال کے بجائے پانچوین سال اضافہ کیا جائے،

زیچ زیچ فارسی لفظ ہے جس کے معنی اُن جدولون کے ہین جنہین کسی رصد خانہ کے فلکی مشاہدات اور خصوصاً ستارون کے حرکات قلمبند کئے جائین، ملک شاہی رصد خانہ کے فلکی مشاہدات وتحقیقات آیا کسی زیچ مین قلمبند ہوئے یا نہین؟ اس کا کوئی مستند جواب ہم کو نہین ملتا، حاجی خلیفہ چلپی نے کشف الظنون مین زیر لفظ "زیچ" ایک زیچ ملکشاہی کا ذکر کیا ہے، اور اس کو عمر خیام کی تصنیف بتایا ہے، مگر یہ زیچ خود اُس کی نظر سے نہین گذری تھی، بلکہ خواجہ نصیر طوسی (متوفی ۶۷۲ھ) کے رسالہ سی فصل کی شرح مین اُس کے شارح عبدالواحد نے اُسکا نام لیا تھا، اُسی کو چلپی نے ذکر کر دیا ہے، البتہ قطب الدین شیرازی المتوفی ۷۱۰ھ نے اپنی تحفۂ شاہیہ مین خیام کی اس زیچ کا اس طرح ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن کی نظر سے گذری تھی، خیام نے اسمین اپنی تاریخ کے اصول بھی بتائے تھے،

خیام کے رفیقِ کار ابو الفتح عبدالرحمان نے بھی سلطان معزالدین سنجر کے نام سے ایک زیچ ترتیب دی تھی، جسکا نام زیچ معزی سنجری ہے، اس مین اُس نے اپنے بعض مشاہدات فلکی مدون کئے تھے،[1] اس بنا پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ مشاہدات وتحقیقات اسی ملکشاہی رصد خانہ مین کئے گئے ہونگے،

---

[1] شہرزوری ودرۃ الاخبار،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر سلاطین سے تعلقات

سلطان برکیارق بن ملکشاہ سلطانِ اعظم ملک شاہ سلجوقی نے ۴۸۵ھ مین جب وفات پائی، تو اس کے بعد اُس کا بیٹا سلطان برکیارق تخت پر بیٹھا، اور اُس کا زمانہ ۴۸۵ھ سے ۴۹۸ھ تک قائم رہا، ہم کو خیام کے اس عہد کا کوئی حال معلوم نہین، شاید کہ وہ اصفہان کے رصدخانہ مین ہو، جس کا کام ابھی تک بدستور جاری تھا،

سلطان محمد بن ملکشاہ برکیارق کے بعد اُس کا بھائی، سلطان محمد بن ملک شاہ ۴۹۸ھ مین تخت نشین ہوا، اور ۵۱۱ھ تک جلوس فرمارہا، اس کے زمانہ مین خیام کے صرف منجمی کے دو واقعات عروضی سمرقندی نے چہار مقالہ مین نقل کئے ہین، ایک تو بلخ مین خود خیام کی اپنی گل افشان قبر کے متعلق پیشینگوئی، اور دوسرا یہ کہ سلطان (غالباً سلطان محمد) کے شکار کے لیے ۵۰۸ھ مین اس نے بے ابر و باد کا ایک دن مقرر کیا تھا، جس کی تفصیل پہلے گذر چکی، علاء الدولہ عضد الدین شاہ یزد سے ابوالبرکات اور ابن سینا کے متعلق خیام کا مناظرہ بھی غالباً اسی عہد کا واقعہ ہے، کیونکہ علاء الدولہ کے اسی محمد سے برادرانہ تعلقات تھے، اور اسی کے دربار مین اسکی آمد و رفت تھی،

محمود بن محمد ملکشاہ محمد کے بعد اُس کا بیٹا محمود (۵۱۱ھ سے ۵۲۵ھ) تخت نشین ہوا، مگر اُس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی عیش پرستی سے سب کچھ برباد کر ڈالا، اور ایک جنگ کے بعد اُس کا چچا سنجر بن ملکشاہ اُس پر مسلط ہوگیا، اور اس کے ماتحت کی حیثیت سے وہ صرف عراق و شام پر حکمران رہا، اور خراسان و ترکستان وغیرہ پر سلطانِ اعظم کے نام سے سنجر فرمانروا ہوا،

سلطان سنجر کا تسلط اور خیام کی خلوت گزینی

سلطان سنجر بن ملک شاہ علاًاب فرمانروائے کُل تھا، اُس کا یہ عہد سنہ ۵۱۱ھ سے سنہ ۵۵۲ھ تک وسیع ہے، اس عہد مین ہم کو خیام کا پتہ دربارِ شاہی مین نہین ملتا[۱] البتہ ایکدفعہ اُس کے وزیر شہاب الاسلام عبدالرزاق کی مجلس مین وہ نظر آتا ہے، اسکی وزارت کا زمانہ سنہ ۵۱۱ھ سے سنہ ۵۱۵ھ تک ہی، اس کے بعد خیام کا نام کسی محفل مین سنائی نہین دیتا، الا یہ کہ سنہ ۵۱۵ھ مین سلطانی خزانہ کے لیے بعض حکیمون نے فلزات کے تولنے کی ترازو بنانے پر مختلف رسالے لکھے تھے، اُن مین ایک رسالہ حکیم خیام کا بھی تھا، اور اسی لیے اس سنہ کے بعد عام تذکرہ نویسون نے اُس کو مردہ سمجھ لیا ہے، مگر اُس کی اس خاموشی کا راز صرف بیہقی کے بیان سے فاش ہوتا ہے، اور تعجب ہی کہ اُس ضروری ٹکڑے کو درۃ الاخبار کے مصنف (یعنی بیہقی کے مترجم) نے چھوڑ دیا ہے، بیہقی اور شہرزوری مین ہے، کہ سلطان سنجر (المولود سنہ ۴۷۱ھ) کو بچپن مین جب چیچک نکلی تھی اور حکیم خیام اُس کا علاج کر رہا تھا، تو ایک دن جب خیام شہزادہ کو دیکھکر باہر نکلا تو مجیرالدولہ (ابوالفتح علی بن حسین المعزول سنہ ۴۹۷ھ)[۲] نے پوچھا، کہ شہزادہ کو کیسا پایا، اور کیا علاج کیا، خیام نے کہا، اَلصَّبِیُّ مَخُوْفٌ "بچہ کا خوف ہے"، حکیم کے اس فقرہ کو شہزادہ کے ایک حبشی خدمتگار نے سُن لیا،

۱۔ تحقیق کے لیے دیکھو تصنیفات کے سلسلہ مین اُس کے رسالہ میزان الحکم کا ذکر،

۲۔ زبدۃ النصرۃ ص۸۵ مصر بعد کو یہ سنجر کا وزیر بھی ہوگیا تھا، سنہ ۴۹۷ھ مین معزول ہوا (ابن اثیر سنہ ۴۹۷ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جاکر شہزادہ سے دہرا دیا، شہزادہ خیام سے بدگمان ہوگیا، اور اس سے نفرت کرنے لگا، بیہقی کا اصل فقرہ یہ ہے،

فلما برء السلطان واضمر بسبب	جب شہزادہ اچھا ہوا تو اس کے سبب سے امام عمر
(ذلک) بغض الامام عمر (لا) وکان یحبّہ	کا بغض دل میں چھپایا، اور وہ انکو محبوب نہیں رکھتا تھا،

اس سے اندازہ ہوگا، کہ ۵۱۰ھ کے بعد سے وہ کیوں شاہی درباروں میں اور امراء کی مجلسوں میں نظر نہیں آتا، سلطان سنجر کو خیام کے بجائے خیام کے حریف معاصر ابو الفتح ابن کوشک سے عقیدت تھی، درّۃ الاخبار میں ہے،

"و بواسطۂ حسن اعتقادے کہ سلطان مغفور سنجر انار اللہ برہانہ بطرف او داشت اکثر کتب او در خزانۂ سلطان بودی، و سلطان را بمطالعۂ کتب او شغفے عظیم بودے" (ص ۸۰)

آذر نے آتشکدہ میں اور والہ داغستانی نے ریاض الشعراء میں اور ہدایت نے مجمع الفصحاء میں لکھا ہے، کہ سلطان سنجر خیام کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھاتا تھا،

"خیام و ہو عمر گویند با سلطان سنجر در سریک تخت می نشستہ" (آتشکدہ ص ۱۳۹ بمبئی)

"چنانچہ سلطان سنجر وی را با خود در یک تخت نشانید" (ریاض الشعراء تذکرہ خیام قلمی کیتنجانہ ندوہ)

ان بیانات میں سلطان[1] سنجر کا نام صحیح نہیں، کہ یہ واقعہ جیسا کہ اوپر گذرچکا شمس الملک کے ساتھ کا ہے،

---

[1] واقعات کے سمجھنے کے لیے سلجوقی سلاطین کا حسب ذیل نقشہ پیش نظر رہے،

سلاطین خراسان و ترکستان و ایران و عراق و شام	۱- الپ ارسلان، ۴۵۵ھ - ۴۶۵ھ، ۳- برکیارق بن ملکشاہ ۴۸۵ھ - ۴۹۸ھ	۲- ملکشاہ، ۴۶۵ھ - ۴۸۵ھ، ۴- محمد بن ملکشاہ ۴۹۸ھ - ۵۱۱ھ
سلطنت خراسان و ترکستان و ایران،	۵- سلطان اعظم سنجر بن ملک شاہ، ۵۱۱ھ - ۵۵۲ھ	
سلطنت عراق و شام	۶- محمود بن محمد، ۵۱۱ھ - ۵۲۵ھ	۷- طغرل بن محمد ۵۲۵ھ - ۵۲۹ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امراء اور وزراء سے تعلقات،

درباری امیرون اور وزیرون مین سے سب سے پہلا نام اس کے سوانح مین نظام الملک کا آتا ہے، مگر مستند کتابون مین اسکے نام کا ذکر صرف ایک دفعہ ملتا ہے، ابن اثیر مین ہے کہ ملک شاہ اور نظام الملک نے رصدخانہ کی تعمیر کے لیے دوسرے عالمون اور ہیئت دانون کیساتھ عمر خیام کو بھی بلایا[1]، اس حوالہ کے سوا خیام کے مستند سوانح مین نظام الملک کا کوئی تذکرہ نہین ملتا، یہان تک کہ نظام الملک نے ۴۸۵ھ مین شہادت پائی،

نظام الملک کے چند روز کے بعد ملک شاہ نے بھی وفات پائی، اس طرح قلمدانِ وزارت کیساتھ تاجِ سلطنت بھی بدل گیا،

نظام الملک کے دو[2] بیٹے مؤید الملک اور فخر الملک یکے بعد دیگرے برکیارق اور محمد بن ملکشاہ کے وزیر ہوئے، ان دونون کی وزارت ۴۸۷ھ سے ۵۰۰ھ تک ختم ہو جاتی ہی، خیام نے اپنا فارسی فلسفیانہ رسالہ کلیات الوجود انھین دونون بھائیون یا اُن مین سے ایک کے نام پر لکھا، ساتھ ہی اُس مین یہ بھی تصریح ہے کہ وہ اُس کی مجلس مین برابر حاضر رہتا تھا، اور اُس کو اُس کی

[1] ابن اثیر واقعات ۴۶۷ھ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس میں خاص تقرب حاصل تھا، چنانچہ کہتا ہے،

"چون مرا سعادتِ خدمتِ صاحبِ عادل فخر الملک بن مؤید (؟) حاصل گشت و قربتِ اختصاص

وادِ بعالی مجلس خویش بہر وقت، از من یادگارے خواستے در علمِ کلیات، پس این جزوے بر مثال

رسالتے از بہرِ درخواست او املی (املا) کردہ شد"؎۱

سنہ ۵۰۶ھ میں بلخ میں خیام امیر ابو سعد جرہ کا مہمان تھا، جس کا دولت خانہ شہر مذکور کے کوچے

بردہ فروشان"؎۲ میں واقع تھا؎۳، تاریخوں میں اس نام کا کوئی پتہ نہیں چلتا،

سنہ ۵۰۸ھ میں سلطان محمد بن ملک شاہ نے جس وزیر کے ذریعہ خیام کو شکار کے لئے نجوم

سے کسی بے ابر و باد دن کی تعیین کا حکم بھیجا تھا، اُس کا نام نظامی عروضی نے "خواجۂ بزرگ صدر الدین

محمد بن مظفر" لکھا ہے، اُس سے مراد فخر الملک ابو الفتح مظفر بن نظام الملک کا بیٹا ابو جعفر محمد صدر الدین

ہے، جو سنہ ۵۰۰ھ میں اپنے باپ فخر الملک کے قتل کے بعد وزیر ہوا، اور سنہ ۵۱۱ھ میں سلطان سنجر کے

ایک غلام کے ہاتھ سے مارا گیا؎۴،

اس کے بعد نظام الملک کا بھتیجا شہاب الاسلام ابو المحاسن عبد الرزاق بن عبد اللہ وزیر ہوا،

جس نے سنہ ۵۱۱ھ سے سنہ ۵۱۵ھ تک سلطان سنجر کی وزارت کی، اسکی مجلس میں خیام کی آمد و رفت

تھی، وہاں علماء و فقہاء کا مجمع رہتا تھا، وزیر خود بھی عالم و فقیہ تھا، اُسی کی مجلس میں خیام نے اختلافِ

قرأت پر بحث کی تھی؎۵،

علاء الدولہ فرامرز بن علی بن فرامرز، امیر فرید سے اس کے جو تعلقات تھے، اُسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے،

؎۱ دیباچۂ رسالۂ کلیات الوجود خیام، موجودہ برٹش میوزیم لائبریری ؎۲ چہار مقالہ ص ۶۲ گب ؎۳ زبدۃ النصرۃ ص ۲۴۳ ؎۴ ابن اثیر ج ۱۰ ص ۱۵۸

؎۵ بیہقی و شہرزوری،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاصرین سے تعلقات و مباحثات،

اس عہد مین یعنی پانچوین صدی کے اواسط و اواخر اور چھٹی صدی کے اوائل مین بڑے بڑے فلاسفہ اور اہل علم زندگی بسر کر رہے تھے، پانچوین صدی ہجری کے اواخر (۴۷۰ھ) تک ابوعلی سینا المتوفی ۴۲۸ھ کے متعدد شاگرد زندہ تھے، شہرزوری نے ابوالعباس اللوکری (ص ۲۹) کے حال مین لکھا ہے،

سبق اقرانہ الخیامی وابن کوشک والواسطی ...... وانّ قوما هو صدرهم لکبار وامالجنۃ هراوّلهم لخیامی،	ابوالعباس لوکری اپنے ہمسرون، خیام، ابن کوشک اور واسطی سے بڑھ گیا تھا...... اور وہ لوگ جنکا وہ صدر تھا بڑے تھے اور یہ چارون جنمین وہ اول تھا اچھے تھے،

اس سے معلوم ہوا کہ یہ چارون ارباب دانش ہمسر و ہمعصر تھے، ان مین سے ابوالعباس لوکری بہمنیار المتوفی ۴۵۸ھ کا شاگرد تھا، اور خود بہمنیار ابوعلی سینا کا خاص شاگرد تھا، بیہقی اور شہرزوری کے بیان کے مطابق خراسان مین فلسفہ کا رواج اسی ابوالعباس کے ذریعہ ہوا،[1]

[1] شہرزوری صفحہ ۲۹ و دُرۃ الاخبار صفحہ ۱۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رصد خانۂ ملک شاہی کے کارکنون مین یہ بھی داخل تھا[1]،

ابوالفتح ابن کوشک بھی حکیم تھا، اور اسکی بہت سی تصنیفات تھین، سلطان سنجر سلجوقی (۵۱۱ھ ۵۵۲ھ) اُس کا عقیدتمند تھا، اُس کی تصنیفات اُس کے کتب خانہ مین تھین[2]،

واسطی سے مراد میمون بن نجیب واسطی ہے، جو طب و حکمت و فلسفہ سب کا ماہر تھا، ابو علی سینا کی شفا کے ابواب منطق و طبیعیات و الٰہیات کا حافظ تھا، اہلِ دولت سے کم ملتا تھا، ہرات کا حاکم ظہیر الملک علی بیہقی اُسکا معتقد تھا[3]،

واسطی ہیئت و فلکیات مین بھی ماہر تھا، رصدِ ملک شاہی کی تیاری کے لیے جو علمائے ہیئت ۴۶۷ھ مین جمع کیے گئے تھے، اُن مین ایک یہ بھی تھا، (ابن اثیر ۴۶۷ھ)

ان کے علاوہ ایک محمد بن عبد الرحیم نسوی، شاگردِ بو علی سینا کا نام بھی ہے، جس نے ۴۸۳ھ مین خیام سے کون و تکلیف کے مسئلہ مین مراسلت کی تھی، جو تحریری صورت مین موجود ہے، مشہور امام ابو حامد محمد غزالی (۴۵۰ھ ۵۰۵ھ) بھی خیام کے معاصرین مین تھے، مگر قیاس چاہتا ہے، کہ وہ عمر مین خیام سے کچھ چھوٹے ہون، اور آیندہ کا طرزِ کلام بھی اسی امر کو ظاہر کرتا ہے، ملک شاہ کے دربار سے دونون کو تعلق تھا، مگر دونون دو مسلک کے تھے، خیام بو علی سینا کا حامی اور فلسفۂ یونان کا طرفدار تھا، اور امام غزالی، بو علی سینا کے مخالف، اور فلسفۂ یونان کے دشمن تھے، اور خصوصاً تہافت الفلاسفہ کے مصنف کی حیثیت سے اُن کا یہ پہلو سب کے سامنے ہے، جسمین انھون نے ابو علی سینا وغیرہ کی بیجا تکفیر کی ہے،

---

[1] تحفۂ شاہیہ قطب شیرازی [2] شہرزوری صفحہ ۲۳ و درۃ الاخبار ص ۲۳ [3] شہرزوری ص ۲۲ و درۃ الاخبار ص ۷۷،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ امام غزالی خیام کی مجلس مین آئے، (اس سے خیام کی عمر کی بڑائی کا اشارہ نکلتا ہے) اور پرانے یونانی فلسفہ کے مطابق یہ دریافت کیا کہ فلک (آسمان) کے تمام اجزاء مساوی ہین پھر کیا سبب ہے کہ فلک کے دو جزء (جنوبی وشمالی) قطبیت کے لیے متعین ہوئے، اور دوسرے اجزاء نہ ہوئے امام کا مقصود یہ ہے کہ یونانی فلسفہ کے مطابق ترجیح بلا مرجح یعنی معلول بلا علت ہونا محال ہے پھر فلک کے موجودہ دو جنوبی وشمالی اجزاے قطبی ہی اجزائے قطبی کیون بنے، درآنحالیکہ تمام اجزاے فلکیہ اجزا ہونے کی حیثیت سے برابر ہین، ان مین ترجیح کی کوئی وجہ نہین،

خیام نے اس اعتراض کا بڑا لمبا چوڑا جواب دینا شروع کیا، اور حرکت کی حقیقت اور اس کے اقسام کی تفصیل شروع کی، لیکن بیہقی اور شہرزوری کا بیان ہے کہ نفس نقطۂ اعتراض کا جواب خیام نے نہین دیا، اور کہتے ہین کہ خیام کی خاص عادت یہ تھی کہ وہ اپنے علم مین بخیل تھا، بہرحال خیام کی یہ تقریر اتنی طولانی ہوئی کہ ظہر کا وقت آگیا، اور موذن نے اذان دی، اور غزالی یہ کہکر اٹھ گئے

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (قرآن) حق (اذان) آگیا اور باطل (فلسفیانہ بحث) رخصت ہوا،

ظاہر ہے کہ یہ ملاقات شہر نیشاپور مین ہوئی ہوگی، امام صاحب کے قیام نیشاپور کے دو زمانے ہین، ایک طالب علمی مین، جب وہ امام الحرمین کے درس مین شریک تھے، امام الحرمین نے ۴۷۸ھ مین وفات پائی، اور اس کے بعد ۴۸۴ھ مین امام غزالی مدرسۂ نظامیہ بغداد کے مدرس ہوگئے اور پھر یہین سے فلسفہ سے دل برداشتہ ہوکر ۴۸۸ھ سے ۴۹۹ھ تک وہ دمشق، بیت المقدس، مکہ معظمہ، اور اپنے وطن طوس مین تصوف کی مشق کرتے رہے، اور فلسفہ کا رد لکھتے رہے، پھر ذوقعدہ ۴۹۹ھ مین فخر الملک بن نظام الملک وزیر سلطان سنجر کے اصرار سے مدرسۂ نظامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نیشاپور کی مدرسی اختیار کی، اور دوبارہ نیشاپور آئے، فخر الملک ۵۰۰ھ میں مارا گیا، اور امام صاحب نیشاپور سے پھر طوس چلے گئے، اور وہین ۵۰۵ھ مین وفات پائی[1]،

امام صاحب آغاز عمر مین ۴۸۴ھ تک جب وہ پہلی بار نیشاپور سے بغداد کو گئے ہین فلسفہ سے بدگمان نہ تھے، ان کی بدگمانی کا عہد ۴۸۸ھ سے شروع ہوتا ہے، اور اس حالت مین نیشاپور کی واپسی ۴۹۹ھ مین ہوئی، اس سے یہ پہلو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے، کہ عمر خیام اور امام غزالی کی یہ ملاقات اور گفتگو ۴۹۹ھ اور ۵۰۰ھ مین ہوئی ہوگی،

اوحد الزمان ابو البرکات بن ملکا بغدادی المتوفی ۵۴۷ھ جس نے فلسفۂ مشائیہ کے رد مین المعتبر نام کتاب لکھی تھی، وہ بھی خیام کا چھوٹا معاصر تھا، یعنی خیام عمر مین اُس سے بڑا تھا، اُس کے بارے مین علاء الدولہ فرامرز سے جو خود ایک بڑا فلسفی اور حکیم تھا (درۃ الاخبار ص ۷۰ و شہرزوری ص ۲۵) خیام کی جو نوک جھوک ہوئی، وہ اوپر گذر چکی،

خیام کا ایک اور نامور معاصر ابو حاتم مظفر اسفرائنی (ابو المظفر؟ اسفزاری) ہے، یہ مہندس اور ہیئت دان تھا، اور رصد خانہ کے کامون مین بقول ابن اثیر یہ بھی خیام کا شریک تھا، اسمین اور خیام مین بڑے بڑے مناظرے اور تحریری سوال و جواب ہوتے تھے، شہرزوری مین ہے،

کان حکیمًا معاصرًا للخیام وبینہما	وہ حکیم تھا، اور خیام کا معاصر تھا، اور ان
مناظرات۔ (ص ۲۹)	دونون کے درمیان مناظرے ہین،

بیہقی کے فارسی ترجمہ درۃ الاخبار مین ہے،

---

[1] یہ سنین امام صاحب کی تصنیف المنقذ من الضلال اور مولانا شبلی مرحوم کی الغزالی سے لیے گئے ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حکیمے باوانش ورہنمائی ومعاصر فیلسوف عمر خیام بود، ومیان ایشان مناظرات بسیار ومعارضات بے شمار بودہ" (ص ۹۹)

مگر دونوں تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ خیام کا پایہ مظفر سے اونچا تھا، مظفر کو علم جر ثقیل اور آلات سازی میں زیادہ کمال تھا، اس نے شاہی خزانہ کے لیے یونانی حکیم ارشمیدس کے اصول پر خالص سونے کے تولنے اور آمیزش کے دریافت کرنے کی ترازو سالہا سال کی محنت میں تیار کی تھی، مگر شاہی خزانچی نے اپنے جرم خیانت کے ڈر سے اس کو توڑ ڈالا، مظفر کو جب اپنی اس محنت کی بربادی کا علم ہوا، تو اتنا متأثر ہوا کہ تاب غم نہ لاسکا، اور مر گیا،

یہی دونوں تذکرہ نگار بیہقی اور شہرزوری لکھتے ہیں کہ "مظفر خیام کے برخلاف طلبہ اور شاگردوں پر مہربان رہتا تھا"

یہ مظفر غالباً وہی ہے جس کو ابن اثیر نے رصد ملک شاہی کے کارکنوں میں خیام کیساتھ، ابوالمظفر اسفزاری کے نام سے لکھا ہے، اور جس سے نظامی عروضی ۵۰۶ھ میں بلخ میں خیام کے ساتھ ملا تھا[1]،

درۃ الاخبار کے عنوان حال میں "ابوحاتم المظفر الاسفزاری" لکھا ہے، اور خاتمۂ حال میں حکیم ابوالمظفر لکھا ہے، اور شہرزوری میں "ابوحاتم المظفر الاسفراینی" ہے، اور قفطی نے اپنی اخبار الحکماء میں اس کا نام نہیں لیا ہے، بہرحال یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص سے عبارت ہیں، اور جو فرق ہے وہ کاتبوں کی تصحیف ہے،

---

[1] چہار مقالہ عروضی ص ۶۳، گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تاریخِ وفات کسی نے نہیں لکھی تاہم نظامی عروضی کے بیان کے مطابق ۵۰۶ھ تک تو وہ زندہ تھا ہی لیکن فلزات والی ترازو اس نے جس سلطان کے خزانہ کے لیے بنائی تھی، اس سے مراد غالباً سلطان سنجر سلجوقی ہے، اگر ایسا ہے، تو ۵۱۵ھ کے بعد جو سنجر کے تسلطِ عام کا زمانہ ہے، مظفر نے وفات پائی۔ اس تخمینہ کی ایک درتائید یہ ہے، کہ میزان الحکمۃ کے نام سے فلزاتی ترازو کے طریقوں پر مظفر کے معاصر عبدالرحمان خازن نے جو کتاب لکھی تھی، اور جس کے دو مختلف نسخے مکتبہ آصفیہ حیدرآباد اور کتب خانہ جامع مسجد بمبئی میں ہیں، ان میں سے دوسرے نسخہ (بمبئی) میں اس ترازو کی ساخت پر تصنیفات کا ذکر ۵۱۵ھ میں کیا گیا ہے، اور پہلے نسخہ (حیدرآباد) کے آٹھویں مقالہ میں ان ابو حاتم مظفر اسفزاری کی ترازو الجامع ذوالکفات کا ذکر ہے،

خیام اپنے ریاضی دان معاصرین میں محمد بن احمد معموری بیہقی کے فضل و کمال کا معترف تھا، ابوالحسن بیہقی اور شہرزوری لکھتے ہیں، کہ ریاضیات میں یہ (معموری) ابو موسیٰ (خلیفہ مامون عباسی کے معاصر) کا ہم رتبہ تھا، مخروطات میں اس نے ایک کتاب لکھی تھی، جس سے بہتر اس سے پہلے نہیں لکھی گئی، عمر خیام ان علوم میں اس کی سبقت اور تبحر کا اقرار کرتا تھا، شہرزوری میں ہے،

وعمر الخیامی یعترف بتبریزه فی تلک العلوم، (ص ۷۹)

اور عمر خیام ان علوم میں اس کی فضیلت کا معترف تھا،

درۃ الاخبار میں ہے،

"وامام عمر خیام در تفوق و تمیز او از اقران معترف بود" (ص ۱۲۰)

محمد بن احمد معموری بھی رصدِ ملک شاہی میں کام کرتا تھا، یہ رصد خانہ اصفہان میں قائم تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی کے اطراف مین باطنیہ کا زور تھا، سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی نے جب قلعۂ اصفہان کے باطنیون پر حملہ کیا، تو یہ محمد بن احمد معموری بھی باطنی کے شبہ مین عوام کے ہاتھ سے قتل ہوا، (شہرزوری ص ۸۴ و درۃ الاخبار ص ۱۲۰) سلطان محمد بن ملک شاہ کا یہ حملہ جیسا کہ ابن اثیر مین ہے سنہ ۵۰۰ھ مین ہوا تھا، اس لیے یہی زمانہ اس حکیم کی وفات کا ہوگا،

حکیم کے معاصر شعرا مین عالی رومی نے ربیع المرسوم مین رسالہ تبریزی کے حوالہ سے لکھا ہو کہ

"در رسالہ تبریزی می نوشتہ کہ عمدۃ الشیوخ واصل معالی سیر شیخ ابوسعید ابوالخیر، و مولٰنا حکیم ناصر خسرو، و شمس الحکما مولٰنا سنائی و حکیم سوزنی و مولانا نظامی عروضی ہر یک معاصر خیام بودند[1] و احیانا بمراسلات و مکاتبات ابواب استفادہ و مؤالفت را در کشودند[2]"

لیکن بعض نام اس فہرست مین صریحاً غلط ہین، چنانچہ ان بزرگون کی وفات کی تاریخین اس معاصرت کے مسئلہ کو حل کردینگی،

۱- ابوسعید ابوالخیر المتوفی سنہ ۴۴۰ھ	۳- سنائی المتوفی سنہ ۵۴۵ھ[3]
۲- حکیم ناصر خسرو، تقریباً سنہ ۴۶۰ھ[2]	۴- نظامی عروضی " بعد سنہ ۵۵۲ھ
۵- سوزنی المتوفی سنہ ۵۶۹ھ	

سلطان ابوسعید ابوالخیر کی معاصرت تو ناممکن ہے، اور سوزنی کی بمشکل قابلِ اعتبار ہو، البتہ ناصر خسرو، سنائی اور نظامی عروضی کی صحیح ہو مگر ان مین سے ملاقات صرف نظامی عروضی کی ثابت ہو، جیسا کہ اُس کے چہار مقالہ مین مذکور ہے،

---

[1] نسخۂ قلمی دار المصنفین ص ۱۳، [2] خسرو کے تصنیفی قرائن سے یہی تاریخ نکلتی ہو [3] سنائی کی سنہ ۵۲۵ھ تاریخ وفات غلط ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وفات

تعیین عمر | ہم نے شروع مین پوری احتیاط اور استدلال سے خیام کی وفات کی تاریخ ۵۲۶ھ اور تاریخ ولادت ۴۴۰ھ قرار دی ہے، اس حساب سے وفات کے وقت اس کی عمر چھیاسی، ستاسی برس کی ہوگی،

کیفیت وفات | اسکی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے، اُسکا معاصر تذکرہ نگار بیہقی اس کے داماد امام محمد بغدادی سے سنکر لکھتا ہے، کہ خیام ایک دن ابو علی سینا کی مشہور فلسفیانہ تصنیف شفا کی الٰہیات کا مطالعہ کر رہا تھا، جب واحد و کثیر کی بحث پر پہنچا، تو سونے کا خلال کتاب مین رکھکر کتاب بند کر دی، اور کہا کہ چند سمجھ دارون کو بلاؤ مجھے وصیت کرنی ہے، پھر وصیت کی، اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا، اس وقت سے پھر نہ کچھ کھایا، نہ پیا، رات کو عشا کی نماز کے سجدہ مین اسکی زبان سے یہ فقرے ادا ہو رہے تھے، کہ "بار الٰہا! تو جانتا ہے کہ مین نے اپنے امکان بھر تجھکو جانا، تو مجھے معاف کر، کہ مین نے تجھکو جتنا بھی جانا، وہی تیرے حضور مین میرا وسیلہ ہے" یہ کہتے کہتے وہ مرغ خوشنوا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا[۱]،

خاقانی نے مرثیہ نہین لکھا | صاحب نظام الملک نے اس موقع پر خاقانی کا جو مرثیہ نقل کیا ہے[۲]، وہ حکیم غیاث الدین عمر بن ابراہیم خیام کی موت پر نہین بلکہ حکیم کافی الدین عمر بن عثمان کی موت پر ہے، جو خاقانی کا چچا تھا اور جسکی تربیت مین وہ پلا تھا،

مدفن | خیام نے نیشاپور مین وفات پائی، اور وہین کے ایک گورستان مین جسکا نام حیرہ تھا، دفن ہوا[۳]،

۱؎ تاریخ الحکما بیہقی و شہرزوری ۲؎ نظام الملک طوسی مطبع نامی کانپور ص ۵۰۳-۵۰۲ ۳؎ چہار مقالہ عروضی سمرقندی ص ۶۲ گب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر[۱]

خیام نے اپنی قبر کی نسبت اپنی زندگی مین ایک عجیب پیشین گوئی کی تھی، جو حرف حرف پوری ہوئی، نظامی عروضی کہتا ہے، کہ ۵۰۶ھ مین شہر بلخ مین بردہ فروشون کی گلی مین امام عمر خیام اور خواجہ مظفر اسفزاری ٹھہرے تھے، مین اُن سے ملنے گیا، خیام نے باتون باتون مین کہا کہ میری قبر ایسی جگہ ہوگی، جہان ہر موسم بہار مین، بادِ شمال اُس پر پھول برسائیگی، عروضی کہتا ہے کہ خیام کی یہ پیشین گوئی مجھے محال معلوم ہوئی، لیکن مین جانتا تھا کہ امام خیام لغو نہین بکتا، ۵۳۰ھ مین نیشاپور پہنچا، تو چار (یا چند) سال ہوئے تھے، کہ وہ زیرِ خاک ہو چکا تھا، مجھ پر اُسکی استادی کا حق تھا، جمعہ کے دن اُس کی زیارت کو گیا، ایک شخص کو اپنے ساتھ لے گیا کہ اس کی قبر کا پتہ بتائے، وہ مجھکو گورستان حیرہ مین لے گیا، بائین ہاتھ مڑا، تو باغ کی دیوار کے نیچے قبر پائی، دیکھا کہ امرود اور زردآلو کے درخت لگے ہین، اور پھولون کی اتنی پتیان اُس پر گری ہین کہ قبر بالکل ڈھک گئی ہے، اس وقت مجھکو بلخ کا واقعہ یاد آیا اور رو پڑا،

مزید احتیاط کے لیے ہم اس موقع پر چہار مقالہ کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہین، ساتھ ہی

---

[۱] ایک عجیب حادثہ :- عین اس وقت جب قلم نے یہ لفظ لکھا تار یون نے میرے عزیز داماد سیّد علی اشرف مرحوم کی وفات کی خبر کا تار لا کر ہاتھ مین دیا، اناللہ، مرحوم چار برس سے سل مین مبتلا تھا، اُس کی جوانمرگی کا ماتم!
غمزدہ سلیمان (۲۱، نومبر ۱۹۳۰ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے فاضل دوست پروفیسر عبدالقادر صاحب (دکن کالج پونہ) نے چہار مقالہ کا جو ایک نیا قلمی نسخہ دریافت کیا ہے، اس کے تقابل سے جو اختلافاتِ نسخ نظر آتے ہیں، اُن کو بھی حاشیہ میں لکھ دیتے ہیں،

قزوینی کا مطبوعہ نسخہ

"خواجہ امام[1] عمر خیامی و خواجہ امام[2] مظفر اسفزاری[3] نزول کردہ بودند و من[4] بدان خدمت پیوستہ بودم در میان مجلس عشرت از حجۃ الحق عمر شنیدم[5] کہ او گفت گور من در موضعی باشد[6] کہ ہر بہاری شمال بر من[7] گل افشان میکند، مرا این سخن مستحیل نمود و دانستم کہ چنوئی[8] گزاف نگوید، چون در سنہ ثلثین نیشاپور رسیدم چہار[9] (چند - ن) سال بود تا آن بزرگ روی در نقاب خاک کشیدہ بود و عالم سفلی از وی یتیم ماندہ، و او را بر من[10] حق استادی بود، آدینہ[11] بزیارت او رفتم و یکے را با خود ببردم کہ[12] خاک او[13] بمن نماید مرا بگورستان حیرہ بیرون آورد و بر دست چپ گشتم[14] در پائین[15] دیوار باغی خاک او دیدم[16] نہادہ و درختان[17] امرود و زرد آلو سر از آن[18] باغ بیرون کردہ[19] و چندان برگ شکوفہ[20] بر خاک او ریختہ بود کہ خاک او در زیر گل پنہان شدہ بود،"[21]

---

[1] (المبیٔی الاقلمی نسخہ) [1] عمر خیام [2] خواجہ مظفر [3] اسفرانی [4] من بخدمت [5] پرسیدم [6] بود [7] برادگل افشان کند [8] چنین مردی [9] و چند سال بود کہ آن [10] ادرا حق استادی [11] روز آدینہ [12] تا [13] او را [14] گشتیم [15] پایان [16] خاک او نہادہ [17] و درختان زردآلو [18] سر از آن باغ [19] کشیدہ [20] برگ و شکوفہ [21] ناپدید گشتہ پس در آن حکایت،

"چہار مقالہ کا یہ قلمی نسخہ جس کا پروفیسر صاحب نے پتہ چلایا ہے بمبئی میں ملا فیروز کے کتب خانہ میں ہے، یہ نسخہ مستقل طور پر نہیں لکھا گیا ہے بلکہ کتاب وصایائے نظام الملک کے حواشی پر درج ہے، سنہ کتابت معلوم ہوتا ہے چھوٹ گیا ہے گو وصایا کے اختتام پر دیا ہوا ہے، مگر صاف نہیں، چہار مقالہ کے آخر میں یہ عبارت ہے، "تمت رسالہ مجمع النوادر بتم [illegible] سنہ [illegible]" وصایا کے اختتام پر یہ عبارت ہے:-

"تمت الوصایائے سلطان الوزراء خواجہ نظام الملک علیہ الرحمۃ والمغفرہ بتاریخ شانزدہم ذیقعدہ سنہ [illegible] من ہجرہ"

اس نسخہ کے پہلے ورق کی پشت پر ایک مربع مہر ہے جسمین یہ عبارت اور سنہ ہے:- "فخر الدین حسن الحسینی ۱۰۹۴"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۰۹۴ سے پیشتر کا ہے، مجمع النوادر کے آخر میں سنہ کے نیچے جو [illegible] لکھا ہے وہ غالباً [illegible] ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

خیام بخیل العلم تھا؟ خیام کی نسبت یہ عام شکایت کی گئی ہے، کہ وہ اپنے علم مین بخیل تھا، اسی لئے نہ اُس نے بڑی بڑی تصنیفات کین، اور نہ وہ طالب علمون اور شاگردون کے ساتھ لطف سے پیش آتا تھا، بیہقی اور شہرزوری مین ہے،

ولہ ضنّۃ بالتصنیف والتعلیم — اس کو تصنیف کرنے اور سکھانے مین بخالت تھی

ابو حاتم مظفر اسفرائنی کے حال مین شہرزوری مین ہے،

وکان رؤفا بالمتعلمین والمستفیدین — خیام کے برخلاف ابو حاتم مظفر طالب علمون

علی خلاف طبیعۃ الخیامی (۲ ص) — اور شاگردون پر مہربان تھا،

اس کا سبب غالباً یہی سبب ہے کہ خیام کے تلامذہ کا حلقہ بہت مختصر ہے، اور یہ بھی وجہ ہے کہ وہ آخر عمر مین جب اہل کمال استادی کے مرتبہ کو پہنچتے ہین لا ادریت تک ترقی کر چکا تھا، اور اس منزل مین آکر تعلیم و تعلّم، درس و تدریس، اور استادی و شاگردی سب ہیچ نظر آتی ہے، خود اوس کی ایک رُباعی ہے،

یک چند بکودکی باُستاد شدیم — یک چند باستادی خود شاد شدیم

پایان سخن نگر کہ مارا چہ رسید — چون آب بر آمدیم و چون باد شدیم

(نسخۂ بوڈلین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند شاگردون کے نام | بہرحال اس کے دو تین شاگردون کے نام بمشکل معلوم ہوئے ہین،

۱- **ابوالمعالی** عبداللہ بن محمد میانجی عین القضاۃ، یہ خیام اور امام احمد غزالی المتوفی ۵۲۰ھ برادر امام محمد غزالی دونون کے شاگرد تھے، انھون نے گویا (خیام کے) فلسفہ اور (امام احمد غزالی کے) تصوف کو ملا کر ایک نئی چیز گھڑی کی، وزیر ابوالقاسم استرابادی نے کسی عداوت کے سبب اُن کو پھانسی دیدی، کشف الظنون مین ۵۲۵ھ تاریخ وفات لکھی ہے، شہرزوری مین ہے،

کان من تلامذۃ الخیامی وتلامذۃ احمد الغزالی وخلط کلام الصوفیۃ بکلام الحکماء، (ص ۹۹)

درۃ الاخبار (ص ۹۱) مین مزید یہ ہے کہ اُنھون نے اپنی اس کتاب کا نام زبدۃ الحقائق رکھا تھا اس کے قلمی نسخے لاہور یونیورسٹی اور انڈیا آفس کے کتبخانون مین موجود ہین،

۲- دوسرا شخص حکیم **علی** بن محمد حجازی قاینی ہے بیہق مین اس کا قیام رہتا تھا، سلطان سنجر سلجوقی (۵۱۱ھ تا ۵۵۲ھ) اور خوارزمشاہ اتسز بن محمد (۵۲۱ھ تا ۵۵۱ھ) کے نام سے کتابین لکھی ہین، ۵۴۶ھ مین نوے سال کی عمر مین وفات پائی،

"واز شاگردان امام عمر خیام بود" (درۃ الاخبار ص ۱۰۶)

ان کے علاوہ ایک شخص اور ہے،

۳- احمد بن عمر بن علی **نظامی عروضی** سمرقندی، سمرقند کا باشندہ تھا، ملوک غور کے دربار مین رہتا تھا، چہار مقالہ کا مصنف ہے، اس نے اپنی یہ کتاب (حسب تحقیق عبدالوہاب قزوینی محشی چہار مقالہ) ۵۵۱ھ اور ۵۵۲ھ کے درمیان لکھی، یہ شاعر، ادیب، اور منجم تھا، بہرحال وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو خیام کا شاگرد اور اس کو اپنا استاد کہتا ہے، (چہار مقالہ ص ۶۳) وہ خود بھی منجم تھا (ص ۶۶) اور اُس نے خیام کا ذکر بھی منجمین کے زمرہ مین کیا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ علم نجوم ہی مین خیام کا شاگرد تھا،

ایک فقیہ شاگرد کا قصہ آثار البلاد مین زکریا قزوینی المتوفی ۶۸۲ھ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک فقیہ صاحب صبح تڑکے آکر خیام سے فلسفہ کا درس لیتے تھے، اور جب اپنے معتقدون کے حلقہ مین بیٹھتے تھے تو اُس کو برا بھلا کہتے تھے، خیام کو اس کی خبر لگی تو اُس نے ایک سنجیدہ مذاق کیا، سویرے ہی اس نے چند ڈھول بجانے والون کو گھر مین چھپا کر بٹھا دیا، جب فقیہ صاحب حسب دستور سبق پڑھنے آئے تو اُس نے ڈھول والون کو اشارہ کیا، انھون نے ڈھول پیٹنا شروع کیا، لوگ جمع ہو گئے، تو اُس نے کہا دیکھو یہ تمھارے "فقیہِ شہر" تم سے چھپکر مجھ سے پڑھنے آتے ہین، اور تم مین بیٹھ کر مجھے بُرا بھلا کہتے ہین[1]،

آثار البلاد ۶۷۴ھ کی تصنیف ہے،

کیا امام غزالی بھی شاگرد تھے؟ ربیع المرسوم مین عالی رومی نے کسی کتاب سے (حوالہ کا صفحہ ہمارے نسخہ سے کھو گیا ہے) نقل کیا ہے، کہ امام غزالی باصرار حکیم خیام کے شاگرد ہوئے، اور بارہ برس اوسکی صحبت مین رہے، وہ برابر خیام سے تدریس کی اجازت مانگتے تھے مگر وہ نہین دیتا تھا، آخر ایک دن مستی کی حالت مین اجازت دیدی، رومی کی اصل عبارت یہ ہے،

گویند کہ مثنوی بزرگوار عالی، امام محمد بن محمد غزالی از خدمت حکمت مآبی استفادۂ علم حکمی فرمودی،

---

[1] آثار البلاد و اخبار العباد زکریا قزوینی، ذکر نیشاپور ص ۳۱۸،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اما حکیم مشار الیہ تعلیم وتدریس را رخصت نمودے، بعد از ابرام والحاح کہ می بودے بحالت مخموری افادہ بیک دو کلمہ چراغ تعہد بر فزودے، تا دوازدہ سال بدین نہج ومنوال امام ہمام خجستہ خصال بمذاکرۂ علوم مشعوف ومیال گشتی، وکتاب حکمۃ العین را در اثنائے آن توغل نوشتے، باز برخصت حکیم مشہد رضویہ کرامت نعیم میرفتے، اما مقصود ایشان ازین تعلم واذعان، بطلان براہین حکما روشناسان بودے[1]"

امام غزالی کا استفادہ ممکن ہے، مگر امام موصوف کے احوال مین کسی نے خیام کا نام نہین لیا ہے، اس لیے یہ بیان مشکوک ہے، خصوصًا بارہ سال کا زمانہ اس طرح گذارنا، امام غزالی کے حال مین قابل ترک واقعہ نہ تھا، مگر نہ تو امام نے اپنے احوال مین اور نہ تذکرہ نگارون نے انکے حالات مین اسکا ذکر کیا ہے، پھر حکمۃ العین نام کی کوئی کتاب امام کی مصنفات کی فہرست مین نہین، حکمۃ العین عربی فلسفہ کی جو ایک مشہور کتاب ہے، وہ نجم الدین علی کاتبی قزوینی المتوفی ۶۷۵ھ کی تصنیف ہے،

البتہ بیہقی نے تاریخ الحکمار مین غزالی اور خیام کی ملاقات اور سوال وجواب کا حال لکھا ہے جو اوپر گذر چکا ہے،

---

[1] ربیع المرسوم ص ۱۴۸، صفحات، دار المصنفین مین لگائے گئے ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیفات

خیام پر تصنیفی بخل کا الزام | خیام کی نسبت بیہقی نے لکھا ہے، اور شہرزوری نے اس کو نقل کیا ہے، کہ "وہ تصنیف میں بخیل تھا"، بیہقی ۵۰۷ھ میں اس سے ملا تھا، یہ خیام کے اواخر زندگی کے سال ہیں، ان تذکرہ نویسوں نے اس کی تعلیم و تصنیف کے عدم ذوق کو علمی و تعلیمی بخل پر محمول کیا ہے، لیکن درحقیقت ایسا نہیں معلوم ہوتا، جس شخص نے بڑی ہی کاوش و جدوجہد سے جبر و مقابلہ کے اصول پر بے مثال کتاب تصنیف کی ہو، اور اصول اقلیدس پر محققانہ کتاب لکھی ہو، اور مشاہدات فلکی کی زیچ تیار کی ہو، اس کو کوئی بخیل العلم نہیں کہہ سکتا، مگر رباعیات خیام کے پڑھنے والے سے یہ راز چھپا نہیں رہ سکتا کہ حکیم خیام اواخر عمر میں فلسفہ دانی کے اس درجہ پر پہنچ گیا تھا جہاں ہر حکیم اپنے علم کے کمال اور زندگی کے پایانِ کار میں پہنچ جاتا ہے، یعنی مرتبۂ علم کی ہیچ میرزی، دانستہ نادانی، اور عالمانہ اقرار جہل،

"معلومم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد"

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است | تعلیم کن اگر ترا دسترس است
گفتم کہ الف، گفت دگر ہیچ مگو | درخانہ اگر کس است یکحرف بس است

("خیام" نسخۂ بوڈلین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکچند بکودکی باستاد شدیم
یکچند باستادی خود شاد شدیم

ولہٗ

پایان سخن نگر کہ ما را چہ رسید
چون آب برآمدیم و چون باد شدیم

من ظاہر نیستی و ہستی دانم
من باطن ہر فراز و پستی دانم

ولہٗ

با این ہمہ از دانش خود شرمم باد
گر مرتبۂ ورائے مستی دانم

از درس علوم جملہ بگریزی بہ
واندر سر زلف دلبر آویزی بہ
(نسخۂ بوڈلین)

ان اشعار سے ثابت ہے، کہ خیام اواخر عمر مین علم کے کس رتبہ پر تھا، اور اس لئے تو آموزگاران علم و فن جو ابھی تک "علوم و فنون" کے طلسمات مین پھنسے تھے، اس کو "بخیل العلم" سمجھنے مین درحقیقت معذور سمجھے جا سکتے ہین، اسی سے یہ نظریہ بآسانی قیاس مین آسکتا ہے کہ خیام کی جن تصنیفات مین سعی و محنت اور جد و جہد آشکارا ہے، وہ اس کے آغاز و اواسط عمر کی کمائی ہے، انتہائے عمر کی نہین، اور رباعیات جنھین اس کے اس خیال کی بہتات ہے، اس کے اواخر عمر کا سرمایہ ہین،

تصنیفات کے نام | خیام کی تصانیف کا ذکر سب سے پہلے بیہقی مین ملتا ہے، بیہقی نے اس کے حسب ذیل تین رسالون کے نام لیے ہین،

۱۔ رسالۂ مختصر طبیعیات،

۲۔ رسالۂ بحث وجود،

۳۔ رسالۂ کون و تکلیف،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھین تینون رسالون کے نام شہرزوری نے بتائے ہین،

تاریخ الفی مین اس کے دو نئے رسالون کے نام ہین،

۴۔ میزان الحکم (فلزات کے وزن دریافت کرنے مین)

۵۔ رسالہ لوازم الامکنہ (انقلاب موسم اور مختلف اقلیمون کے اختلاف آب و ہوا کے بیان مین)

حاجی خلیفہ چلپی نے زیج کے بیان مین لکھا ہے،

۶۔ زیج ملک شاہی لعمر الخیام،

بروکلمن (BROCKELMAN) نے تاریخ علوم عرب مین اسکی دو اور کتابون کے پتے دیئے ہین،

۷۔ رسالۃ فی الاحتیال لمعرفۃ مقداری الذہب و الفضۃ،

۸۔ رسالۃ فی شرح ما اشکل من مصادرات کتاب اقلیدس،

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون مین اس کے ایک اور رسالہ کا تذکرہ کیا ہے،

۹۔ رسالۃ فی الجبر و المقابلۃ،

۱۰۔ خیام نے اپنے اسی رسالہ جبر و مقابلہ مین اپنی ایک اور تصنیف کا حوالہ دیا ہے[1]

کتاب البرہان علی طرق استخراج اصلاح المربعات والمکعبات،

علمائے مصر مین سے ایک صاحب محی الدین صبری کردی (رشیخ القرا بسلطان قلاوون مصر) نے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۷ء مین مطبع سعادت مصر سے ابو علی سینا اور عمر خیام وغیرہ کے چند رسائل کا مجموعہ شائع کیا ہے، اور اس کا نام جامع البدائع رکھا ہے، اس مجموعہ مین بوعلی سینا

[1] رسالہ جبر و مقابلہ خیام مطبوعہ پیرس ۱۸۵۱ء صفحہ ۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چند رسالے تو بوعلی سینا کے اس مجموعۂ رسائل سے یے گئے ہین، جو ۱۸۹۴ء مین لیڈن مین چھپا تھا اور اس کے نام کے بقیہ رسائل اور عمر خیام کے تین رسالے ناشر نے نور الدین بک مصری کے کتبخانہ سے حاصل کئے ہین، یہ مجموعۂ رسائل کتبخانۂ مذکور مین ۶۹۹ھ کا لکھا ہوا ہے، اور نہایت عتیق ہے[۱]

اس مجموعہ مین خیام کے یہ تین رسالے ہین،

۱۱- پہلا رسالۂ کون و تکلیف،

۱۲- دوسرے رسالہ مین مسائل ثلاثہ، تین سوالون کے جواب ہین، کیا خدا شر کا مبدا ہے؟ جبر و قدر مین حق کیا ہے؟ باقی کی صفت زائد بر ذات ہے؟

۱۳- تیسرے رسالہ کا عنوان الضیا العقلی فی موضوع العلم الکلی ہے، ناشر یا کسی دیباچہ نگار نے لکھا ہے کہ اس مین موجود اعلیٰ کے علم کو استدلال سے حاصل کرنے کے استحالہ اور علم اعلیٰ (الٰہیات) کے موضوع کی تعیین کی گئی ہے، لیکن یہ درحقیقت بحث وجود پر ہے،

۱۴- اسی بحث وجود پر اس کا ایک اور رسالہ ملتا ہے، جس کے تین نسخے اسوقت ہمارے سامنے ہین، پہلا نسخہ ہندوستان ہی مین پروفیسر شیخ عبد القادر صاحب (پونہ) کے پاس ہے، اور جو جناب عبد القادر بن جمال الدین ناتکی، بی اے، ایم ال سی، رئیس بیجاپور (الحال ساکن ہبلی، احاطہ بمبئی کی ملکیت ہے، شیخ صاحب موصوف کے پاس صوفیانہ و فلسفیانہ رسائل کا ایک قلمی مجموعہ ہے، جسمین ارسطو فارابی، ابوعلی سینا، شیخ الاشراق مقتول سہروردی، ملا افتخار الدین دامغانی، اور میر محمد باقر داماد المتوفی ۱۰۴۰ھ کے رسائل ہین، خط ایرانی نستعلیق ہے، مجموعہ کے ایک رسالہ (مختصر من قول الحکیم ارسطو فی النفس)

---

[۱] دیکھو خاتمۂ جامع البدائع مطبوعۂ مطبع سعادت، مصر ص ۲۰۵، ۱۳۳۰ھ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتابت ؁۱۰۲۷ھ کا سال لکھا ہے،

اس مجموعہ مین ایک مختصر عربی رسالہ ہے، جس کی لوح پر "رسالۃ للحکیم عمر الخیام" بخط کاتب مرقوم ہے، رسالہ کا پہلا فقرہ دو سطر کی حمد و نعت کے بعد یہ ہے، "الاوصاف للموصوفات علی ضربین" رسالہ کے آخر مین "ستعرف تفصیل ھذا الکلام بعد ھذا الفصل" ہے، لیکن چند سطرون کے بعد یہ رسالہ ختم ہوجاتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ناقص ہے،

اس رسالہ کے دو اور نسخے برلن کتبخانہ مین موجود ہین، ان دونون کے فوٹو مجھی ڈاکٹر زبیر صاحب صدیقی کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچے ہین، ان دونون مین سے ایک کے اول پر اور دوسرے کے آخر مین رسالہ کا نام "رسالۃ الوجود" لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیام کا دوسرا رسالۂ وجود ہے، یہ دونون نسخے بھی اسی طرح تمام ہوئے ہین،

۱۵ ؁۱۹۰۸ء مین حضرۃ الاستاذ علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے مجھے حیدرآباد دکن بھیجا تھا کہ وہان جاکر نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی مرحوم کے کتب خانہ سے وہ کتابین لے آؤن، جو نواب صاحب نے ندوۃ العلماء کو دی تھین، اس تعلق سے مین نے تقریباً ایک مہینہ نواب صاحب مرحوم کے ساتھ اُن کے کتب خانہ مین کتابون کے نکالنے اور رکھنے کا کام کیا، نواب صاحب مرحوم بنفس نفیس اسٹول پر چڑھکر ایک ایک کتاب کو نکال کر دیتے جاتے تھے، اور مین اُن کو علیحدہ رکھتا جاتا تھا، اسی ضمن مین ایک مختصر سے فارسی رسالہ پر نظر پڑی، جس پر مکاتبات عمر خیام و

لہ "این کتاب با رسالہاے عربی و فارسی از حضرت . . . . . وکشاف معضلات حقایق، یعنی حکیم الملک صاحب ادام اللہ تعالی این فقیر خاکسار یوسف علی القفار دائم الحال در دعا بودہ با تمام رسانید ؁۱۰۲۷ھ" لفظ حکیم الملک "صاحب" سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکیم الملک اور کاتب گو ایرانی ہین، مگر دونون ہندوستان مین تھے، ؁۱۰۲۷ھ جہانگیر کا عہد حکومت ہے "اور اس مین حکیم الملک گیلانی مشہور تھے، (دیباچہ تزک جہانگیری، اسماے حکماء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...... (دوسرے نامور کا نام یاد نہیں) لکھا تھا، اور اُسکی لوح پر مرقوم تھا، "یکے از نوادر کتبخانۂ بلگرام"۔ رسالہ کی زبان فارسی، اور اوراق کی تقطیع چھوٹی تھی، اور ضخامت کا اندازہ سو سوا سو صفحوں کا ہے، مین نے وہ رسالہ بھی بدنصیب ندوہ کی قسمت مین شامل کر دیا، اور قیامگاہ پر آکر وہ رسالہ صاحبِ خانہ اور دوسرے لوگون کو دکھایا، اور پھر اس کو اپنی ناتجربہ کاری سے کتابون کے ڈھیر مین شامل کر دیا، دوسرے دن جب اس خرمن مین اس خوشۂ پروین کو تلاش کیا، تو اُس کو ناپید پایا، دل پر بجلی سی گر پڑی، اور آج تک وہ زخم تازہ ہے، ہزار تلاش پر بھی کچھ پتہ نہ چلا کہ اس کو زمین کھا گئی یا آسمان، لیکن بہرحال وہ حیدرآباد ہی کی زمین و آسمان مین ہے، عالی رومی نے رسالہ تبریز کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "...... ومولنا نظامی عروضی ہر یک معاصر خیام بودند، و احیاناً بامر اسلات و مکاتبات ابواب استفادہ و مؤالفت را در کشودند" اس فقرہ سے ہم کو اسی "یوسف گم گشتہ" کی "بوے پیراہن" آتی ہے،

۱۶۔ رسالہ مکعبات (اس کا ذکر گنج دانش محمد تقی خان حکیم مطبوعہ اصفہان ۱۳۰۵ھ مین ہے)

۱۷۔ عرائس النفائس (شہرزوری نے غلطی سے ذکر کیا ہے[1])

۱۸۔ رباعیات و اشعار کا مجموعہ،

اسکے حسب ذیل دو نئے رسالون کا ذکر فریڈرک روزن نے اپنی مطبوعہ رباعیات عمر خیام کے دیباچہ مین کیا ہے،

۱۹۔ رسالۂ نوروزنامہ،

۲۰۔ باب در مجموعۂ روضۃ القلوب، (دیباچۂ مجموعۂ رباعیات مطبوعہ کاویانی پریس برلن)

---

[1] اس غلطی کا ازالہ آگے ہوگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱- رسالہ بالعجیۃ فی کلیات الوجود (بروکلمن، وقزوینی در حواشی چہار مقالہ)

تصانیف کی تعداد | یہ تمام تصانیف جنکا ذکر اوپر گذرا ہے، تعداد مین (۲۱) ہین لیکن درحقیقت ان مین بعض مکرر ہین، اور بعض بے سند ہین، میرے خیال مین رسالہ نمبر (۱) "مختصر در طبعیات" اور رسالہ نمبر (۵) "لوازم الامکنۃ" ایک ہین، اس کے رسائل مختصر مضامین ہین، جن کے کوئی نام نہین لوگ موضوع بیان کو دیکھکر ان کو مختلف نامون سے یاد کرتے ہین، اسی طرح "میزان الحکم" اور "رسالۃ فی الاحتیال لمعرفۃ مقداری الذہب والفضۃ" ایک ہین، رسالۃ البرہان علی طرق استخراج المکعبات (۸) "رسالہ مکعبات (۱۶) ایک ہین، رسالہ نمبر (۳) کون و تکلیف اور رسالہ نمبر (۱۱) تو ظاہر ہے کہ ایک ہی ہین، اور رسالہ نمبر (۱۲) مسائل ثلاثہ، رسالہ کون و تکلیف (۳ و ۱۱) ہی کا تتمہ ہے، اور رسالہ نمبر (۱۳) ورسالہ نمبر (۱۴) باہم مسلسل و مربوط اور ایک ہی زنجیر کی ٹوٹی ٹوٹی کڑیان معلوم ہوتی ہین، رسالہ بحث وجود نمبر (۲) یا تو یہی ہین یا فارسی رسالہ کلیات الوجود نمبر (۲۱) ہے، نمبر (۲۰) "باب روضۃ القلوب" درحقیقت اسی رسالہ بالعجیۃ فی کلیات الوجود" نمبر (۲۱) کا آخری باب ہے، یہ علحدہ کوئی چیز نہین،

تصنیفات کی صحیح فہرست | اب اس کی تصنیفات کی صحیح اور مرتب فہرست حسب ذیل ہے،

نام	حوالہ
۱- رسالہ مکعبات	(جبر و مقابلہ خیام مین اسکا حوالہ ہے)
۲- رسالہ جبر و مقابلہ،	(چلپی نے کشف الظنون مین ذکر کیا ہے)
۳- رسالہ شرح ما اشکل من مصادرات اقلیدس	(بروکلمن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ	نام
(تحفۂ شاہیہ و چلپی)	۴۔ زیچ ملک شاہی،
(تاریخ الفی)	۵۔ رسالۂ مختصر در طبیعیات (بیہقی) یا لوازم الامکنۃ
	۶۔ میزان الحکم (تاریخ الفی) یا رسالۃ فی الاحتیال لمعرفۃ،
(بروکلمن)	مقداری الذہب والفضۃ.
(بیہقی و شہرزوری)	۷۔ رسالۂ کون و تکلیف، رسالۂ اسئلۂ ثلاثہ
(بروکلمن)	۸۔ رسالۃ فی کلیات الوجود (فارسی)
(بیہقی و شہرزوری)	۹۔ رسالۂ موضوع علم کلی و وجود، (عربی)
"	۱۰۔ رسالۂ اوصاف یا رسالۃ الوجود (عربی)
	۱۱۔ بعض عربی اشعار،
	۱۲۔ رباعیات فارسی،
(گم شدہ)	۱۳۔ مکاتباتِ خیام و ..... (فارسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف پر تبصرہ

۱۔ رسالۂ استخراج اضلاع مربعات

و

ملعبات

خیّام کی تصنیفات مین غالبًا یہی اوسکی سب سے پہلی تصنیف ہے لیکن اسکا ذکر اس کے کسی سوانح نگار نے نہین کیا ہے، حالانکہ اُس نے خود اپنے رسالۂ جبر و مقابلہ مین اس کا بتصریح نام لیا ہے،

شمس الملک خاقان بخارا کے حال مین پہلے اور پھر رسالۂ جبر و مقابلہ کے بیان مین اگلے جو کچھ قرائن جمع کئے گئے ہین اور کئے جائین گے، اُن سے بخوبی ہویدا ہے کہ اس کا رسالۂ جبر و مقابلہ ۴۶۶ھ اور ملک شاہی دور سے پہلے کی تصنیف ہی، اس ابتدائی تصنیف مین خیام نے اپنے اس رسالہ کا ضمنًا نام لکھا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا یہ مختصر رسالہ، اس کے رسالۂ جبر و مقابلہ سے بھی پہلے کی تصنیف ہی، وہ پہلے یہ بیان کرتا ہے، کہ مربع اور مکعب چیزون کے اضلاع دریافت کرنے کے چند طریقے اہل ہند کو معلوم تھے، جو معمولی استقرار پر مبنی ہین، اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سے لیکر نو تک کے مربّعات ہیں یعنی ایک، دو، تین کے مربعات اور اسی طرح اُن کے مضروبات جیسے دو کو تین میں ضرب دیکر حاصل ضرب نکالا جائے"۔

غالباً اس بیان سے اس کا مقصود وہ طریقۂ حساب ہے جس کو ہم اہل ہند "پہاڑا" کے نام سے جانتے ہیں، اسکی اصل عبارت یہ ہے،

وللھند طرقٌ فی استخراج اضلاع المربّعات والمکعّبات مبنیۃ علی استقراءٍ قلیلٍ، وھو معرفۃ مربّعات الصّور التسعۃ، اعنی مربّع الواحد والاثنین والثلاثۃ وکذالک مضروب بعضھا فی بعض اعنی مضروب الاثنین فی الثلاثۃ ونحوھا۔ (ص۹)

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ ہماری ایک کتاب اس طریقۂ حساب کے صحیح ہونے اور اس سے صحیح مطلوب حاصل کرنے کی دلیلوں پر ہے، اور ہم نے اس کی بہت سی قسمیں اور اضافے کی ہیں، یعنی مالُ المال، مالُ الکعب، کعبُ الکعب وغیرہ کے اضلاع کو دریافت کرنے کے

لہ اعلم انّ اصحاب الجبر والمقابلۃ یسمون العدد المجھول شیئاً، ومضروب ذلک العدد المجھول فی نفسہ مالاً، وحاصلہ فی المال کعباً و مکعّباً، وحاصلہ فی الکعب سُمّی مال مالٍ وحاصلہ فی مال مال سُمّی مال کعبٍ وحاصلہ فی مال الکعب سُمّی کعب کعب، (مفاتیح العلوم خوارزمی مطبوعہ بریل صنلا حاشیہ)

جبر و مقابلہ والے عددِ مجہول کو شئی کہتے ہیں، اور اس عددِ مجہول کو اسی سے ضرب دے کر مضروب کو مال، اور مال کے حاصل ضرب کو کعب اور مکعب، اور کعب کے حاصلِ ضرب کو مالُ المال، اور مال المال کے حاصل کو مال کعب، اور مالِ کعب کے حاصل کو کعب الکعب،

www.KitaboSunnat.com

قواعد، جہاں تک بھی ہو، یہ قواعد اب تک کسی نے نہیں دریافت کئے تھے، ان قواعد کے دلائل، عددی ہیں جو کتاب الاسطقسات کے عددیات پر مبنی ہیں،

اس کی اصل عبارت یہ ہے،

ولنا كتابٌ فى البرهان على صحة تلك الطرق، وتاديتها الى المطلوبات وقد غزرنا انواعها اعنى من استخراج اضلاع مال المال ومال الكعب وكعب الكعب بالغاً مّا بلغ، ولم يُسبق اليه، وتلك البراهين انما هى براهين عددية مبنية على عدديات كتاب الاسطقسات[1]،

صاحب نظام الملک نے گنج دانش مؤلفہ محمد تقی خان حکیم (مطبوعہ اصفہان ۱۳۰۵ھ ص ۵۲۳ بضمن حالات نیشاپور) کے حوالہ سے اس کی ایک کتاب کا نام "علم المساحۃ والمکعبات" ذکر کیا ہے، معلوم نہیں اس کی قدیم سند کیا ہے، بظاہر یہ اسی "رسالہ استخراج اضلاع مربعات و مکعبات" کا دوسرا نام معلوم ہوتا ہے،

۲- جبر و مقابلہ

یہ خیام کی دوسری کتاب ہے، اس کا پورا نام "رسالۃ فی براہین الجبر والمقابلہ" ہے، حاجی خلیفہ چلپی نے کشف الظنون میں جبر و مقابلہ کے تحت میں اسکا ذکر کیا ہے، اور اسکی چند سطرین نقل کی ہیں، جو مطبوعہ نسخہ کے مطابق ہیں،

---

[1] یہ دونون عبارتین رسالہ جبر و مقابلہ خیام کے ص ۹ مین ہیں، مطبوعہ پیرس ۱۸۵۱ء نظام الملک طوسی ص ۲۵۶، کانپور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کا قلمی نسخہ ہولینڈ کی لائیڈن لائبریری مین تھا، یورپ مین اسکا پہلا حوالہ ۱۷۴۲ء مین گیرالڈ میرمین (GERALD MEERMAN) نے اپنی کتاب کے دیباچہ مین دیا، پھر موسیو سیدیو (SEDELLOT) نے ۱۸۳۴ء کے ایشیاٹک سوسائٹی جرنل کے ایک مضمون مین دیا، پھر اس کا دوسرا نسخہ پیرس کے کتب خانہ مین ملا، آخر ایشیاٹک سوسائٹی پیرس کے ایک فاضل ممبر موسیو ایف ویپکے (F.WOEPCKE) نے ۱۸۵۱ء مین اس کو فرنچ ترجمہ کیساتھ پیرس سے چھاپ کر شائع کیا،[1]

یہ مطبوعہ رسالہ (۱۵) صفحون کے باریک ٹائپ مین ہے،

خیام نے یہ کتاب میرے خیال مین جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ۴۶۶ھ سے پہلے ترکستان کے کسی شہر بخارا یا سمرقند مین شمس الملک خاقان بخارا کی مملکت مین لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اس وقت تک شمس الملک تک نہین پہنچا تھا، ورنہ وہ اپنی کتاب اسی قدرشناس کے نام جو اس کو تخت پر اپنے ساتھ بٹھاتا تھا، معنون کرتا، لیکن اس نے اپنی یہ کتاب سمرقند کے ایک دولتمند فاضل قاضی القضاۃ ابوطاہر کے نام معنون کی ہے،[2] اور جو جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، غالبًا ابوطاہر ساری سمرقندی المتوفی ۴۸۴ھ ہین، اس لیے جرمن فاضل فریڈرک روزن کے اس قیاس سے مجھے سخت اختلاف ہے،

پس از فوت ملک شاہ زیجیکہ او درست کردہ بود خراب شدو کار عمر از رونق افتاد گویا رسالۂ

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲۰ صفحہ ۱۰ ۱۹۱۱ء و فرنچ مقدمہ بر رسالۂ جبر و مقابلۂ خیام، پیرس،
[2] صاحب نظام الملک نے رسالۂ جبر و مقابلہ کا نظام الملک کے نام تہدیہ ہونا جو بیان کیا ہے، (صفحہ ۴۵۶) وہ خلاف واقعہ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبر ومقابلہ خود را در ہمین اوقات پژمردگی تالیف کرد" (مقدمہ رباعیات مطبوعہ کاویانی ص۶۶)

کہ ملکشاہ کے بعد محمد بن ملکشاہ اور دوسرے امرا اس کے قدر دان موجود تھے جنکے نام وہ اسکو معنون کرسکتا تھا،

مسلمانون مین جبر ومقابلہ (الجبرا) کا فن خلیفہ مامون الرشید المتوفی ۲۱۸ھ کے عہد مین پیدا ہوا اور محمد بن موسیٰ خوارزمی نے جو مامون کا معاصر تھا، اس پر پہلی عربی کتاب لکھی، جو لندن مین ۱۸۳۱ء مین انگریزی ترجمہ وحواشی کے ساتھ چھپ چکی ہے، بعد کو جبر کے دو رسالے یونانی سے عربی مین ترجمے ہوئے، ایک دیوپانطوس کا جس کو قسطا بن لوقا معاصر مقتدر (۲۹۵ھ - ۳۲۰ھ) نے، اور دوسرا ابرخس کا جس کو ابوالوفا بوزجانی المولود ۳۲۹ھ نے ترجمہ کیا،

خیام کے رسالہ جبر ومقابلہ کے صفحہ صفحہ سے ہویدا ہے، کہ اس نے اپنے اس رسالہ کو بڑی کوشش محنت اور استقصاء کے ساتھ لکھا ہے، اور اپنی نئی تحقیقات پر آپ نازان اور خوش ہوتا ہے، اس فن پر جس قدر ممکن کتابین تھین، ان کو پڑھا ہے، اور ان کی غلطیون کی اصلاح کرتا ہے، یہی واقعہ اس راز کو فاش کرتا ہے کہ یہ اس کے اوائل کی تصنیف ہے، جب وہ ہنوز فلسفۂ لاادریت کے انتہائے کمال کو نہین پہنچا تھا، جبر ومقابلہ کی پہلی کتابون کے پڑھنے کا ذکر اکی ان عبارتون سے ثابت ہے،

وعادة الجبريين ان يسموا (ص۲)	[illegible]	جبر ومقابلہ کے عالمون کی عادت ہے کہ وہ . . .	[illegible]
والذى فى كتب الجبريين، (ص۵)		اور جو مسئلہ جبر ومقابلہ والون کی کتابون مین ہے . . .	
وثلاثة من هذه الاصناف		اور ان چھ اصناف مین سے تین اہل جبر ومقابلہ	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام اس کتاب کے مقدمہ مین کہتا ہے،

ان احد المعانی التعلیمیۃ المحتاج
الیہا فی جزء الحکمۃ المعروف
بالریاضی ہو صناعۃ الجبر
والمقابلۃ الموضوعۃ
لاستخراج المجہولات العددیۃ
والمساحیۃ، وانّ فیہا اصنافا
یحتاج فیہا الی اصناف من
المقدمات معتاصۃ جدّا،
فتعذّر حلّہا علی اکثر الناظرین
فیہا، اما المتقدّمون فلم
یصل الینا منہم کلام فیہا،
لعلّہم لم یتفطّنوا لہا بعد
الطلب والنظر، اولم یضطرّ
البحث ایاہم الی النظر فیہا،
اولم ینقل الی لساننا کلامہم فیہا،
واما المتاخرون فقد عنّ

تعلیمی امور مین سے ایک فن جبر ومقابلہ ہے،
جسکی حکمت کی اُس شاخ مین جسکا نام
ریاضی ہے، ضرورت پڑتی ہے، جبر ومقابلہ اس
لیے بنایا گیا ہے کہ اس سے نامعلوم عدد
اور مساحت کو دریافت کیا جائے، اس
فن مین کئی مسائل ہین، جن کے حل کرنے
مین چند نہایت مشکل مقدمات کی ضرورت
ہوتی ہے، جنکا حل اکثر علماے فن سے
نہین ہو سکا، اگلے محققین کی کوئی تصنیف
اس بارہ مین مجھ کو نہین ملی، معلوم
نہین کہ تلاش وتحقیق کے بعد وہ اُنکو
نہین سمجھ سکے، یا اُن کو اپنے اثناے
تحقیق مین ان مقدمات کی ضرورت
ہی پیش نہ آئی، یا ہماری زبان مین
ان کی کتاب کا ترجمہ نہین ہوا،
پچھلے لوگون مین سے ماہانی اس مقدّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للماهانی منهم تحليل المقدمة التي استعملها ارشميدس مسلمة في الشكل الرابع من المقالة الثانية من كتابه في الكرة والاسطوانة بالجبر فادى الى كعاب واموال واعداد متعادلة، فلم يتفق له حلها بعد ان افكر فيها مليًّا، فجزم القضاء بانه ممتنع حتى نبع (نبغ؟) ابو جعفر الخازن وحلها بالقطوع المخروطية ثم اقتفى بعده جماعة من المهندسين الى عدة اصناف منها، فبعضهم حل البعض، و ليس لواحد منهم في تعديد اصنافها وتحصيل انواع كل صنف

کا حل جبر و مقابلہ سے کر سکا ہے، جس کو ارشمیدس نے اپنی کتاب الکرۃ والاسطوانہ کے دوسرے مقالہ کی چوتھی شکل مین مسلم مان کر استعمال کیا ہے، تو ماہانی کو دوسرے چند متعادل کعاب[1]، اموال اور اعداد کی ضرورت پیش آئی جن کو غور کے بعد بھی وہ جب حل نہ کر سکا تو اس نے یہ یقین کر لیا کہ ان کا حل ناممکن ہے، یہانتک کہ ابوجعفر خازن پیدا ہوا، اور اس نے اُن مشکلات کو قطوع[2] مخروطیہ سے حل کیا، پھر اہل ہندسہ[3] کا ایک گروہ ان مقدمات مین سے چند کا محتاج ہوا، تو بعض نے گو کسی مقدمہ کا حل کر لیا، لیکن ان کل مسائل کے شمار کرانے اور ہر مسئلہ کے اقسام کے حاصل کرنے، اور ان مین سے

[1] انگریزی اصطلاحات انکے لیے یہ ہین، کعاب (کیوب)، اموال (اسکوئر) اعداد (نمبر) [2] علم مثلثات (ٹرینانومی) [3] ہندسہ جیومیٹری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منها والبرهان علیها کلام یعتد به	ہر مسئلہ پر دلیل قائم کرنے مین کوئی قابل
الا علی صنفین ساذکرهما،	شمار گفتگو نہین کی، صرف دو مسئلون
وانی لم ازل کنت شدید	پر دلیلین پیش کین، جنکا ذکر مین کرونگا
الحرص علی تحقیق جمیع اصنافها	اور مین ہمیشہ سے جبر و مقابلہ کے تمام
وتمییز الممکن من الممتنع	مسائل کی تحقیق کا حریص تھا، اور اُسکے
فی انواع کل صنف ببراهین،	ممکن الحل اور غیر ممکن الحل مسائل مین بدلائل فرق
لمعرفتی بان الحاجة الیها	جاننے کا مشتاق تھا، کیونکہ مین جانتا تھا
فی مشکلات المسائل ماسة	کہ مشکل سوالون کے حل کرنے مین انکی
جدًا، (ص۲)	بڑی ضرورت پڑتی ہے،

صفحہ ۷ و ۷ مین خیام نے وہ مسائل گنائے ہین جنکا حل متقدمین کر چکے تھے، اور وہ مسائل ذکر کئے ہین جنکو اگلے لوگ حل نہ کر سکے، اور اُن کو خود اس نے اپنی تحقیق سے حل کیا ہے[1]

وثلاثة من هذه الاصناف	ان چھ مسائل مین سے تین مسئلے اہل جبر و
الستة مذکورة فی کتب الجبریین	مقابلہ کی کتابون مین مذکور ہین۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ ولم یبرهنوا	۔۔۔۔۔ لیکن اُن پر ہندسہ سے
علیه من الهندسة (ص۷)	دلیل نہین قائم کی ہے،

[1] مجھے افسوس ہے کہ مین اس فن سے آشنا نہین، بلکہ اس کے فنی مباحث کو مین سمجھ بھی نہین سکتا، اس لیے مین اس کتاب پر صرف تاریخی حیثیت سے بحث کر رہا ہون،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وهذه الثلاثة مذكورة في
كتب الجبريين ومبرهن عليها
من جهة الهندسة واما من
جهة العدد فلا، (ص ٦)

اور یہ تین مسئلے جبر ومقابلہ والون کی کتابون
مین مذکور ہین، اور ہندسہ سے اُن پر
دلیلین دی گئی ہین، لیکن حساب و
عدد سے دلیل نہین دی گئی،

وهذه الستة الاصناف لم
يوجد في كتبهم منها شيء
الا الكلام في واحد منها
مبتراً وسابينها وابرهن عليها
من جهة الهندسة لا من
جهة العدد، (ص ٧ و ٨)

اور ان چھ مسئلون مین سے ایک بھی
اُن کی کتابون مین مذکور نہین، صرف
ایک مسئلہ کی نسبت متفرق باتین کہی
گئی ہین، جن کو مین آگے بیان کرونگا
اور اُسپر ہندسہ سے دلیل دونگا،
عدد سے نہین،

صفحہ ۲۶ مین کہتا ہے،

وهذا التماس او التقاطع
لم يتفطن له ابو الجود المهندس
الفاضل حتى جزم القضاء بان
.... كانت المسئلة
مستحيلة والبطل في حكمه هذا
وهذا الصنف هو الذي اضطر ...... ليعلم انه لا يمكن ان يبين الاصناف الستة حتى بيناها (ص ۲۶)

اس تماس اور تقاطع کو فاضل مُہندس
ابو الجود یہ فیصلہ کرلینے کے سبب سے
کہ یہ مسئلہ محال ہے، نہین سمجھ سکا، اور وہ
اپنے اس فیصلہ مین غلطی پر تھا، اور یہی
ایک مسئلہ ہے جس کی ماہانی کو مسائل
ششگانہ مین سے ضرورت پڑی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۴۳ مین کہتا ہے،

واما المسئلة التی اضطرت واحدا من المتاخرين الى هذا الصنف هی هذه .... فاستخرج المسئلة هذا الفاضل بعد ما اعيت هذه المسئلة جماعة من فضلاء العراق ومنهم ابو سهل القوهی رحمه الله الا ان هذا المستخرج رضی الله عنه مع فضله وعظم قدره فی الرياضيات لم يخطر بباله هذه الاختلافات وفی مسائل هذا الصنف ما يستحيل وهذا الفاضل هو ابو الجود،

اور لیکن وہ مسئلہ جس نے متاخرین مین سے ایک کو اس کی طرف مضطر کیا، یہ ہے .... تو اس فاضل نے اس کو حل کر لیا، حالانکہ عراق کے فضلاء جیسے ابوسہل کوہی، رحمہم اللہ سے یہ حل نہ ہو سکا تھا، لیکن یہ حل کرنے والا فاضل (خدا اس سے راضی ہو) با این ہمہ ان اختلافات کو نہین سمجھا، اور اس صنف مین جو ناممکن مسائل ہین، اُن کو نہین جانا، اس فاضل کا نام ابوالجود ہے،

صفحہ ۴۴ مین وہ ابوعلی ابن الہیثم مصری کا ذکر کرتا ہے، جو علم مرایا اور ریاضیات کا بڑا عالم تھا،

وذالك قد بينه ابو علی ابن الهيثم رحمه الله تعالى،

اور اس کو ابوعلی بن ہیثم نے خدا اُس پر رحم کرے بیان کیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر مین کہتا ہے کہ میرے ان مقدمات کے سمجھ لینے کے بعد وہ تمام مشکلات حل ہو جائینگے جن کو اگلے علماء نہین سمجھ سکے تھے،

فمن وقف على هذه المقدمات المذكورة واتفق له مع ذلك قوة في الطبع ودربة في المسائل لم يكد يخفى عليه من المسائل المعتاصة على المتقدمين شيء، (ص۴۶)

ان مذکورۂ بالا مقدمات سے جو واقف ہو چکا، اور اس کے ساتھ اوس کی طبیعت مین تیزی، اور اس کو مسائل کا عملی تجربہ ہو، اس سے وہ مسئلے پوشیدہ نہ رہین گے، جن کو اگلے حل نہ کر سکے تھے،

اس کتاب کی تصنیف کرنے کے پانچ برس بعد کسی نے اس سے ابوالجود محمد بن لیث ھندس کی کتاب کا ذکر کیا تو اس نے اس پر ایک مختصر ضمیمہ لکھکر ابوالجود کی غلطی ظاہر کی، کہتا ہے،

هذا وقد حكى لي بعض من شدا شيئاً نزراً من الهندسة بعد تاليفي هذه الرسالة بخمس سنين ان لابي الجود محمد بن الليث المهندس رحمه الله كلاماً في تعديد هذه الاصناف (ص۴۷)

یہ اور مجھ سے ایک شخص نے جو کسی قدر علم ہندسہ سے آشنا تھا، میرے اس رسالہ کی تالیف کے پانچ برس بعد ذکر کیا کہ ابوالجود محمد بن لیث ھندس (خدا اس پر رحمت کرے) نے ان اقسام کے گنانے مین کچھ بحث کی ہے،

پھر ابوالجود کی غلطی ظاہر کی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبعد فان واحدا من اصحابنا	بعد ازین، ہمارے دوستون مین سے ایک
اقترح علینا ان نبین خطأ	نے ہمسے فرمایش کی کہ ہم ابوالجود محمد بن لیث
ابی الجود محمد بن اللیث فی المصنف	کی اس غلطی کو واضح کرین، جو اُس نے
الخامس، (ص ۴۰)	پانچوین قسم مین کی ہے،

ان اقتباسات سے واضح ہے، کہ اس نے کس محنت، مشقت، جانفشانی، کوشش اور استقصاء سے یہ کتاب لکھی ہے، کیا یہ بخیل العلم کا کارنامہ ہے؟ اس سے ظاہر ہے کہ اُس کی یہ کتاب اس کی جوانی کے علمی جوش و خروش کا نتیجہ ہے، اس کے بڑھاپے کی سردمہری کا نہین، جب رسمی علم کی آخری حقیقت اس کے سامنے بے نقاب ہو چکی تھی، اور وہ لاادریت کے بدولت ان علوم و فنون کی بے قدری و ہیچ میرزی کا معتقد ہو چکا تھا،

اس کتاب مین اس نے جن ہندسین اسلام کے نام لیے ہین، اُن کے اسماء اور سنین حسب ذیل ہین،

۱- ماہانی، ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ بغدادی، (الموجود ۲۳۹ھ و ۲۵۰ھ)[۱]

۲- ابوسہل قوہی (کوہی) المتوفی فی اواسط قرن رابع[۲]، (اواسط ۳۴۰ھ)

۳- ابوالجود محمد بن لیث ہندسی، ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۴۰ھ کا معاصر تھا،

۴- ابوعلی بن ہیثم[۳]، المتوفی بین ۴۲۶ھ و ۴۵۲ھ

۱؎ ماہانی کی تاریخ حکماء کے تذکرون مین نہین، ابن یونس حاکمی المتوفی ۳۹۹ھ نے اپنی زیج حاکمی مین ماہانی کے مشاہدۂ فلکی کی تاریخ ۲۳۹ھ و ۲۵۰ھ نقل کی ہے، زیج حاکمی مرتبہ کوسن مطبوعہ پیرس ۱۸۰۴ء ص ۷۲ و ۷۴، ۹، ۲؎ ابن ابی اصیبعہ ج ۱ ص ۳۲۱، ۳؎ ایضاً ج ۲ ص ۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈن کے کتب خانہ مین (1716, FOL) محمد بن لیث کا وہ رسالہ ہے جو اس نے ماہانی کی کتاب پر لکھا ہے، (فرنچ ضمیمہ خیام ص ۱۰۲) ابو الجود کا ایک اور رسالہ ہے، جس مین ابوریحان بیرونی کے ایک سوال کا جواب دیا ہے، جسکا عنوان یہ ہے، جواب الشیخ الفاضل ابی الجود محمد بن اللیث ایدہ اللہ عما سالہ عنہ الاخ الفاضل ابو الریحان محمد ابن احمد البیرونی (فرنچ ضمیمہ خیام ص۱۱۴) بہرحال ان نامون کے لکھنے کے بعد عموماً خیام نے رضی اللہ عنہ یا رحمہ اللہ تعالیٰ لکھکر یہ ثابت کردیا ہے کہ اس تالیف کے وقت وہ سب مرچکے تھے، ان مرنے والون مین آخری قریب نام ابن ہیثم کا ہے جو سنہ ۴۲۶ھ اور سنہ ۴۵۴ھ کے درمیان مرا، (عیون الانباء ص ۹۲ ج ۱) اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب سنہ ۴۵۴ھ کے بعد لکھی گئی ہے، ہم نے تخمینی طور سے خیام کی پیدائش کا سال سنہ ۴۴۰ھ قرار دیا ہے، اس لئے یہ کتاب تحصیل کمال کے بعد اور رصد خانۂ ملکشاہی مین جانے سے پہلے سنہ ۴۶۰ھ اور سنہ ۴۶۷ھ کے درمیان مین تالیف پاسکتی ہے،

۳- زیجِ ملک شاہی

رصد خانہ کے کامون کے تذکرہ مین "زیج ملک شاہی" کا ذکر پہلے آچکا ہے، خواجہ نصیر طوسی المتوفی سنہ ۶۷۲ھ نے معرفتِ تقویم مین سی فصل کے نام سے ایک فارسی رسالہ لکھا ہے، اُس کی شرح عبد الواحد نام کسی ہیئت دان نے بعد کو لکھی ہے، اس شرح مین اس نے خیام کی اس زیج کا ذکر کیا ہے، اور حاجی خلیفہ چلپی متوفی سنہ ۱۰۶۸ھ نے کشف الظنون مین زیج کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مین اسی شرح کے حوالہ سے اسکی اس زیج کا ذکر کیا ہے، چنانچہ کہتا ہے،

"زیج ملکشاھی لعمر الخیام، ذکرہ عبد الواحد فی شرح سی فصل"

اس زیج کا تذکرہ، اس سے بھی پہلے علامہ قطب الدین شیرازی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ کی تحفۂ شاہیہ[1] مین ملتا ہے، باب التواریخ مین ہے:-

وممّا ذکرنا یعرف خطاء	اور ہمنے جو بیان کیا اس سے خیام کی وہ غلطی
عمر الخیام فی زیجہ الذی	معلوم ہوگئی جو اس نے اپنے اوس
وضعہ حیث ذکر ان فی	زیج مین کی ہے، جسکو اس نے تالیف
کل اربع سنین تکون کبیسۃ	کیا ہے، اور جسمین یہ بیان کیا ہے کہ ہر
دائما،	چار سال کے بعد ہمیشہ لوند ہوگا،

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خیام نے اپنی زیج مین اپنی تاریخ جلالی کے اصول بیان کئے تھے،

۴- رسالہ مصادرات اقلیدس

اس رسالہ کا نام "رسالۃ فی شرح ما اشکل من مصادرات کتاب اقلیدس" ہے، یہ کتاب ابھی چھپی نہین، اور نہ مین نے دیکھی ہے، اور نہ کسی دیکھنے والے نے اس کا حال لکھا ہے، البتہ بروکلمن نے اپنی تاریخ علوم عرب مین لکھا ہے، کہ "اس کا قلمی نسخہ لائیڈن (ہالینڈ) کے کتبخانہ

[1] تحفۂ شاہیہ کا قلمی نسخہ اورنیٹل لائبریری پٹنہ مین نظر سے گذرا، جسکا نمبر ۲۰۳۹ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرقی مین محفوظ ہے[۱]؛ اس کتاب کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مین اقلیدس کی ان شکلون کی مشکلات حل کیگئی ہونگی، جنکا ثبوت ایک دوسرے کے ثبوت پر موقوف ہی، مگر ڈاکٹر ڈینی سن راس نے اس کتاب کا نام انگریزی ترجمہ مین یہ لکھا ہے، "اقلیدس کے حدود و تعریفات کے چند مشکلات[۲]" اگر یہ صحیح ہے تو اس رسالہ کا تعلق، اشکال کے بجائے حدود سے ہوگا،

خیام کی یہ چار کتابین ریاضیات سے متعلق ہین،

۵- رسالۂ طبیعیات و لوازم الامکنۃ،

سب سے پہلے بیہقی نے اس کے اس رسالۂ طبیعیات کا ذکر کیا ہے، کہتا ہے،

ولہ ضنّتہ بالتصنیف والتعلیم لم یکتب تصنیفاً الامختصرًا فی الطبیعیا...	اسکو تصنیف کرنے اور پڑھانے مین بخل تھا اُسنے کوئی کتاب نہین لکھی لیکن ایک مختصر رسالہ طبیعیات مین...

یہی عبارت ذرا تغیر سے شہرزوری مین ہے،

لہ مختصر فی الطبیعیات و...	اسکا ایک مختصر رسالہ طبیعیات مین ہے اور...

یہ طبیعیات کا کیا رسالہ تھا؟ اور طبیعیات کی کس صنف سے متعلق تھا، مذکور نہین، مگر تاریخ الفی کے مصنف احمد ٹھٹھوی سندھی نے لوازم الامکنۃ کے نام سے خیام کے جس رسالہ کا ذکر کیا ہے، اوسکی تفصیل یہ لکھی ہے،

---

[۱] حواشی چہار مقالہ ص ۲۲۰ بحوالہ تاریخ علوم عرب بروکلمن ج ۱ ص ۴۷۱،

[۲] مقدمہ رباعیات خیام از ڈاکٹر ڈینی سن راس، مطبوعہ میتھیون پریس لندن ۱۹۰۰ء ص ۴۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضِ آن رسالہ دریافتنِ فصولِ اربعہ است وعلتِ اختلافِ ہوائے بلاد واقالیم (مظفریہ ص ۳۴)

خیام اپنے مختصر رسالون کا آپ نام نہین رکھتا، لوگ عنوانِ مضمون سے نام بطور خود متعین کر لیتے ہین، خیال ہوتا ہے کہ یہ مختصر رسالہ طبیعیات اور رسالہ لوازم الامکنہ دونون ایک ہین، بیہقی نے اس کو صرف "مختصراً فی الطبیعیات" کہدیا ہے، اور اسی کو تاریخ الفی نے موضوع کے لحاظ سے مسمّٰی بلوازم الامکنہ" لکھا ہے، یعنی وہ رسالہ جس مین مکان کے لوازم وخصائص طبعی کا ذکر ہو، جو تمامتر طبیعیات کی بحث ہے، اور آجکل اس بحث کو کہ موسمون کا تغیر کیون اور کیونکر ہوتا ہے اور مختلف اقلیمون کی آب وہوا مین سردی وگرمی کا اختلاف کیون اور کس طرح ہوتا ہے، جغرافیہ طبعی مین ذکر کرتے ہین، احمد ٹھٹھوی نے تاریخ الفی مین اس رسالہ لوازم الامکنہ کے مضامین کی جو تفسیر کی ہے، اس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ رسالہ اس نے دیکھا تھا، اور اکبر کے زمانہ مین (سنہ ۱۰۰۰ھ) وہ رسالہ ہندوستان مین موجود تھا، یا یہ کہ یہ بیان اس نے کسی اور کتاب سے نقل کیا ہے جسکا حوالہ اس نے نہین دیا ہے،

۶- میزان الحکم ورسالہ معرفۃ مقداری الذہب والفضۃ

احمد ٹھٹھوی نے اُس کے ایک اور رسالہ کا نام "میزان الحکم" بتایا ہے، اور اس کی تفصیل یہ کی ہے:

"اینچہ از وے شہرت دارد رسالہ ایست مسمّٰی بمیزان الحکم در بیان یافتن قیمت چیزہائے مرصّع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدون کندن جواہر ازان.. (مظفریہ ص ۳۲۷)

گوتھا (جرمنی) کے کتب خانہ مین ایک مختصر رسالہ حسب ذیل عنوان سے ہے،

للحکیم الفاضل ابی الفتح عمر بن	حکیم فاضل ابوالفتح عمر بن ابراہیم
ابراهیم الخیّامی فی الاحتیال	خیّامی کا رسالہ سونے اور چاندی سے
لمعرفة مقداری الذهب	ملا کر بنائے ہوئے جسم مین سے ہر ایک
والفضة فی جسم مرکب منهما	کے وزن جاننے مین۔

ان دونون عبارتون کے ملانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس رسالہ کا ٹھٹھوی نے ذکر کیا ہے وہ بعینہ وہی ہے، جسکا ایک نسخہ گوتھا کی لائبریری مین موجود ہے،

گو خاص اس فن مین خیّام سے اس کے حریف و معاصر المظفر اسفزاری کا نام زیادہ شہرت رکھتا ہے، جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسی فلزاتی ترازو کی تکمیل مین صرف کیا، اور اسکے علاوہ علم جر ثقیل و آلات مین بھی اس کو کمال حاصل تھا، شہرزوری مین ہے،

وهو الذی عمل میزان	اور اُسی نے ارشمیدس کی وہ میزان بنائی
ارشمیدس الذی یعرف به	جس سے کھوٹا اور کھرا پہچانا جاتا تھا، اور
الغُش والعیار وصرف عمره	اس مین اپنی عمر صرف کی، اور اس
فی ذلك وقبضه بخزانة	ترازو کو سلطانی خزانہ کے سپرد کردیا،
السلطان فخاف خازن السلطان	تو سلطانی خزانچی نے اسکو اس ڈر سے
.... ظهور خیانته فی الخزانة	توڑ ڈالا کہ اس سے اسکی بددیانتی نہ کھلنے پائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسبب هذا المیزان فلکرہ وقتئذ اجزاءہ (۲۹)

خیام کے ایک اور معاصر عبدالرحمان خازن نے میزان الحکمۃ کے نام سے اس فن کے مباحث پر ایک مستقل کتاب لکھی تھی، جسکا ایک نادر قلمی نسخہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ مین موجود ہے، اسی نام کی ایک اور نادر تصنیف کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن مین موجود ہے، گو اس مین اُسکے مصنف کا نام نہین، مگر اس کے مقالہ ثامنہ مین پانچوین ترازو الجامع ذوالکفات کا ذکر ابو حاتم مظفر اسفزاری کے انتساب سے ہے، اور پھر اسی مقالہ مین انھین مظفر کی اختراع کردہ ایک اور ترازو کا ذکر ہے،

کتبخانہ بمبئی کے نسخہ مین چند ابتدائی سطرین ایسی لکھی ہین، جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۱۵ھ مین چند حکما رنے فلزات کے تولنے کی ترکیب پر مختلف رسالے لکھے تھے، عبارت یہ ہے، د بسطہ المتاخرون فی شہور سنۃ خمس وعشرۃ وخمسمأتہ، اور حیدرآبادی نسخہ مین مختلف حکما کے رسائل ایک خاص ترتیب سے جمع کئے گئے ہین، چنانچہ چوتھے مقالہ مین ہے، فی ذکر موازین الماء للحکماء المتقدمین وھم ارشمیدس ومنالاوس ومحمد بن زکریا الرازی والامام عمر، یہ آخری نام امام عمر یعنی عمر خیام کا ہے، ۵۱۵ھ سلطان سنجر سلجوقی کے عہد حکومت کا سال ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس سلطان کے حکم سے اس عہد کے مختلف حکما رنے فلزات کے وزن پر رسالے لکھے تھے، جنمین سے تین حکیمون کے نام میزان الحکمۃ کے ان دونون مختلف نسخون سے معلوم ہوتے ہین، یعنی ابو حاتم مظفر اسفزاری، عبدالرحمان خازن، اور امام عمر خیام،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر خیام کا یہ رسالہ جو چند صفحون کی تالیف ہے غالباً اسی سنہ ۵۱۵ھ مین لکھا گیا ہوگا، جسکا ذکر بیہقی نے اپنے نسخہ میزان الحکمۃ مین ہے، اور یہ رسالہ بعینہ حیدرآبادی نسخہ کے مقالہ رابعہ مین ہے، اور جرمنی کی گوتھا لائبریری مین خیام کا یہ رسالہ قلمی مستقلاً الگ موجود ہے، مگر ناتمام ہی، فریڈرک روزن نے اسی ناتمام نسخہ کو اپنے مطبوعہ کاویانی رباعیات کے آخر مین شائع کردیا ہی،

۷- رسالۂ کون وتکلیف،

اس رسالہ کا ذکر بیہقی اور شہرزوری نے کیا ہے، خوش قسمتی سے اس کا ایک نسخہ جو سنہ ۶۹۹ھ کا لکھا ہوا نہایت قدیم تھا، دوسرے بعض فلسفیانہ رسائل کے مجموعہ مین مصر کے ایک رئیس (نور الدین بک مصطفےٰ خسر عبد الحلیم پاشا عاصم) کے کتب خانہ مین موجود ہے، اور جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، یہ مجموعہ بو علی سینا وغیرہ کے رسائل کے ساتھ سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۷ء مین چھپ چکا ہی، اور اسوقت ہمارے سامنے ہے،

اس رسالہ کی حقیقت، جیسا کہ خود اس کے دیباچہ مین مذکور ہے، یہ ہے کہ ابو علی سینا کے شاگردون مین سے ایک صاحب جن کا نام ابو نصر محمد بن عبد الرحیم نسوی ہے، اور جو نواحِ فارس مین قاضی تھے، انھون نے سنہ ۴۷۳ھ مین خیام سے ۲ دو سوال پوچھے تھے،

۱- خدا نے یہ دنیا اور خصوصاً انسان کو کیون بنایا؟

۲- اور انسانون کو عبادات بجالانے کی تکلیف کیون دی؟

انھین ۲ دو سوالون کی وجہ سے اس رسالہ کا نام رسالہ "کون و تکلیف" پڑگیا، پہلا سوال کون (ہستی) کی علت سے، اور دوسرا سوال تکلیف (احکامِ الٰہی) کی علت سے ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے شروع مین سائل نے خیام کو خطاب کرکے عربی کے چند شعر لکھے تھے، جن مین سے یہ چار باقی ہین،

ان کنت ترعین یاریح الصبا ذممی	اے باد صبا! اگر میرے عہد کی رعایت تو کر سکتی ہو
فاقری السّلام علی العلامۃ الخیمی	تو علامہ خیام کو میرا سلام پہنچا،
بوسی لدیہ تراب الارض خاضعۃ	جھک کر ان کی خاک قدم چوم،
خضوع من یجتدی جدوی من الحکم	اس ادب سے جیسے حکمت کا کوئی مستفید جھکتا ہے،
فھو الحکیم الذی تسقی سحائبہ	کہ وہی ایسا حکیم ہے جس کے برستے بادل
ماء الحیاۃ رفات الاعظم الرمم	بوسیدہ ہڈیون کو آب حیات پلاتے ہین،
عن حکمۃ الکون والتکلیف یات بما	اس سے ہستی اور تکلیف کا سبب پوچھ،
تغنی براھینہ عن ان یقال لم	وہ وہ کہیگا کہ پھر اسکی دلیلین کیون کے سوال سے بے نیاز ہونگی

خیام نے جواب کے آغاز مین سب سے پہلے یہ لکھا ہے کہ تمام فلسفہ کا نچوڑ صرف تین سوالات ہین،

۱۔ کیا یہ ہے؟ (اِنّیّۃ)

۲۔ اگر ہے تو کیا ہے؟ (ماھو؟)

۳۔ اور کیون ہے؟ (لِمَ ھو؟)

پھر بتایا ہے، کہ "ہر وہ شی جو دنیا مین موجود ہے، وہ انیت (موجودیت) اور ماہویت (ماہیت) سے کبھی خارج نہین ہوسکتی ہے، البتہ لمیت سے بعض وجود بے نیاز ہوسکتے ہین، اور اس کی صورت یہ ہے کہ موجود کی ۲ دو قسمین ہین، ایک واجب الوجود، اور دوسری ممکن الوجود،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علت اور سبب کا سوال ضرور ہے کہ کہیں جا کر رُکے، اور ایک ایسی علت پر جا کر انتہا ہو جس کی پھر کوئی علت نہ ہو، یہ شان واجب الوجود کی ہے، اور ممکن الوجود کے تمام اسباب و علل بالآخر علۃ العلل یعنی اسی واجب الوجود پر جا کر ختم ہوتے ہیں، واجب الوجود جس طرح اپنے وجود کی علت سے بے نیاز ہے، اسی طرح اس کے اوصاف وصفات اور افعال بھی علل و اسباب سے مستغنی ہیں، اس لئے یہ سوال ہی بے معنی ہے کہ اُس نے کیوں بنایا، اور ہست کیا؟ یہ واجب الوجود کے جود و کرم کی صفت کا نتیجہ ہے کہ یہ دنیا ہست ہے، اور ہم موجود ہیں"

اس کے بعد اس نے موجودات کی ترتیب اضافی کی فضیلت پر بحث کی ہے، اور لکھا ہے کہ "اس مسئلہ میں بہت سے لوگ سرگرداں ہیں، اور شاید میں اور معلم افضل المتاخرین شیخ الرئیس ابوعلی حسین بن عبداللہ البخاری اعلی اللہ درجتہ" نے اس پر پورا غور کیا، اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے"

اس کے بعد جو عبارت ہے، اس سے خیام کی لا ادریت کا پردہ فاش ہوتا ہے، کہتا ہے،

وانتهى بنا البحث الى ما قنعت	اور بحث و تحقیق وہاں تک پہنچی، جہاں ہمارے
به نفوسنا القانعة بالشئ	اس نفس کو قناعت ہو گئی، جو معمولی غلط
الركيك الباطل المزخرف الظاهر	نمائشی، ظاہر چیز (علم) پر قانع ہو جایا کرتا ہے
واما لقوة الكلام فى نفسه و	اور یا در حقیقت بات ہی فی نفسہ ایسی
ثبوته بحيث يجب ان يقنع به	قوی اور پر زور ہوتی ہے کہ اس کو تسلیم
(ص ۱۷۱)	کر لینا ضروری ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد وہ کہتا ہے، جس سے مسئلۂ ارتقاء کی جھلک نمودار ہوتی ہے،

فنقول ان البرهان الحقیقی الیقینی قائم علی ان هذه الموجودات لم یبدعها الله تعالی معًا بل ابدعها نازلة من عنده فی سلسلة الترتیب،

تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات پر یقینی و قطعی دلیلیں قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موجودات کو یکبارگی نہیں بنایا، بلکہ اُن کو تدریج اپنے پاس سے اتار کر ترتیب کے سلسلہ سے بنایا،

اس کے بعد ابو علی سینا کے الٰہیات کی وہ ترتیب بیان کرتا ہے، کہ پہلے عقل اوّل پیدا ہوئی، پھر عقل ثانی پیدا ہوئی، پھر عقل سویم اسی طرح عقل دہم تک، یہاں تک کہ مادہ پر اس ابداع کا خاتمہ ہوا، بعد ازیں ایجاد کا دور شروع ہوا، اس میں خام مرکبات و معدنیات سے بڑھتے بڑھتے انسان تک پیدا ہوا، ادھر مبدعات میں سب سے اشرف وہ ہے جو مبدأ اوّل سے قریب ہے، اور اسی طرح فضیلت و بزرگی درجہ بدرجہ نیچے اترتی آئی، اور ادھر ایجاد میں مادۂ کائنات کے بعد مرکبات و معدنیات و نباتات و حیوانات میں اس فضیلت و بزرگی کی ترتیب نیچے سے اوپر کو چڑھتی گئی، یہانتک کہ انسان سب سے افضل قرار پایا، اور نیچے سے جاکر اوپر انسان کا قرب روحانی مبدأ اوّل سے قریب ہو گیا،

حتی انتهی الی الانسان الذی هو اشرف الموجودات المرکبة وآخر الموجودات فی عالم الکون

یہانتک کہ اس انسان پر اس کی انتہا ہوئی جو تمام مرکب موجودات میں سب سے اشرف اور اس عالم مادی میں وجود میں آنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والفساد فالاقرب منه	مین سب سے آخر ہے، کیونکہ غیر مادی موجودات
فی المبدعات اشرفھا	مین اشرف وہ ہے، جو سب سے زیادہ خدا
والابعد من الطینة	سے قریب ہے اور مادیات مین اشرف
فی المرکبات اشرفھا،	وہ ہے، جو اپنی مادی اصل سے زیادہ
(ص ۱۷۱)	دور ہے،

اب اس کے بعد سوال ہوتا ہے، کہ مرکبات مادی ترتیباً یکے بعد دیگرے کیون ظہور پذیر ہوتے ہین، اور غیر مادی مُبدعات کی طرح ایک ساتھ کیون نہین ہوئے؟ اس کا جواب نہایت عمدہ دیا ہے کہ یہ تمام مادی کائنات وموجودات آپس مین متضاد ومتقابل ہین اور جو باہم متضاد ومتقابل ہون وہ سب ایک ساتھ نہین ظہور پذیر ہو سکتے، ایک ہی کپڑا ایک ہی وقت مین سپید و سیاہ دونون نہین ہو سکتا، اس لیے دونون رنگ یکے بعد دیگرے اس پر چڑھینگے،

پھر سوال ہوتا ہے کہ دنیائے کون و فساد مین یہ تضاد کیون ہے؟ اس کا جواب وہی دیا ہے، جو امام غزالی نے دیا ہے، کہ عالم جس نہج پر پیدا ہوا ہے اگر اُسمین کچھ شر یا نقص بھی ہے، تو اس کے خیر کثیر کے مقابلہ مین یہ قلیل شر ناقابل التفات ہے، کہ

ان الامساک عن الخیر الکثیر	بہت بھلائی سے تھوڑی سی برائی کے
من جھة لزوم شر قلیل	لازم آجانے کے خیال سے رُک جانا
ایاه شر کثیر،	بہت بڑی برائی ہے،

اس لیے باری تعالیٰ ان تمام متضاد ومتقابل ممکن ہستیون کو باری باری منصۂ وجود

www.KitaboSunnat.com

پرلاکر انصاف کیساتھ ان مین سے ہرایک کو کمال ذاتی حاصل کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے، اور ان ہستیون مین قرب وبعدِالٰہی کی حیثیت سے جو تفاوت ہے، وہ حق تعالیٰ کے بخلِ کرم کی وجہ سے نہین ہے، بلکہ اسکی حکمتِ سرمدی کی وجہ سے ہے، اس کے بعد کہتا ہے،

فھذا لاجمل وان اوردتھا	یہ مختصراً ہے، اگرچہ مین نے ان کو حکماء کے
علیٰ سبیل اقتصاص مذھب	ایک خاص گروہ کی پیروی کے مطابق بیان
قوم من الحکماء فان تحقق	کیا ہے، تو اگر ان کے اصول کی تحقیق تو
اصولھا بالبرھان یھدیک	دلیل سے کرے، تو خدا ان کی تحقیق کی
سبیل تحقیقھا بالیقین (ص ۱۷۲)	بذریعۂ یقین تجھکو ہدایت کرے گا،

اس کے بعد اُس نے تکلیف کی حقیقت ظاہر کی ہے کہ اُس کے معنی گو مختلف ہین، لیکن حکماء کے نزدیک اسکے معنی یہ ہین،

التکلیف ھوالامرالصادر	تکلیف وہ فرمانِ الٰہی ہے، جو اس لیے صادر
عن اللہ تعالیٰ السائق للاشخاص	کیا گیا ہے تاکہ وہ افرادِ انسانی کو اُن کے
الانسانیۃ الیٰ کمالاتھم المستعدۃ	ان دنیاوی واخروی کمالات کی طرف
لھم فی حیاتھم الاولیٰ والاخریٰ	چلائے، جن کی استعداد اُن کے اندر رکھی
الرادع ایّاھم عن الظلم والجور	گئی ہے، اور اُن کو ظلم وبے انصافی اور
وارتکاب القبائح واکتساب	برائیون کے ارتکاب اور نقائص کے
النقائص والانھماک فی متابعۃ	حاصل کرنے اور ان جسمانی خواہشون کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القوی البدنیۃ انما نعتا ایا ہم	پیروی سے باز رکھے جوان کو عقلی
عن اتباع القوی العقلیۃ	قوت کی پیروی سے روکتی ہیں

بعد ازیں اس نے شریعت کی ضرورت اور نبوت کے متعلق جو لکھا ہے اس پر ہم کو نطشے کے فوق البشر (SUPERMAN) نظریہ کا دھوکا ہوتا ہے، کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو اس طرح بنایا ہے کہ اس کے افراد الگ الگ غیر محدود مدت تک زندہ نہیں رہ سکتے اس لیے جب تک موجودہ اور آیندہ نسلیں باہم مل کر ترقی کی کوششیں اسی طرح نہ کرتی چلی جائیں کمال نوعی حاصل نہیں ہو سکتا، نیز موجودہ تمام افراد انسانی باہم آپس کے تعاون اور تعاضد اور ایک دوسرے کی تمدنی و اجتماعی امداد کے بغیر زندگی کے ضروریات لباس و خوراک و مسکن وغیرہ کو پورا نہیں کر سکتے، اس طرح باہمی تعاون و امداد کے ایک منصفانہ و عادلانہ دستور کی ضرورت پیش آتی ہے جسکا نام **شریعت** ہے،

اس کے بعد **نبوت** کی بحث آتی ہے کہ "اس شریعت عادلہ کی حامل ایک ایسی ہستی ہونی چاہئے، جو تمام افراد انسانی سے زیادہ عاقل، زیادہ پاک و طاہر ہو، جو دنیاوی نجاست میں ملوث نہ ہو، اس کی غرض و غایت دولت و ریاست کی محبت اور جاہ پسندی نہ ہو، اور اپنے شہوانی و غضبی جذبات پر اس کو پورا پورا قابو ہو، اور ہر کام میں اوسکی غرض رضائے الٰہی کی طلب ہو، ایسا ہی شخص دستور انسانی یعنی شریعت کا حامل ہو سکتا ہے، تا کہ کسی طرف اور کسی خاص فرقہ اور جماعت کے حق میں اسکا پلہ جھکنے نہ پائے اور اس کے حکم کی پیروی بادشاہ و رعایا پر یکساں ضروری، اور امیر و غریب دونوں پر یکساں حاوی ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر چونکہ افرادِ انسانی خیر و شر کے قبول و استعداد میں مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا ہر شخص میں خیر کے قبول اور شر کے ترک کی استعداد مختلف ہوتی ہے، کوئی وعظ و پند سے قبول کرتا ہے، کوئی دلیل و برہان سے مانتا ہے، کوئی محبت و تالیفِ قلب سے تسلیم کرتا ہے، کوئی انعام و اکرام سے رام ہوتا ہے، کوئی جزا و سزا اور جنگ کے بعد باز آتا ہے، اس لیے انبیاءؑ افرادِ انسانی کی تکمیل کے لیے یہ سب مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں،

اس کے بعد تکرارِ عبادات کی بحث کی ہے، اور اس سلسلہ میں اس نکتہ کو ادا کیا ہے جو آجکل سائکالوجی کا مسئلہ ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ عبادات بار بار ادا کرنے کا حکم اس لیے ہو کہ

ففرضت علیھم العبادۃ المذکورۃ	پس ان پر یہ مذکورۂ بالا عبادت فرض
....وکررت علیھم تلک حتی	کیگئی ہو....اور یہ بار بار اُن سے کرائی
یستحکم التذکیر بالتکریر المتواتر	جاتی ہے، تاکہ متواتر تکرار سے یہ یادگیری
(ص ۱۷۴)	اُن کے اندر مستحکم ہو جائے،

پھر کہتا ہے کہ ان اوامر کے بجالانے اور ان نواہی سے بچنے میں تین فائدے ہیں،

۱۔ نفس انسانی کا شہواتِ نفسانی سے احتراز کرکے قوتِ عقلیہ کو پرورش پانے کا موقع بہم پہنچانا،

۲۔ نفس کو امورِ الٰہیہ اور امورِ معاد و آخرت میں غور و نظر کا عادی بنانا کہ اس دارِ ناپائدار کے طلسمات سے نکلکر جنابِ حق اور ملکوتِ ربانی کی طرف توجہ و التفات کی استعداد پیدا ہو،

وتحرضا علی وجود الحق الاول	اور عبادت، نفس کو اس حقِ اول (خدا)
اعنی الذی عنہ وجود کل موجود	کے وجود پر آمادہ کرتی ہے، جس سے ہر موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جل جلالہ وتقدست اسماءہ ولا الہ غیرہ الذی فاضت الموجودات عنہ منتظمۃ فی سلسلۃ الترتیب التی اقتضتھا الحکمۃ الحقۃ بالبرھان المبنی علی القیاس المجرد عن اصناف التمویہات والمغالطات،

کا وجود ہے، اس کا ذکر بلند ہو، اور اس کے نام مقدس ہوں جس کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں جس سے موجودات کو وجود کا فیض اس سلسلۂ ترتیب میں منظم ہو کر ملا ہے، جس کا مطالبہ وہ سچی حکمت کرتی ہے جو ایسے قیاس پر مبنی ہے جو فریب اور مغالطے سے بری ہے۔

۳- تیسرا فائدہ یہ ہے، کہ اس عالم میں امن وامان، نظم واطمینان، اور عدل وانصاف اور باہمی اجتماعی تعاون ومشارکت پیدا ہو، اور نظامِ عالم حکمتِ ربانی کے مطابق قائم رہے،

اس بیان پر رسالہ ختم ہو جاتا ہے،

(۲)

تین سوالات،

رسالۂ کون وتکلیف کا تتمہ

اس کے بعد اس مجموعہ میں خیام کا دوسرا رسالہ ہے، جس کو مصری ناشر نے ایک دوسرا مستقل رسالہ سمجھکر اس کے سائل کے نام ونشان نہ ملنے پر افسوس کیا ہے، حالانکہ عبارت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالب سے ظاہر ہے کہ اس کا سائل بھی وہی ہے جس نے کون و تکلیف کا پہلا سوال کیا تھا، اور اسی نے خیام کے مذکورۃ الصدر جواب پر تین سوالات کئے اور خیام نے اس تتمہ میں ان تینوں کا جواب دیا ہے، اس لیے اس رسالہ کو مستقل سمجھنے کے بجائے اُسی رسالہ کون و تکلیف کا تتمہ سمجھنا چاہئے، اور اس جوابی رسالہ کی تاریخ بھی وہی ۴۷۳ھ یا اس کے بعد کا سال ہوگا، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ گو بیہقی میں اور شہر زوری کے عربی نسخہ میں اور اس قلمی فارسی نسخہ میں جو دار المصنفین کے قبضہ میں ہے یہ تصریح نہیں کہ رسالہ کون و تکلیف ایک ہی رسالہ تھا یا اس کے کچھ اور اجزا رتھے، مگر شہر زوری کے اس فارسی نسخہ میں جسکا اقتباس زوکوووسکی نے اپنے مضمون خیام میں شائع کیا ہے "رسالۂ کون و تکلیف" کے بجائے "دو رسالۂ کون و تکلیف" ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے اس رسالہ کے دو جزء تھے، اور میرے خیال میں یہ "تین سوالات" اسی رسالہ کون و تکلیف کا دوسرا جزء ہے، جو معترض کے جواب الجواب میں ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے رسالہ میں خیام نے دنیا کی ضرورتِ تضاد پر جو نکتہ پیدا کیا تھا، اہل علم کے دائرہ میں اسکا بڑا غلغلہ ہوا، اور سب نے خیام کی اس نکتہ آفرینی کی بڑی داد دی، چنانچہ خیام اس رسالہ کے شروع میں کہتا ہے،

بعد فان مباحثته ایای عن مسألة	عالم میں تضاد کے ضروری ہونے پر میرے
ضرورۃ التضاد رفعت من ذکری	اس کے مباحثہ نے میری شہرت بڑھادی
وعظمت فی امری واستوجبت	اور میرے نام کو چار چاند لگا دیے، اور
للہ تعالی خالص شکری، اذلم	خدا کے لئے میرے خالص شکریہ کو واجب ٹھہرایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يخطر ببالي ان اسئل عن امثالها
خصوصاً على ذالك النمط مرد فا
بذالك الشك القوي (ص۹۷)

کیونکہ میرے گمان میں بھی نہ تھا کہ مجھ سے
اس قسم کے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ
بھی ایسے زبردست اعتراض کیساتھ

اس کے بعد خیام نے اس اعتراض کو نقل کیا ہے جو سائل مذکور یعنی قاضی نسوی نے خیام کے پہلے جواب پر کیا ہے، اس اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ "دنیا میں تضاد کا ضروری ہونا ممکن ہے، یا واجب یعنی یہ تضاد ہو بھی سکتا، اور نہیں بھی ہو سکتا تھا، یا اس کا ہونا ضروری تھا، پہلی صورت (امکان) میں ضرور ہے کہ اس کے وجود کی علت بالآخر واجب الوجود پر ختم ہو، کیونکہ تمام ممکنات کی علت بالآخر واجب الوجود پر جاکر ختم ہوتی ہے، اور دوسری صورت (وجوب) میں وہ واجب الوجود میں ہو کر پایا جائے گا، اور اس صورت میں واجب الوجود میں کثرت ثابت ہو گی، حالانکہ یہ اپنی جگہ پر ثابت ہو چکا ہے کہ واجب الوجود ہر حیثیت سے واحد ہے، اس لیے لامحالہ یہی ماننا پڑے گا کہ وہ ممکن ہے، اور اسکی آخری علت بالآخر اللہ تعالیٰ (ذواجب) ہے، جس کے یہ معنی ہوئے کہ عالم میں یہ تضاد اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد سے ہے، اور شر کا وجود بھی اسی تضاد کی وجہ سے ہوا ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح ہوا کہ شر کا خالق بھی خدا ہے،

خیام نے حسب عادت اس سوال کے جواب میں پہلے متعدد مقدمات بیان کئے ہیں، اوصاف و لوازم کتنے قسم کے ہوتے ہیں، اور ہر ایک کی خصوصیات کیا ہیں اس سلسلہ میں ذاتی عرضی لازم مفارق لازم غیر مفارق لازم بواسطہ، اور لازم بلاواسطہ کی عام تقسیمیں کی ہیں، اور بتایا ہے کہ ماہیت کیلئے ماہیت کے لوازم کا ثبوت بالوجوب ہوتا ہے، پھر یہ بتایا ہے کہ وجود کے کیا معنی ہیں، اور اس کا ثبوت افراد کے لیے کیونکر ہوتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالتواطئو یا بالاشتراک، اور پھر یہ ثابت کیا ہے، کہ موجود خارجی درحقیقت صرف ایک ہے، اور وہ واجب الوجود ہے، کلی کا وجود خارج میں نہیں، اور افراد محض کلی کا نقش و مثال ہیں (یہ خیال افلاطون کے ہاں مثل افلاطونی کے نام سے پایا جاتا ہے) اس کے بعد ظاہر کیا ہے کہ لوازم ماہیت کے ثبوت کیلئے کوئی نئی علت نہیں ہوتی، بلکہ خود ماہیت کی علت اس کے لوازم کی بھی علت ہوتی ہے، مثلاً جب زید انسان ہوا، تو یہ سوال نہیں ہو سکتا، کہ اس میں گویائی کی قوت کیوں ہے؟ اس کے دو پاؤں کیوں ہیں؟ اس کی دو آنکھیں کیوں ہیں؟ کیونکہ انسان ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ یہ لوازم و خصائص اس میں پائے جائیں، اسی طرح موجودات عالم میں تضاد ہونا اوس کی ماہیت کے لوازم میں سے ہے، جس میں کیوں کا سوال نہیں ہو سکتا، ان موجودات کو باہم متضاد کسی بنانیوالے نے نہیں بنایا، بلکہ وہ بجائے خود متضاد ہیں، سیاہ و سپید کو باہم متضاد خدا نے نہیں بنایا، بلکہ وہ درحقیقت خود باہم متضاد ہیں، اگر ان کا خارج میں وجود نہ بھی ہو، اور وہ صرف ذہن و وہم میں ہو کر پائے جائیں، تو بھی متضاد ہی ہو کر پائے جائیں گے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں، کہ ان کو خدا نے متضاد بنایا، اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو بحیثیت اشیاء کے بنایا، باقی یہ کہ ان اشیاء میں باہم نسبت اتحاد کی ہے، یا تضاد کی ہے، یہ کسی بنانے والے کے بنانے سے نہیں ہے، بلکہ از خود ہے، اس لیے ان کی مجعولیت اور پیدائش خدا کی طرف بالذات منسوب نہیں، بلکہ بالعرض ہے، اس کے بعد کہتا ہے کہ خدا نے سیاہی کو اس لیے نہیں بنایا کہ وہ سپیدی کی ضد ہے، بلکہ اس لیے بنایا کہ یہ بھی ایک ممکن الوجود چیز تھی ہو سکتی تھی، اس لیے اس کو ہو سکنے کا موقع عنایت فرمایا، اس بنا پر عالم میں شر کو خدا نے بالذات نہیں بنایا، لیکن موجودات کی پیدائش کے بعد اس کا از خود ہو جانا ضروری تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا یکون الشرُّ منسوباً الی موجد	شر سیاہی کے بنانے والے کیطرف
السواد بوجہ من الوجوہ اذ	کسی طرح منسوب نہ ہوگا، کیونکہ خدا
القصدُ الاوّل (وجلّ عن القصد)	کا ارادہ (اور وہ ارادہ سے بلند ہے)
بل العنایۃ السرمدیۃ الحقۃ	بلکہ اوسکی حقیقی سرمدی عنایت خیر کی
توجہت نحو الخیر الّا ان ھذا النوع	طرف متوجہ ہوئی لیکن اس قسم کا خیر
من الخیر لا یمکن ان یکون	ناممکن ہے کہ شر اور عدم سے خالی ہوکر
مبرّءً اخالیاً عن الشّر والعدم،	پایا جائے، تو شر خدا کی طرف بالعرض
فلیس الشّرُ منسوباً الیہ الا	منسوب ہوا، اور یہان گفتگو عرضی
بالعرض ولیس الکلام ھہنا	شر مین نہین، بلکہ ذاتی شر مین
فیما بالعرض، بل فیما بالذات،	ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس زمانہ مین اشاعرہ کا خاص زور تھا، اور بڑی بڑی ہستیان اشعریت کی حامی تھین، امام ابن فورک، امام الحرمین، اور امام غزالی جیسے نوادر روزگار اپنی ساری قوت اشعریت کی حمایت مین صرف کرچکے تھے، اور کر رہے تھے، امام اشعری نے خلق شر کی نسبت بھی خدا ہی کی طرف کی تھی، اور ایرانی فلسفہ مین خلق خیر وشر کے مسئلہ کو خاص اہمیت پہلے ہی سے حاصل تھی، اور قدیم اہل ایران خیر کا خالق الگ اور شر کا خالق الگ تسلیم کرتے تھے، اسلام نے توحید کی تعلیم کی، تو اشاعرہ نے خیر وشر دونون کا خالق ایک تسلیم کیا، خیام کا مقصد یہ ہے کہ خدا محض خالق خیر ہے، دنیا مین درحقیقت صرف خیر ہے، شر کا وجود عرضًا اور تبعًا ہے، اور خدا نے اس کو بالذات پیدا نہین کیا، بلکہ اشیار کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کیا، ان اشیاء کے ساتھ جو ان کے ضروری لوازم تھے وہ بھی بالعرض پیدا ہو گئے، اس کے بعد وہ کس حسرت کے ساتھ کہتا ہے،

وانّی اوصی کلّ من اعرف من الحکماء بتقدیس ذالک الجناب عن الظلم والشر ، (ص ۱۸۳)

اور میں ہر اس شخص کو جسکو حکماء میں جانتا ہوں، یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ اوس کی جناب کو ظلم اور شر سے پاک رکھے،

یہ بھی ابو علی سینا کی کتابوں میں مذکور ہے، چنانچہ اپنی کتاب نجات میں اس نے یہ باب باندھا ہے، فصل فی ان واجب الوجود خیر محض،

بعد ازیں وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ پھر خدا نے ایسی چیز کیوں بنائی جسکی نسبت وہ جانتا تھا، کہ اس کو عدم اور شر لازم ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر شے میں خیر کے جتنے پہلو ہیں ان کے مقابلہ میں شر کا پہلو بمنزلہ صفر کے ہے، مثلاً سیاہی میں ایک ہزار خیر کے پہلو ہیں تو ایک شر کا، ایسی حالت میں ایک شر کے خیال سے ایکہزار خیر کو نہ پیدا کرنا خود شر عظیم تھا،

فقد بان ان الشرور موجودۃ فی مخلوقات اللہ تعالیٰ بالعرض لا بالذات، وبان ان الشر فی الحکمۃ الاولیٰ قلیل جداً الا نسبۃ لہ فی الکمیۃ والکیفیۃ الی الخیر،

تو اس سے ظاہر ہوا کہ شر کا وجود مخلوقات الٰہی میں بالعرض اور ضمناً ہے، بالذات اور براہ راست نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حکمت اولیٰ میں شر، خیر کے مقابلہ میں تعداد اور کیفیت دونوں میں بہت کم ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال بعینہ ابو علی سینا سے منقول ہے، چنانچہ شفا میں اس نے اس اعتراض کا بعینہ یہی جواب دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہو کہ اس سوال کا جو جواب ابن رشد نے فصل المقال اور کشف الادلہ میں دیا ہے وہ سب سے بہتر ہے اور حقیقت ہی، وہ کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی شے بالذات شر نہیں ہے، شر ہمارے برے استعمال سے وہ ہو جاتی ہے، مثلاً آگ بذات خود شر نہیں، ہاں اس سے کسی غریب کے گھر کو جلادو تو تمہارا یہ فعل شر ہوگا، اور اس فعل کی وجہ سے اس آگ کو جس نے اس مکان کو جلایا بالعرض شر کہدینگے، احادیث میں بھی آتا ہے کہ والشر لیس الیک، اے خدا! شر تیری طرف راجع نہیں ہوتا، اور یہ عین تعلیم اسلام ہے،

۲- اس کے بعد اس رسالہ میں خیام سے ایک نہایت اہم سوال کیا گیا ہے کہ جبر و قدر کے مسئلہ میں کون فریق برسر حق ہے؟ یہاں خیام لاجواب ہو جاتا ہے، اور اس کا اندرونی فلسفہ اس پر غالب آجاتا ہے، اور دو سطروں میں نہایت چپکے سے یہ کہکر اتنے بڑے اہم سوال کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے، کہتا ہے،

واما سوالہ عن ای الفریقین اقرب الی الصواب، فلعل الجبری اقرب الی الحق فی بادی الرای وظاھر النظر، من غیران یتلجلج فی ھذیانہ وینغلغل فی خرافاتہ فانہ حینئذ یبعد عن الحق جداً،	ترجمہ	لیکن اس کا یہ سوال کہ ان دونوں فریقین میں سے کون صواب سے قریب تر ہے، تو شاید جبر کا قائل حق سے بظاہر زیادہ قریب ہے، اس شرط سے کہ وہ ہذیان میں یاوہ گوئی نہ کرے، اور اپنے خرافات میں زیادہ دور تک نہ چلا جائے، ایسی حالت میں وہ حق سے

www.KitaboSunnat.com

لیکن کیا اس خرافات گوئی کا ملزم وہ خود نہیں قرار پائیگا، اگر اس نے یہ کہا ہے،

مے میخورم و ہر کہ چو من اہل بود | مے خوردن من بنزد او سہل بود
مے خوردن من، حق بازل میدانست | گر مے نخورم علم خدا جہل بود

بر رہگذرم ہزار جا دام نہی | گوئی کہ بگیرمت اگر گام نہی
یک ذرہ ز حکم تو جہان خالی نیست | حکم تو کنی و عاصیم نام نہی

۴۔ رسالۂ مذکور میں آخری سوال یہ ہے، کہ باقی کی بقا عین باقی ہے، یا اس سے الگ کوئی چیز ہے؟ یہ بحث پرانے زمانہ سے معتزلہ، اشاعرہ اور دوسرے متکلمین میں زیر بحث رہی ہے، تفصیل جاننی چاہو تو امام اشعری (المتوفی ۳۲۴ھ) کی مقالات الاسلامیین جلد دوم ص ۳۶۶ و ص ۳۶۷ مطبوعۂ استامبول دیکھو،

خیام کہتا ہے، کہ یہ بحث نہایت فضول ہے، جب وجود کے متعلق یہ تسلیم کیا جا چکا ہے کہ وجود اور موجود، خارج میں ایک ہیں، گو ذہن میں الگ الگ ہوں، تو یہی صورت بقا کی نسبت کیوں نہیں ہو سکتی، وجود اور بقا میں صرف اسی قدر فرق ہے کہ وجود مطلق ہستی کو کہتے ہیں اور بقا، ایک مدتِ متعینہ تک کی ہستی کو،

۸۔ رسالۂ موضوعِ علمِ کلی

بیہقی نے اس کے "رسالۂ وجود" کا حوالہ دیا ہے، اور شہرزوری نے بھی خیام کی تصنیفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین "رسالۃ فی الوجود" "وجود کے مسئلہ مین ایک رسالہ کا نام لکھا ہے، اس بحث پر اس کے دو رسالے ملتے ہین، ایک فارسی مین ہے جسکا ذکر آگے آتا ہے، اور دوسرا عربی مین ہے، چنانچہ اس کے مطبوعۂ مصر رسالون مین یہ رسالہ موجود ہے، اور ناشر نے اسکا نام الضیاء العقلی فی موضوع العلم الکلی رکھا ہے، یہ نام اس رسالہ کی ابتدائی سطرون سے اخذ کر لیا گیا ہے، کہ اسکی ابتدائی سطرین یہ ہین،

انّ الموجود (؟) الذی ھو	وہ موجود (؟) جو فلسفۂ اولی کا موضوع
موضوع الفلسفۃ الاولی اعنی	ہے، یعنی وہ علم کلی جس کے تحت مین
العلم الکلی الذی تحتہ جمیع	تمام علوم ہین، ظاہر التصور
العلوم ظاھر التصور (۱۸۷)	ہے،

اس مطبوعہ نسخہ مین اس عبارت مین "الموجود" کا لفظ چھپا ہے، مگر مطلب کا اقتضا یہ ہے کہ "الموجود" کے بجاے "الوجود" پڑھا جائے کہ عبارت یون ہوگی، انّ الوجود الذی۔۔۔۔ ظاھر التصور، کہ وجود کا تصور ظاہر ہے، اس نسخہ کے ناشر و محشی نے اپنی غلط قرأت کے مطابق اس پر حاشیہ دیکر یہ سمجھایا ہے کہ "موجود مطلق ظاہر التصور ہے" حالانکہ یہ صحیح نہین اور نہ اس پر استدلال ہے،

بہرحال اس رسالہ کی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ وجود کا تصور بدیہی ہے، وجود کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی حاجت نہین، پھر یہ ذکر ہے کہ وجود عین موجود ہے، نیز یہ کہ کلّی موجود فی الخارج نہین، موجود فی الخارج صرف جزئیات ہین، اسی سلسلہ مین اس نے وہ بات لکھی ہے جو ہیوم کے فلسفہ مین ملتی ہے،

بان المعقول الصرف لا یکون لنا	خالص عقلی علم نہ ہم کو ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے

www.KitaboSunnat.com

ولا یمکن، بل انما تکون معقولاتنا مشوبة بالتخیل والتخیل لا یدرک الا الجزئی (ص ۱۹۲)

بلکہ ہمارے تمام معقولات تخیل آمیز ہوتے ہین، اور تخیل صرف جزئی کا ادراک کرسکتا ہے،

اور آخر مین ایک فاضل المتاخرین کی راے نقل کرکے اسکی تصویب کی ہے کہ واجب الوجود اور ممکن الوجود مین وجود کا اشتراک محض لفظی ہے، دونون جگہ وجود کی حقیقت مختلف ہے،

ونعم ما قال فاضل المتاخرین روّح رمسه وقدّس نفسه فی بعض مباحثاته لعل الوجود الذی هو ماهیة الحق الاول هو الواجبیة، وانما قال ذلک لانّ الواجبیة المطلقة لا شرکة فیها بوجه من الوجوه ثمّ قال . . . .

پچھلے لوگون کے فاضل نے خدا اوس کی قبر کو خوش، اور اُس کی جان کو پاک رکھے، اپنے بعض مباحثات مین کیسی اچھی بات کہی کہ وہ وجود جو حقِ اوّل کی ماہیت ہے وہ خود واجبیت ہے، اور یہ اس لیے اس نے کہا کہ واجبیتِ مطلقہ مین کوئی دوسرا موجود کسی حیثیت سے شریک نہین، پھر فرمایا . . . .

یہ فاضل المتاخرین ظاہر ہے کہ ابوعلی بن سینا ہے، اس کے بعد خیام کہتا ہے،

عند هذا الموقف عدید (عدّة) مباحثات عمیقة، وتحصیلات کثیرة، وتحاقیق جمّة، ومن

اس مقام پر کئی گہرے مباحث اور بہت سی تحقیقات ہین، اور ذہن کی تیزی جس کی دستگیری کرے، اور خدا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخذت (ہ) الفطانة بیدہ، وجد	طرف سے توفیق جس کے ہمراہ ہو، تو وہ
توفیق من اللہ تعالیٰ، صادف	توحید کے مسئلہ میں یہاں وہ پائے گا
فی التوحید ھھنا ما یسکن الیہ	جس سے عقل کو تسکین ملے گی، کمال تک
العقل، نسئل اللہ التوفیق	پہنچنے کے لیے خدا سے توفیق کی بھیک
للوصول الی الکمال والحمد	مانگتا ہوں اور ہر حال میں اوس کا
للہ علی کل حال،	شکر ہے،

ان فقروں پر یہ رسالہ ختم ہو جاتا ہے، ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسئلہ توحید کی اہمیت اور بزرگی اور خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل میں کتنی تھی، اور اپنے فلسفیانہ تصوف کے راستہ سے مقصد تک پہنچنے کی اس کے دل میں کتنی امنگ تھی،

۹۔ رسالۃ فی الوجود

مسئلہ وجود پر خیام کا دوسرا رسالہ جو فارسی میں ہے، اُس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم لندن کے کتب خانہ میں ہے، جس کا نمبر Or. 6572 F51 ہے، برٹش میوزیم لائبریری کے ارکان کا ممنون ہوں جنھوں نے اس کا ایک عکسی نسخہ مجھے عنایت فرمایا، اس رسالہ کا عنوان یہ ہے،

"رسالۃ بالعجمیۃ لعمر بن الخیام فی کلیات الوجود"

اس کے دیباچہ میں ہے کہ خیام نے یہ رسالہ فخر الملک بن مؤید (؟) کی درخواست پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارسی مین لکھا ہے مگر یہ فخر الملک بن مؤید نام صریح تحریف ہے، کہ فخر الملک اور مؤید الملک دونون باپ بیٹے نہین، بلکہ بھائی تھے، دونون نظام الملک طوسی کے بیٹے تھے اور وزیر تھے، پہلے مؤید الملک بن نظام الملک ۴۸۷ھ مین برکیاروق بن ملک شاہ کا وزیر مقرر ہوا، پھر فخر الملک ہوا، جس نے ۵۰۰ھ مین وفات پائی، اس لیے یہ رسالہ اگر فخر الملک کے نام سے معنون ہوا تھا، تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کے زمانۂ وزارت مین ۴۸۸ھ سے لے کر ۵۰۰ھ تک تالیف ہوا ہے،

یہ چند صفحون کا رسالہ ہے، جسمین وجود کی فلسفیانہ بحث ہے، اور بدانک (بدانکہ) کے عنوان سے، مختصر فصلین ہین، پہلی فصل مین جوہر، جسمیت (مرکب)، بسیط، عقل اور نفس کی تعریفین اور تقسیمین ہین، پھر عقل ونفس اور افلاک کی ترتیبی تخلیق کی بحث ہے، دوسری فصل مین افلاک، اُمہات (عناصر) اور موالید (عنصریات) کا اور اُن کے باہمی علت ومعلول ہونے کا بیان ہے، تیسری فصل مین عقل ونفس کے ادراک کا ذکر ہے، چوتھی مین کلیات خمس اور اعراض کا، پانچوین مین واجب الوجود، ممکن اور ممتنع کی تعریفین ہین، چھٹی مین جوہر وعرض، اور آثار وخصائص کی بحث ہے، اور ساتوین مین اس وقت کے چار گروہ متکلمین حکما، اسماعیلیہ اور صوفیہ کے اصول ومسلک پر مختصر تبصرہ ہے، اور اسی پر رسالہ کا خاتمہ ہے،

اس رسالہ مین یون تو الٰہیات وامور عامہ کے وہی عام وفرسودہ مسئلے ہین، اور خصوصیت کے ساتھ، عقل ونفس وافلاک وعناصر کی ترتیبی پیدائش کا ذکر ہے، مگر اس رسالہ سے خیام کے دو اصولی عقیدون کا سراغ لگتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ایک یہ کہ انھیں عقول عشرہ اور نفوس فلک سے جو کدورت اور مادیت کے غبار سے پاک ہیں، ایجاد عالم کا آغاز ہوا، پہلے واجب الوجود سے عقلِ اوّل جسکا دوسرا نام عقل فعّال ہی پیدا ہوئی، پھر عقل اوّل سے نفس اوّل اور عقل دوم، علی ہذا الترتیب، (اسی کا نام سلسلۃ الترتیب ہے) اور خلق کائنات کی تکمیل انسان پر اور انسان کی انتہا عقل ونفس پر ہوتی ہے، اس لیے انتہاے خلق (عقل ونفس انسانی) اور ابتداے ایجاد (یعنی عقل ونفس کلی) کے درمیان مناسبت ومشابہت ہونی چاہئے، کہ الجنس الی الجنس یمیل، اللہ تعالیٰ (واجب الوجود) اور مخلوق انسان کے درمیان یہ عقول، نفوس اور افلاک، واسطہ ہیں، اور انھیں کا دوسرا نام ارباب ہے، انسان کی عقل ونفس کا کمال یہ ہے کہ وہ پاکی، طہارت، نزاہت اور مادیت سے بری ہو جانے میں ان نفوس وعقول کی نقل اتارے، اور اُن کے ساتھ تشبہ حاصل کرے، کہ مادی انسان، عالم مجردات کی مثال وپیکر بنجائے، ان کا تقرب جنت، اور انھیں سے دوری کا نام دائمی عذاب ہے،

"واین قاعدہ را سلسلۃ الترتیب خوانند، ومردم را مردمی آنگہ درست شود کہ این سلسلۃ الترتیب بشناسد وبداند کہ این جملہ ارباب (عقل ونفس وافلاک) متوسط اند، چونکہ افلاک وامہات ومو الید وعلت وجود اواند، نہ از جنس او از دایزد جل جلالہ اکنون چون ما شریفترین چیزے در آخر نفس وعقل یافتیم معلوم شد کہ ابتدا ہمان باشد، ومردم چون ابتدا وانتہا را بدانست، باید کہ نزدیک او درست شود کہ نوع عقل ونفس از جنس نفس وعقل یکے است، واین دیگر ارباب متوسط است، واز او بیگانہ، واز ایشان بیگانہ پس باید کہ آہنگ بجنس خویش بود، تا از ہم گوہران (؟) خود دور نماند زیراک عذاب عظیم باشد"

یہ خیام کا وہی اخلاقی اصول ہے جس کو عماد کاتب نے بروایت قفطی یون بیان کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ یونانی فلسفہ کے اصول کے مطابق طہارت نفس اور حسن اخلاق کی تعلیم دیتا تھا:

۲- اس رسالہ سے خیام کا دوسرا اصولی خیال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ متکلمین کے مناظرانہ اور حکماء کی فلسفیانہ شعبدہ بازی اور نکتہ پروری کے طلسم کو بے اثر سمجھ چکا تھا، اور تصوف کے دریچۂ شوق سے جھانک تاک کے نظاروں کا اسکو چسکا پڑ رہا تھا، چنانچہ رسالہ کے آخری باب میں کہتا ہے:

بدانکہ کسانے کہ طالبانِ شناختِ خداوند سبحانہٗ وتعالیٰ اند، چہار گروہ اند، اول متکلمان اند کہ ایشان بجدل وحجت ہائے اقناعی راضی شدہ اند، بدان قدر بسندہ کردند درمعرفت باری عز اسمہٗ، و دوم فلاسفہ و حکماء اند کہ ایشان بادلۂ عقلی صرف در قوانین منطقی طلب شناخت کردند، و ہیچ ادلہ اقناعی نہ کردند لیکن ایشان نیز بشرائط منطق وفا نتوانستن کرد، و ازان عاجز آمدند، سیوم اسماعیلیان اند و تعلیمیان اند کہ ایشان گفتند کہ طریق معرفت جز اخبار خبر دہندۂ صادق نیست چہ در ادلۂ معرفت صانع و ذات وصفات وے اشکالات بسیار است، و ادلہ متعارض، و عقول دران متحیر و عاجز پس اولیٰ تر آن باشد کہ از قول صادق طلبند، چہارم اہل تصوف بودند کہ ایشان بتفکر و اندیشہ (؟) طلب معرفت نہ کردند، کہ بتصفیۂ باطن وتہذیب اخلاق نفس ناطقہ را از کدورت طبیعت و ہیئت بدنی منزہ کردند، چون آن جوہر صافی گشت و در مقابلۂ ملکوت افتاد، صورتہائے آن بحقیقت در آنجا بیگمان پیدا شود بے ہیچ شکے و شبہتے، و این طریق از ہمہ بہتر است، کہ ہیچ کمال از حضرت خداوند بخول (؟) نیست و آنجا ہیچ منع و حجاب نیست، پس ہر آنچ آدمی را بود از کدورت طبع باشد، چہ اگر حجب زائل شود، وحائل و مانع دور گردد، حقائق چیزہا چنانکہ باشد پیدا شود، و سید عالم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ بدین اشارت کردہ است و فرمودہ الا ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آخری باب سے واضح ہے کہ خیام متکلمانہ مناظروں، حکیمانہ دلیلوں اور حصول تسکین کے اسمٰعیلی باطنی طریقوں سے تشفی نہ پاکر، تصوّف کے مشاہدات و انوار سے فیض چاہتا ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ خیام کے اس آخری باب میں جو کچھ اختصار کے ساتھ ہے، وہی امام غزالی کی "منقذ من الضلال" میں شرح و تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، انھیں چار فرقوں کا ذکر ہے، اور امام کا ان چاروں پر بعینہ یہی تبصرہ ہے، اور آخر متکلمین، حکما، اسماعیلیہ کے دلائل و تلقینات سے تسلی نہ پاکر صوفیہ کے گروہ میں داخل ہو جانے کا بیان ہے، اب یا تو اس زمانہ میں اکثر اہل نظر اسی ایک راستہ سے تصوّف کے مقام پر پہنچے تھے، اسلئے خیام و غزالی کے واردات یکساں ہیں، یا ایک کے اصلی اور دوسرے کے نقلی ہیں،

امام غزالی نے یہ کتاب جو حقیقت میں اُن کے سوانح اور واردات قلبی ہیں تقریباً پچاس برس[۱] کی عمر میں غالباً سنہ ۴۹۹ھ میں لکھی ہے اور سنہ ۴۸۷ھ سے سنہ ۵۰۰ھ تک کا زمانہ خیام کے اس رسالہ کلیات الوجود کی تالیف کا ہے، کہ وزیر فخر الملک کی وزارت کا زمانہ جسکے نام سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے، یہی ہے، ہولینڈ کے فاضل کرِیستن زن نے، اور اُس سے نقل کرکے جرمن فاضل فریڈرک روزن نے اپنے مطبوعہ کاویانی مجموعۂ رباعیات کے دیباچہ میں[۱] خیام کی ان آخری سطروں کو رشتہ و نقطہ نام کسی قلمی مجموعہ سے خیام کے نام سے نقل کیا ہے، مگر جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا کہ یہ سطریں درحقیقت خیام کے اسی رسالہ کلیات الوجود کی ہیں، یہ الگ کوئی رسالہ نہیں ہے،

[۱] مجموعۂ رباعیات خیام مطبوعۂ کاویانی مرتبۂ فریڈرک روزن صفحہ ۶۶، طبع نوروز سال سنہ ۱۳۰۴ ہجری شمسی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ رسالۂ وصف و موصوف،

یہ سات صفحون کا عربی رسالہ ہے جو ابتک نہین چھپا ہے، قلمی نسخہ ہمارے پیش نظر ہے، یہ بھی حقیقت مین وجود کے مسئلہ پر ہے، جس سے خیام کو بڑی دلچسپی معلوم ہوتی ہے، اس کے مضامین جگہ جگہ، رسالۂ کون و تکلیف کے تتمہ سے ملتے جاتے ہین، کہین کہین الفاظ اور فقرے بھی ملتے ہین، نتیجۂ بحث بھی ملتا ہے، مگر عبارت مین کافی فرق ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے خیام کے رسالۂ تکلیف کے تتمہ پر پھر بعض ایرادات کئے تھے تو خیام نے اس رسالہ مین ان کا جواب دیا، لیکن چونکہ اس رسالہ کا آغاز ان الفاظ سے ہے، کہ "الاوصاف للموصوفات علی ضربین" اس لیے ناقل نے مجموعہ کی فہرست رسائل مین اس کا نام "رسالۂ وصف و موصوف عمر خیام" رکھدیا ہے، یہی الفاظ الاوصاف للموصوفات علی ضربین رسالۂ کون و تکلیف کے تتمہ کا پہلا فقرہ ہین، تاہم اس کے وجود کے دوسرے رسالون سے اسکا مضمون کافی الگ ہے،

اسمین اوّلاً یہ بیان ہے کہ اوصاف و لوازم کا ثبوت اپنے موصوف اور ملزوم کے لیے کیونکر ہوتا ہے، اور وجود کا ثبوت موجود کے لیے کس طرح ہوتا ہے؟ اوصاف و لوازم کے اقسام، ذاتی اور عرضی کی تعریف، پھر سارے رسالہ مین یہ بحث ہے کہ ممکنات کا وجود، موجود فی الخارج نہین اور زائد بر ذات ہے، وہ صرف مفہوم انتزاعی ہے، ممکنات کی اصلیت عدم ہے، اور وجود واجب الوجود کے اثر سے خارج سے انکو ملتا ہے، اس عام بحث کے علاوہ اس رسالہ سے اس کے دو عقیدے ثابت ہین، اوّل یہ کہ چیزون کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے، فکر و مراقبہ اور ریاضت کی ضرورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے، کہتا ہے،

فمن وجد نفسه من المقصرين	تو جو شخص اپنے کو اس بات میں عاجزوں
فی هذا المعنی فلیعلم انها قد	میں سے پائے تو وہ ایک وہی بات
زاغت لسبب امر وهی غلطها،	ہے جس نے اس کو غلطی میں ڈال دیا
وعلیه بالریاضة التامة ولاشتغال	ڈر گیا، اس کو چاہئے کہ پوری ریاضت
بحسن التوفیق من الله تعالی	کرے اور اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق کی
انه ولی الاجابة ،	مدد مانگے، وہ قبول کرنے والا ہے،

رسالہ کا آخری نتیجہ ان سطروں میں ہے،

فقد بان ان جمیع الذوات	تو ظاہر ہوا کہ تمام ذاتیں اور ماہیتیں
والماهیات انما تفیض من ذات	مبدء اوّل (اللہ تعالیٰ) کی ذات
المبدء الاول الحق جل جلاله	سے جو حق ہے، ترتیب اور سلسلہ
علی ترتیب وفی سلسلة نظام	نظام کے ساتھ وجود پذیر ہوئی ہیں،
وهی کلها خیرات لاشر فیها	اور یہ کل کی کل خیر ہیں، ان
بوجه من الوجوه، انما الشر	میں کسی طرح شر نہیں، اور جو
الذی هو الذم او لازمه	شر مذمت یا لازم مذمت کے معنی میں
یحصل من ضرورة التضاد علی	ہے وہ تضاد کی ضرورت سے کسی سبب
ما قد عرفت تفصیله تعالی الله	سے پیدا ہوا ہے، جیسا کہ تم اس کی تفصیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عما یقول الظالمون	جان چکے بلند ہے اللہ اس سے جو ظالم ملحد
الملحدون علوا کبیرا،	لوگ کہتے ہیں،

ان سطرون سے ہویدا ہے کہ یہ رسالہ، رسالۂ کون و تکلیف کے مباحث سے متعلق ہے اور اسی سلسلہ مین یہ لکھا گیا ہے،

۱۱- عرائس النفائس (؟)

مولنا شبلی مرحوم کو ۱۹۰۴ء مین حیدرآباد مین شہرزوری کی تاریخ الحکماء موسوم بہ نزہۃ الارواح کا ایک نسخہ ملا، جو ۱۰۲۹ھ مین ایک ایسے نسخہ سے نقل ہوا تھا جو ۲۲۲ھ مین تبریز مین لکھا گیا تھا، مولانا نے اس نسخہ کی نقل لی، اور اصل کے مطابق اسکی تصحیح کی، یہ نسخہ اسوقت ہمارے سامنے ہے، اس مین خیام کے حال مین اس موقع پر جہان امام غزالی اور خیام کا مناظرہ مذکور ہے، خیام کی زبان سے یہ فقرہ درج ہے،

فقال الخیامی انا قد ذکرت ذلک	تو خیام نے کہا کہ مین نے اس کو اپنی تصنیف
فی کتاب عرائس النفائس من	عرائس النفائس مین بیان کیا ہے، پھر
تصنیفی فاطال عمر الخیامی	خیام نے ایک لمبی تقریر شروع
الکلام (ص ۲۷)	کی،

لیکن شہرزوری کے سوانح خیام کا جو اقتباس ژوکوفسکی نے مظفریہ مین شائع کیا ہے، اس مین یہ عبارت سرے سے موجود نہین، اسمین "فقال الخیامی الکلام" سے عبارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع ہوتی ہے،

اصل یہ ہے کہ شہرزوری نے بیہقی کی تاریخ الحکماء کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی ہے، عرائس النفائس خیام کی نہین بلکہ خود علی بیہقی کی تصنیف ہے، جسمین اس نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے، اور جسکا ذکر اس نے یہان جملۂ معترضہ کے طور پر کیا ہے بیہقی کی اصل عبارت یہ ہے،

دخل یوماً علیہ الامام حجۃ	امام حجۃ الاسلام غزالی ایک دن اس کے
الاسلام محمد الغزالی وسألہ	ہان گئے، اور اس سے دریافت کیا کہ تمام
عن تعیین جزء من اجزاء	اجزائے فلکی مین سے ایک خاص جزء
الفلك القطبیۃ دون غیرھا	قطبیت کیساتھ کیون مخصوص ہے، اور
مع ان الفلك متشابہ الاجزاء	مین نے (یعنی بیہقی نے) اوس کو اپنی
وانا قد ذکرت ذلك فی	کتاب عرائس النفائس مین ذکر
کتاب عرائس النفائس من	کیا ہے، تو امام عمر خیام نے بڑی لمبی
تصنیفی، فاطال الامام عمر الکلام	گفتگو شروع کی،

اس حقیقت کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عرائس النفائس نام کتاب علی بیہقی کی تصانیف مین موجود ہے، علی بیہقی کا مفصل حال یاقوت نے معجم الادباء[1] مین لکھا ہے، اور اسکی تصانیف کی فہرست نقل کی ہے، اس فہرست مین عرائس النفائس کا نام بھی ہے،

[1] معجم الادباء، یاقوت جلد خامس ص ۲۰۸ - ص ۲۱۸، عرائس کا نام ص ۲۱۲ مین ہے، (رگب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲-نوروزنامہ

خیام کی تصانیف میں ایک نئی کتاب نوروزنامہ کا انکشاف اسٹیٹ لائبریری برلن کے مشرقی شعبہ کے ناظم ڈاکٹر ویل نے کیا ہے، اور ان کے حسب ہدایت، رسالہ کے بعض مضامین کا خلاصہ فریڈرک روزن نے اپنی مطبوعہ رباعیات عمر خیام (تھیبون کمپنی سنہ ۱۹۳۰ء) کے دیباچہ میں دیا ہے، اور اصل کتاب کے پہلے صفحہ کا عکس چھاپا ہے، اسٹیٹ لائبریری مذکور میں گیارہویں صدی عیسوی (پانچویں صدی ہجری) کے چھ علما کے لکھے ہوئے چند رسائل کا ایک مجموعہ ہے، اس کا سال کتابت سنہ ۱۰۶۵ء (سنہ ۴۵۷ھ؟) ہے، اس مجموعہ میں ۵۴ صفحوں کا ایک فارسی رسالہ خیام کا ہے جس کا نام نوروزنامہ ہے، خیام نے اس کے ابتدائی دیباچہ میں اس کی تصنیف کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دوست نے نوروز کی حقیقت اور اس کی تاریخ پوچھی تھی، اس کی فرمائش کی تعمیل میں یہ رسالہ لکھا ہے، اس کے دیباچہ کی اصل عبارت حسب ذیل ہے،

"سپاس و ستائش مر خدائے را جل جلالہ کہ آفریدگار جہانست، و دارندۂ زمین و زمانست، و روزی دہ جانورانست، و دانندۂ آشکار او نہانست، قیوم بے ہمتا و بے انباز، و بے دستور و بے نیاز، یکے نہ از حد قیاس و عدد، قادر و مستغنی از ظہیر و مدد، و درود بر پیغمبران او از آدم صفی تا پیغمبر عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہم اجمعین، و بر عترت و اصحاب برگزیدگان او، چنین گوید خواجہ حکیم فیلسوف الوقت، سید المحققین، ملک العلماء عمر بن ابراہیم الخیام رحمۃ اللہ علیہ کہ چون نظر افتاد از آنجا کہ کمال عقل است ہیچ چیز نیافتم شریف تر از سخن، و رفیع تر از کلام، چہ اگر بزرگوار تر از کلام چیزے

www.KitaboSunnat.com

بودے، حق تعالیٰ بارسول صلی اللہ علیہ خطاب فرمودے، وگفتہ اند تبازی وخیر جلیس فی الزمان کتاب، دوستے کہ بر من حق صحبت داشت و در نیک عہدے یگانہ بود از من التماس کرد کہ سبب نہادن نوروز چہ بودہ است، وکدام پادشاہ نہادہ است، التماس او را مبذول داشتم و این مختصر جمع کردہ آمد، بتوفیق جل جلالہ،

آغاز کتاب نوروز نامہ

درین کتاب کہ بیان کردہ آمد در کشف حقیقت نوروز کہ نزدیک ملوک عجم کدام روز بودہ است وکدام پادشاہ نہادہ است، وچرا بزرگ داشتہ اند آنرا و دیگر آئین پادشاہان وسیرت ایشان در ہر کارے، مختصر کردہ آید، انشاء اللہ تعالیٰ، اما سبب نہادن نوروزان بودہ است کہ چون بدانستند کہ آفتاب را دو دور بود، یکے آنکہ"

رسالہ مین سولہ مختلف ابواب ہین،

۱۔ اصل نوروز نامہ،

۲۔ شاہان ایران کے زمانہ مین،

۳۔ موبد موبدان کا شاہی درباروں مین نوروز کی تہنیت وتبریک اور تحفے پیش کرنے کے لئے آنا،

۴۔ بادشاہ کو خطاب کرکے موبد موبدان برکت کے جو دعائیہ کلمے کہتا تھا،

۵۔ سونا (زر) اور اُس کے متعلق جو کچھ کہا گیا،

۶۔ چھپے ہوئے خزانون کا پتہ پانا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ انگوٹھی اور انگوٹھی کے متعلق جو باتین کہی گئی ہین،

۸۔ غلہ (اور خصوصًا جو) کے متعلق،

۹۔ تلوار کے متعلق،

۱۰۔ تیر اور کمان کے متعلق،

۱۱۔ قلم اور اس کی قسمین،

۱۲۔ گھوڑے اور اُن کی قسمین،

۱۳۔ باز کے شکار اور باز کی پرورش،

۱۴۔ شراب کی خوبیان (اور اس کے طبّی فائدے اور نقصان، اور اس کے بُرے اثرات سے بچنے کی تدبیرین)

۱۵۔ شراب کی ایجاد کی کہانی،

۱۶۔ ایک حسین چہرہ کے فوائد،

رسالہ کے خطبہ مین جو بعد کو بڑھایا گیا ہے خیام کے صریح نام موجود ہونے کے باوجود اس کو خیام کی تصنیف ماننے پر دل آمادہ نہین، یہ حقیقت مین علمِ محاضرات اور منادمت سلطانی کے فن پر ہے، یعنی اُن مسائل پر ہے جنکے جاننے کی ضرورت بادشاہ کے مصاحبون اور ندیمون کو پیش آتی ہے، حکیم خیام کو اس قسم کے تر مباحث سے کوئی مناسبت نہین معلوم ہوتی، اسی عہد مین امیر عنصر المعالی کیکاوس نے اس قسم کی کتاب لکھی ہے جو قابوس نامہ کے نام سے مشہور ہے، اور جو بمبئی مین چھپی ہے، نیز اس عہد کے بعد ۵۹۹ھ مین محمد بن علی بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان راوندی نے راحۃ الصدور تاریخ آل سلجوق کے آخر مین اس سے ملتی جلتی چند فصلین لکھی ہین،

اس کتاب کے اس فقرہ سے کہ "دوستے کہ بر من حق صحبت داشت، و در نیک عہد سے یگانہ بود، از من التماس کرد" فریڈرک روزن نے جو بے محابا قیاس آرائیان کین ہین کہ یہ دوست مرد تھا یا عورت؟ اور اس پر جو دور از کار بحثین کی ہین، وہ مشرقی آداب سے یکسر ناواقفیت کا آئینہ ہین؛

خیام نے اس دیباچہ مین جس عربی مثل کو نقل کیا ہے، وہ عرب کے مشہور شاعر متنبی المتوفی ۳۵۴ھ کا مصرع ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعرِ خیّام

خیام اپنے عہد کے دوسرے حکما، کی طرح شاعر بھی تھا، مگر اس کی شاعری پیشہ ورانہ شاعری نہ تھی، بلکہ صرف علم وخیال کی شاعری تھی، اسی لئے اس کے ابتدائی سوانح نگارون نے اس کی اس حیثیت کا تذکرہ نہین کیا ہے، چنانچہ تعجب ہے کہ خیام کی شاعری کا ذکر نہ چہار مقالہ مین ہے، نہ بیہقی مین ہے، البتہ اس کے ایک تیسرے ہمعصر کیکاؤس بن اسکندر ابن قابوس بن وشمگیر رئیس جرجان نے قابوس نامہ مین جو ۴۷۵ھ[1] مین یعنی خیام کی زندگی ہی مین لکھی گئی ہے، اس کے دو فارسی شعر نقل کئے ہین، اور یہ اسکی شاعری کی سبسے قدیم شہادت ہے، جو ہم کو ہاتھ آسکی ہی، تذکرون مین اس کے شاعر ہونے کا ذکر سبسے پہلے شہرزوری مین ملتا ہے، جو ۵۸۶ھ سے ۶۱۱ھ تک کی تصنیف ہے، چنانچہ اس کے عربی نسخہ مین خیام کے چند عربی اشعار، اور فارسی نسخہ مین اسکی ایک دو رباعیان لکھی ہین، اس کے بعد قفطی المتوفی ۶۴۶ھ کی تاریخ الحکما، مین جسکی تالیف کا زمانہ ۶۲۴ھ سے ۶۴۶ھ کے درمیان ہی، اس کے

---

[1] امیر کیکاؤس مؤلف قابوس نامہ نے اپنی کتاب کے خاتمہ مین، آغاز تالیف کی تاریخ ۴۷۵ھ خود بیان کی ہی، اس سے معلوم ہوگا کہ حبیب السیر اور جہان آرا کے مؤلفون کا یہ بیان کہ امیر کیکاؤس نے ۴۶۲ھ مین وفات پائی، نادرست ہے، (ضمیمۂ فہرست فارسی برٹش میوزیم لائبریری نمبرہ ۱۴۰، صـ ۱۰۵) تعجب ہوتا ہے کہ قابوس نامہ مین جو ۴۷۵ھ کی تالیف ہے، شیخ سعدی جیسے متاخر شاعر کے بعض اشعار کیسے درج ہوگئے ہین، ضرورت ہے کہ اس کتاب کے قلمی نسخون سے اس مطبوعہ نسخہ کا مقابلہ کرکے ایک صحیح نسخہ ترتیب دیا جائے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض عربی اشعار نقل کئے گئے ہین، اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے، کہ تاریخ الحکما کی کتابون کو اسکی شاعرانہ حیثیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس لیے بیہقی نے اس کی اس حیثیت کو چھوڑ دیا، اور چونکہ وہ پیشہ ور قصیدہ گو یا مدّاح شاعر نہ تھا، اس لیے عروضی سمرقندی نے بھی اس کو اس حیثیت سے یاد نہین کیا، میرا گمان ہو کہ اسکی شاعرانہ حیثیت کا ذکر سب سے پہلے عماد اصفہانی کے تذکرۂ شعراء موسوم خریدۃ القصر مین آیا ہے، جو ۵۷۲ھ کی تصنیف ہے، اور اس عہد کے عربی شعراء کا تذکرہ ہے، غالباً اُسی مین اس کے وہ عربی اشعار ثبت ہین، جنکو بعد مین شہرزوری اور قفطی نے اس سے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے،

شہرزوری کے عربی نسخہ مین ہے،

ولہ اشعار حسنۃ ملیحۃ.....	اس کی تصنیف سے فارسی اور عربی مین
بالعربیۃ والفارسیۃ منہا (نسخہ لندن)	عمدہ اشعار ہین منجملہ اُن کے یہ ہین،

اسی کتاب کے فارسی نسخہ مین ہے،

"او را بعربی وفارسی شعر بسیار است، از انجملہ دو رباعی بفارسی آوردہ شد" (نسخہ دار المصنفین)

قفطی مین ہے،

وقد وقف متاخرو الصوفیۃ	اور پچھلے صوفیہ اس کے اشعار
علی شیٔ من ظواھر	کے ظاہری معنی کو کچھ سمجھے، . . .
شعرہ . . . . . . ولہ	. . . . اور اس کی
شعر طائر، (مطبوعہ مصر)	تصنیف سے مشہور اشعار ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ وہ شاعر بھی تھا، اور عربی و فارسی مین اُسنے اشعار کہے ہین،

اس کے عربی اشعار | خیّام کے متفرق عربی اشعار شہرزوری اور قفطی مین ہین، جو میرے گمان کے مطابق جیسا کہ مین پہلے کہہ چکا ہون، عماد اصفہانی کی خریدۃ القصر سے منقول ہین، یہ اشعار ان دونون کتابون مین تعداد مین چودہ[۱۴] ہین، اور یہ سب کے سب اس کے مذاق کے مطابق فلسفیانہ اور اخلاقی نظمین ہین، ان مین اس کا رنگ طبیعت پوری طرح جھلکتا ہے، یہ اشعار ان کتابون مین بہت غلط سلط نقل ہوئے ہین، قفطی کے مطبوعۂ یورپ نسخہ مین بھی غلطیان ہین، ژوکووسکی کے اقتباس و نقل مین بھی اغلاط و بیاض ہین، نیز شہرزوری کے نسخۂ شبلی مین بھی اغلاط ہین، قزوینی نے بھی حواشی چہار مقالہ مین ان غلطیون کو ہکذا لکھکر یون ہی رہنے دیا ہے، مین نے حتی الامکان ان کی تصحیح کی پوری کوشش کی ہے، بشرطیکہ وہ صحیح چھپ بھی جائین

قصیدہ کے بعض اشعار قفطی نے نقل کئے ہین، اور بعض شہرزوری نے، مین نے قصیدہ کے تمام اشعار دونون سے لیکر یکجا کر دیئے ہین، اسمین اختلافات نسخ بھی دکھائے گئے ہین[۱]،

۱- یُدَبِّرلِیَ الدُّنیا بَلِ السَّبعۃُ العلی | بلِ الافقُ الاعلیٰ اذا جَاشَ خاطرِی[۲]

جب میرا دل جوش مارتا ہے تو پوری دنیا، بلکہ ساتون ستیارے، بلکہ افق اعلیٰ میرے لئے تدبیر مین مصروف ہو جاتا ہے

۲- اصومُ عنِ الفحشاءِ جہرًا وَّ خُفیۃً | عفافًا وَّ افطاری بتقدیس فاطری[۳]

مین کھلے اور چھپے اپنی پاکدامانی کی خاطر برائیون سے روزہ رکھتا ہون اور میرا افطار اپنے خالق کی پاکیزگی کا بیان کرنا ہے

[۱] اصطلاحات کی تفصیل حسب ذیل ہے،
(۱) ش (شہرزوری نسخۂ شبلی) (۲) ز - (شہرزوری نسخۂ ژوکووسکی) (۳) قپ - (قفطی مطبوعۂ یورپ)
(۴) قم (قفطی مطبوعۂ مصر) [۲] ز - مدبر، [۳] ش، خاطری،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- وکم عصبة ضلت عن الحق فاهتدت[1] ، بطرق[2] الهدی من فیضی المتقاطر

کتنے لوگ ہیں، جو حق سے گمراہ ہوگئے تھے، میرے فیض باران سے انھوں نے راستہ پایا

۴- فان صراطی[3] المستقیم بصائر نصبن[4] علی وادی العمی کالقناطر[5]

کیونکہ میری راہ راست وہ بصیرتیں ہیں جو ضلالت کی وادی میں پلوں کی طرح نصب ہیں

۵- اذا قنعت[6] نفسی بمیسور بلغة یحصلها بالکد کفی وساعدی

جب میرے نفس نے ایسے معمولی توشہ پر قناعت کر لی، جس کو میرے دست و بازو محنت سے حاصل کرتے ہیں

۶- امنت تصاریف الحوادث کلها فکن یا زمانی موعدی[7] او مواعدی

میں تمام حوادث کی گردشوں سے بےخوف ہوگیا تو اب اے زمانہ خواہ تو مجھ کو ڈرا میں یا مجھ سے نیک سلوک کا وعدہ کر

۷- ورثنی[8] اتخذت الشعرین[9] منازلی[10] وفوق مناط الفرقدین مصاعدی

اور یہ فرض کرو کہ میں نے دونوں شعری ستاروں کو اپنی منزل بنالیا، اور دونوں فرقد ستاروں کے اوپر میرا جائے صعود ہے

۸- الیس قضی الافلاک[11] فی دورها[12] بان تعید[13] الی نحس جمیع المساعد

پھر کیا آسمانوں نے اپنی گردش میں یہ فیصلہ نہیں کر دیا ہے کہ وہ ہر خوش بختی کو آخر کار بدبختی کی طرف لوٹا دینگے

۹- متی ما دنت دنیاک کانت مصیبة فواعجبا من ذا القریب المباعد

جب تیری دنیا تجھ سے قریب ہوگی تو مصیبت بن جائیگی، تو اے افسوس اس قریب پر جو دور ہو جانیوالا ہے

---

[1] ش ، نطرت ، [2] ش ، صراط ، [3] ز ۔ نصبن ، [4] ز کا لقفا (غلط)
[5] ق ۔ رضیت ، [6] ش ونر ، مساعدی ، [7] ز ۔ رشی (بے معنی) [8] ز ۔ الشعرین ، (غلط)
بمناسبت فرقدین شعریین چاہئے، والمراد شعری العبور وشعری الغمیصاء کما صحح شیخنا شبلی [9] ش ونر ، الیس قضی الرحمان فی حکمہ بان
[10] ق ۔ من ، [11] نر وش ۔ یعید ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- اذا کان محصول الحیوۃ منیّۃ ۔ فسیّان حالا کل ساع وقاعد

جب زندگی کا حاصل موت ہے، تو ہر کوشش کرنے والا، اور بیٹھ رہنے والا حال میں برابر ہے

۱۱- فیا نفس صبرًا عن مقیلک انّما ۔ تخرّ ذراہا بانقضاض القواعد

تو اے دل اپنے خوابگاہ سے صبر کر، کہ بنسیادون کے گرنے سے، اوس کی بلندیاں گر پڑینگی

۱۲- زجیت دھرًا طویلًا فی التماس اخ ۔ یرعی ودادی اذا ذو خلّۃ خانا

مینے ایک بڑا زمانہ کسی ایسے بھائی کے ڈھونڈھنے مین صرف کیا، جو میری محبت کو اسوقت قائم رکھے، جب دوست خیانت کرے

۱۳- فکم ألفت وکم أخیت غیرا خ ۔ وکم تبدّلت بالاخوان اخوانا

تو کتنوں سے الفت کی، اور کتنے غیر بھائیوں کو اپنا بھائی بنایا، اور کتنے بھائیوں کو چھوڑ کر پھر دوسرون کو بھائی بنایا

۱۴- وقلت للنفس لمّا عزّ مطلبھا ۔ باللّٰہ لا تألفی ما عشت انسانا

تو دل سے مینے کہا جب اسکی طلب ناکام رہی کہ اب خدا کا واسطہ، جبتک تو زندہ ہے، کسی کو دوست نہ بنا

یہ آخر کے تین شعر (۱۲ و ۱۳ و ۱۴) صرف شہرزوری مین ہین، مگر ابو منصور ثعالبی المتوفی سنہ ۴۲۹ھ نے یتیمۃ الدہر قسم رابع مین ابو سہل سعید بن عبد العزیز نیلی المتوفی سنہ ۴۲۰ھ کے حال مین اس کے اشعار کے ضمن مین ان کو نقل کیا ہے، ابو سہل نیلی کا حال یتیمہ کے علاوہ عیون الانبار لابن ابی اصیبعہ (جلد اول ص۲۵۳ مصر)، اور معجم الادبا، یاقوت (جلد ۴ ص۲۴۰ مصر) مین بھی ہے، ان مین نیلی کے

۱؎ ز - فستان ۲؎ یہ شعر صرف قفطی مین ہے، ۳؎ ش - سرحت، ۴؎ شہرزوری کے پیش نظر نسخون مین اذا ما خلّۃ ہی، مگر قزوینی نے حواشی چہار مقالہ مین اس کی جگہ اذا ذو خلّۃ نقل کیا ہے جو صحیح ہے،

۵؎ ز - جانا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند شعر ہیں، مگر ان میں یہ تین نہیں ہیں، مگر بہرحال ثعالبی کی کتاب میں ان شعروں کے ہونے سے اتنا قطعی ثابت ہے کہ یہ شعر خیام کی پیدائش سے پہلے ہی دنیا میں موجود تھے اور اس لیے ان اشعار کی خیام کی طرف نسبت شہرزوری کی غلط فہمی یا غلط بینی ہے،

ترک مصنف رضا توفیق بے نے ترکی میں، اور شامی عرب مترجم ودیع بستانی نے عربی میں رباعیات خیام کے مقدموں میں خیام کے پانچ اور عربی شعر نقل کئے ہیں، مگر چونکہ ان کا کوئی قدیم حوالہ ان میں مذکور نہیں ہے، اس لئے ہم اُن کو قلم انداز کرتے ہیں،

مگر ظاہر ہے کہ خیام جب عربی میں بھی شاعری کرتا تھا تو صرف یہی چند شعر تو اوس کی ملکیت نہیں ہوسکتے، اس کے اور بھی عربی اشعار ہونگے، مگر افسوس ہے کہ وہ ہم تک نہیں پہنچے،

فارسی رباعیات

خیام کچھ بھی تھا، اور کچھ بھی ہو، مگر آج اسکی شہرت صرف اسکی فارسی رباعیات کے بدولت قائم ہے، خصوصاً آج لوگوں کو اس سے جو دلچسپی ہے وہ صرف اسلئے ہے کہ یورپ، فٹزجیرلڈ کے انگریزی ترجمہ کے بدولت اس سے دلچسپی لے رہا ہے، ورنہ تنہا ایک رُباعی گو شاعر کی حیثیت سے مشرق میں اس نے کوئی بڑا درجہ نہیں پایا ہے،

رُباعی گوئی ایک زمانہ دراز سے عجم کے مسلمان فلاسفہ اور صوفیہ کے فضل و کمال کا جزو لازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے، اور جب سے ہماری فارسی زبان مین رُباعی کی پیدائش ہوئی ہے وہ فلاسفہ اور صوفیہ کے آغوش مین پرورش اور نشو و نما پاتی رہی ہے، اسلیے ضرورت ہے کہ اس کی تاریخ پر اس سلسلہ مین ایک نظر ڈالی جاے، اور بتایا جاے کہ تمام اصناف سخن مین سے رُباعی ہی کیون ان خشک مزاجون کے پسند خاطر ہوئی، نیز خیام کے زمانہ تک رُباعی کی صنف نے جہانتک ترقی کی تھی اسکا بیان اور اسی تقریب سے ان مین سے اکثر لوگون کا حال آجائیگا جنکے کلام سے خیام کا کلام مخلوط ہوگیا ہے۔

رباعی کی تاریخ

فارسی کے اصناف سخن مین رُباعی گو چار مصرعون کی مختصر نظم ہوتی ہے، مگر اس کوزہ مین سمندر بند ہوتا ہے، بڑے سے بڑا فلسفیانہ خیال، دقیق سے دقیق اخلاقی نکتہ، اور پیچیدہ سے پیچیدہ صوفیانہ مسئلہ جو صفحون اور دفترون مین نہین سماتا، ان دو سطرون مین پورا کا پورا ادا ہوجاتا ہے۔

وجہ تسمیہ

"رباعی" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "چار والے" کے ہین، عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ چار مصرعون سے مرکب ہوتی ہے، اسلیے اس کو رباعی کہتے ہین، چنانچہ دولت شاہ نے تذکرہ (۸۹۲ھ) مین اسکی یہی وجہ تسمیہ بیان کی ہے، کہ

"تا فضلا، لفظ دوبیتی را نکو ندیدند، گفتند کہ این چار مصراعے است رباعی می باید گفتن" (ص۳۱ گب)

لیکن محمد بن قیس رازی نے جس کی تالیف و تصنیف کا عہد ۶۱۴ھ سے حدود ۶۳۰ھ تک ثابت ہے[1]، اپنی مشہور تصنیف المعجم فی معاییر اشعار العجم مطبوعۂ گب مین رباعی کی ایجاد و پیدائش کے سلسلہ مین لکھا ہے کہ "اہل عرب اس کو رباعی اس لیے کہتے ہین کہ بحر ہزج جسمین رباعی کہی جاتی

[1] اتابک سعد زنگی اول بادشاہ فارس (۵۹۹ھ - ۶۲۸ھ) کے دربار سے اس کا تعلق تھا، علم عروض و قوافی مین یہ اس کی نہایت اہم کتاب ہے، ۱۹۰۹ء مین گب میموریل سیریز لنڈن مین یہ کتاب چھپی ہے، اسکا ایک قلمی نسخہ کتبخانۂ ندوۃ العلماء لکھنؤ مین موجود ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، چار اجزاء سے مرکب ہوتی ہے، اور اسی لیے اس وزن کا ایک مصرع عربی مین دو جزء کا ایک شعر ہو جاتا ہے، اور اس طرح چار مصرعون مین چار شعر ہو جاتے ہین[1]" رازی کے اس بیان کی تائید معیار الاشعار نامی[2] فارسی عروض کی ایک قدیم کتاب (سنہ ۶۴۹ھ) سے ہوتی ہے، یہ کتاب مفتی سعد اللہ مرحوم مرادآبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۴ھ کی شرح کے ساتھ ہندوستان مین چھپی ہے، اسمین یہ عبارت ہے

"وقدما بران شعر بسیار گفتہ اند و ایشان ہر مصراع را قائم مقام بیتی آوردہ اند و آنرا بیتے می شمردہ اند مانند رجز مشطور یا بیتہاے معتاد از اشعار تازیان . . . . . . و باین سبب ترانہ (رباعی) را قدما چہار بیت می گرفتہ اند و آنرا چہار بیتی خواندہ اند و بتازی رُباعی، و در ہر چہار قافیہ آوردن لازم می شمردہ" اما بنزدیک متاخران چون مربعات این اوزان مستعمل نیست این اوزان متروک است، و ہر بیتے را ازین ابیات مصراعی می شمرند و رُباعی را دو بیتی میخوانند، و قافیہ شرط نمی نہند"

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رُباعی کا نام رُباعی چار مصرعون کی وجہ سے نہین، بلکہ چار مصرعون کے چار شعر ہو جانے کی وجہ سے پڑا ہے،

الغرض محمد رازی اور مؤلف معیار الاشعار جیسے قدیم محققینِ عروض کے بیانات سے یہ بات تو مسلّم ہو گئی کہ رباعی پہلے دو دو جزء کا ایک ایک مصرع ہو کر چار مصرعون مین چار شعر

---

[1] المعجم ص ۹۰ [2] تنقید شعر العجم کے فاضل مؤلف پروفیسر شیرانی نے اپنے مضمون کے پہلے نمبر مین اسکو کسی تذبذب کے بغیر محقق طوسی کی تالیف بتایا ہے، معلوم نہین ان کے سامنے اس کی کیا سند ہے، درآنحالیکہ مشرق و مغرب کے فضلا اس نسبت کے قبول کرنے مین تردد کرتے ہین، چنانچہ علامہ عبدالوہاب قزوینی نے معجم کے دیباچہ مین (ط) تصریح کی ہے کہ "کتاب مرغوب معیار الاشعار است در علم عروض و قوافی کہ در سنہ ۶۴۹ھ تالیف شدہ و مصنف آن معلوم نیست ... . وسے (مفتی سعد اللہ مرادآبادی شارح المتوفی سنہ ۱۲۹۴ھ) تالیف این کتاب را بخواجہ نصیر الدین طوسی معروف متوفی سنہ ۶۷۲ھ نسبت دادہ است، ولے معلوم نیست از روی چہ ماخذی" ڈاکٹر ریو نے برٹش میوزیم لائبریری کی فارسی کتابون کی فہرست صفحہ ۵۲۵ مین بعینہ یہی لکھا ہے اور بتایا ہے کہ محقق طوسی کی تصانیف کی فہرست مین یہ نام نہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی تھی، اوران چارون شعرون کے اواخر متحد القافیہ ہوتے تھے، مثلاً

۱- در منزلِ غم فگندہ مفرشِ مائیم
۲- وزآبِ دو چشم دل برآتشِ مائیم
۳- عالم چو ستم کند ستمکشِ مائیم
۴- دستِ خوشِ روزگار برِ ناخوشِ مائیم (منسوب بہ رودکی)

سوال یہ ہے کہ دو دو جزء کا اس طرح ایک ایک شعر ہو جانا، آیا فارسی مین تھا، اوراسلیے کبھی اسکو چہار بیتی کہتے تھے، یا عربی مین تھا، اور اسلیئے اسکو رباعی کہتے تھے، مؤلف معیار الاشعار نے صرف "قدما" یعنی پہلے لوگ لکھا ہے جس سے فارسی و عربی کی تخصیص نہین نکلتی، مگر محمد ابن قیس رازی نے تصریح کی ہے کہ یہ رباعی (چہار بیتی) کہنے والے قدماء عربی کے شاعر تھے، کیونکہ اس کا ثبوت نہین ملتا کہ عربی کیطرح فارسی اہل عروض بھی ایک لفظ کے حرفون کو توڑ کر کبھی دو مصرعون مین بانٹتے تھے،

بہرحال عربی کی طرح چونکہ فارسی مین دو دو جزء چار مصرعون کے چار شعر فارسی مذاق سلیم کے مطابق نہین تھے، اس لیے اہل فارس نے ان کو دو ہی شعر قرار دیا، اوراس لیے

[1] سلسلۂ شعر العجم کے وسیع النظر ناقد پروفیسر شیرانی نے تنقید کے پہلے نمبر (رسالہ اردو اورنگ آباد دکن) مین رباعی کی بحث پر دو صفحے لکھے ہین اور معیار الاشعار کی مذکورۂ بالا عبارت کے لفظ "قدما" سے اتنی وسعت پیدا کرلی ہے کہ یہ دعوی کر دیا ہے کہ "قدیم الایام مین ایران مین ایک خاص قسم کی نظم جسکو چہار بیتی کہا جاتا تھا رائج تھی، اس کے اوزان عربی اوزان سے غالبًا مستخرج نہین ہین، بلکہ ایران زا اور مقامی معلوم ہوتے ہین" حالانکہ ان مین سے ہر دعوی ثبوت کا محتاج ہے، اہل عروض اہل موسیقی کی دنیا (قابوس نامہ کا حوالہ آتا ہے) کا جہان تک تعلق ہے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ارباب فن کے یہان یہ چیز نوپیدا تھی اور اسلام کے بعد اہل فن کے استعمال مین آئی ہے،

اس بارہ مین جو میرا خیال ہے وہ آگے آتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو دوبیتی ہی کے نام سے یاد کیا، اور مذاق عرب پہ چار شعر ہو جاتے تھے، اس لئے انھون نے رباعیہ کہا، مگر پھر وہ بھی اہل فرس کے تتبع مین اُسکو دو ہی شعر بنا کر دوبیتی بھی کہنے لگے، چنانچہ عربی مین رباعیہ اور دوبیتی دونون کہتے ہین،

فارسی رباعی مین متاخرین تو عموماً صرف پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعون مین قافیے لاتے ہین، مگر چوتھی پانچوین صدی کے شعراء فارسی پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعون کیساتھ تیسرے کو بھی اکثر ہم قافیہ لایا کرتے تھے، مگر اس کا قطعی لزوم ان کے ہان بھی نہ تھا، چنانچہ رودکی، فردوسی، عنصری وغیرہ کی رباعیون مین کبھی تیسرے مصرع مین قافیہ ہے اور کبھی نہین ہے، اور یون کبھی کبھی قافیہ لے آنا تو سعدی جیسے متاخر کے ہان بھی پایا جاتا ہے[1]،

عربی کی رباعیون مین چارون مصرعون کا ہم قافیہ لانا اسلئے ضروری تھا، کہ اس کا ہر مصرع شعر ہوتا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ بعض جدت پسندون نے قافیہ کے ساتھ ردیف کی بھی شرط کر لی، چوتھی صدی کے خاتمہ اور پانچوین صدی کے آغاز مین خراسان و ترکستان کے ایک ادیب احمد بن حسین الخطیب تھے، جو عربی و فارسی دونون زبانون کے شاعر تھے، انھون نے عربی مین رباعیان کہی ھین،

۱- قدھاض فراقہ فقاری واللہ

---

[1] ناقد شعر العجم نے اپنے اسی پہلے سلسلہ مین یہ بے سند دعوی کیا ہے، جس کا مدار ساتوین صدی کی معیار الاشعار پر ہے کہ "قدما (کس عہد تک کے قدما؟) تمامتر چاربیتی کہتے تھے، جسکے چارون مصرع ہم قافیہ ہوتے تھے" اور اس سے نادر تر دعوی یہ ہو کہ چاربیتی کی اب کوئی مثال نہین پائی جاتی، حالانکہ ایسی رباعیان جن کے چارون مصرعے ہم قافیہ ہون عوفی کی لباب الالباب کے قدمارس کے حالات مین دس بارہ سے زیادہ ہین، اور بعد کے شعرا رکے یہان بھی ایسی رباعیان ملتی ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ واستھلنی ھجرہ — قراری واللہ

۳۔ اذری الدمر لیلی و — نھاری واللہ

۴۔ لم یغن عن الھوی — حذاری واللہ

۱۔ ابلیٰ جسدی ھوی — ظلوم جانی

۲۔ قد ھجّن قدہ — قضیب البانِ

۳۔ یا من اضحی وما — لہ من ثانی

۴۔ ما ضرّک لو فککت ھذا العانی

ابوالحسن علی باخرزی المتوفی سنہ ۴۶۷ھ نے اپنی کتاب دُمیۃ القصر میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اس سے پہلے اس طریقہ پر رباعی نہیں سنی تھی" لم اکن سمعت ھذہ الطریقۃ یہانتک کہ میرے والد نے ابوالعباس باخرزی کی چند رباعیان اسی طرز کی سنائین جنمین ایک یہ ہے؛

۱۔ قد صیّرنی الھوی — اسیر الذلّۃ

۲۔ واستنھکنی وما — بجسمی علّۃ

۳۔ واستاصل ھجرہ — بصبری کلّہ

۴۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

عام طور سے رباعی کا وزن لاحول ولا قوۃ الّا باللہ جو مشہور ہے، دیکھو کہ اوسکی سند کتنی پرانی ہے،

اس کے بعد باخرزی نے لکھا ہے کہ میرے باپ حسن باخرزی نے اسطرح کی بہت سی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُباعیان کہین جنمین ایک یہ ہے،

۱- اعطیتک یا بدُ | ر عنان القلب
۲- لا زلت اری ہوا | ک شان القلب
۳- لو لم یکن الصد | ر صوان القلب
۴- انزلتک واللہ مکان القلب

پھر علی باخرزی نے خود اپنی ایک رُباعی لکھی ہے،

۱- قد مل ہوای فافترشت الملتر
۲- خل بوصاله | لیبد الخلۃ
۳- ادمی کبدی بسیف ہجر سله
۴- ما اجوره علی سبحان اللہ

آپ دیکھین کہ ان سب رباعیات کے چارون مصرعون مین قافیے ہین، حالانکہ اسی عہد کی بلکہ اس سے پیشتر کی فارسی رباعیون مین اسکی پابندی مطلق نہین ہے، عمارہ مروزی جو چوتھی صدی کے اواسط مین تھا، کہ اس نے سامانی و غزنوی دونون دربارون مین رسوخ پایا تھا، کہتا ہے،

آن می بدست آن بت سیمین بن نگر | گوئی کہ آفتاب بہ پیوست با قمر
وان ساغری کہ سایہ بیفگند می برو | برگ گل سپید است گوئی بلالہ بر

ل دمیۃ القصر باخرزی، ص ۱۶۲، حلب، ۲ لباب الالباب عوفی، جلد دوم، ص ۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مصرع قافیہ سے خالی ہے،

رباعی کے دوسرے نام | فارسی میں رُباعی کا سب سے پرانا نام غالباً "ترانہ" ہے، اسدی طوسی نے جو ۴۵۸ھ میں موجود تھا اپنی کتاب "لغت فرس" میں جو فارسی کا قدیم ترین موجود لغت ہے "ترانہ" کے معنی "دوبیتی" کے لکھے ہیں، (ص۱۰ برلن ۱۸۹۷ء) عربی میں دو نام پائے جاتے ہیں، "رُباعیہ اور دوبیتی" چنانچہ قاضی ابوعلی محسن بن علی تنوخی المتوفی ۳۸۴ھ کی کتاب نشوار المحاضرہ میں رُباعیات کا لفظ موجود ہے، (ص۵۴ مصر مرگیولیتھ) اور باخرزی المتوفی ۴۶۷ھ کی دُمیۃ القصر میں بھی رُباعیات ہی کا لفظ ہے (ص۱۷۱، حلب)

فارسی میں امیر کیکاؤس نے قابوس نامہ (تالیف ۴۷۵ھ) میں اپنی رُباعیاں جابجا نقل کی ہیں، لیکن ہر جگہ ان کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے کہیں "دوبیتی" کہا ہے "اندرین گلہ پیری مرا دو بیتی است" (ص۴۸ بمبئی) دوسری جگہ "رباعی" کہا ہے (ص۵۱) لیکن عموماً صرف "بیت" کہنے پر اکتفا کی ہے، (ص۲۸ و ص۵۲ و ص۶۴ و ص۷۲ و ص۱۱۴) باب سی و پنجم "اندر آئین و رسم شاعری" میں مختلف اصناف سخن کے سلسلہ میں "غزل و ترانہ" کہا ہے "اگر غزل و ترانہ گوئی سہل ولطیف تر گوئی، وبقوافی معروف گوئی" پھر آگے چل کر ہے، "وغزل و ترانہ تر و آبدار گوئی" (ص۱۴۸ بمبئی) محمد بن قیس رازی نے معجم (۶۱۴ھ – ۶۳۰ھ) میں ذرا ذرا سے فرق سے اسکے حسب ذیل نام بتاسے ہیں،

قول:- ہرچہ ازان جنس بر ابیات تازی (عربی) سازند آنرا قول گویند

غزل:- وہرچہ بر مقطعات پارسی باشد آنرا غزل خوانند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترانہ ، اہل دانش ملحونات این وزن را ترانہ نام کردند

دوبیتی ، دشعر بحر دا نیز دوبیتی خوانند براہی آنکہ بنا ای آن بر دو بیت بیش نیست

رباعی ، دمستعربہ ان را رباعی خوانند از بہر آنکہ بحر ہزج در اشعار عرب مربع الاجزاء آمدہ است، پس ہر بیت ازین وزن دو بیت عربی باشد، (ص ۹۰)

قدما رکے کلام مین "غزل و ترانہ" کا لفظ ساتھ ساتھ آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد تک غزل کی موجودہ اصطلاح پختہ نہین ہوئی تھی،

رباعی کی ایجاد | اہل ادب اور اہل تذکرہ جنکا خیال ہے کہ رباعی اتفاقیہ ایجاد کا نتیجہ ہے اسکے متعلق ایک قصہ بیان کرتے ہین کہ غزنین یا سجستان کے کسی شہر مین چند لڑکے گولی کھیل رہے تھے، ایک گولی لڑھکتی ہوئی سوراخ کے پاس آئی، اس پر خوشی کے عالم مین ایک لڑکے کے منھ سے بیساختہ نکلا،

غلتان غلتان ہمی رود تا بن گو،

اتفاق سے کوئی صاحب ذوق وہان کھڑا تھا، اس کو یہ وزن بہت پسند آیا اُسنے اس کا وزن عروضی دریافت کیا، اور پھر وہ اور شعراء مین مقبول ہوکر رواج پذیر ہوگیا، یہ اس قصہ کا قدر مشترک ہے، لیکن معجم اور تذکرۂ دولت شاہ کے بیانون مین باہم فرق ہے، دولت شاہ[1] (تالیف ۸۹۲ھ) مین ہے کہ یہ بچہ صفاریہ خاندان کے بانی یعقوب صفار المتوفی ۲۶۵ھ کا لڑکا تھا اور وہ صاحب ذوق خود یعقوب صفار تھا، جو کھڑا اپنے

[1] یہ متن معجم کی روایت کے مطابق ہی، دولت شاہ مین "لب گو" ہے متاخرین نے اسکو "سرگو" کردیا ہے تذکرہ دولتشاہ ص ۳۲ گب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچہ کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ دفعۃً بچہ کی زبان سے یہ برجستہ مصرع نکلا یعقوب کو یہ وزن پسند آیا، لیکن چونکہ اس وقت تک یہ وزن شعرار مین مستعمل نہ تھا اس لیے اس نے ابو دلف عجلی اور ابن الکعب کو جو دربار کے شاعر تھے بلوا کر پوچھا کہ یہ کون بحر ہے، انھون نے تحقیق کرکے بتایا کہ یہ بحر ہزج کی ایک قسم ہے، اور اس پر اسی وزن کے تین اور مصرع لگا کر دو شعر پورے کردیئے اور دو بیتی اس کا نام رکھا،

لیکن اس سے متقدم اور مستند تصنیف مجعم کے مصنف محمد بن قیس رازی نے بڑی عبارت آرائی کیساتھ اس واقعہ کو اسطرح لکھا ہے کہ "غزنین کی ایک سڑک پر چند خوشرو بچے گولی کھیل رہے تھے، تماشائیون کا ہجوم تھا، انھین مین ایک طرف ایک شاعر بھی کھڑا تھا، جس کی نسبت رازی کا گمان ہے (پندارم) کہ وہ رودکی تھا، دفعۃً بچہ کی زبان سے وہ موزون مصرع نکلا، شاعر کو یہ وزن بہت پسند آیا اور اس نے تین مصرع اور لگا کر دو بیتی کردیا، اور **ترانہ** نام رکھا[1] کہ ایک حسین خوشرو کی زبان سے نکلا تھا،

اگر پہلی روایت صحیح ہے تو رباعی کی ایجاد کی تاریخ تیسری صدی ہجری کے اواسط کا زمانہ ہوگا، کہ یعقوب صفار نے جس کے سامنے کا یہ واقعہ ہے ۲۶۵ھ مین وفات پائی ہے، اور پہلے رباعی گو اس کے دربار کے شاعر ابو دلف اور ابن کعب ہونگے، لیکن اگر دوسری روایت صحیح ہے تو یہ چوتھی صدی ہجری کے شروع کا واقعہ ہوگا، اور پہلا رباعی گو رازی کے "پندار" مین) رودکی المتوفی ۳۲۹ھ[2] ہوگا، اور یہ فخر صفاریہ کے بجاے سامانیہ کو حاصل ہوگا، کہ رودکی

---

[1] معجم ص۸۹ [2] انساب سمعانی لفظ "رودکی" اہل تذکرہ مین ۳۰۴ھ مین اسکی تاریخ وفات کی شہرت غلط ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصر بن احمد سامانی المتوفی ۳۳۱ھ کے دربار کا شاعر تھا، جو آٹھ برس کے سن میں ۳۰۱ھ میں تخت نشین ہوا تھا، اور ہرات کے مشہور سفر میں رودکی اس کے ساتھ تھا،

لیکن اگر تحقیق کا قدیم مواد ہمارے سامنے ہوتا، تو اس ایجاد کی تاریخ کا پتہ اس سے بھی کچھ پہلے مل سکتا، اسدی طوسی نے جو سلطان محمود کا معاصر تھا اور جس نے ۴۵۸ھ میں گرشاسپ نامہ نظم کیا ہے، اپنی کتاب لغت فرس میں ترانہ کے تحت میں لکھا ہے،

" ترانہ دوبیتی بود، فرخی گفت،

زدلآویزی وتری چو غزلہائے شہید ‌ ‌ ‌ وزغم انجامی وخوشی چو ترانہ بوطلب[۱]

شہید بن حسن بلخی جس کا اس شعر میں ذکر ہے، امیر نصر بن احمد سامانی مذکور الصدر کا معاصر تھا اور رودکی المتوفی ۳۲۹ھ نے اس کا مرثیہ لکھا ہے، شہید کی غزلوں کے بالمقابل ابوطلب کے ترانے (رباعیات) مشہور تھے، ابوطلب نام کسی شاعر کا پتہ ہم کو نہیں چلتا، فرخی جس کا یہ شعر ہے اس نے ۴۲۹ھ میں وفات پائی ہے، اس لئے ابوطلب ترانہ گو کا زمانہ اس سے تو بہر حال پہلے تھا، ایک خیال ہوتا ہے کہ ابوطلب، ابودُلف تو نہیں؟ مگر یہ امر سراپا تحقیق طلب ہے، اور اگر یہ صحیح ہے تو ترانہ گوئی کا زمانہ تیسری صدی ہجری کے اوائل میں پہنچ جائیگا،

لباب الالباب عوفی میں حنظلہ بادغیسی کی حسب ذیل دو بیتیں ملتی ہیں جو رباعی

---

[۱] پروفیسر شیرانی نے تنقید شعر العجم کے پہلے نمبر میں اس شعر کو کہیں سے نقل کیا ہے، مگر اپنے متن کا ماخذ نہیں بتایا ہے، جو اسدی کے متن سے بہت کچھ مختلف ہے، شیرانی صاحب لکھتے ہیں:

از دلآویزی ونغزی چون غزلہائے شہید ‌ ‌ ‌ وز دلآویزی وخوبی چون ترانہ بوطلب

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے کسی متاخر ماخذ کو سامنے رکھا ہے، جس نے فرخی کے قدیم الفاظ میں متاخرین کے محاوروں کے مطابق تصرف کر دیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وزن پر ہین،

یارم سپند اگرچہ بر آتش ہمی فگند — از بہر چشم تا نرسد مر ورا گزند

او را سپند و آتش نا ید ہمی بکار — با روی ہمچو آتش و با خال چو سپند

حنظلہ بادغیسی امرائے طاہریہ کے عہد مین تھا جنکا زمانہ ۲۰۵ھ سے ۲۵۹ھ تک ہے،

مجمع الفصحا نے نہین معلوم کس حوالہ سے حنظلہ کا سال وفات ۲۱۹ھ لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رباعی کی تاریخ رودکی بلکہ ابو دلف اور ابن الکعب سے بھی پہلے سے شروع ہوتی ہے، اور سامانی، بلکہ صفاری کے بجائے طاہری دربار کو اسکی اولیت کا فخر پہنچتا ہے، حنظلہ صاحب دیوان تھا، اس کے دیوان کا حوالہ چہار مقالہ کی ایک حکایت مین مذکور ہے[۲]،

اندرین حالات، ایجاد رباعی کے ان قصون کے تاریخی نتیجہ کا ثبوت بہت کچھ مشتبہ ہے[۳]

---

[۱] لباب الالباب عوفی جلد دوم ص ۲۵، [۲] چہار مقالہ ص ۲۶ گب،

[۳] یہ قصے اس لیے مشتبہ ہین، کہ جن دو کتابون مین ان کا ذکر ہے، وہ یعقوب صفار اور رودکی کے سینکڑون برس بعد لکھی گئی ہین، اور با این ہمہ ان دو مین سے کسی نے اپنے مقدم ماخذون کا ذکر نہین کیا ہے، معجم کے مصنف رازی نے تو اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ وہ بالکل افسانہ معلوم ہوتا ہے، ساتھ ہی اس نے یہ لکھا ہے کہ "پندارم رودکی" جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے اس قصہ کا ماخذ تحریری نہین بلکہ کوئی زبانی روایت ہے، پھر اس نے قصہ کی سرزمین غزنین بتائی ہے، حالانکہ رودکی کے عہد مین غزنین کوئی آباد شہر نہ تھا، دولت شاہ نے اپنی روایت مین یعقوب صفار کے دربار کے جن دو شاعرون کے نام لیے ہین، ان مین سے ابن الکعب سے ہم واقف نہین، البتہ رابعہ بنت الکعب (دختر کعب) کا ذکر ملتا ہے جو عہد سلاطین غزنین (پانچوین صدی) مین تھی، (عوفی، ۲-۶۱) دوسرے شاعر ابو دلف عجلی کا تذکرہ سیاسی وادبی کتابون مین ملتا ہے، یہ شخص نسلاً عرب اور مامون و معتصم کے عہد مین ایران کا سپہ سالار تھا، قاسم بن عیسیٰ نام تھا، ابن خلکان نے اسی نام کے تحت مین اوس کا پورا حال لکھا ہے، ۲۲۶ھ مین اسنے وفات پائی حمزہ (بن حسن) اصفہانی (الموجود ۳۶۰ھ) نے اپنی تاریخ اصفہان مین اسکا حال لکھا ہے محمد بن اسحاق ندیم (الموجود ۳۷۵ھ) نے الفہرست مین اس کے ادبی اور موسیقیانہ فضائل کا حال چند سطرون مین درج کیا ہے، (ص ۱۶۵ مصر) اور حمد اللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ مین اس کے قبیلہ کے کرج مین آکر بسنے کا زمانہ ہارون رشید کا عہد بتایا ہے، (ص ۶۸۴ گب) یہ شخص بجائے خود امیر اصفہان، اور سیاسی حیثیت سے یعقوب کے برابر تھا، طبری اور ابن اثیر مین اسی حیثیت سے اسکا نام آیا ہے، ابن ندیم نے بھی اسکو امیر لکھا ہے، اس کا زمانہ امیر یعقوب صفار سے پہلے تھا، یعقوب صفار کے عہد مین اسکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اس حد تک ایک قدیم سند سے ثابت ہے کہ ترانہ عورتوں اور بچوں کا خاص راگ تھا کیکاؤس قابوس نامہ (۵۷۵ھ) میں "آئین خنیاگری" کے تحت میں کہتا ہے،

پس کودکان وزنان ومردان لطیف طبع برخی بے بہرہ ماندند، کہ ترانہ گفتن پدیدار آمد،

این ترانہ را ہم نصیب آن قوم کردند" (ص۱۴۷ بمبئی)

اس قدیم شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وزن کا تعلق ابتداءً بچوں اور عورتوں سے تھا، اور بعد کو دوسرے نازک طبع اہل ذوق نے اس کو قبول کرلیا،

خیال ہوتا ہے کہ اولاً یہ وزن عورتوں اور بچوں نے پیدا کیا تھا، اور اسمیں وہ گیت اور راگ گایا کرتے تھے، اور اہل شعر کے ہاں اس وزن کا رواج نہ تھا، مگر کسی اتفاقی واقعہ کے سبب سے جیسا کہ اوپر کے قصوں میں ہے کسی قدیم مشہور شاعر نے اس کو فن عروض کی بحر ہزج کی ایک شکل کے مطابق پاکر اس کو فن میں داخل کرلیا اور شعراء نے اس نئے اضافہ کو قبول کرکے ایک تفنن پیدا کیا، اور چونکہ سامانی وسلجوقی وغزنوی عہد کے شعراء عموماً ذو لسانین یعنی عربی وفارسی دونوں کے ماہر ہوتے تھے، اس لیے عربی وفارسی دونوں میں رباعی اور دوبیتی کے نام سے اس کا رواج ہوا،

ابتدائی رباعی گو رباعی گو صوفیہ بلکہ شعراء کے ضمن میں تذکروں میں سب سے پہلا نام حضرت بایزید بسطامی المتوفی ۲۳۴ھ کا ملتا ہے، چنانچہ مجمع الفصحا میں یہ تین رباعیاں ان کے نام سے ہیں، (جلد اول ص ۱۰۵ ایران)

(بقیہ حاشیہ ص۲۳۰) بیٹے عبد العزیز بن ابی دلف کا نام اصفہان کے سیاسیات کے سلسلہ میں آتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے عشق تو کشتہ عارف و عامی را | سودائے تو گم کردہ نکونامی را
ذوق لب میگون تو آورد برون | از صومعہ بایزید بسطامی را

مارا ہمہ رہ بکوئی بدنامی باد | وز سوختگان نصیب ماخامی باد
ناکامی ما چو ہست کام دل دوست | کام دل ما ہمیشہ ناکامی باد

گر قرب خدای طلبی دلجو باش | وندر پس و پیش خلق نیکوگو باش
خواہی کہ چو صبح صادق الوعد شوی | خورشید صفت باہمہ کس یکرو باش

لیکن زبان کی یہ صفائی جو اس زمانہ کے لحاظ سے بہت بعید ہے، اس نسبت کی صحت میں شک پیدا کرتی ہے، اور اس شک کی تائید والہ داغستانی کے بیان سے ہوتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مجمع الفصحا نے یہ رباعیات تقی اوحدی سے نقل کی ہیں، اور اس کی نسبت والہ داغستانی نے ریاض الشعرا میں حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں:-

"راقم حروف را اعتماد بقول وضبط تقی اوحدی نیست، چہ میر مذکور بسیار کم مایہ وکم تتبع بودہ، چنانچہ بعض رباعیات شیخ ابوسعید و بابا افضل کاشی را بنام شیخ بایزید قدس سرہ نقل کردہ، وحال آنکہ ہیچ کس از متقدمین و موٴرخین وارباب خبرت و اہل تحقیق ذکر نہ کردہ اندکہ شیخ بایزید شعر میفرمود، تقی اوحدی را نسیان بسیاری نیز بودہ، چنانچہ گاہ ہست کہ یک شعر را بنام سہ کس چہار کس نقل کردہ است" (نسخہ قلمی کتب خانہ ندوۃ العلما، در ترجمہ حکیم سنائی)

۲۔ اس کے بعد دوسرا نام رودکی المتوفی ۳۲۹ھ کا آتا ہے، چنانچہ رودکی کا جو دیوان

لہ والہ داغستانی گو متاخر ہے، محمد شاہ کا معاصر تھا، مگر کاوش و تحقیق میں اسکا پایہ بلند ہے، جیسا کہ اسکے تذکرہ سے ظاہر ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران مین ۱۳۱۵ھ مین چھپا ہے، اس کے آخر مین ص ۱۰۸ سے ص ۱۱۳ تک رُباعیات کا عنوان ہے، اس کے تحت مین دو دو شعر کے ۳۲ منظومات ہین، جنمین عشقیہ، حکیمانہ، اخلاقی، اور خمریہ مضامین ہین، مگر وزن و قافیہ کے اعتبار سے ان مین صرف چھ منظومات ایسے ہین جو رُباعی ہین، اور بقیہ قطعے ہین، وہ چھ رباعیان یہ ہین،

۱

با آن کہ دلم از غمِ ہجرت خون ست — شادی بغم تو ام زغم افزون ست
اندیشہ کنم ہر شب و گویم یا رب — ہجرانش چنین است وصالش چون ست

۲

چشمم زغمت بہر عقیقے کہ بسفت — بر چہرہ ہزار گل ز بر ازم بشگفت
رازیکہ دلم ز جان ہمی داشت نہفت — اشکم بزبانِ حال با خلق بگفت

۳

ہان تشنہ جگر، مجوی زین باغ ثمر — بیدستا نیست این ریاض بدو در
بیہودہ ممان کہ باغبانت بقفاست — چون خاک نشستہ گیر و چون باد گذر

۴

چون کشتہ بہ بینیت دو لب کردہ فراز — وز جان تہی قالبِ فرسودہ باز
بر بالینم نشستہ می گوئی بناز — کی کشتہ تر امن و پشیمان شدہ باز

۵

اے از گلِ سرخ، رنگ بر بودہ و بو — رنگ از پے رُخ ربودہ، بو از پی مو
گلرنگ شود چو روی، شوئی ہمہ جوی — مشکین گردد چو مو فشانی ہمہ کو

۶

چون کارِ دلم ز زلفِ او ماندہ گرہ — بر ہر رگ جان صد آرزو ماندہ گرہ
امید ز گریہ بود، افسوس افسوس — کا نہم شبِ وصل در گلو ماندہ گرہ

ایک اور رُباعی مجمع الفصحاء مین ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در منزلِ غم فگندہ مفرش مائیم — وزآب دو چشم، دل بر آتش مائیم
عالم چو ستم کند ستمکش مائیم — دستِ خوشِ روزگارِ ناخوش مائیم

حضرۃ الاستاذ نے مجمع الفصحاء[1] کے حوالہ سے چھٹی رُباعی شعر العجم مین نقل کی ہے، اور ذوق شعری کی بنا پر فیصلہ فرمایا ہے کہ یہ صناعانہ کلام رودکی کا نہین ہوسکتا، (شعر العجم جلد اوّل، احوال رودکی)

اصل یہ ہے کہ رودکی کا کلام جو متقدمین کی تصریح کے مطابق ہزارہا شعرون پر مشتمل تھا ضائع گیا، اور جو دیوان قلمی یا مطبوعہ ملتا ہے، وہ حکیم قطران کے کلام سے مخلوط ہے جسکا زمانہ رودکی کے سو برس بعد ہے، اس اختلاط کی وجہ سے ان رباعیون پر بھی یقین نہین کہ وہ واقعاً اسی کی ہین،

۳- رباعی گو حکیمون مین پہلا نام اور مطلق رباعی گویون مین تیسرا نام معلم ثانی ابو نصر فارابی المتوفی ۳۳۹ھ کا ملتا ہے، فارابی گو نسلاً ترک تھا، مگر اس زمانہ مین عجم و ترکستان کی عام زبان فارسی ہی تھی، اور اس کے علاوہ وہ متعدد زبانون سے واقف تھا[2]، اسلئے

---

[1] رضا قلی خان ہدایت نے مجمع الفصحاء کے دیباچہ (ص۳) مین لکھا ہے :-

"طرفہ تر این کہ در زبان ما اشعاری کہ بنام ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الرودکی معروف و مشہور است در دیوان ابو منصور قطران مسطور است، واز وست"

الد پھر آگے چل کر رودکی کے حال مین (ص۲۳۶ طبع ایران) اس کو اور زیادہ وضاحت سے لکھا ہے، اور بتایا ہے کہ اس دیوان مین اکثر قصائد ابو منصور قطران کے ہین، لوگون کو نصر بن احمد سامانی ممدوح رودکی اور ابو نصر مملان ممدوح قطران کے درمیان اختلاط ہوگیا، تعجب ہے کہ آج رودکی کا دیوان ناپید ہے، حالانکہ سمعانی کے زمانہ مین (۵۰۶ھ، ۵۶۲ھ) اس کا دیوان ایران مین عام طور سے ملتا تھا، سمعانی مین ہے، السائر دیوانہ فی بلاد العجم (زیر لفظ رودکی) [2] تاریخ مختصر الدول ابو الفرج ملطی ص ۲۹۵ بیروت،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکی طرف فارسی رُباعیات کا انتساب غیر متوقع نہین ہے، شہرزوری کی تاریخ الحکمار مین ہے، (اصلہ فارسی)

بہرحال تذکرون اور بیاضون مین اسکی طرف چند رباعیات منسوب ملتی ہین، مجموعۂ منتخبات دارا لمصنفین مین حسب ذیل رباعیان اس کے نام سے درج ہین،

اے آنکہ شما پیر و جوان دیدارید | ازرق پوشان گنبد دوّ اریۂ
طفلے ز شما در برِ ما محبوس است | او را بہ خلاص ہمتی (؟) بگمارید

اسرار وجود خام و ناپختہ (؟) بماند | وآن گوہر بس شریف ناسفتہ بماند
ہر کس ز سرِ قیاس حرفے گفتند | وآن نکتہ کہ اصل بود ناگفتہ بماند

یہی دونون رباعیان کچھ لفظی تغیرات کے ساتھ مجمع الفصحار مین حکیم مذکور کے حال مین (جلد اوّل ص ۴۳) مندرج ہین، آخری رباعی ذرا سے فرق سے خیام کے ہان بھی ہے،

ایک اور مجموعہ (خیابانِ عرفان مرتبہ محمد حسن بلگرامی) مین فارابی کے نام سے ایک اور رباعی لکھی ہے،

زان پیش کہ از جہان فرومانی فرد | آن کن کہ بنایدت پشیمانی خورد
امروز بکن بجو می توانی کارے | فردا چہ کنی چو ریچ نتوانی کرد

فارابی صوفی حکیم تھا، اور صوفیون کے لباس مین رہتا تھا[1]، مگر ان قرائن کے باوجود کوئی قدیم اور غیر مشکوک دلیل اس کے رباعی گو شاعر ہونے پر ہمارے ہاتھ مین نہین ہے،

---

[1] قفطی اور ابوالفرج ملطی ص ۲۹۰ طبع بیروت، دُرۃ الاخبار مین فارابی کے صوفیانہ کلمات بھی مذکور ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجز اس کے کہ شہرزوری نے تاریخ الحکما میں اس کے حال میں لکھا ہے، ولہ اشعار حسنۃ حکمیۃ "اور اس کے اچھے حکیمانہ اشعار ہیں"۔ اور اس کے عربی حکیمانہ اشعار دو صفحوں میں نقل کئے ہیں

۴۔ اس کے بعد شاعرانہ رنگ میں رودکی کے معاصر ابوشکور بلخی کا نام ملتا ہے، جسکا شمار سامانی عہد کے شاعروں میں ہے، ۳۳۶ھ میں اُس نے آفرین نامہ ایک کتاب لکھی تھی، عوفی نے لباب الالباب (جلد دوم ص۲۱ گب) میں اُسکا ذکر کیا ہے، اور شراب کے متعلق اس کے متعدد قطعے نقل کئے ہیں، اور ایک یہ رباعی لکھی ہے،

اے گشتہ من از غم فراوانِ تو پست شد قامتِ من ز دردِ ہجرانِ تو شست
اے شستہ من از فریب و دستانِ تو دست خود ہیچ کسی بسیرت و شانِ تو ہست

۵۔ اسی عہد کا ایک اور حکیم شاعر عمارۂ مروزی ہے، جس نے سامانیہ کا آخری اور غزنویہ کا ابتدائی زمانہ پایا ہے، صاحب مجمع الفصحاء نے اس کا سال وفات ۳۶۰ھ لکھا ہے، وصف شراب اس کا خاص موضوع ہے، عوفی نے اسکی یہ رباعی نقل کی ہے،

آن می بدستِ آن بتِ سیمین من نگر گوئی کہ آفتاب بہ پیوست با قمر
وان ساغری کہ سایہ بیفگند می برد برگ گل سپید است بگوی بلالہ بر

رباعی کی بحر کے بعض قطعات بھی ہیں، جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز رباعی فن کی زنجیروں میں جکڑی نہیں گئی تھی، جامی نے نفحات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان ابوسعید ابوالخیر کو عمارۃ کا کوئی شعر سنایا گیا تو وجد کا عالم طاری ہو گیا، اور اپنے مریدون کیساتھ وہ اسکی قبر پر گئے[1]،

---

[1] نفحات الانس، تذکرۂ ابوسعید،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶- اس زمانہ مین دیالمہ کی ایک شاخ آلِ زیار کا بادشاہ شمس المعالی قابوس بن وشمگیر دیلمی تھا، جو ۳۶۶ھ مین تخت نشین ہوا، کمال البلاغۃ اور سیر الملوک اسکی تصنیف ہے، کمال البلاغۃ مصر مین چھپ گئی ہے، اسمین ایک ادیب نے اس کے عربی خطوط اور رسائل جمع کئے ہین، شمس المعالی نے بعض رباعیان بھی کہی ہین، لباب الالباب سے یہ رباعیان نقل ہین،

گل شاہِ نشاط آمد و مے مطرب ب … زان روی بدین دو میکنم عیش طلب
خواہی کہ بدین بدانی ای ماہ سبب … گل رنگ رخت دارد و می رنگ و لب

شش چیز در آن زلف تو دارد معدن … پیچ و گرہ و بند و خم و تاب و شکن
شش چیز دگر از ان نصیبِ دلِ من … عشق و غم و درد و رنج و تیمار و حزن

حکیمانہ تصوف کا آغاز دیلمیون کے زیر سایہ ہوا، جو ۳۲۱ھ سے لیکر ۴۲۹ھ یعنی سلجوقیون کی پیدایش تک برسر عروج رہے، اس بنا پر تصوف کی حکیمانہ رُباعی چوتھی صدی کے وسط مین پیدا ہو چکی تھی، نشوار المحاضرہ کی شہادت سے جو چوتھی صدی کے وسط کی تصنیف ہے، ثابت ہے کہ دیالمہ کے عہد مین صوفیانہ رُباعیان مجلسِ سماع کو گرم کرتی تھین،

چوتھی صدی کے اواخر مین غزنوی دور آیا، اس دور کے سلاطین اور شعرا مین مختصر ہنگامی واقعات مثلاً شکریہ، معذرت، شکایت، فخر، تہنیت، اور دوسرے ہنگامی واقعات کی نقلِ لیتہ نظم مین یہ صنفِ سخن ترقی کرتی نظر آتی ہے، غزنویہ کا آغاز ۳۶۵ھ مین ہوا، اور اُس کے عروج کا ستارہ سلجوقیہ کے آفتابِ اقبال کی روشنی مین ۴۲۹ھ مین چھپکر رہ گیا، تاہم غزنین اور ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین اسکی چمک نمایان رہی، غزنوی دور کے شعرا مین سے عنصری المتوفی ۴۳۱ھ اور عسجدی المتوفی ۴۳۲ھ کے ہان رباعیان کثرت سے ہین، مجمع الفصحا مین عنصری کی بیس رباعیان درج ہین، مگر وہ زیادہ تر انھین ہنگامی واقعات اور حسن وعشق کے مضامین کی ہین، البتہ عسجدی المتوفی ۴۳۲ھ کی رباعیات خاص نوعیت رکھتی ہین، ان مین عشق حقیقی ومجازی کی معتدل ترکیب پائی جاتی ہے، مجمع الفصحا مین اسکی دس رباعیان ہین جنمین سے چار خمریہ یہان نقل ہین،

صبح است وصبا مشک فشان میگزرد | دریاب کہ از کوے فلان می گذرد
برخیز چہ خسپی کہ جھان میگزرد | بوی بستان کہ کاروان می گذرد

در جسم پیالہ جان روانست روان | در روح مجسم آن روانست روان
در آب فسردہ آتش سیال است | در درج بلور لعل کانست روان

آن جسم پیالہ بین بجان آبستن | ہمچون سمنی بارغوان آبستن
نی نی غلطم پیالہ از غایت لطف | آبیست باتش روان آبستن

از شرب مدام ولاف مشرب توبہ | وز عشق بتان سیم غبغب توبہ
در دل ہوس شراب وبرلب توبہ | زین توبہ نادرست یارب توبہ

اس عہد کا رباعی گو حکیم ابوعلی سینا المتوفی ۴۲۸ھ ہے، اس نے متعدد حکیمانہ رباعیان لکھین جو تذکرون اور سفینون مین مذکور ہین، ان مین سے بعض خیام کے نام سے بھی ملتی ہین، ڈاکٹر ایتھے (ETHE) نے ۱۸۷۵ء مین ابن سینا کی بارہ رباعیون کو جمع کرکے چھپوایا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجمع الفصحا مین اسکی یہ پانچ رُباعیان ہین،

۱

دل گرچہ درین بادیہ بسیار شتافت — یکموی ندانست ولی موی شگافت
اندر دلِ من ہزار خورشید بتافت — آخر بکمال ذرۂ راہ نیافت

۲

با این دو سہ نادان کہ چنین می دانند — از حمق کہ دانائے جہان آنانند
خر باش کہ این جماعت از فرطِ خری — ہر کو نہ خراست کافرش می خوانند

۳

کفر چو منی گزاف و آسان نبود — محکم تر از ایمانِ من ایمان نبود
در دہر چو من یکے و آن ہم کافر — پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

۴

از قعرِ گلِ سیاہ تا اوجِ زحل — کردم ہمہ مشکلاتِ گیتی را حل
بیرون جستم ز قید ہر مکر و حیل — ہر بند کشادہ شد مگر بند اجل

۵

ای کاش بدانمی کہ من کیستمی — سرگشتہ بعالم از پے چیستمی
گر مقبلم آسودہ و خوش زیستمی — ورنہ بہزار دیدہ بگریستمی

مجموعۂ منتخباتِ[1] دار المصنفین مین ایک دو رباعیان اور بھی ہین، مگر وہ عمر خیام اور محقق طوسی کے منسوبات مین بھی ہین، اوپر کی پانچ رباعیون مین دوسری، تیسری اور چوتھی، خیام کے مجموعہ مین بھی ملتی ہین،

---

[1] دار المصنفین کے کتب خانہ مین شعراء کے کلامون کا ایک نہایت عمدہ ضخیم قلمی انتخاب ہے، یہ نسخہ نہایت خوشخط ہے اور اس قرینہ سے کہ اسمین شیخ علی حزین المتوفی ۱۱۸۰ھ کے نام کیساتھ سلمہ و مدظلہ ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے زمانہ مین مرتب ہوا تھا، اسمین سلاطین، وزراء، امراء، علماء، حکماء، اور عام شعراء کے طبقون کی تقسیم سے ہر قسم کا منتخب کلام جمع کیا ہے، اس مجموعہ کا حوالہ آئندہ صفحون مین بھی آتا رہیگا،

www.KitaboSunnat.com

غزنوی دور میں سلطان محمود کے زمانہ میں مشہور صوفی شاعر شیخ ابوالحسن خرقانی المتوفی ۴۲۵ھ کا ظہور ہوا، یہ پہلی مقدس ہستی ہے جس نے رُباعیات کے پردہ میں عشق حقیقی کے مضامین ظاہر کئے، ہمارے مجموعۂ منتخبات مجمع الفصحاء اور آتشکدہ میں انکی متعدد رباعیاں ہیں، ہمارے مجموعہ میں یہ رُباعیاں شیخ کے نام سے ہیں،

۱
تا گبر نشی، با تو بتے یار نبو
در گبر نشی از بہر بتے عار نبو
آنرا که میان بستہ بزنار نبو
آنرا بمیان عاشقان کار نبو

۲
روزم بملال بے تو بگذشت و گذشت
شب ہم بخیال بے تو بگذشت و گذشت
یک چشم زدن بے تو نبودم ہرگز
اکنون مہ و سال بے تو بگذشت و گذشت

۳
سودائے سر بے سر و سامان یک سو
اندیشۂ خاطر پریشان یک سو
بے مہری چرخ و جور دوران یک سو
اینہا ہمہ یک سو، غم جانان یک سو

۴
ای سینہ بیا طرح فغان اندازیم
افسانۂ عشق درمیان اندازیم
تا از دل ما خبر رسانند بیار
دل بر سر راہ کاروان اندازیم

والہ داغستانی نے صرف پہلی رُباعی نقل کی ہے، اور اس کی زبان کی بنا پر یہ لکھا ہے:

"در رباعیات دیگر ایشان نیز ہمین سیاقت آمیختہ بزبان پہلوی است" (در ترجمۂ ابوالحسن خرقانی)

مجمع الفصحاء میں دو رُباعیاں اور ہیں:-

۵
آن دوست که دیدنش بیارا ید چشم
بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم
ما را ز برائے دیدنش باید چشم
گر دوست نہ بیند بچہ کار آید چشم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ۔ وین حرف معما نہ تو خوانی و نہ من

ہست از پس پردہ گفتگوی من و تو ۔ گر پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من ۶

ایک اور رُباعی اُن کی طرف منسوب ملتی ہے،

گویند مرا کہ مَی پرستم، ہستم ۔ گویند مرا فاسق و مستم ہستم

در ظاہرِ من نگاہ بسیار مکن ۔ کاندر باطن چنانکہ ہستم ہستم ۷

چھٹی رُباعی خیام کے اکثر نسخون مین موجود ہے، اور ساتوین بھی دینہ اور کاویانی کے نسخون کے روسے خیام کی ملکیت مین داخل ہے، اور پہلی رُباعی کی زبان بقیہ رُباعیون سے الگ ہے، جو قابل لحاظ ہے،

نفحات الانس جامی کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابو الحسن خرقانی سے پہلے شعر سید صوفیہ اس ساز کو عربی لے مین چھیڑتے تھے، کہ ان سے پہلے فارسی کا کوئی ترانہ خوان صوفی نظر نہین آتا الا یہ کہ بایزید بسطامی کی طرف چند مشکوک رباعیان منسوب ہین جنکی حقیقت ظاہر کیجا چکی ہے،

اسی زمانہ مین شیخ کا معاصر **باباطاہر** ہمدانی المتوفی ۴۱۰ھ (یا بقول براؤن بقیاس روایت راحۃ الصدور بعد ۴۴۷ھ) ہے، یہ نُصیری فرقہ کا درویش تھا، رے کی دہقانی بولی مین یہ رباعیان کہا کرتا تھا، اسکی رباعیون کا مجموعہ موجود ہے، اور چھپ بھی گیا ہے، یہ پہلا مستقل مجموعہ رباعیات کا ہے، جو اسوقت ہمارے سامنے موجود ہے،

اس کی دو رباعیان یہ ہین:-

دلے دارم کہ بہبودش نمی بو ۔ نصیحت می کرم سودش نمی بو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بباد ش می دہم نش ببیرہ باد — بر آ ذری نہم دو دش نمی بو

نسیمے کز بن آن کا کل آید — مرا خوش تر ز بوی سنبل آید

چو شو گیرم خیالت را در آغوش — سحر از بسترم بوے گل آید

اس کے بعد سلطان **ابو سعید ابو الخیر** صوفی المتوفی ۴۴۰ھ آتے ہین، جنکی رباعیان عشقِ حقیقی کی تیز و تند شراب سے لبریز ہین، اُن کی رُباعیون کے بھی کئی اڈیشن مشرق و مغرب مین شایع ہو چکے ہین۔

اس سلسلہ مین ایک اور قابلِ ذکر ہستی بابا **افضل الدین** فضل کاشانی (یا کاشی) کی ہے، یہ ایک فاضل و حکیم صوفی تھے، ایک بیان کے مطابق یہ سلطان محمود غزنوی المتوفی ۴۲۱ھ[1] کے معاصر تھے، اور دوسرے بیان کے مطابق یہ محقق طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے ہمعصر تھے،

---

[1] آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین لکھا ہے کہ یہ سلطان محمود غزنوی کے معاصر تھے، اور سلطان ان کو ایران سے اپنے ساتھ لایا تھا، اور وہ مدت تک غزنین مین مقیم رہکر پھر اپنے وطن مالوف کو واپس گئے، امین رازی نے ہفت اقلیم مین عوفی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایاز بابا کا شاگرد تھا، سلطان نے جب بابا کو قید کر دیا تو بابا نے سلطان کی مدح مین قصیدہ لکھکر ایاز کی وساطت سے پیش کیا اور رہائی پائی، مگر عوفی کی لباب الالباب مین یہ بیان مجھے نہین ملا، ممکن ہو کہ اسکی کسی اور تصنیف مین یہ ذکر ہو، دوسری طرف آذر نے آتشکدہ مین لکھا ہو، کہ بابا خواجہ نصیر طوسی اور ہلاکو کے معاصر تھے اور خواجہ نے تاتاریون کے برپا کرنے مین اللہ تعالیٰ کی کیا مصلحت ہو، اس سوال کو ایک رباعی مین نظم کرکے باباکے پاس بھیجا تھا، اور بابا نے اس کا جواب دیا تھا، مگر خواجہ کی جس رباعی کا حوالہ دیا گیا ہو، وہ خیام کے ملوکات مین ہو، ہدآیت نے مجمع الفصحا مین نہ صرف یہی لکھا ہے کہ یہ خواجہ نصیر کے معاصر تھے، بلکہ یہ بھی افواہ نقل کی ہو کہ وہ خواجہ نصیر کے خالو تھے، اور داآر داغستانی نے نقل کیا ہو کہ خواجہ نصیر بابا کے ہمشیر زادہ تھے،

بہر حال ان دو مختلف تصریحون کے مطابق ان دونون زمانون مین ڈھائی سو برس کا فصل ہو جاتا ہے، اگر وہ بقول آزاد سلطان محمود کے معاصر تھے، تو چوتھی صدی کے اواخر اور پانچوین صدی کے اوائل مین تھے، اگر بقول آذر و ہدایت خواجہ نصیر طوسی کے معاصر تھے، تو ساتوین صدی ہجری کے اواسط مین ان کو ماننا پڑے گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باباکی رباعیات کا انتخاب سب سے زیادہ والہ داغستانی نے کیا ہے، چنانچہ پانچ صفحون مین انکی رُباعیان نقل کی ہین، ہمارے مجموعۂ منتخبات مین بھی انکی بہت سی رُباعیان ہین، یہ تمامتر اسرارِ تصوّف اور رموزِ حقیقت کے بیان مین ہین،

ان کے کلام مین بھی خیام کے رباعیات کا التباس موجود ہے،

۴۲۹ھ مین نیشاپور کے مطلع سے سلجوقی دور کا آفتاب طلوع ہوتا ہے، سلجوقیون کا زمانہ صنفِ سخن کے اوجِ شباب کا زمانہ ہے، اس عہد مین رُباعی گوئی سلاطین، وزرار، امرار، علما، حکما، اور عام شعرار کا دلچسپ مشغلہ ہوجاتا ہے، اسی مین سوال وجواب ہوتے ہین، حسن وعشق کی روداد بیان کیجاتی ہے، مناظرِ قدرت کی تصویرین کھینچی جاتی ہین، اور بادہ و ساغر کی نئی نئی تشبیہون کے مرقعے تیار کئے جاتے ہین، اس عہد مین ہر قسم کی عشقیہ، خمریہ، حکیمانہ اور صوفیانہ رُباعیات کے دفتر کے دفتر ملتے ہین، یہی زمانہ خیام کی رباعیون کا ہے،

اس زمانہ کے مشہور رُباعی گویون مین سلجوقی دربار کے کاتب و ادیب و شاعر و ندیم علی بن حسن **باخرزی** کا نام ہے، جو یتیمۃ الدہر اور جریدۃ العصر کے ذیل دُمیۃ القصر کا مصنف ہے جو اس عہد کے عربی شعرار کا تذکرہ ہے، ۴۶۷ھ مین اپنے ایک محبوب غلام یا حریف دوست کے ہاتھ سے[1] مارا گیا، یہ عربی وفارسی دونون زبانون کا ادیب وشاعر تھا، عربی دیوان کیساتھ فارسی

---

[1] عوفی مین اس کا سالِ وفات ۴۶۲ھ لکھا ہے، مگر ابن خلکان مین ۴۶۷ھ ہے، عوفی نے اسکی کنیت ابوالقاسم بتائی ہے، اور ابن خلکان مین ابوالحسن ہے، میرے خیال مین عوفی کا بیان صحیح ہے کہ خود باخرزی نے اپنی کتاب کے آخر مین اپنے معاصرین کی جو تقریظین شامل کی ہین، ان مین سے ایک مین اسکو ابوالقاسم کہکر خطاب کیا گیا ہے، (دمیۃ القصر، ص ۳۱۲، حلب،)
سیف الدین باخرزی دوسرے ہین، جو صوفی شاعر تھے، اور نجم الدین کبری کے مرید تھے، ۶۵۸ھ مین وفات پائی، یہ بھی رُباعی کہتے تھے، اور ان کی بھی بعض رُباعیان خیام کی رُباعیون کے ساتھ مخلوط ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوان بھی یادگار چھوڑا، عوفی نے لباب الالباب مین اس کے تذکرہ مین (جلد اول ص ۷۰) لکھا ہے کہ اُس نے اپنے فارسی رُباعیات کا ایک مجموعہ بھی ترتیب دیا تھا جس کا نام طرب نامہ رکھا تھا، اور جو حروف معجم کی ترتیب پر مرتب ہے"، عوفی نے اس کا ایک نسخہ بخارا کے کتبخانہ سرندیپ مین دیکھا تھا باخرزی ایک بادہ پرست، سرخوش، امیرون اور بادشاہون کی مجلس انس کا ندیم مصاحب تھا، اور خود اپنی کتاب مین اُس نے اپنے جرم کا ہلکا سا اعتراف کیا ہے، بہرحال اسی کا اثر تھا کہ اسکی رباعیان بھی تمامتر مست و سرخوش ہین، اور صرف عیش وطرب کی محفلون کے موزون ترانے ہین، عوفی نے اسکی وہ چند رباعیان نقل کی ہین، جو طرب نامہ کے مطالعہ کے بعد اس کو زبانی یاد رہ گئی تھین،

۱

پیراہن روز قیرگون شب دارد — زیر پر دو عنکری و دو کوکب دارد
بر سُرخ گل از غالیہ عقرب دارد — واز نوش دو تریاک مجرّب دارد

۲

برگردن خویش بستہ عقد گہر — واز گوش بیاویختہ حلقۂ زر
گوئی غم عشق جلوہ کرد ای دلبر — زاشک و رخ من بگردن و گوش تو در

۳

زان می خواہم کہ خرّمی راسبب است — نامش می و کیمیای شادی لقب است
سرخ است چو عناب دز آب عنب است — آبی کہ برخ بر آتش آرد عجب است

۴

خصم تو اگر باز ندارد ز تو جنگ — صد گونہ برائے تو برآمیزم رنگ
بنشینم اگر کار بنا مست و بہ ننگ — بر آتش چو کباب و بر تیغ چو زنگ

لے لباب الالباب عوفی جلد ا ص۲۰۰۔

www.KitaboSunnat.com

تیسری رُباعی خیام کے بعض مجموعوں میں بھی داخل ہے، باخرزی کا ایک دوست اور عزیز و ہمدم و ہم پیالہ محمد بن ابی نصر ہے، باخرزی نے اسکی نسبت اپنے تذکرہ میں لکھا ہے "ولہٗ رباعیات بالفارسیۃ واختراعات فیہا دقیقۃ" فارسی کی رُباعیاں نقل نہیں کی ہیں، مگر عربی اشعار نقل کئے ہیں، جو تمامتر سوز و ساز اور رنگ و مستی ہیں[1]،

عوفی نے لباب الالباب کی پہلی جلد میں سلاطین غزنویہ، اور امرائے چغانیہ (جو غزنویہ کے زیر اثر تھے) اور امرائے جرجان کی بہت سی رُباعیاں (باب اول در لطائف اشعار ملوک کبار) نقل کی ہیں، مگر یہ زیادہ تر ہنگامی واقعات کے ذکر و بیان میں تفریحی حیثیت رکھتی ہیں، البتہ ان میں سے ایک شخص خاص ذکر کے قابل ہے، اور وہ شمس المعالی قابوس کا پوتا عنصر المعالی کیکاؤس ہے، جو ۴۷۵ھ میں حکیم خیام کا معاصر تھا، یہ ایک سخن سنج و سخن فہم امیر تھا، اُس کے اشعار تذکروں میں مذکور ہیں، مجمع الفصحاء میں اسکی دس اخلاقی اور عشقیہ رباعیاں لکھی ہیں، اور اُس نے خود بھی اپنی کتاب قابوس نامہ میں جابجا اپنی بہت سی رباعیاں درج کی ہیں، جنکو اگر جمع کیا جائے تو چند صفحے ہو جائیں مگر یہ زیادہ تر عشقیہ ہیں، مثلاً

ہر آدمی کہ حی و ناطق باشد — باید کہ چو عذرا و چو وامق باشد
مردم نبود ہر کہ نہ عاشق باشد — ہر کو نہ چنین بود منافق باشد

عہدِ سلجوقی کے حکماء اور صوفیہ میں تین نام خاص قابلِ ذکر ہیں، ان میں پہلا نام شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری کا ہے، جن کی ۳۹۶ھ میں ولادت اور ۴۸۱ھ میں وفات ہوئی[2]،

---

[1] دمیۃ القصر ص ۲۶۵، حلب [2] ابن اثیر واقعات ۴۸۱ھ و تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد ثالث ص ۳۲۵، وفات ۳۴۹، حیدرآباد، و طبقات الحنابلہ ابن رجب حنبلی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس عہد کے مشہور رباعی گو صوفی ہیں، یہ مذہبًا حنبلی اور مشربًا صوفی تھے، عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، جو زیادہ تر عجز و تقصیر طلب مغفرت، نصیحت و موعظت اور مناجاتوں پر مشتمل ہیں، ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور ابن رجب حنبلی نے طبقات الحنابلہ میں ان کا مفصل ذکر کیا ہے، منازل السائرین تصوف میں انکی مشہور کتاب ہے، فارسی میں اُن کی مناجاتیں بہت دلکش ہیں، اسی سلسلہ میں اُن کی رباعیاں بھی ہیں، جنکا نمونہ یہ ہے، دوسری رباعی مجموعۂ منتخبات دار المصنفین میں اور بقیہ تین مجمع الفصحا میں ہیں،

عیب است بزرگ برکشیدن خودرا | وز جملۂ خلق برگزیدن خودرا
از مردمک دیدہ بباید آموخت | دیدن ہمہ کس را و ندیدن خودرا

۱

عودم چو نبود، چوب بید آوردم | روی سیہ و موی سپید آوردم
تو خود گفتی کہ ناامیدی کفر است | فرمان تو بردم و امید آوردم

۲

شرط است کہ چون مرد رہ درد شوی | خاکی تر و ناچیز تر از گرد شوی
ہر کو ز مراد گم شود مرد شود، | بفگن الف مراد تا مرد شوی

۳

دی آدم و دنیا مدار ز من کارے | وامروز ز من گرم نشد بازارے
فردا بردم بے خبر از اسرارے | ناآمدہ بہ بود ازین بسیارے

۴

خیام اور عبد اللہ انصاری کی بعض رباعیاں بھی باہم مختلط ہیں، دوسری رباعی کو احمد علی سندیلوی نے مجمع الغرائب (۱۰۱۸ھ) میں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے نام سے لکھا ہے،

اُنکے بعد دوسری قابل ذکر ہستی امام محمد غزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی اور تیسری اُن کے بھائی امام احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزالی المتوفی ۵۲۰ھ کی ہے، امام محمد غزالی کا ایک قطعہ اور تین رباعیان مجمع الفصحا مین ہین، رباعیان حسب ذیل ہین،

۱
کس را پس پردۂ قضا راہ نشد — وز سرِ قدر ہیچ کس آگاہ نشد
ہر کس ز سرِ قیاس چیزے گفتند — معلوم نگشت و قصہ کوتاہ نشد

۲
ما جامہ نمازی بسر خم کردیم — وز آب خرابات تیمم کردیم
شاید کہ درین میکدہا دریابیم — آن یار کہ در صومعہ ہا گم کردیم

۳
خاک درِ کس مشو کہ گردت خوانم — گر خود ہمہ آتشی کہ سردت خوانم
تا تشنہ تری بخلق محتاج تری — سیراز ہمہ شو تا سر مردت خوانم

پہلی اور دوسری رباعیان خیام کے بعض نسخون مین بھی ہین، (دیکھو مطبوعات بمبئی) امام احمد غزالی صوفی صافی تھے، مجمع الفصحا مین اُن کی تین صوفیانہ رباعیان ہین، یہ تمام اشخاص خیام کے معاصرین تھے،

اسی عہد کے ایک اور صوفی شاعر ہین، جنکا نام اس سلسلہ مین اب تک نہین لیا گیا ہے، اور وہ شیخ احمد بدیلی[1] سبزواری ہین، جو ۵۸۲ھ مین سلطان تکش خوارزم شاہ کے عہد مین موجود تھے، مصنفِ جہان کشا نے ان کا ذکر ان لفظون مین کیا ہے:-

"چون کار اہل سبزوار باضطرار رسید و ملجا و مہربے نبود در شیخ احمد بدیلی کہ از ابدال زمانہ بود و در علوم دینی و حقیقی یگانہ .... و اورا در حقائق اشعار است از غزل و رباعیات و رسائل"

[1] مستوفی نے تاریخ گزیدہ مین مشائخ کے سلسلہ مین انکا مختصر ذکر کیا ہے (ص ۷۸۴ گب) اور انکا نام احمد بن بدیل سبزواری بتایا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری فقرہ جہان کشا کے دوسرے نسخہ مین جو مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر ہے، حسب ذیل ہی،

"واورادر حقائق اشعار ورباعیات ورسائل بسیاراست"

اس کے بعد یہ ہے،

"واین رُباعی اوراست"

ای جان اگر از غبار تن پاک شوی | تو روحِ مقدّسی بر افلاک شوی
عرش است نشیمنِ تو، شرمت بادا | کائی و مقیم خطۂ خاک شوی

مگر یہ رُباعی بتغیر خیام کے نسخون مین بھی موجود ہے،

اس صدی کے آخری قابل ذکر بزرگ شیخ فریدالدین عطار (المتوفی ۶۲۷ھ) ہین، قصائد اور مثنویون کے علاوہ رباعیان بھی بہت کہی ہین، جنکے مجموعہ کا نام مختار نامہ ہے، اس کے بعض دیباچون مین ہے کہ شیخ نے دس ہزار رباعیان کہی تھین، جنمین سے پانچہزار انتخاب کی ہین، اور پھر اُن کا بھی انتخاب کرکے یہ مختار نامہ لکھا، شیخ نے اسکا ذکر اپنی مثنوی خسرو نامہ مین اسطرح کیا ہے،

بخاطر داشت از تصنیف داعی | ہمہ مختار نامہ از رُباعی

بہرحال عطار کی رُباعیان بکثرت موجود ہین، اور مختار نامہ کلیات کے ضمن مین چھپا بھی ہی، یہ رباعیان زیادہ تر وحدۃ الوجود، عشق حقیقی، اور دوسرے صوفیانہ مسائل پر ہین، انمین کچھ رباعیان عطار اور خیام کے درمیان مابہ النزاع ہین،

حکماء اور صوفیہ نے رباعی کو کیون اختیار کیا، | ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکماء اور صوفیہ نے تمام اصنافِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن مین رباعی کو کیون اپنے لیے مخصوص کیا؟ اس کا جواب جہانتک مجھے معلوم ہے، ابتک نہین دیا گیا ہے، مین نے جہانتک چھان بین کی حسب ذیل نتائج سامنے آئے،

۱۔ اس وقت تک شاعری کے جو اصناف رواج پذیر تھے، وہ قصیدہ، مثنوی اور قطعہ تھے قصیدہ مین تیس چالیس بلکہ اُن سے بھی زیادہ شعر ہوتے تھے، اور وہ عموماً مدح وہجو مین کام آتا تھا، ابتدا شروع مین تشبیب ہوتی تھی، جسمین حسن وعشق کی روداد، یا مناظر قدرت بیان کئے جاتے تھے، مثنوی رزم وبزم کے مسلسل واقعات وحکایات کیلئے مخصوص تھی، قطعہ مین مختصر واقعات نظم ہوتے تھے، گو ابتداءً فلسفہ کے خیالات قصیدون، قطعون اور مثنویون مین بھی ادا کئے گئے، سب سے پہلے فلسفی شاعر حکیم ناصر خسرو المتوفی تقریباً ۴۸۱ھ نے ہرقسم کے فلسفیانہ خیالات قصیدون ہی مین ادا کئے ہین، تاہم حکمت وتصوف کے اچھوتے خیالات ایک نئی صنف سخن کے طالب تھے، تاکہ حسن و عشق کی روداد اور مدح وذم کی حکایات سے تصوف وحکمت کے حقائق ظاہری وباطنی ہر طرز سے علیحدہ ہو جائین،

۲۔ حکماء اور صوفیہ پیشہ ور شاعر نہ تھے، اُن کے شب وروز کے مشاغل کچھ اور تھے، شاعری انکا پیشہ نہ تھا، اس لیے ان کے ذہنی خیالات کی تحریر وترتیب کے لیے قصائد ومثنوی کے طویل الاشعار اصناف سخن کارآمد نہین ہوسکتے تھے، نہ اُن کے پاس تعلیم وتصنیف ومطالعہ یا ذکر وفکر عبادت سے اتنا وقت نکل سکتا تھا، کہ وہ قصیدہ یا مثنوی تصنیف کرنے بیٹھتے، کبھی سانس لینے کے لیے وہ کچھ کہہ لیتے تھے، اور اتنی تھوڑی دیر مین چار مصرعے کہکر الگ ہو جاتے تھے، اور پھر اپنے مشاغل مین لگ جاتے تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قصیدہ اور مثنوی مین مسلسل واقعات نظم ہوتے ہین، اور غزل بحیثیت ایک مستقل صنفِ سخن کے اب تک پیدا نہین ہوئی تھی، جسمین معنی کے لحاظ سے ہر شعر بجائے خود مستقل ہوتا ہے، کمال اسماعیل المتوفی ۶۳۵ھ نے اس طرز کا آغاز کیا، اور شیخ سعدی المتوفی ۶۹۱ھ نے اس کو کمال کو پہنچایا، اس لیے فلسفہ و حکمت کے مختصر متفرق خیالات کے لیے رُباعی کے سوا کوئی چیز اس وقت موجود نہ تھی،

۴۔ فارسی مین اسلام کے بعد موسیقی کا رواج سامانی دربارون مین شروع ہو چکا تھا، مگر یہ معلوم نہین کہ فارسی مین گایا کیا جاتا تھا، قصیدہ اور مثنوی گانے کی چیز نہ تھی، غزل پیدا نہین ہوئی تھی، البتہ چھوٹی بحرون کے مختصر قصیدے جنکو متاخرین کی اصطلاح مین غزل کہدیجئے، گائے جا سکتے تھے جس طرح کہ رودکی نے اپنی یہ نظم "بوی جوی مولیان آید ہمی" جسمین سات شعر ہین امیر نصر سامانی کے سامنے گائی تھی، مگر ایسی نظمین کم ہوتی تھین، میرا خیال ہے کہ غنا و موسیقی کے کام مین اس وقت اکثر یہی رباعی آتی تھی، صوفیہ جو سماع کے شائق تھے انکے لیے اسی سبب سے رباعی موزون تھی، غالباً یہی وجہ ہے کہ شروع شروع مین رُباعی کو ترانہ (راگ) کہتے تھے محمد بن قیس رازی (موجود ۶۱۴ھ) مصنف معجم فی معاییر اشعار العجم کی حسب ذیل عبارت سے یہ بات مترشح ہوتی ہے،

دیگر آن کہ متشدد منشی و بادی و بانی آن وزن کودکے بود نیک موزون و دلبر جوانی سخت تازہ تر آن را ترانہ نام نہاد، و مایۂ فتنۂ بزرگ راستر بجهان درداد، و ہمانا طالع ابداع این وزن برج میزان بودہ است .... کہ خاص و عام مفتون این نوع شدہ اند، عالم و عامی مشغوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این شعر گشته، زاہد و فاسق را در آن نصیب، صالح و طالح را بدان رغبت، گر مطبعانی کہ نظم از نثر نشناسند و از وزن و ضرب خبر ندارند، بہانۂ ترانہ در رقص آیند، مردہ دلانی کہ میان لحن موسیقار و نہیق حمار فرق نکنند، و از لذت بانگ چنگ بہزار فرسنگ دور باشند، بر دو بیتی جان بدہند، بسا دختر خانہ کہ بر ہوس ترانہ در و دیوار خانۂ عصمت خود درہم شکست، بسا ستی (خاتون) کہ بر عشق دو بیتی تار و پود پیراہن عفت خویش برہم گسست، و بحقیقت ہیچ وزن از اوزان مبتدع و اشعار مخترع کہ بعد از خلیل احداث کردہ اند بدل نزدیک تر، و در طبع آویزندہ تر ازین نیست، و بحکم آنکہ ارباب صناعت موسیقی برین وزن الحان شریف ساختہ اند، و طرق لطیف تالیف کردہ، و عادت چنان رفتہ است کہ ہر چہ ازان جنس ابیات تازی سازند آنرا قول خوانند و ہر چہ بر مقطعات پارسی باشد آنرا غزل خوانند، اہل دانش ملحونات این وزن را ترانہ نام کردند، (ص ۸۹ و ۹۰)

سلطان محمود غزنوی (۳۹۱ تا ۴۲۱ھ) کی مجلس نشاط میں ایاز کی زلفوں کے کٹنے اور سلطان کے مغموم ہونے اور عنصری کے فی البدیہہ رُباعی پڑھنے کی داستان نظامی عروضی نے چہار مقالہ (۵۵۰ھ) میں بیان کی ہے، سلطان نے اس رُباعی کو پسند کیا، اور عنصری کا منہ موتیوں سے بھر دیا، اس وقت مجلس نشاط پھر مرتب ہوئی، اور موسیقی نوازوں نے عنصری کی اسی رُباعی کو گانا شروع کیا،

کے عیب سر زلف بت از کاستن است | چہ جائے بغم نشستن و کاستن است
جای طرب و نشاط و می خواستن است | کا راستن سرو ز پیراستن است

سلطان یمین الدولہ محمود را این دو بیتی بغایت خوش افتاد، بفرمود تا جواہر بیاوردند و سہ بار دہانش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

او (عنصری) پر جواہر کردند و مطربان را پیش خواست و آن روز تا بشب بدین دو بیتی شراب خوردند[1]

۵۸۶ھ مین سلطان تکش خوارزم شاہ کے دربار مین مصنفِ جہان کشا کے پردادانے سلطان کی مدح مین ایک رباعی پڑھی، کہتا ہے، "جدّ پدرم این رباعی بداہتہ بگفت"

لطفت شرفِ گوہر مکنون ببرد جود کفِ تو رونق جیحون بہ برد
حکم تو بیک لحظہ اگر رائے کنی سودائے محال از سر گردون ببرد

سلطان برین ترانہ تا شبانہ شراب نوشید[2]

سلطان شاہ خوارزمشاہ (۵۵۸ھ-۵۸۹ھ) سلطان غیاث الدین غوری (۵۵۸ھ-۵۹۹ھ) کے پاس شیر سرخس کے دہانہ تک فوج لے کر آیا، اور وہان سے ایک قاصد سلطان کے دربار مین بھیجا، سلطان نے اُس قاصد کے لیے جشن ترتیب دیا، اور شراب کا دور چلا تاکہ قاصد مستی کے عالم مین اپنے دل کے اصل راز کو آشکارا کر دے، یہ تدبیر کارگر ہوئی، اور قاصد نے مطرب سے فرمائش کی کہ وہ یہ رُباعی گائے،

آن شیر کہ باش او دہانہ است مقیم شیرانِ جہان از و ہراس اند عظیم
اے شیر تو از دہانہ دندان بنمائے کین ہا ہمہ در دہانِ شیر ند ز بیم

"چون رسول این بیت باز خواست و مطرب در نوا آورد و بگردد (بربط) بزد

سلطان کا رنگ متغیر ہوگیا، دربار کے ایک فاضل نے برجستہ اُس کے جواب مین

---

[1] چہار مقالہ عروضی سمرقندی ص۴۵ گب [2] تاریخ جہانکشا علاء الدین عطا ملک جوینی جلد اول صفحہ ۲۸ مطبوعہ بریل، لائیڈن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک رباعی کہکر مطرب سے اُس کے گانے کی فرمائش کی،

آن روز کہ مارایت کین افزایم | واز دشمن مملکت جہان پردازیم
شیرے زدہانہ گر نماید دندان | دندانش بگرز در دہان اندازیم

اس کو سنکر سلطان کا تکدّر جاتا رہا، اور شاعر کو انعام سے سرفراز کیا[1]،

یہ دربارِ سلطانی کی مثالیں ہیں، صوفیون کی خانقاہون مین رباعی کا نغمہ اس سے بھی زیادہ پہلے سنائی دیتا ہے، نشوار المحاضرہ واخبار المذاکرہ جو قاضی ابو علی محسن تنوخی المتوفی ۳۸۴ھ کی تصنیف ہے، اسمین ایک واقعہ کے ضمن مین ہے،

حضرنی ابو احمد عبد اللہ | ابو احمد عبد اللہ بن عمر حارثی میرے پاس
ابن عمر الحارثی وعندی | آئے، اور اُس وقت ایک صوفی میرے
صوفی یترنم بشیٔ من الرباعیات | پاس بیٹھا ہوا کچھ رباعیان گا رہا تھا،

یہ واقعہ ظاہر ہے، کہ مصنف کے سالِ وفات ۳۸۴ھ سے پہلے کا ہے، اس سے اندازہ ہو گا کہ خیام بلکہ سلطان ابو سعید ابو الخیر سے بھی پہلے صوفی اور رباعی مین مناسبت پیدا ہو گئی تھی، اور صوفیون کی مجلس مین، یہ سماع و ترنم کے کام مین آتی تھی، محمد بن علی راوندی جس نے اپنی تاریخِ سلجوقیہ راحۃ الصدور ۵۹۹ھ مین لکھی ہے، امام غزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مجلسِ سماع کا ایک واقعہ ان لفظون مین لکھا ہے :-

وقتے در سماعے کہ فتوحِ روح وآسایشِ عاشقان مجروح بود صوفیان را صفا دے)، درو(ن) فغا برشد

---

[1] طبقات ناصری، صـ۳، کلکتہ، [2] نشوار المحاضرہ جلد اول صـ۵۵، مصر، مرگولیتھ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عارفان را حالت آمدہ مطربے بلحنے خوش و آوازے دلکش بر نوائے نے، نہ برآوائے نائے، این ترانہ بساختہ بود واین بیت درانداختہ، بیت:-

دارم سخنان تازہ و زرِ کہن | اخضر بکف آر ست بزریا بسخن،

امام غزالیؒ حاضر بود از سر وجدے گفت، زر را چہ محل، سخن، سخن، سخن،

کتاب مذکور مین رُباعی کا دوسرا شعر مذکور نہین،

خود خیام کی رباعیات خیام کے بعد ہی چھٹی صدی مین صوفیون کے حال وقال کی مجلسون مین پڑھی جاتی تھین، اخبار الحکما رقفطی مین ہے[۲]:-

وقد وقف متاخرو الصوفیة | اور پچھلے صوفیون نے اس کے اشعار کے کسی
علیٰ شئی من ظواھر شعرہ فنقلوھا | قدر ظاہری مطالب پر اطلاع پائی، تو انکو
الیٰ طریقتھم وتحاضروا بھا | اپنے مشرب مین ڈھال لیا، اور اپنی مجلسون
فی مجالسھم وخلوتھم، | اور خلوتون مین انکو پڑھکر ایک دوسرے کو سنایا

۵- رباعی کے وزن کو موسیقی کی لے سے کوئی خاص مناسبت تھی، اسکا ایک اور ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے، کہ ابو دلف عجلی اور رودکی جنکی طرف رباعی کی ایجاد کی نسبت کیجاتی ہے، موسیقی کے مشہور استاد تھے، رودکی وہی ہے، جس نے "بوی جوی مولیان آید ہمی" گا کر امیر سامانی کو بے اختیار بخارا کے سفر پر آمادہ کر دیا تھا[۳]، اور ابو دلف عجلی کی نسبت ابن ندیم مین ہے

[۱] راحۃ الصدور راوندی ص ۷۴ (گب)، [۲] اخبار العلماء باخبار الحکماء جمال الدین قفطی تذکرہ خیام [۳] تذکرہ دولت شاہ سمرقندی احوال رودکی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ موسیقی کا ماہر تھا[1]،

۶۔ رباعی کا ایک نام قول تھا، اور غالباً اسی سے مشتق کر کے صوفیون مین "قوّال" کے معنی گویّے کے ہین، کیونکہ غالباً اس کے ابتدائی معنی "قول" (رباعی) گانے والے کے ہونگے، بعد کو ہر صوفیانہ مطرب کو "قوال" کہنے لگے،

۷۔ قابوس نامہ (تالیف ۴۷۵ھ) مین ترانہ کے متعلق ایک ایسا اہم فقرہ ہے، جس سے رباعی کے متعلق تمام متفرق اقوال ایک نظم مین منسلک ہوجاتے ہین، یہ معلوم ہوچکا ہے کہ رباعی کو اہل موسیقی کی اصطلاح مین "ترانہ" کہتے تھے، اس کے بعد قابوس نامہ کا مصنف عنصر المعالی امیر کیکاؤس موسیقی (آیین خنیاگری) کے سلسلہ مین، بوڑھون کے دلپسند لحن، پھر جوانون کے پسندیدہ راگ کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ اب بچون، عورتون، اور لطیف مزاج مردون کا مقبول راگ رہگیا، تو ان کے لیے بھی ایک خاص راگ وجود مین آیا ہے،

"پس کودکان وزنان ومردمان لطیف طبع برخی بے بہرہ ماندند کہ ترانہ گفتن پدیدار آمد این ترانہ را ہم نصیب آن قوم کردند، تا ایشان ہم نیز راحت ولذت یابند، از انکہ اندروزنہا ہیچ وزنے لطیف از وزن ترانہ نیست" (ص۱۲۶ طبع بمبئی)

رُباعی کی حقیقت کے متعلق اس قدیم ترین حوالہ سے حسب ذیل امور ثبوت کو پہنچتے ہین

۱۔ ترانہ کا وزن، فارسی موسیقی کے دوسرے اوزان سرود کے بہ نسبت نیا اور نو پیدا ہے،

۲۔ یہ اوّل اوّل بچون، اور عورتون اور نازک مزاج مردون کے لیے تھا، اس سے ایجاد

[1] الفہرست ابن ندیم ص۱۶۶ مطبوعہ مصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رباعی والی حکایت کی اتنی اصلیت کا پتہ چلتا ہے کہ شعرا نے اسکو کسی بچہ کی زبان سے سنکر پسند کیا، اور اس لحن پر شعر موزون کئے،

۳۔ اس لحن کو ایسی مقبولیت ہوئی، کہ بچون اور عورتون اور لطیف الطبع مردون کی محفل سے نکل کر خشک مزاج فلسفیون اور صوفیون کے حلقون تک پہنچ گیا،

۴۔ کیون؟ اس لیے کہ اس سے بڑھکر لطیف کوئی دوسرا وزن فارسی مین نہ تھا،

"از انکہ اندر وزنہا ہیچ وزنے لطیف تر از وزنِ ترانہ نیست"

ان بیانات سے یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ ترانہ اصل مین ایران مین، بچون اور عورتون اور دوسرے لطافت پسند مردون کے لیے گانے کا ایک پرانا لحن و وزن تھا، مگر تیسری صدی ہجری کے خاتمہ مین وہ شعرا کی پسندیدگی کی بدولت شاعری کے اصناف سخن مین داخل ہو گیا، اور گانے کی وجہ سے وہ پہلے صوفیہ کے حلقۂ سماع مین آیا، پھر فلاسفہ کے حلقۂ درس و فکر مین،

۵۔ یہ وزن موسیقیت کے لیے دلچسپ اور دلپذیر تھا، اور یہی اسکی مقبولیت کا راز ہے،

رباعی گو خیام

غرض خیام کے زمانہ تک جو رباعی گو شعرا پیدا ہوے تھے، وہ تین قسم کے تھے یا تو عام شعرا تھے، جنھون نے رباعی کو ہنگامی واقعات معذرت، شکایت، تہنیت وغیرہ مین استعمال کیا، اور دوسرے غیر پیشہ ور شاعر تھے، جیسے بعض سلاطین و امرا، انھون نے

---

[1] اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ مین ۸۲۳ نمبر پر رشید الدین وطواط (المتوفی ۵۷۳ھ) کی طرف منسوب عروض کا ایک منظوم فارسی رسالہ ہے جسکا نام اقسام البحور (اقسام البحور) لکھا ہے، اس مین ایک ایک دو دو شعرون مین ہر بحر کو بیان کیا ہے، اسمین بحر ہزج کی نسبت جو رباعی کا وزن ہے حسب ذیل دو شعر ہین،

در بحر ہزج زحاف بسیار آید　　این وزن بہر بدیہہ در کار آید
مفعول مفاعلن فعولن فعلن　　تقطیع کنی ہمہ پدیدار آید

(صفحۂ آیندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفریح طبع کے طور پر اگر کبھی رُباعی کہی تو اس کو فخریہ، خمریہ، اور اس قسم کے خاص مضامین کے لیے مخصوص کیا، تیسری جماعت صوفیہ کی تھی جس نے اس مجاز سے حقیقت کے اظہار کا کام لیا، خیام سے پہلے کسی حکیم نے رُباعی کو اپنی تعلیم حکمت کا ذریعہ نہین بنایا تھا، فارابی اور ابو علی سینا کی طرف جو رُباعیان منسوب ملتی ہین اگر وہ ثابت بھی ہون، تو چند سے زیادہ ان کی مثالین نہین ملتین، وہ خیام ہی ہے جس نے باقاعدہ اس سے فلسفہ و حکمت کے بیان کا کام لیا، اور اس کے بعد اس کے طبقہ نے اسکی تقلید کی، میرے نظریہ کے مطابق رُباعی پہلے اہل سرود کے یہان آئی، ان کے یہان سے صوفیہ کی مجلس سماع مین، اور وہان سے حکمار کے حلقۂ درس مین، اور خیام پہلا حکیم شاعر ہے جس کی رُباعیون کی قدر ہوئی، اور وہ اسکی شہرت کا ذریعہ ہوئین،

البتہ عربی زبان مین خیام سے کچھ ہی پہلے ابو العلار معری کا زمانہ گذرا ہے، اس نے ۴۴۹ھ مین وفات پائی ہے، اس نے عربی مین بہت سے حکیمانہ و فلسفیانہ قطعات لکھے ہین، جو لزومیات کہلاتے ہین، اسکا پورا امکان ہے کہ ابو العلار معری کی شاعری نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا ہو، مگر ان دونون مین عظیم الشان فرق یہ ہے کہ ابو العلار، یہودیت، عیسائیت اور اسلام علحدہ علحدہ سب کا ذکر کرتا ہے، اور ان پر رائے دیتا ہے، مگر خیام کے ہان کفر اور دین کے سوا کوئی تیسرا لفظ نہین ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ خیام شراب کی حقیقی یا مجازی مستی کے بغیر ایک مصرع بھی نہین کہہ سکتا، اور ابو العلار شراب کا سخت تر دشمن اور مخالف ہے،

(حاشیہ صفحۂ گذشتہ) اس سے معلوم ہوتا ہو کہ رباعی کا اصل استعمال بدیہہ گوئی کے موقع پر تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور تیسرا فرق یہ ہے کہ ابو العلا کہتا ہے کہ دنیا فانی ہے اسلیے یہاں کے عیش و آرام سے بھی فائدہ اٹھانا بیکار ہے،
خیام کہتا ہے کہ چونکہ دنیا فانی ہے اس لیے اس سے جتنا فائدہ اٹھانا ہو، جلد اٹھا لو،

رُباعیات خیام کے قدیم حوالے، خیام کے فارسی رُباعیات کا سب سے قدیم حوالہ ہم کو اس کے معاصر عنصر المعالی کیکاؤس بن اسکندر کی کتاب قابوس نامہ میں ملا ہے، جو ۴۷۵ھ میں تالیف ہوئی ہے، اسمین عنصر المعالی "باب یازدہم اندر رسم و آداب شراب خوردن" میں کہتا ہے کہ شراب اتنی نہ پی جاے کہ آدمی بدمست ہو جائے، اس کے بعد "چنانکہ عمر خیام گفتہ" کہکر اسکی ایک رباعی[1] نقل کی ہے، قابوس نامہ کے بعد خیام کی رباعیات کا دوسرا قدیم حوالہ اسکی وفات کے ۹۲ برس بعد ۶۱۸ھ میں اس طرح ملتا ہے کہ اس سنہ میں تاتاریوں نے مرو میں جب قتل عام کیا تو سید عز الدین نسابہ نے خیام کی ایک فارسی رباعی پڑھی، تاریخ جہانکشا جوینی میں جو ۶۵۸ھ کی تالیف ہے، یہ واقعہ مذکور ہے،

"و درین حالت رباعی عمر خیام کہ حسب حال بود، برزفان (زبان) راند[2]"

اس کے بعد تیسرا بیان شیخ نجم الدین ابوبکر رازی معروف بہ "دایہ" کی کتاب مرصاد العباد میں (جو ۶۲۰ھ کی تالیف ہے) ملتا ہے،

وآن بیچارہ فلسفی و دہری و طبائعی کہ ازین ہر دو مقام محروم اند و سرگشتہ و گم گشتہ تا یکے را از فضلار کہ بنزد ایشان بفضل و حکمت و کیاست و معرفت مشہور است وآن عمر خیام است،
از غایت حیرت و ضلالت این بیت می باید گفت (بعد ازین خیام کی دو رباعیاں ہیں)

---

[1] قابوس نامہ ص۵۸ مطبوعہ گلزار حسنی بمبئی ۱۳۲۵ھ [2] تاریخ جہانکشا علاء ملک جوینی جلد اول ص۱۲۱ گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد نزہتہ الارواح فی تاریخ الحکما، شہرزوری (الموجود ۵۸۶ھ ـ ۶۱۱ھ) کے عربی نسخہ میں ہے،

ولہ اشعار حسنۃ ملیحۃ . . . . بالعربیۃ والفارسیۃ

شہرزوری کے فارسی نسخہ میں ہے،

"اورا بعربی وفارسی شعر بسیار است ازانجملہ دو رباعی بفارسی آوردہ شد"

خیام کی فارسی رباعیات کی نسبت ہم کو سب سے پہلی تنقید فقیہ ومحدث وادیب عماد کاتب اصفہانی (۵۷۲ھ) کی زبان سے قاضی جمال الدین قفطی (۶۴۶ھ) کے حوالہ سے حسب ذیل الفاظ میں ملتی ہے،

وقد وقف متاخرو الصّوفیۃ	اور پچھلے صوفیہ نے اس کے اشعار کے ظاہری
علی شئ من ظواھر شعرہ	معنوں کو سمجھ کر ان کو اپنے مسلک کی طرف
فنقلوھا الی طریقتھم، و	منتقل کیا، اور اپنی مجلسوں اور خلوتوں
تحاضروا بھا فی مجالسھم و	میں باہم سنا سنایا، حالانکہ ان اشعار
خلوتھم، وبواطنھا حیات	کے اندرونی معنی شریعت کے لیے کاٹنے
للشریعۃ لواسع، ومجامع	والے سانپ ہیں، اور انواع فساد
للاغلال[1] جوامع	(دینی) کو جامع ہیں . . . . . .

[1] اغلال کے معنی خیانت کے ہیں، (دیکھو لسان العرب مادہ غل) میں نے اسکا حاصل ترجمہ فساد کیا ہے قفطی کی اس عبارت کو غالباً سب سے پہلے موسیو ویپکے F. WOEPCKE نے ۱۸۵۱ء میں خیام کے جبر ومقابلہ کے آخر میں شائع کیا، اور اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ حقیقی خیام سے یورپ میں سب سے پہلے وہی واقف ہوا، لیکن عبارت کے آخری ٹکڑے کو اس نے صحیح نہیں جا یا اس کا نسخہ صحیح نہ تھا اس نے پڑھا ہے وحبات للشریعۃ الواسع، ژوکو وسکی نے ۱۸۹۷ء میں روسی میں جو مضمون لکھا، اسمیں صحیح نسخہ نقل کیا، اور حاشیہ میں ویپکے کے نسخہ کا حوالہ دیدیا ہے (مظفریہ ص ۲۳۳) اور محقق براون نے اپنی تاریخ ادبیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.... وله شعر طائر تظهر خفیاته علی خوافیه. ویکدر عرق قصده کدر خافیه

اور اُسکا شعر ایسا طائر ہے جس کے چھپے معنی اُسکے پرون پر نمایاں ہین اور اُسکے معنی مقصو کے جھنڈ اُنکے چھپانے کی کوشش کرنے والے (شاعر) کے گدلا پن (فساد عقیدہ) کو اور زیادہ

اس سے اندازہ ہوگا، کہ صوفیہ کی بزم سماع مین وہ چھٹی صدی ہجری تک پہنچ چکی تھین، اور اہل نقل مین ان کے خلاف شدید ناراضی پیدا تھی،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹) فارسی (جلد دوم صفحہ ۲۵ سنہ ۱۹۰۶ء) مین بہت حد تک صحیح پڑھ کر صحیح ترجمہ کیا ہے، تاہم یہ دیکھکر تعجب ہوتا ہی کہ فرانسیسی عالم بیرن کرادی دو CARA DE VAUX نے اپنی کتاب مفکرین اسلام کی چوتھی جلد مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۲۳ صفحات ۶۳-۱۶۲، ۲، مین عمر خیام کا جو مختصر حال لکھا ہو اسمین قفطی کی اس عبارت کا نہایت غلط ترجمہ کیا ہی، رسالہ اُردو اورنگ آباد دکن (اپریل سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۲۵) مین کرادی دو کے اس مضمون کا ترجمہ شایع ہوا ہے، جسمین خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے "لیکن اس کے اشعار کے باطنی معنی وسیع شریعت کے لیے بمنزلۂ حیات اور عملی فرائض کے لیے اصول کلی کا مجموعہ ہین"، یہ ترجمہ نہ صرف غلط، بلکہ قفطی کی تمام تر تحریف بلکہ مستشرق موصوف کا بالکل گھڑا ہوا ہے، پروفیسر براؤن نے إغلال کا ترجمہ "کینہ" MALICE کیا ہے، اور شاید اسکو غِلّ (کینہ) کی جمع أغلال یا مصدر إغلال سمجھا ہے، حالانکہ یہ دونون غلط ہین، نہ غِلّ کی جمع أغلال آتی ہے، اور نہ اسکا مصدر إغلال ہے، أغلال، غُلّ کی جمع ہے، جس کے معنی طوق وزنجیر کے ہین، اور إغلال، غلول سے ہی جس کے معنی خیانت گاری کے ہین، اس لیے پروفیسر براؤن (مأسوف علیہ) کا ترجمہ "اگرچہ اسکے شعر شریعت کے اندرونی معنی شریعت کے لیے ڈسنے والے سانپ، اور کینہ سے بھرے ہوئے مجموعے ہین" کا آخری ٹکڑہ صحیح نہین، اسکے بعد عبارت مذکور کے سب آخری فقرہ کا ترجمہ بعض مستشرق مترجمین نے نظرانداز کر دیا ہے، جیساکہ براون صاحب نے کیا ہی، یا عدم فہم کی علامت استفہام بنا دی ہے، جیساکہ ژوکو وسکی نے کیا ہے، حالانکہ بات اتنی ہے کہ یہان عماد کاتب نے اپنی لفاظی اور سجع بندی کی حسب عادت نفظی نمایش کی ہے، عربی مین طائر کے لفظی معنی پرندہ کے ہین، اور اس سے مجازاً شہرت کے معنی مراد ہوتے ہین، اب جب اس نے خیام کے شعر کو طائر (پرندہ) کہا تو ایہام کے طور پر خوافی (بہپر کے نیچے کے چھوٹے پر) اور عرق (پرندون کا جھنڈ) کے الفاظ استعمال کئے ہین، مطلب یہ ہوا کہ "اس کے شعرون کے پوشیدہ معنی (خفیات) ان کے پرون (لفظون) پر ظاہر ہین، اور اس کے معنی مقصود کے جھنڈ (مجموعی معانی) ان کے چھپانے والے (یعنی شاعر خیام) کے گدلا پن (فساد عقیدہ) کو اور زیادہ گدلا کرتے ہین"

عبارت بالا کی پیچیدگی، اور لفظی ضلع جگت کا یہ گورکھ دھندا میرے اس خیال کی مزید تصدیق ہے کہ یہ عبارت قفطی کی نہین ہبلکہ عماد کاتب جیسے لفاظ انشا پرداز کی صنعت گری ہے، اس عبارت کی جو تشریح مین نے کی ہے، مجھے صحیح قلمی نسخون سے محرومی کے سبب سے اس کی صحت پر اصرار نہین، ممکن ہے کہ دوسرے اصحاب غور وفکر اس سے بہتر مطلب پیدا کر سکین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نہایت ہی غضب ناک تنقید سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی رباعیات کا بیشتر حصہ فلسفیانہ و حکیمانہ خیالات پر مشتمل تھا، شیخ نجم الدین ابوبکر رازی معروف بہ دایہ نے بھی ان رباعیات کے باعث خیام کے جو اوصاف گنائے ہین اور جن فرقون مین اسکو شامل کیا ہی وہ حسب ذیل ہین،

"فلسفی و دہری و طبائی"

اس سے بھی رباعیات کے رنگ مذاق کی شناخت ہوتی ہے،

رباعیات کے بعض قدیم نسخے،

افسوس ہے کہ خیام کے فارسی رباعیات کا کوئی قدیم مستند نسخہ اب تک نہین ملسکا ہی، جس سے اس کے رباعیات کی صحیح تعداد معلوم ہوسکے، ڈھائی سے لیکر ایک ہزار تک رباعیان اس کی طرف منسوب ہین، سب سے قدیم نسخہ جو اس وقت تک ملسکا ہے، وہ آٹھوین صدی ہجری کے بعد کا ہی، ابتک سب سے پرانا نسخہ وہ تھا جو ۸۶۵ھ مین تبریز مین لکھا گیا تھا اور جو اب بوڈلین لائبریری کی ملک ہی، اور اسی کو ایڈورڈ ہیرن ایلن نے ۱۸۹۸ء مین عکس لیکر چھاپا تھا، اس نسخہ مین کل (۱۵۸) رباعیان ہین لیکن اب خوش قسمتی سے اس سے[1] پہلے اور اس کے بعد کے متعدد نسخے ملے ہین، جن مین تین ہندوستان کے ہین، اول تو وہ قدیم ترین نسخہ ہے، جو حال مین لکھنؤ مین دستیاب ہوا ہی، یہ ۸۲۶ھ مین کرمان مین لکھا گیا ہی، اور دوسرا نسخہ لاہور مین سید محمد سلیم صاحب کے پاس ہی، یہ ۸۶۱ھ مین بغداد مین لکھا گیا ہے[2]،

---

[1] پروفیسر سید محفوظ الحق صاحب ایم اے (پریسیڈنسی کالج، کلکتہ) نے مجھے مطلع کیا ہی کہ رباعیات خیام کے جو چند نسخے اس بوڈلین نسخہ سے بھی قدیم ملے ہین وہ یہ ہین، سب سے اول وہ نسخہ ہے جو لکھنؤ مین بابو گوری پرشاد سکسینہ کے پاس ہے اسکی کتابت ۸۲۶ھ مین بمقام کرمان ہوئی ہی اور کاتب کا نام قوام بن محمد الاز ندرانی ہی، اسمین کل ۲۰۶ رباعیان ہین جنمین ۹، حاشیہ پر ہین، دوسرا پیرس کا ایک نسخہ ہی جسکی کتابت کا سال ۸۵۲ھ ہی اور تیسرا قسطنطنیہ مین ہی جسکا سال کتابت ۸۶۱ھ ہے، اور چوتھا ایک اور وہان ہی جو ۸۶۴ھ مین لکھا گیا ہی، واللہ اعلم

[2] اس نسخہ کا پورا حال پروفیسر اقبال (اورینٹل کالج لاہور) نے اورینٹل کالج میگزین کے مئی ۱۹۲۶ء کے نمبر مین لکھا ہی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مین ۲۴۳ رباعیان ہین جنمین سے ۲۳۴ رباعیان اسمین اور بوڈلین مین یکسان ہین، ۹ رباعیان بدلی ہوئی ہین' ان مین سے (۷) دوسرے مطبوعہ نسخون مین موجود ہین صرف دو نئی ہین، جو بے معنی ہین،

اب ایک اور تیسرا نسخہ ملا ہے جو ان نسخون کے تینتالیس[۴۳] اور چھیالیس[۴۶] برس بعد ۹۱۱ھ مین لکھا گیا ہے، اس نسخہ کا لکھنے والا نوین صدی ہجری کے اواخر اور دسوین صدی ہجری کے آغاز کا مشہور کاتب سلطان علی مشہدی ہے، یہ نسخہ سید نجیب اشرف صاحب ندوی کا حاصل کردہ ہے، اور اب دیسنہ لائبریری مین ہے، اس مین (۲۰۶) رباعیان ہین، اسمین اکثر وہ رباعیان موجود ہین جو بمبئی کے مطبوعہ نسخون مین ہین، اس نسخہ کی مزید خوبی یہ ہے کہ اسمین ۵ تصویرین بھی ہین جنمین رباعیون کے معنون کو مجسّم کرنے کی کوشش کیگئی ہے، اس سے واضح ہوگا کہ ایران کے خوش مذاق رباعیات خیام کو مصور کرنے کی فوقیت حاصل کر چکے ہین،

اس نسخہ کے خاتمہ کی عبارت یہ ہے،

"تمام شد رباعیات ملک الحکما شیخ عمر خیام طاب اللہ ثراہ بتاریخ سلخ شہر رجب المرجب سنۃ احدی عشر وتسعمائۃ، الہجرۃ النبویہ، کتبہ العبد المذنب سلطان علی الکاتب"

سلطان علی، لفظ سلطان کی رعایت سے "العبد" غالباً لازمی طور سے لکھا کرتا تھا، تذکرہ خوشنویسان[۱] مؤلفہ غلام محمد ہفت قلمی دہلوی مین اسکی ایک رباعی ہے جسمین ۶۳ برس کی عمر مین بھی اپنے زور قلم کا دعوی کیا ہے، اس کا چوتھا مصرع یہ ہے ع ہنوز زم کہ العبد سلطان علی، جلیبت الیسیم

[۱] مثلاً ۔ کلکتہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرآۃ العالم مین اس کا مختصر حال لکھا ہے، مرآۃ العالم مین اسکی وفات کا سال سنہ ۹۰۲ لکھا ہے مگر حبیب السیر مین ہے " وآن جناب در سنہ تسع عشر وتسعمأتہ (۹۱۹) در مشہد مقدسہ در گذشت درآن بقعۂ متبرکہ مدفون گشت" رباعیات کے اس نسخہ کی تاریخ کتابت (سنہ ۹۱۱) سے ثابت ہوتا ہے کہ مرآۃ العالم کا بیان قطعاً غلط ہے،

سلطان علی، سلطان حسین مرزا کے مشہور وزیر امیر نظام الدین علی شیر کے دربار سے تعلق رکھتا تھا، اور اس کے اشارہ سے کتابون کی نقل ونسخ پر مامور تھا[1]،

رباعیات کے بعض مشہور قلمی نسخے

رباعیات کے جس قدر نسخے اب تک دریافت ہوئے ہین، انکی تعداد کافی ہے، مگر ان منتخبات کو چھوڑ کر جنمین کسی صاحب ذوق نے خیام کے رباعیات کا انتخاب درج کیا ہے، حسب ذیل قابل ذکر ہین، جنکی تاریخ کتابت ان پر ثبت ملی ہے،

۱- مملوکۂ بابو گوری پرشاد سکسینہ لکھنو	سنہ ۲۶	۲۰۶ رباعیات
۲- نسخۂ پیرس	سنہ ۸۵۲	×
۳- نسخۂ قسطنطنیہ	سنہ ۸۶۱	×
۴- ایضاً	سنہ ۸۶۴	×
۵- بوڈلین لائبریری نمبر ۵۵۲	سنہ ۸۶۵	۱۵۸[2] ”
۶- مملوکہ سید سلیم صاحب، لاہور،	سنہ ۸۶۸	۱۴۳ ”

[1] حبیب السیر جلد سوم، ذکر مشاہیر عہد سلطان حسین میرزا، نسخۂ قلمی دار المصنفین،

[2] فریڈرک روزن کے مطبوعہ کاویانی برلن کے مقدمہ مین ص ۹ (۱۸۵) کی تعداد غلط ہے، شاید کہ ہندسے الٹ گئے ہون،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ - نسخۂ کتبخانۂ ملی پیرس نمبر ۱۴۱۷،	سنہ ۸۷۹ھ	×
۸ - مملوکۂ سید نجیب اشرف ندوی، موجودۂ الاصلاح لائبریری، دیسنہ (پٹنہ)	سنہ ۹۱۱ھ	۲۰۶ رباعیات
۹ - قومی کتب خانۂ پیرس نمبر ۳۴۹،	سنہ ۹۲۰ھ	۲۱۳ 〃
۱۰ - نسخۂ اساسی مطبع کاویانی برلن،	تخمیناً سنہ ۹۰۰ھ (؟) منقول از نسخہ سنہ ۷۲۱ھ (؟)	۳۲۹ 〃
۱۱ - 〃 نمبر ۲۳، ایف ایف ۹۲ - ۱۱۳	سنہ ۹۲۴ھ	۳۴۹ 〃
۱۲ - پٹنہ اورینٹل لائبریری	سنہ ۹۶۱ - ۶۲ھ	۶۱۳ 〃
۱۳ - کیمبرج یونیورسٹی لائبریری ۱۲۸۸ [illegible] ۱۵۵۰	قبل سنہ ۱۱۹۵ھ	۸۰۱ 〃

خیام کے رباعیات مین دوسرے شعرا کی رباعیان

ان نسخون اوران کی ان تاریخون سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے جیسے زمانہ بڑھتا جاتا ہے عموماً رباعیون کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، اور بہت سی رباعیان خیام اور دوسرے شعراء کے کلامون مین مشترک ملتی ہین، اس لئے خیام کی رباعیون کی اصلی تعداد کو دریافت کرنا سخت مشکل ہے، چنانچہ خیام کی رباعیات مین محققین نے سو سے زیادہ ایسی رباعیان نکالی ہین جو دوسرے شعرا کی رباعیون سے مخلوط ہین، اور جن کے اصلی مالک کا پتہ لگانا مشکل ہے، یہ رباعیان فارابی، ابوالحسن خرقانی، غزالی، ابوسعید ابوالخیر، ابن سینا، عبداللہ انصاری، عطار، افضل کاشی، سنائی، جلال الدین رومی، فخرالدین رازی، سیف الدین باخرزی، نجم الدین رازی، نصیرالدین طوسی، سراج الدین قمری، مجدالدین ہمگر، انوری، مغربی تبریزی، اور کمال اسمٰعیل کی رباعیون مین بھی ملتی ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنہیں سے خیام کی اصلی رباعیوں کے دریافت کرنے کے لیے مستشرقین نے مختلف راستے اختیار کیے ہیں، روسی مستشرق زوکووسکی نے ۱۸۹۷ء میں یہ طریقہ پیش کیا کہ رباعیات خیام میں سے ان رباعیوں کو الگ کر دیا جائے جو دوسرے شعراء کے ہاں پائی جاتی ہیں، چنانچہ اُنہوں نے نیکولا کے مطبوعہ پیرس نسخہ (۱۸۶۷ء) کو جسمیں ۴۶۴ رباعیاں ہیں، اس غرض کے لیے سامنے رکھا، اور اسکی رباعیوں کی اس طرح چھان بین کی، تو ان میں سے ۸۲ رباعیاں دوسرے شعراء کی طرف منسوب ملیں، جنکو اس نے اپنے مضمون کے آخر میں شائع کر دیا ہے، اور وہ اس وقت ہمارے سامنے ہیں، انگریز مستشرق ڈاکٹر راس اور فرنچ عالم کرستین زن نے (۱۹) رباعیاں اور اس قسم کی پیدا کیں، اور ان کی تعداد (۱۰۱) تک پہنچائی، پروفیسر براؤن نے لٹریری ہسٹری آف پرشیا (ذکر خیام میں) ایک دو رباعیوں کا اور اضافہ کیا، مگر یہ رباعیاں یا تو شائع نہیں ہوئیں یا میں نے نہیں دیکھیں، خود میری سرسری تلاش نے بھی اس قسم کی ۲۸ نئی رباعیاں[1] پائی ہیں، مثلاً

مطبوعۂ کاویانی بمبئی، اور دیسنہ میں خیام کی یہ رباعی ہے،

می پرسیدی کہ چیست این نقش مجاز　　گر بر گویم حقیقتش ہست دراز

نقشے است پدید آمدہ از دریای　　وآنگاہ شدہ بقعر آن دریا باز

مگر ہمارے قلمی مجموعۂ منتخبات میں یہ شیخ عطار کی رباعی ہے،

---

[1] ڈاکٹر راس، کرستین زن اور پروفیسر براؤن کی نشان دی ہوئی رباعیاں چونکہ میرے سامنے موجود نہیں کہ یا تو وہ شایع نہیں ہوئیں، یا میرے مطالعہ میں نہیں آئیں، اسلئے ممکن ہو کہ کہیں کہیں ان سے توارد ہوا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاویانی اور بوڈلین وغیرہ کے نسخوں میں یہ خیام کی رباعی ہے،

ہشدار کہ روزگار شور انگیز است ۲ ایمن منشین کہ تیغ دوران تیز است
در کام تو گر زمانہ لوزینہ نہد زنہار فرو مبر کہ زہر آمیز است

مگر دار المصنفین کے مجموعۂ منتخبات اشعار میں یہ بابا افضل الدین کاشی کی رباعیات میں داخل ہے، اسی طرح یہ رباعی دیسنہ کے قلمی نسخہ اور بمبئی کے مطبوعہ نسخوں میں خیام کے نام سے ہے،

بر چشم تو عالم ارچہ می آرایند ۳ مگرو تو بدان کہ عاقلان نگرایند
بسیار چو تو شوند و بسیار آیند بربائے نصیب خویش کت بربایند

یہ متن دیسنہ کے نسخہ کے مطابق ہے، ورنہ بمبئی کے مطبوعہ نسخوں میں وہ اس طرح ہے، جس کی تحریف ظاہر ہے،

بر چشم تو ارچہ عاشقان یکر ایند نگرای بدان کہ عاقلان نگرایند
بربائے نصیب خویش کت بربایند بسیار چو تو شدند و بسیار آیند

مجموعۂ منتخبات اشعار (دار المصنفین) میں یہ رباعی حکیم سنائی کی رباعیات میں کسی قدر تغیر کے ساتھ شامل ہے،

گر جملہ جہان بر تو می آرایند مگرای بدو کہ زیرکان نگرایند
بسیار چو تو روند و بسیار آیند بربای نصیب خویش کت بربایند

اسی طرح خیام کی یہ رباعی جو بوڈلین نسخہ کی آخری رباعی ہے، اور دوسرے نسخوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین بھی موجود ہے،

ای دل مطلب وصال معلولی چند — مشغول مشو بعشق مشغولی چند
4 پیرامن آستین درویشان گرد — باشد کہ شوی قبول مقبولی چند

ہمارے مجموعۂ منتخبات مین سیف الدین باخرزی کے نام سے لکھی ہے،

ای دل مطلب دو از معلولی چند — مشغول مشو بہرزہ مشغولی چند
پیرامن آستان درویشان گرد — تا بو (؟) کہ شوی قبول مقبولی چند

خیام کے مطبوعۂ کاویانی وبمبئی نسخون مین ایک رباعی ہے،

5 از واقعۂ ترا خبر خواہم کرد — آن را بدو حرف مختصر خواہم کرد
با عشق تو در خاک نہان خواہم شد — با مہر تو سر ز خاک بر خواہم کرد

تذکرۂ شمع انجمن (ص۲۶) مین یہ رباعی حافظ کے معاصر شاہ شجاع کے بھائی ابو یزید مظفر کی ملکیت بتائی گئی ہے،

بوڈلین نسخہ مین خیام کی ایک رباعی ستر نمبر پر یہ لکھی ہے،

6 شاہا فلکت بخسروی تعیین کرد — وز مہر تو اسپ پادشاہی زین کرد
تا در حرکت سمند زرین سم تو — بر گل ننہد پاے زمین سیمین کرد

مگر یہ شاہانہ خطاب ومداحی کا طرز حکیم خیام کے مزاج وطبیعت سے بالکل جوڑ نہین کھاتا دولت شاہ نے اپنے تذکرہ مین اس رباعی کو عمعق بخاری کے حال مین مہستی نام ایک شاعرہ کی طرف منسوب کیا ہے، جس نے سلطان سنجر سلجوقی کے سامنے یہ رباعی اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی تھی جب برف سے ساری زمین سپید ہوگئی تھی یہ رباعی دولت شاہ مین اس طرح ہے[1]

شاہا فلکت اسپ سعادت زین کرد — وز جملہ خسروان ترا تعیین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت — بر گل ننہد پای زمین سیمین کرد

بوڈلین، اور مطبوعات بمبئی مین خیام کی ایک رباعی ہے،

ای دل ز غبار جسم اگر پاک شوی — ۷ — تو روح مجرّدی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت بادا — کآئی و مقیم خطۂ خاک شوی

لیکن علاء الدین عطا ملک جوینی مصنف جہان کشا نے ایک بزرگ کا ذکر کیا ہے، جنکا نام شیخ احمد بدیلی سبزواری تھا، اور ۵۸۲ھ مین موجود تھے، ان کے نام سے اس رباعی کو لکھا ہے،

"واین رُباعی اوراست[2]"

ای جان اگر از غبار تن پاک شوی — تو روح مقدسی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت ناید — کآئی و مقیم خطۂ خاک شوی"

اور مجمع الفصحاء مین اسکو بدیعی سجاوندی معاصر سلطان سنجر سلجوقی کیطرف منسوب کیا ہے، (ج اول ص ۱۶۹) اور تاریخ گزیدہ مین اسکو امام فخر الدین رازی کے نام سے نقل کیا ہے[3]، دسینہ کاویانی اور مطبوعات بمبئی مین یہ رُباعی لکھی ہے

گر من گنہ روی زمین کردستم — ۸ — عفو تو امید است کہ گیرد دستم
گفتی کہ بروز عجز دستت گیرم — عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم

[1] تذکرہ دولت شاہ سمرقندی، ص ۶۵، گب [2] تاریخ جہان کشا جوینی جلد دوم ص ۲۵، گب، [3] ص ۹،۸،

www.KitaboSunnat.com

اس رباعی کو ژوکووسکی نے بھی آوارہ گرد رباعیوں میں پایا ہے، لیکن جامی نے نفحات میں شیخ سیف الدین باخرزی المتوفی ۶۵۸ھ کے حالات میں لکھا ہے،

"روزے بجنازۂ درویشی حاضر شد، گفتند شیخ تلقین فرمائید، پیش روی میت آمد و این رباعی فرمود"

گر من گنہ جملہ جہان کردستم ‏ ‏ لطف تو امید است کہ گیرد دستم

گفتی کہ بوقت عجز دستت گیرم ‏ ‏ عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم

شیخ باخرزی خود بھی رباعیات کہتے تھے اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ یہ شیخ نے خود تصنیف کرکے پڑھی اگرچہ جامی کے الفاظ سے تصنیف یا عدم تصنیف کی سند نہیں ملتی مگر ہمارے مجموعۂ منتخبات میں یہ سیف باخرزی ہی کے نام سے ہے،

کاویانی اور مطبوعات لمبئی میں خیام کی یہ رباعی ہے،

ماخرقۂ زہد در سر خم کردیم ‏ ۹ ‏ وز خاک خرابات تیمم کردیم

باشد کہ درین میکدہا دریابیم ‏ ‏ عمری کہ در آن مدرسہ ہا گم کردیم

نکولس اور ونیفیلڈ میں یہ رباعی اس طرح ہے،

ما جائے نمازی بلب خم کردیم ‏ ‏ خود را بمی لعل چو مردم کردیم

در کوی خرابات مگر بتوان یافت ‏ ‏ آن عمر کہ در صومعہ ہا گم کردیم

مگر مجمع الفصحا اور روضات الجنات میں جیسا کہ الغزالی میں ہے، یہ رباعی امام غزالی کی طرف منسوب ہے،

باجامہ نمازے بسر خم کردیم ‏ ‏ وز آب (خاک؟) خرابات تیمم کردیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید کہ درین میکدہ ہا دریابیم   آن یار کہ در صومعہ ہا گم کردیم

مطبوعات بمبئی مین یہ رباعی خیام کے مجموعہ مین ہے،

می خوارہ اگر غنی بود عور شود   ۱۰   وز عربدہ اش جہان پر از شور شود

در حقۂ لعل از آن زمرد ریزم   تا دیدۂ افعیِ غمم کور شود

آذر نے آتشکدہ مین یہ رباعی شاہ شجاع بادشاہِ فارس المتوفی ۷۸۶ھ کے رباعیات مین نقل کی ہے، (صٓ ۲۰ بمبئی)

اسی طرح یہ رُباعی

ہر گہ کہ درین سبزہ طربناک شویم   ۱۱   مانندۂ سبز خنگ افلاک شویم

با سبز خطان سبزہ خورم در سبزہ   زان پیش کہ زیر سبزہ در خاک شویم

بھی آتشکدہ مین شاہ شجاع کی ملکیت بتائی گئی ہے، (صٓ ۲۰)

باقی ۷ مشکوک رباعیان جو میری تحقیق مین آئی ہین، آیندہ اسباب تخلیط کی مثالون مین نقل کیجاتی ہین،

تخلیط کے اسباب | رباعیاتِ خیام مین تخلیط کے سائے سبب میرے خیال مین نہایت قوی ہین، اور ان مشکوک رباعیات پر نظر ڈالنے سے یہ اسباب پوری طرح سمجھ مین آسکتے ہین،

یہ معلوم ہوچکا ہے کہ خیام کی رباعیات صوفیون کی مجلس حال و قال مین چھٹی صدی کے اواخر مین پہنچ چلی تھین، اور اس طرح حکیم خیام، صوفی خیام کی صورت مین تبدیل ہوگیا تھا، چنانچہ آپ کو حیرت ہوگی کہ اس صوفی خیام کے حالات حکیم خیام سے بالکل ہی الگ ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف رندبادہ پرست جو مذہب اباحت کے پیرو تھے، وہ بھی خیام کے معتقد تھے، اس طرح خیام دوطرفہ کشاکش مین مبتلا ہوگیا، اور خیام کی رباعیان اس دوطرفہ کش مکش کا مجموعہ ہوگئین، صوفیون نے اس کی رباعیات مین صوفیانہ رباعیون کی آمیزش کی، اور رندون نے اباحی خیالات اور مستی و رندی کی رباعیان بڑھائین، چنانچہ ان مشکوک رباعیات مین انھین دوقسمون کی رباعیان کثرت سے ملین گی، ایک اسکو صوفی صافی یعنی مذہبی صوفی ثابت کرنا چاہتا ہے، اور دوسرا رندلاابالی، مگر درحقیقت حکیم خیام نہ یہ تھا نہ وہ، بلکہ وہ حکیم متفلسف تھا، اور اس کا تصوف اگر تھا تو حکیمانہ تصوّف تھا، مذہبی صوفیانہ نہین، خیام کی طرف یہ مذہبی صوفیانہ رُباعی منسوب ہے،

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجاست ۱۲ تاریک دلم نور و صفائے تو کجاست
مارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی این مزد بود لطف و عطائے تو کجاست

آتشکدہ (ص ۱۴۸) مین بعینہٖ یہی رباعی شیخ ابوالحسن خرقانی کے مرید ابو اسمٰعیل عبداللہ ابن ابو منصور محمد انصاری کی ملکیت بتائی گئی ہے،

اسی طرح یہ مذہبی رنگ کی صوفیانہ رباعی،

گر از پے شہوت و ہوا خواہی رفت ۱۳ از من خبرت کہ بے نوا خواہی رفت
بنگر چہ کسی و از کجا آمدۂ می دان کہ چہ میکنی کجا خواہی رفت

شیخ الاسلام انصاری کی مناجات اور منازل السائرین مین ہے،

دردا کہ دلم بہ ہیچ درمان نرسید جانم بلب آمد و بجانان نرسید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در بیخبری عمر بپایان آمد　　　افسانۂ عشق او بپایان نرسید

سراسر صوفیانہ خیال ہے، حالانکہ خیام عشق و محبت کی راہ سے خدا کو نہین ڈھونڈھتا تھا، بلکہ اشراق و حکمت کے راستے سے،

درد دل خستہ دردمندان دانند　　　نہ خوش منشان خیرہ خندان دانند

از سر قلندری تو گر محرومی　　　سرّیست درین شیوہ کہ رندان دانند

قلندری کے لفظ سے خیام واقف نہ تھا، اسکی رباعیون مین یہ لفظ کہین نہین آیا،

دوسری طرف اسکی رباعیون مین ہے:-

ایام جوانی است شراب اولی تر　　۱۴　　باخوش پسران، بادۂ ناب اولی تر

این عالم فانی چو خراب است آب　　　از بادہ درو مست و خراب اولی تر

یہ اباحت کا تردعظ بھی، اس خشک حکیم کے تخیل سے بعید ہے، چنانچہ حافظ کے مطبوعہ دیوان (نامی کانپور) مین یہ رباعی حافظ کے کلام مین باین تغیر شامل ہے،

ایام شباب ست شراب اولی تر　　　ہر غمزدہ مست و خراب اولی تر

عالم ہمہ سربسر خرابست و خراب　　　درجائے خراب ہم خراب اولی تر

اسی طرح یہ گرما گرم رباعی جو خیام کے نسخون مین ہے،

گویند بہشت و حور عین خواہد بود　　۱۵　　انجا می و شیر و انگبین خواہد بود

گر ما می و معشوق پرستیم رواست　　　چون عاقبت کار ہمین خواہد بود

یہ بھی حافظ کے مطبوعہ دیوان (نامی کانپور) مین اس طرح موجود ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویند کہ فردوس برین خواہد بود — فردائی ناب و حور عین خواہد بود

گرما می و معشوق گزیدیم چہ باک — چون عاقبتِ کار چنین خواہد بود

علیٰ ہذا یہ رباعی جو خیام کی طرف منسوب ہے، حافظ کے مطبوعہ دیوان (کانپور) میں شامل ہے، مجموعۂ خیام میں ہے (بمبئی و نولکشور)

می نوش کہ عمر جاودانی این است — خود خاصیتِ از دورِ جوانی این است

ہنگام گل و مل ست و یاران سرمست — خوش باش دمے کہ زندگانی این است

حافظ کے ہاں یہ رباعی اس طرح ہے،

می نوش کہ عمر جاودانی این است — خاصیت روزگار فانی این است

ہنگام گل و لالہ و یاران سرمست — خوش باش دمی کہ زندگانی این است

۲۔ تخلیط کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے خیام کی حکیمانہ رباعیوں کا جواب لکھا، کسی نے جواب کے ساتھ سوال بھی لکھ دیا، اور آخر وہ سوال و جواب دونوں خیام کے نام میں درج ہو گئے، مسئلۂ جبر کے ثبوت میں خیام کی طرف یہ رباعی منسوب ہے،

من می خورم و ہر کہ چو من اہل بود — می خوردنِ او نزدِ خدا سہل بود

می خوردنِ من حق ز ازل میدانست — گر من نخورم علم خدا جہل بود

بمبئی و نولکشور وغیرہ کے بڑے مجموعۂ خیام میں یہ رباعی بھی خیام کی طرف منسوب ہے،

آنکس کہ گنہ بنزدِ او سہل بود — این نکتہ بگوید ار کہ او اہل بود

علمِ ازلی علتِ عصیان کردن — نزدیکِ حکیم غایتِ جہل بود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ظاہر ہے کہ پہلی رباعی کا قائل، دوسری رُباعی کا مصنف نہین ہوسکتا،
زوکوودسکی نے بھی اس کو منسوبات ومشکوکاتِ خیام مین شمار کیا ہے، (نمبر ۲۶)
دارالمصنفین کے مجموعۂ منتخبات مین یہ دوسری جوابی رباعی حسب ذیل الفاظ مین نصیر الدین
طوسی کے نام سے لکھی ہے،

جواب رُباعی خیام

این نکتہ نگوید آنکہ او اہل بود | زیرا کہ جواب شبہات سہل بود
علم ازلی علت عصیان کردن | نزد عقلا زغایت جہل بود

اسی طرح رباعیاتِ خیام کے بڑے مجموعون مین جو مبئی ولکھنؤ دپیرس مین چھپے
ہین، یہ دو رباعیان خیام کے نام سے درج ہین، اور زوکوودسکی نے بھی اُن کو خیام کے
منسوبات ومشکوکات مین داخل کیا ہے، زوکوودسکی۔ (۷۲-۷۳)

مائیم بلطفِ حق تولا کردہ | وز نیک و بد خویش تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد، باشد | ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

اے در ہمہ عمر خود بدیہا کردہ | وانگاہ برحمتش تولا کردہ
برعفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود | ناکردہ چو کردہ، کردہ چون ناکردہ

بالکل عیان ہے کہ دوسری رُباعی پہلی رُباعی کے جواب مین ہے، اور دونون کا
مصنف ایک شخص نہین ہوسکتا، دارالمصنفین کے مجموعۂ منتخبات مین ان مین سے پہلی رُباعی
ابوعلی سینا کے نام سے لکھی ہے، اور دوسری جوابی رباعی نصیر الدین طوسی کی بتائی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی رباعی سلطان ابوسعید ابوالخیر کے مجموعہ مین بھی ملتی ہے،

۳۔ تخلیط کی تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ خیام کے مضامین پر دوسرے شعراء نے ہم معنی اشعار لکھے ہین، جامعین نے تشابہ کے دھوکے مین سب کو خیام کے سر تھوپ دیا چنانچہ خیام کی حسب ذیل رباعیان ہمارے مجموعۂ منتخبات مین ابوعلی کے نام سے ہین،

با این دوسہ نادان کہ چنین می دانند	۱۶	از جہل کہ دانائے جہان ایشانند
خرباش کہ از خری ایشان بمثل		ہر کو نہ خر است کافرش می خوانند
مائیم بلطف حق تولا کردہ	۱۷	وز نیک و بدِ خویش تبرّا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد باشد		ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ
از مرکزِ خاک تیرہ تا اوجِ زحل		کردم ہمہ مشکلات کلی را حل
بیرون جستم ز چنبرِ مکر و حیل	۱۸	ہر بند گسستہ شد مگر بندِ اجل

اسی طرح حسب ذیل فلسفیانہ رباعیان جو خیام کی طرف بھی منسوب ہین، ہمارے مجموعۂ منتخبات مین محقق طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے نام سے ہین،

لہ مطبوعہ نادہ عامر (نمبر ۲۹۵) و طبع ترکی (نمبر ۳۶۲)

فردا کہ حسابِ کُش جہت خواہد بود	۱۹	قدرِ تو بقدرِ معرفت خواہد بود
در حسنِ صفت کوش کہ در روزِ جزا		حشرِ تو بصورتِ صفت خواہد بود
ای بیخبر این شکلِ مجسّم ہیچ است	۲۰	وین دائرۂ سطحِ مخیّم ہیچ است
خوش باش کہ در نشیمنِ کون و فساد		وابستۂ یک دمی و آن دم ہیچ است

خیام کے مطبوعہ بمبئی نسخون مین ایک رباعی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتیم و ز ما زمانہ آشفتہ بماند ۲۱ باآنکہ ز صد گہر یکے سفتہ بماند
افسوس کہ صد ہزار معنیِ دقیق از بیخردی خلق ناگفتہ بماند

ہمارے مجموعۂ منتخبات مین اسی کی ہم معنی وہم قافیہ وہم ردیف رُباعی فارابی کے ضمن مین لکھی ہے،

اسرار وجود خام وناپختہ[1] (؟) بماند ۲۲ وآن گوہرِ بس شریف ناسفتہ بماند
ہرکس زسرِ قیاس حرفے گفتند وان نکتہ کہ اصل بود ناگفتہ بماند

دیوان حافظ کا ایک نہایت عمدہ اور نادر نسخہ شاہ منیر عالم صاحب (غازیپور) کے کتبخانہ[2] مین ہے، اس نسخہ کو ۱۰۰۰ھ کے کچھ بعد اکبر وفیضی کے زمانہ مین ایک ایرانی ادیب نے بہت سے قلمی نسخون کی ترتیب وتطبیق سے دس برس مین مرتب کیا ہے، اور حافظ کے کلام مین سات آٹھ سو اشعار جو غیرون کے شامل ہو گئے تھے، ان کو خارج کیا ہے، مگر تعجب ہے کہ یہ رُباعی اسمین حافظ کے ملوکات مین شامل ہے،

خیام کے نام کی یہ رباعی[3]،

گردون کمرے ز عمر فرسودۂ ماست ۲۳ جیحون اثرے زاشکِ پالودۂ ماست
دوزخ شررے ز رنجِ بیہودۂ ماست فردوس دمی ز وقت آسودۂ ماست

سلطان ابوسعید ابوالخیر کے مجموعۂ رباعیات مین[4] بھی داخل ہے،

---

[1] قافیہ اس نسخہ مین اسی طرح ہے۔ [2] دلیسنہ، بوڈلین وکاویانی، [3] مطبوعہ کریمی لاہور (۹۷) [4] ورفاہ عام پریس لاہور، (۹۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام کے مجموعۂ ولینہ اور مطبوعۂ بمبئی نسخہ مین ایک رباعی ہے،

ترکیبِ طبائع چو بکام تو دمی است ۲۴ تو داد کن از ہر چہ کہ ہر دم ستمی است[1]
با اہلِ خرد نشین کہ اصلِ من و تو گردی و شراری و نسیمی و نمی است

لیکن تھوڑے تغیر کیساتھ یہی رباعی سلطان ابوسعید ابوالخیر کے یہان بھی ہے، اور جسکا متن شاید، منسوب بہ خیام متن سے زیادہ بامعنی ہے،

چون حاصلِ عمر تو فریبی و دمی است زو داد مکن گرت بہر دم ستمی است[2]
مغرور مشو بخود کہ اصلِ من و تو گردی و شراری و نسیمی و نمی است

۴۔ تخلیط کی ایک اور صورت یہ ہے کہ کسی مناسب موقع پر خیام کی کوئی رباعی کسی مشہور آدمی نے نام بتائے بغیر پڑھی یا لکھی، ناواقف سننے والون اور دیکھنے والون نے یہ سمجھا کہ یہ رباعی اسی قائل کی تصنیف ہے، اس تخلیط کی ایک مثال میرے نزدیک یہ ہے کہ خیام کی ایک رباعی ہے،

اجزائے پیالہ کہ درہم پیوست ۲۵ بشکستن آن روا نمی دارد مست
چندین سر و پای نازنین و سر و دست از بہر چہ ساخت و ز برای چہ شکست

اس رباعی کو ژوکوو سکی نے خواجہ نصیر الدین طوسی کی طرف منسوب پایا ہے، اور ہم کو بھی خواجہ کی طرف یہ منسوب ملی ہے، آتشکدۂ آذر مین بابا افضل کاشانی کے حال مین لکھا ہے

---

[1] یہ متن مطبوعہ بمبئی کے مطابق ہے، ولینہ مین دوسرا مصرع یون ہے، "خوش باش اگرچہ بر تو ہر دم ستمی است" اور تیسرا "اصلِ من و تو" کی جگہ "اصلِ تنِ تو" ہے،

[2] کریمی لاہور (۸۳) رفاہِ عام لاہور (۸۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"گویند خواجہ نصیر در زمانِ استیلاے ہلاکو خان و قتل و غارت بلادِ ایران، نظر باخلاصی کہ بآنجناب داشتہ کاشان و نواحی را رعایتاً کہ از شہرِ فتنۂ مغولان حمایت کردہ، چند رباعی در تحقیق مسئلہ گفتہ و بجواب بہرہ مند شدہ ؎ اجزاے پیالہ کہ درہم پیوست" الخ

خواجہ کی اخلاق ناصری کے اُس نسخہ کے دیباچہ مین جو ۱۲۵۱ھ مین کلکتہ مین بابو شیب چندر ملک کے مطبع سنگی مین بہت سے علمار کے اہتمام و تصحیح سے چھپا ہے مصنف (خواجہ نصیرالدین طوسی) کے حال مین ایک دیباچہ ہے، اسمین یہی واقعہ اور رباعی لکھکر کسی کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بابا افضل نے اس رباعی کے جواب مین یہ رباعی لکھی،

تا گوہر جان در صدفِ تن پیوست — از آبحیات صورتِ آدم بست
گوہر چو تمام شد، صدف تا شکست — برطرفِ کُلہ گوشۂ سلطان بنشست

لیکن یہ تمام داستان اس وقت تارِ عنکبوت ہوکر رہجاتی ہے جب یہ مستند طور سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خواجہ طوسی شاید بیس برس کے ہون، تو یہ رُباعی انھین مغلون (تاتاریون) کے حملۂ مرو مین سید عزالدین نسابہ نے (۶۱۸ھ مین) خیام کے نام سے پڑھی[1]، اور خیام کیطرف اسکی نسبت ایک ایسی مستند تاریخی کتاب مین مذکور ہے جو اپنے عہد کے ایک مشہور فاضل و امیر عطا ملک جوینی نے اس وقت لکھی جب خواجہ نصیر طوسی ہنوز زندہ تھے، یعنی ۶۵۸ھ مین، (خواجہ نے ستتر برس کی عمر مین ۶۷۳ھ مین وفات پائی ہے)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خواجہ کے زمانہ مین خیام ہی کی رباعی تھی، بعد کو پھر

[1] تاریخ جہانکشا عطا ملک جوینی جلد اول ص۱۲۸، گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خواجہ کی ملکیت کیونکر ہو گئی، واقعہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خیام کی یہ رباعی تاتاریوں کے قتل عام پر بالکل چسپاں ہو رہی تھی، اس لیے اس وقت وہ ہر صاحب ذوق کی زبان پر تھی خواجہ نے اسی لیے بابا افضل کے پاس (اگر بابا کے وہ معاصر ہو سکیں) اس رباعی کو لکھکر بھیجا ہوگا، بعضوں کو اس سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ خود خواجہ کی تصنیف ہے،

۵- تخلیط کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ خیام کی چند تیز خمریہ رباعیوں کے سبب سے اکثر تیز و چست خمریہ رباعیات خیام کی طرف منسوب کر دی گئین، مثلاً سراج الدین قمری جو خوارزمشاہ کے دربار مین تھا، اور فخر رازی کا شاگرد تھا، علانیہ مست و بادہ خوار تھا، تاریخ گزیدہ مین ہے

"در فسقیات غلوی تمام کردہ بود" (صفحہ ۸۰۲)

آتشکدہ (صفحہ ۱۷۱ بمبئی) مین ہے،

"در شرب خمر ولوع داشتہ وقطعات ورباعیات درین مطلب وارد"

چنانچہ آذر کے بیان کے مطابق ذیل کی رباعی جو خیام کے نامۂ اعمال مین درج ہے سراج الدین قمری کی ہے[1]،

امروز کہ رونق جوانی منست	۲۶	می خواہم از انکہ شادمانی منست
عیبش مکنید گرچہ تلخست خوش ست		تلخ است از انکہ زندگانی منست

اسی طرح حسب ذیل رباعی،

من می خورم و ہر کہ چو من اہل بود	۲۷	می خوردن من بنزد او سہل بود

[1] آتشکدہ، صفحہ ۱۷۱ بمبئی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

می خوردن من حق بازل میدانست گر مے نخورم علم خدا جہل بود،

حمداللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ مین جو ۷۳۰ھ مین لکھی گئی ہے، اسی سراج قمری کے نام سے تھوڑے تغیر کے ساتھ نقل[۵] کی ہے، اسی طرح یہ رنگین رباعی جو خیام کے ایک معاصر اقراری بادہ خوار علی بن حسن باخرزی المقتول ۴۶۷ھ کی ملکیت[۶] ہے، ناکردہ خیام کے فرد جرم مین داخل ہے،

زان می خواہم کہ خرمی راسبب است نامش می وکیمیای شادی لقب است
سرخ است چو عناب وز آب عنب است آبی کہ برخ بر آتش آرد عجب است ۲۸

۶- ایک ممکن صورت تخلیط کی یہ ہے کہ بعض تند نوشون نے حافظ کی شراب کو دوآتشہ بنانے کے لیے دیوان حافظ مین حافظ کی غزلون کے پہلو بہ پہلو خیام کی رباعیان بھی لکھین، بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ اس دوآتشہ کی کشید کی خواہش شہنشاہ اکبر کے دل مین پیدا ہوئی تھی[۷]، اس سے بعضون نے دھوکا کھا کر خیام کی رباعیون کو حافظ کی طرف منسوب کر دیا، حالانکہ حافظ کا رباعی گوئی مین کوئی درجہ نہین، ژوکوووسکی کی آوارہ گرد رباعیون مین دس رباعیان حافظ کی طرف منسوب ہین، اتنی تعداد کسی اور شاعر کی طرف منسوب نہین، دیوان حافظ کے اس قسم کے متعدد نسخے ملتے ہین جنہین بعض اکبر کے وجود سے پہلے کے ہین، فرنچ عالم موسیو کلورانہ کا مملوکہ نسخہ دیوان حافظ جو ۱۹۲۳ء مین موسیو وینے

---

[۵] تاریخ گزیدہ مستوفی ص ۸۲ گب، صرف تیسرے مصرع مین فرق ہے، تیسرا مصرع اس مین اس طرح ہے "می خوردنم ایزد بازل می دانست"۔ [۶] لباب الالباب عوفی، جلد اول ص ۷۰ [۷] آئین اکبری ج ۲ ص ۱۸۱ نولکشور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

VIGNIES تاجر اشیائے قدیمہ (پیرس) کے پاس تھا، اور جس کو علامہ عبدالوہاب قزوینی نے دیکھا تھا، اور جس کا ذکر فریڈرک روزن نے کاویانی مطبوعہ کے ص ۱۶۰ پر کیا ہے، اسی قسم کا نسخہ ہے، دیوان کے ص ۷۹ سے ۹۴ تک خیام کی ۶۲ رباعیاں مندرج ہین، یہ نسخہ مشہور کاتب سلطان محمد نور کا لکھا ہوا ہے اور سنہ ۹۳۰ھ مین شہر ہرات مین لکھا گیا ہے،

اسی قسم کے دیوان حافظ کا ایک نہایت عمدہ اور قیمتی مطلا اور لاجوردی نسخہ نواب صدر یار جنگ مولٰنا حبیب الرحمٰن خان شروانی کے مملوکہ کتب خانہ حبیب گنج (علیگڈھ) مین ہے، جسمین دیوان حافظ کی ہر دو غزلون کے بیچ کی جگہ مین ٹیڑھی سطرون مین خیام کی ایک ایک رُباعی لکھی ہوئی ہے، کاغذ سمرقندی، خط عمدہ نستعلیق، کنارون پر ترکی مین بکثرت حواشی ہین، اسمین خیام کی (۴۴۴) رباعیان ہین، نسخہ پر گو تاریخ نہین، تاہم وہ تین سو برس سے کم کا نہین ہو، اسی طرح کا تیسرا نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانہ مین ہے، حافظ کی ہر دو غزلون کے بیچ بیچ مین ٹیڑھی سطرون مین خیام کی ایک ایک رُباعی ہے، کتبخانہ مین اس نسخہ کا نمبر ۱۸۲ ہے، افسوس ہو کہ تاریخ سے خالی ہے، مگر خط و کاغذ کے لحاظ سے دو تین سو برس کا پرانا معلوم ہوتا ہے،

۷- تخلیط کا ایک اور سبب یہ ہے کہ رباعیون مین شعراء عموماً اپنا تخلص نہین دیتے، اس لیے ان چار مصرعون کی ملکیت کا دعویٰ ہر شخص کر سکتا ہے، جس کو جس نام سے کوئی دیکھا ہے لکھدے، اس بناء پر رباعیون کی ملکیت کا سوال ہمیشہ مشکوک رہتا ہے، اور بہت کم رباعیات کے نسخون پر اعتبار کیا جا سکتا ہے، مشہور رباعی گویون مین (سرمد کے سوا) سحابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نخجی المتوفی سنہ۸۱۱ھ سب سے زیادہ ممکن ہے، مگر اس کے رباعیات کے مجموعے بھی یکسان نہین ملتے،

ان مشکلات کا حل ان اسباب سے خیام کی رباعیون کی تعیین کا مسئلہ نہایت اہم ہے، اسکے حل کی اصلی صورت تو یہ ہے کہ خیام سے قریب تر عہد کا کوئی نسخہ بہم پہنچے، مگر افسوس ہو کہ اب تک نوین صدی ہجری سے پہلے کا کوئی نسخہ بہم نہین پہنچا ہی، اسلئے مختلف ارباب تحقیق نے اس کمی کو دور کرنے کی اب تک حسب ذیل صورتین اختیار کی ہین، جنمین سے ہر ایک مین مجھے کچھ نہ کچھ ترمیم و اضافہ پیش کرنا ہے،

ا۔ سب سے پہلا طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ خیام کے بڑے مجموعۂ رباعیات کو لیکر ان رباعیون کو الگ کیا گیا جو دوسری کتابون مین، دوسرے شاعرون کے نامون سے لکھی ہوئی ہین، ان رباعیات کے الگ کرنے کے بعد اس سرمایہ کو جس پر خیام کے علاوہ کسی دوسرے کا دعویٰ نظر نہ آیا، خالص خیام کا مال سمجھا گیا،

لیکن اس طریقۂ انتخاب مین کھلا ہوا مغالطہ یہ ہے کہ ایک رباعی جب دو کتابون مین دو شخصون کے نامون سے لکھی ہوئی ملتی ہے، تو کسی کو کیا حق ہے کہ بلا وجہ وہ اس کو ان دونون مین سے کسی ایک کی ملکیت سے خارج کرکے دوسرے کے حق مین تسلیم کرلے،

فریڈرک روزن نے نہایت خوبی سے اس طریقۂ تحقیق کی بعض کمزوریان دکھائی ہین (مطبوعۂ کاویانی ص ۱۲۰۔ و ۱۳۱) اور طالب آملی المتوفی ۱۰۳۶ھ کی طرف جو رباعی منسوب ہے، اس کو خیام کے نسخہ ۸۶۱ھ مین موجود ہونے کے سبب سے، اور ملا جلال الدین رومی اور حافظ کی طرف جو بعض رباعیان منسوب ہین، اُن کو اُن کے قدیم قلمی دوادین مین نہ پاے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کے سبب سے قابل رد ٹھہرایا ہے،

۲۔ دوسرا طریقہ جس کو کریستین زن نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ ان رباعیون کو جن مین خیام کا تخلص پڑا ہوا ہے، اصلی سمجھا جائے، کریستین زن نے اس قسم کی بارہ رباعیان نکالی ہین، جنکو ہم ذیل مین مختلف نسخون کے حوالے سے نقل کرتے ہین،

بوڈلین لائبریری کے قدیم نسخہ مین ان بارہ مین سے صرف پانچ رباعیان ہین، اور یہ تمام نسخون مین متفقاً پائی جاتی ہین،

تا چند زنم بروے دریا خشت	۱	بیزار شدم زبت پرستان کنشت
خیام کہ گفت دوزخی خواہد بود		کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت
خیام کہ خیمہ ہاے حکمت می دوخت	۲	در کورۂ غم فتاد و ناگاہ بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش چو برید		دلال اجل برائگانش بفروخت
خیام ز بہر گنہ این ماتم چیست	۳	وز خوردن غم فائدہ بیش و کم چیست
آنرا کہ گنہ نہ کرد غفران نبود		غفران ز برائے گنہ آمد غم چیست
خیام اگر ز بادہ مستی خوش باش	۴	با لالہ رخے اگر نشستی خوش باش
چون آخر کار نیست خواہی بودن		انگار کہ نیستی چو ہستی خوش باش
تا بتوانی خدمت رندان می کن	۵	بنیاد نماز و روزہ ویران می کن
بشنو سخن راست ز خیام عمر		می میخور و رہ می زن و احسان میکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام کے بڑے مجموعۂ رباعیات مطبوعۂ ملک الکتاب شیرازی[1] و نولکشور لکھنؤ وگلزار حسنی[2] بمبئی مین تین اور ہین، ان مین سے پہلی رُباعی ولسینہ کے قلمی نسخہ مین بھی ہے، اور دوسری رُباعی، نسخۂ ولسینہ اور مطبوعۂ کاویانی دونون مین ہے،

خیام تنت بخیمہ می ماند راست[3] ۶ سلطان روح است و منزلش دار فناست
فراش اجل زبہر دیگر منزل — از پا فگند خیمہ کہ سلطان برخاست

خیام زمانہ از کسے دارد ننگ ۷ کو در غم ایام نشیند دل تنگ
می خور تو در آبگینہ با نالۂ چنگ — زان پیش کہ آبگینہ آید بر سنگ

تا چند ز مسجد و نماز و روزہ ۸ در میکدہا مستی از دریوزہ
خیام بخور بادہ کہ این خاک ترا — گہ جام کنند و گہ سبو، گہ کوزہ

کاویانی اور کرنیستن زن کے یہان اور الہ آبادی نسخہ (انوار احمدی) کے خاتمہ مین ایک اور رباعی ہے،

---

[1] میرزا محمد ملک الکتاب شیرازی نے ۱۲۹۷ھ مین کارخانہ محمدی بمبئی سے شائع کیا، اس نسخہ کی نسبت دیباچہ مین اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ اس نے اس کی قلمی اصل "سلطانی کتب خانہ" سے حاصل کی ہے،
"فلہذا اقل الانام میرزا محمد شیرازی بعد از زحمات زیاد نسخہ کامل و صحیح آنرا در کتابخانۂ سلطانی بدست آوردہ" (ص۲)

[2] یہ نسخہ بمبئی گلزار حسنی مین آقا محمد حسین لاری نے ۱۳۲۴ھ مین چھپوایا تھا، نولکشور کا نسخہ بیشتر اسی کے مطابق ہے، اس کا مقدمہ نگار ۱۳۱۰ھ مین نیشاپور مین حکومت ایران کی طرف سے مامور تھا،

[3] یہ رباعی نسخۂ ولسینہ مین اس طرح ہے،

خیام تنت بخیمۂ ماند راست — جان سلطانے کہ منزلش دار بقاست
فراش اجل زبہر دیگر منزل — این خیمہ بیفگند چو سلطان برخاست

مجموعۂ منتخبات دار المصنفین مین اس طرح ہے،

خیام تنت بخیمہ می ماند راست — سلطان جانست و منزلش دار فناست
فراش اجل زبہر دیگر منزل — ویران کند این خیمہ چو سلطان برخاست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم چو صراحی بود و روح چو مے ۹ قالب چو نئے بود و صدا او نئے
دانی چہ بود آدمِ خاکی خیّام فانوس خیالی و چراغی در وے

ان کے علاوہ کریستن زن نے تین اور رباعیاں مطبوعہ یورپ نسخوں سے نقل کی ہیں، جو ہندوستانی مطبوعہ نسخوں میں نہیں،

خیّام اگرچہ خرگہ چرخِ کبود ۱۰ زد خیمہ و در بست در گفت و شنود
چون شکل حباب بادہ در جام وجود ساقی ازل ہزار خیّام نمود

از من بر مصطفیٰ رسانید سلام ۱۱ و انگاہ بگوئید باعزاز تمام
کاے سیّد ہاشمی چرا دوغ ترش در شرع حلال است و مے ناب حرام

از من بر خیّام رسانید سلام ۱۲ و انگاہ بگوئید کہ خامی خیّام
من کے گفتم کہ مے حرام است ولے بر پختہ حلال است و بر خام حرام

اس طریقہ کی کمزوری بھی فریڈرک روزن نے ایک مثال سے واضح کی ہے کہ رباعی نمبر ۵ میں گو خیام کا تخلص موجود ہے، مگر مولانا رومی کے ایک قلمی دیوان میں یہ رباعی اس طرح سے موجود ہے،

این صورتِ تن خیمۂ ماند است جان سلطانے کہ منزلش دار بقاست
فرّاش ز بہرِ منزلِ آیندہ ز خیمہ بیفگند چو سلطان برخاست

ہمارے خیال میں اس رباعی میں خیّام کا تخلص محض خیمہ کی مناسبت سے ڈالا گیا ہے کہ اس تمثیل میں خیّام کے جسم کی کوئی تخصیص نہیں، اور اس کی عمومی حیثیت ہی رباعی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح معنی ہین، خیام کا اس تشبیہ کو اپنے کو پکار کر اپنے اوپر چسپان کرنا ایک قسم کی بدذوقی ہے جو اس سلیم المذاق انسان کی طرف منسوب نہین کیجا سکتی، مگر با این ہمہ تعجب یہ ہے کہ خیام کے اکثر قلمی اور مطبوعہ مجموعون مین یہ خیام کے نام سے موجود ہے، کیا یہ توارد ہے؟

تعجب ہے کہ فریڈرک روزن نے رباعی نمبرے پر گرفت نہین کی ہے حالانکہ بدر جاجرمی نے جن تیرہ رباعیون کو ۷۴۱ھ مین خیام کے نام سے لکھا ہے، اور جن کو فاضل موصوف نے خود اپنے نسخہ مطبوعۂ کاویانی کے آخر مین عبدالوہاب قزوینی کے حوالہ سے نقل کیا ہے (کاویانی ص ۱۹۶) اُن مین یہ ساتوین رباعی اس طرح ہے،

ایّام زمانہ از کسے دارد ننگ　　　کو در غم ایام نشیند دل تنگ

اس مین خیام کے بجاے ایام ہے، مگر اصل یہ ہے کہ ایام کے بجائے خیام ہی صحیح ہے، ایک تو اس لیے کہ ایام زمانہ کی اضافت بے معنی ہے، دوم اس لیے کہ دوسرے مصرع مین ایام موجود ہے، اور یہ تکرار مخلِ فصاحت ہے، تیسرے صحیح قلمی نسخون مین خیام ہی ہے، جیسا کہ ہمارے پیش نظر سلطان علی کاتب کے نسخہ مملوکۂ دیسنہ مین اور دوسرے نسخون مین ہے،

رباعی نمبر ۹ بھی مشکوک ہے، اس کے دوسرے مصرع کا قافیہ غلط بھی ہے، اور بے معنی بھی ہے، کرسیتن زن اور فریڈرک روزن نے اس کا دوسرا مصرع یون نقل کیا ہے، (کاویانی ص ۲۰)

قالب چونے بود، صد لے دروے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مصرع بھی بے معنی ہے، اور قافیہ بھی غلط ہے کیونکہ "دروے" چوتھے مصرع کا بھی قافیہ ہے، یہان کوئی ایسا لفظ چاہئے جس کا مطلب یہ ہو کہ قالب سنے ہے، اور اسمین جو صدا ہے وہ جان ہے، شاید اس طرح ہو،

قالب چو نئے و جان چو صدائے درنے

رباعی (نمبر ۱۰) مین بھی خیام اور خیمہ کا بے معنی ضلع جگت ہے، دو پہلے مصرعون کا دو بعد کے مصرعون سے کوئی لگاؤ نہین معلوم ہوتا،

رباعی نمبر (۱۱) اور (۱۲) کو فریڈرک روزن بھی عمر خیام کی نہین مانتا، اور اس کا خیال صحیح ہے، کہ ان دونون کا طرز گفتار خیام سے بالکل نہین ملتا، پھر یہ باہم ایک دوسرے کے سوال و جواب ہین، جو ایک ہی شاعر کی زبان سے نہین ادا ہو سکتے،

خیام کے تخلص کے علاوہ رباعیات کے اکثر نسخون مین ایک اور رباعی موجود ہے، جس مین "خیام" کے بجائے "عمر" نام ہے، وہ کریستن زن اور فریڈرک روزن کے شمار سے رہ گئی ہے، اس کو بھی بڑھانا چاہئے، (دیکھو مطبوعہ گلزار حسنی بمبئی ۱۳۲۴ھ و ملک الکتاب شیرازی بمبئی مطبوعہ ۱۲۹۷ھ و نولکشور لکھنؤ، وکاویانی برلن نمبر ۳۶ و قلمی اورنٹیل لائبریری پٹنہ)

۱۳
ای سوختہ، سوختہ سوختنی   وی آتش دوزخ از تو افروختنی
تا کے گوئی کہ بر عمر رحمت کن   حق را تو کجا بہ رحمت آموختنی

بوڈلین لائبریری کے نسخہ ۸۶۵ھ مین خیام کے تخلص کی جو پانچ رباعیان ہین وہ شکوک سے پاک ہین، کہ دوسرے تمام نسخون سے اُن کی تائید ہوتی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ عمر خیام کی اصلی رباعیون کی تعیین کے لیے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ قدیم مستند مصنفین کی کتابون مین خیام کے نام سے جو رباعیان مندرج ملین، ان کو یکجا کیا جاے، اسوقت تک رباعیات کا نوین صدی سے پہلے کا کوئی نسخہ دستیاب نہین ہوا ہے، اس لیے اس سے پہلے کی کتابون کی تلاش سے خیام کی یہ نو۹ رباعیان دستیاب ہوئین، ان مین سے سب سے پرانے اور سب سے پہلے ماخذ کا حوالہ سب سے پہلی دفعہ ان سطرون مین دیا جا رہا ہے،

امیر عنصر المعالی کیکاؤس نے اپنے قابوس نامہ (۴۷۵ھ) مین شراب خواری کے آداب مین لکھا ہے، کہ شراب اتنی کم پی جاے کہ نشہ کی حد تک نہ پہنچے، پھر کہتا ہے چنانکہ عمر خیام گفتہ است[1]

ای دل حذر از مستی و مخموری کن ۱ وز ہمدمی رطل گران دوری کن

از بادہ شفا خیزد و از مستی رنج توبہ ز شفا مکن، ز مخموری کن

یہ حوالہ عین خیام کے عہد زندگی کا ہے، مگر یہ رباعی خیام کے پیش نظر مجموعون مین مجھکو نہین ملی،

اس کے بعد اس قسم کا دوسرا ماخذ "نزہۃ الارواح" شہرزوری کا فارسی نسخہ معلوم ہوتا ہے شمس الدین شہرزوری نے اپنی کتاب (۵۸۶ھ-۶۱۱ھ) مین لکھی ہے، اس مین خیام کی یہ دو[2] رباعیان ہین،

گویند بحشر جست و جو خواہد بود ۲ وآن یار عزیز تند خو خواہد بود

از خیر محض جز نکوئی ناید خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود

از واقعۂ ترا خبر خواہم کرد ۳ و آنرا بدو حرف مختصر خواہم کرد

---

[1] قابوس نامہ، طبع بمبئی ص ۵۱، [2] ترجمۂ فارسی شہرزوری موجودہ کتبخانہ دار المصنفین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعشق تو در خاک فرو خواہم شد   با مہر تو سر ز خاک بر خواہم کرد

اس کے بعد شیخ نجم الدین ابوبکر بن عبداللہ بن محمد اسدی رازی معروف بہ دایہ کی "مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد" جو تصوف پر فارسی میں ایک قدیم کتاب ہے اور سنہ ۶۲۰ھ میں سیواس (ترکی) میں لکھی گئی ہے، اس میں خیام کی یہ دو رباعیاں اسکے نام سے ہیں[2]،

در دائرۂ کامدن و رفتن ماست   آنرا نہ بدایت نہ نہایت پیداست ۴
کس می نزند دمے درین عالم راست   کاین آمدن از کجا و رفتن بکجاست

دارندہ چو ترکیب طبائع آراست   باز از چہ قبل فگندش اندر کم و کاست ۵
گر زشت آمد پس این صور عیب کراست   ور نیک آمد خرابی از بہر چہ خاست

اس کے بعد عطا ملک جوینی نے تاریخ جہانکشا میں جو [illegible] میں تالیف ہوئی حسب ذیل رباعی خیام کے نام سے نقل کی ہے جس کو سید عزالدین نسابہ نے مرو کے قتل عام کے میدان میں جب وہ لاشوں کو شمار کر رہے تھے، پڑھا تھا،

"و درین حالت رباعی عمر خیام کہ حسب حال بود، بر زفان[3] (زبان) راندست"

ترکیب پیالہ کہ درہم پیوست   بشکستن آن روا نمی دارد مست ۶
چندین سر و پائے نازنین از سر دست   از مہر کہ پیوست و بکین کہ شکست

---

[1] کشف الظنون حاجی خلیفہ ص ۴۰۰ ج ۲ قسطنطنیہ، [2] مظفریہ ص ۳۴۲، روس ۱۸۹۷ء،
[3] تاریخ جہان کشائے جوینی جلد اول ص ۱۲۸ گیب سیریز لندن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کتاب مین خیام کی ایک اور رباعی قائل کے نام کے بغیر مذکور ہے[۱]،

می خور کہ سمن سماب بے خواہد دید ۷ خوش زی کہ سہی سہاب بے خواہد دید

زین یکدم عاریت کہ داری برخور می دان کہ چمن چو ما بسے خواہد دید

یہ رُباعی خیام کے کاویانی نسخہ مین اس طرح ہے،

می خور کہ سمن بسے سما خواہد شد خوش زی کہ سہی بسے سہا خواہد شد

برطرفِ چمن ز زندگانی برخور زیرا چمن ِ بسے چو ما خواہد شد

بعدازین حمداللہ بن ابی بکر مستوفی قزوینی کی تاریخ گزیدہ (سنہ ۷۳۰ھ) کا حوالہ دینا چاہئے، شعرا کی فصل مین ہے،

خیام ہو عمر بن ابراہیم در اکثر علوم خاصہ در نجوم سرآمد زمان خود بود و ملازم سلطان ملکشاہ سلجوقی بود، رسائل خوب و اشعار نیکو دارد و من اشعارہ[۲]،

ہر ذرہ کہ بر روے زمینی بودست ۸ خورشید رخی، زہرہ جبینی بودست

گرد از رخ آستین بآزرم فشان کان ہم رخ خوب نازنینی بودست

بعدازین مولنا خسرو ابرقوہی کی فردوس التواریخ ہے، جو ۸۰۸ھ مین تالیف ہوئی، اسکی ابتدائی عبارت بالکل مستوفی کی ہے، اور پہلی رباعی بھی وہی ہے جو اسکی تاریخ گزیدہ مین ہے، دوسری رباعی اسمین خیام کی یہ ہے، جس کی نسبت یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ اسکی زندگی کا آخری کلام ہے،

---

[۱] تاریخ جہانکشای جوینی جلد دوم ص ۱۰ گب، [۲] تاریخ گزیدہ ص ۸۰۱ گب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیر آمدم ای خدای از ہستی خویش ۹ از تنگ دلی و از تہی دستی خویش

از نیست چو ہست میکنی بیرون آر زین نیستیم بحرمت ہستی خویش

خیام کی یہ وہ نو ۹ رباعیان ہین، جو ہم کو نوین صدی ہجری کے آغاز تک کی کتابون مین اسکی طرف منسوب ملی ہین، ابوبکر راوندی کی راحۃ الصدور مین جو ۵۹۹ھ-۶۰۱ھ مین تالیف پائی ہے، ایک ایسی رباعی لکھی [1] ہے جس کے قائل کا گو نام اسمین نہین ہے، مگر رباعیات خیام کے اکثر مجموعون مین وہ خیام کی بتائی گئی [2] ہے، وہ رباعی یہ ہے،

یک شیشہ مئی کہن ز ملکے نو بہ ۱۰ وز ہرچ (چہ) نہ می طریق بیرون شو بہ

در دست بہ از ملک فریدون صد بار خشت سر خم ز تاج کیخسرو بہ

ساتوین اور دسوین رباعی نام کے بغیر ہین، اسلیے یہ دوسرے درجہ پر ذکر کے قابل ہین اور اب ان حوالون کی ترتیب یہ ہوگی،

۱۔ قابوس نامہ، تالیف ۴۷۵ھ،

۲۔ راحۃ الصدور تالیف ۵۹۹ھ۔ ۶۰۱ھ

۳۔ نزہۃ الارواح فارسی تالیف مابین ۵۸۶ھ۔ ۶۱۱ھ،

۴۔ مرصاد العباد، تالیف ۶۲۰ھ،

۵۔ تاریخ جہانکشا، تالیف ۶۵۸ھ

۶۔ تاریخ گزیدہ، تالیف ۷۳۰ھ

[1] راحۃ الصدور و آیۃ السرور ابوبکر راوندی ص ۲۵۹ گب، [2] بوڈلین و کاویانی، و طہران و بمبئی تیسرے مصرع کا پہلا لفظ بوڈلین اور کاویانی مین "جامیش" ہے، اور طہران و بمبئی مین جامیست، علاوہ ازین رباعی کا پہلا لفظ ان سب نسخون مین بجائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ فردوس التواریخ، تالیف ۱۳۰۳ھ،

ابن بدر جاجرمی کا انتخاب: ابھی حال میں خیام کی تیرہ رباعیوں کی ایک قدیم سند ہاتھ آئی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں محمد بن بدر جاجرمی نامی ایک شاعر تھا، اس نے ۷۴۱ھ میں مونس الاحرار فی دقائق الاشعار نام ایک کتاب لکھی تھی، جس میں تقریباً دو سو شعراء کے منتخبات کلام جمع کئے تھے، ان میں سے ایک خوش نصیب عمر خیام بھی تھا، اس کتاب کی تاریخ اس کے اس قطعہ سے ظاہر ہے،

در ہفتصد و چہل بود و یک اندر رمضان (۷۴۱ھ) | مہر اندر حوت و ماہ اندر سرطان
بردست محمد بن بدر شاعر | مجموعہ تمام شد بفضل یزدان

یہ کتاب مجمع الفصحاء کے مصنف رضا قلی خان کے پاس بھی تھی، جیسا کہ اس کے دیباچہ میں مذکور ہے، اس کتاب کا یہی نسخہ جو مؤلف مجمع الفصحاء کے مطالعہ میں تھا، ایک ارمنی کتاب فروش گورکیان نامی کے قبضہ میں آیا، اور وہ اس کو لیکر ۱۹۱۳ء میں پیرس اس کو بیچنے لایا تھا، علامہ عبدالوہاب قزوینی نے اس کو دیکھا، اور اس میں سے بعض چیزوں کے عکس لے لیے جنمیں خیام کی بھی تیرہ رباعیات تھیں، جو قدیم املا میں لکھی تھیں، کاویانی پریس میں رباعیات خیام کے طبع کے وقت قزوینی نے وہ تیرہ رباعیاں بھی پریس میں بھیجدیں، جو اس نسخہ کے آخر میں شامل ہیں، وہ حسب ذیل ہیں،

عالم اگر از بہر تو می آرایند | ۱ | مگرای بدان کی عاقلان نگرایند

ل۱ اس نسخہ کی پوری کیفیت، رباعیات مطبوعۂ کاویانی برلن ص ۱۹۲ و ص ۱۹۳ میں پڑھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسیار چو تو روند، بسیار آیند — برباى نصیب خویش کت بربایند

۲ چون روزی و عمر بیش و کم نتوان کرد — خود را بکم و بیش دژم نتوان کرد
کار من و تو چنانکه رای من و تست — از موم بدست خویش هم نتوان کرد

۳ وقت سحر است خیز ای مایهٔ ناز — نرمک نرمک باده خور و چنگ نواز
کانها که بجایند نپایند کسی — وانها کی شدند کس نمی آید باز

۴ چون نیست مقام ما درین دیر مقیم — بس بی می و معشوق خطایست عظیم
تا کی ز قدیم و محدث امیدم و بیم — چون من رفتم جهان چه محدث چه قدیم

۵ چون ابر بنوروز رخ لاله بشست — برخیز و بجام باده کن عزم درست
کین سبزه کی امروز تماشاگه تست — فردا همه از خاک تو برخواهد رست

۶ بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی — سرمست بدم چو کردم این اوباشی
با من بزبان حال میگفت سبو — من چون تو بدم تو نیز چون من باشی

۷ یک قطرهٔ آب بود و با دریا شد — یک ذرهٔ خاک با زمین یکتا شد
آمد شدن تو اندرین عالم چیست — آمد مگسی پدید و ناپیدا شد

۸ ایام زمانه از کسی دارد ننگ — کو در غم ایام نشیند دل تنگ
می خور تو در آبگینه و نالهٔ چنگ — زان پیش کی آبگینه آید بر سنگ

۹ این بحر وجود آمده بیرون ز نهفت — کس نیست کی این گوهر تحقیق بسفت
هر کس سخنی از سر سودا گفتند — زان روی کی هست کس نمیداند گفت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ای پیر خردمند بگہ تر برخیز — ۱۰ — وان کودک خاک بیز را بنگر تیز
پندش دہ و گو کہ نرم نرمک می بیز — مغز سر کیقباد و چشم پرویز

دوری کہ درو آمدن و رفتن ماست — ۱۱ — او را نہ نہایت نہ بدایت پیداست
کس می نزند دمی درین معنی راست — کین آمدن از کجا و رفتن بکجاست

می خور کہ فلک بہر ہلاک من و تو — ۱۲ — قصدی دارد بجان پاک من و تو
در سبزہ نشین و می روشن میخور — کین سبزہ بسی دمد ز خاک من و تو

ای آنکہ نتیجۂ چہار و ہفتی[۱] — ۱۳ — وز ہفت و چہار دائم اندر تفتی
می خور کہ ہزار بار بیشت گفتم — باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

۴۔ کرسیتن زن نے ایک اور طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ خیام کے اٹھارہ مطبوعہ نسخون کو سامنے رکھکر ان مین جو رباعیان مشترک طور پر خیام کے انتساب سے متفق علیہ ہین ان کو الگ کیا، اس قسم کی ایک سو آٹھ رباعیان اس نے الگ کر کے چھاپی ہین، اور انکو خالص خیام کا مال قرار دیا،

مگر یہ طریقہ کار بھی درست نہین کہ اگر یہ اٹھارہ الگ الگ مستند قلمی نسخے ہوتے تو ان پر اعتبار کیا جا سکتا تھا، اٹھارہ مطبوعہ نسخے، اٹھارہ مختلف اصلین نہین ہین، اس لیے ان کا اتفاق و اشتراک صحت نسبت کی کوئی قطعی حجت نہین ہے،

۵۔ رباعیات کی تعیین کا پانچوان طریقہ خیام کے فلسفیانہ خیالات کی تحقیق و تعیین ہے

[۱] چہار سے مراد چار عناصر اور ہفت سے مراد ساتون آسمان، "سلیمان"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے یہ خیالات اسکی بعض محققہ فارسی رباعیات، عربی اشعار اور فلسفیانہ کتابون پر غور و تحقیق کی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتے ہین، محققین یورپ نے ابھی ادھر توجہ نہین فرمائی ہی، شاید فریڈرک روزن پہلا شخص ہے جس کو اس کا خیال آیا، مگر افسوس کہ اسکو کریستن زن کے دریافت کردہ باب روضۃ القلوب کے سوا (جو درحقیقت خیام کے رسالہ کلیات الوجود فارسی کا آخری ٹکڑہ ہے) کوئی چیز ہاتھ نہ آئی، اور اسمین بھی مطلب کی بات کچھ نہین، فریڈرک روزن نے لکھا ہے،

"متاسفانہ از آثار فلسفی خیام چیزے نماندہ، فقط در کتبخانہ ملی پاریس در مجموعۂ روضۃ القلوب رسالۂ خطی مختصرے از آثار فلسفی او کہ بعنوان یادگار برائے پسر خواجہ نظام الملک وزیر نوشتہ، دیدہ میشود کہ کریستن زن آن را پیدا کردہ است، از روے این نسخہ ہم افکار فلسفی او در انمی توان بطور کامل فہمید[۱]"

حالانکہ عمر خیام کی فلسفیانہ کتب و رسائل پر جو تبصرہ "تصنیفات" کے ضمن مین ہم لکھ چکے ہین، اس سے ظاہر ہوگا کہ فاضل موصوف کا "تاسف" صحیح نہین، کہ اس کے "آثار فلسفی" ابتک باقی ہین، ہم ذیل مین اسکی تصانیف اور قدیم معتبر حوالون سے اس کے مذہبی اور فلسفیانہ خیالات کی تشریح کرتے ہین،

---

[۱] مقدمۂ رباعیات مطبوعہ کاویانی ص ۷۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر خیام کا مذہب

عمر خیام کا مذہب اسلام تھا، لیکن مشائیت آمیز اشراقی فلسفیانہ اسلام، جس کا خاکہ فارابی کے فصوص حکما، کی اخوان الصفا اور بو علی سینا کے اشارات اور الٰہیات شفا میں نظر آتا ہے، بہرحال وہ مسلمان تھا، خدا اور رسول کا قائل تھا،

وہ نماز پڑھتا تھا، (بیہقی، شہرزوری، واقعہ وفات) حج بھی اس نے کیا تھا، قفطی نے غالباً کاتب اصفہانی کی خریدۃ القصر سے نقل کر کے لکھا ہے،

"جب اس کے اہل زمانہ نے اس کے دین میں اعتراض کیا، تو وہ جان کے ڈر سے دفع تہمت کے لیے حج کو گیا، جب بغداد پہنچا تو اس کے اہل طریقہ نے کوشش کی کہ اس سے فائدہ اٹھائیں، لیکن اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا، اور حج سے واپس آکر اپنے گھر میں گوشہ گزین ہو گیا، اور خاموشی کیساتھ اپنے عبادتخانہ میں جاتا اور چلا آتا تھا، (قفطی ص۲۴۴ لیپزگ)

اس عبارت کے آخری فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ گوشہ نشین ہو کر ریاضت و عبادت میں مصروف رہنے لگا تھا،

خیام کی وفات کے واقعہ سے بھی جس کا ذکر ابوالحسن بیہقی کی کتاب اخبار الحکما، دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تتمۂ صوان الحکمۃ) کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے، اُس کے مذہبی خیالات کا اندازہ ہوتا ہے، کہ وہ ابوعلی سینا کی کتاب الشفا کا مطالعہ کر رہا تھا، جب واحد اور کثیر کی بحث پر پہنچا تو اُس پر یہ اثر ہوا کہ بیچ میں خلال رکھکر اٹھ کھڑا ہوا، لوگوں کو بلا کر وصیت کی، پھر نماز پڑھی، اس درمیان میں نہ کچھ کھایا نہ پیا، آخر عشا کی نماز پڑھ کر سجدہ کیا، اور سجدہ میں بار بار وہ یہ کہتا تھا،

اَللّٰھُمَّ تعرف انی عرفتک	خدایا تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے
علی مبلغ امکانی، فاغفرلی،	امکان بھر تجھکو پہچانا، تو مجھے بخشدے،
فانّ معرفتی ایاک وسیلتی	کہ میری یہی پہچان تیرے دربار
الیک،	میں میرا وسیلہ ہی،

یہ کہکر یہ طوطیِ خوشنوا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا[1]،

اپنے رسالہ کون میں اُس نے بعثتِ رسول کی ضرورت پر دلیل پیش کی ہے، مغفرتِ الٰہی کی دعا بھی اُس نے بار بار مانگی ہے، جزا و سزا اور بہشت و دوزخ کے متعلق اُس کے وہی خیالات تھے، جو دوسرے حکماے اسلام کے ہیں،

---

[1] شہرزوری ص ۲۷، بیہقی و درۃ الاخبار ص ۹۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیّام کا مشرب و مسلک

خیّام مسلمان تو تھا، مگر سوال یہ ہے کہ اُس وقت کے اسلامی فرقون مین سے کس مین تھا؟ یا کم از کم یہ کہ اُس کے خیالات کس فرقہ سے ملتے جلتے تھے؟ جس شخص کو خیام کی تصنیفات کے پڑھنے کا موقع ملا ہے، وہ بے تامل کہدیگا کہ خود خیام اپنے کو حکما رکے گروہ مین شامل کرتا تھا، اور اسی جماعت کو وہ حق کا اصلی امین اور حقیقت کا اصلی رازدار و محرم اسرار سمجھتا تھا، وہ اپنے زمانہ کے فرقۂ حکما کی پستی خیال اور دنیا طلبی پر سخت افسوس کرتا ہے، اور اسکو اس احساس سے ایسا ہی غم ہوتا ہے، جیسے اپنے تعلق کی کسی چیز کی بربادی پر، چنانچہ وہ اپنے دوسرے رسالۂ جبر و مقابلہ مین جو اسکی جوانی کی تصنیف ہی، کہتا ہی، (ص ۳)

والکثر المتشبّھین بالحکماء	اور ہمارے زمانہ کے اکثر وہ لوگ جو حکمار
فی زماننا ھذا یلبسون	کی نقالی کرتے ہین، وہ سچ کو غلط سے ملا دیتے
الحق بالباطل، ولا یتجاوزون	ہین، اور فریب کاری اور اپنے علم کی نمائش
حدّ التدلیس والترائی	کی سرحد سے آگے نہین بڑھتے، اور علوم
بالمعرفۃ، ولا ینفقون	مین سے جو کچھ جانتے بھی ہین، وہ اسکو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القدر الذی یعرفونہ من العلوم	ذلیل بدنی اغراض مین خرچ کرتے ہین اگر
الا فی اغراضٍ بدنیۃٍ خیسۃٍ	وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہین، جو
وان شاھدوا انسانًا معتنیًا	حق کا طالب ہو، اور سچائی کو ترجیح دیتا ہے،
بطلب الحق وایثار الصدق	اور باطل اور مکاری کے ترک مین کوشش
مجتھدًا فی رفضِ الباطلِ	کرتا ہو، اور نمایش اور فریب کو چھوڑتا ہو،
والزورِ وترکِ المرایاۃِ و	تو اس کی تحقیر کرتے، اور اس کی ہنسی
الخداع استخفوہ وسخروا منہ	اڑاتے ہین،

ظاہر ہے کہ اس "ایسے شخص" سے مراد خود خیام کی ذات ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے کو بھی اس فرقہ سے سمجھتا ہے جس کی موجودہ پستی پر اُس کو اس قدر افسوس ہے، اور اُس کے ضروری اخلاق کا نقشہ اسکی نگاہ مین یہ ہے کہ وہ حق کا طالب ہو، سچائی کا عاشق ہو، باطل سے متنفر ہو اور مکر و فریب سے پاک اور ریاکاری کا دشمن ہو،

وہ اپنے رسالہ "ثلاثۃ اسئلۃ" مین جو رسالہ کون کا ضمیمہ ہے، اپنے فرقہ کو ان الفاظ مین نصیحت کرتا ہے،

وانی اوصی کل من اعرفہ	اور مین ہر اُس شخص کو جس کو حکما مین سے
من الحکماء بتقدیس ذلك	سمجھتا ہون، یہ نصیحت کرتا ہون کہ وُہ
الجناب عن الظلم والشرِ،	خدا کی بارگاہ کو ظلم و شر سے پاک
ص ۱۸۳، مصر	رکھے،

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمام فرقون مین سے ذات باری کی حقیقی عزت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعظمت کے سمجھنے کا اہل حکما رکو سمجھتا تھا،

لیکن فرقہ حکمارسے مقصود کیا ہے؟ اس سے مقصود مسلمان فلاسفرون کی وہ جماعت ہے جس کا مقصد عقل ونقل اور مذہب وفلسفہ مین تطبیق تھا، ان کے خیال مین حکمار کے آرار اور انبیا کی تعلیمات یکسان صداقت پر مبنی ہین، اور دونون برابر کی سچائیان ہین، پیغمبرون کی تعلیمات مین اگر کوئی ایسی بات ہے جو بظاہر عقل کے خلاف ہے تو اسکی تاویل کرکے اُس کے معنی کی تشریح اس طرح کیجائے کہ وہ عقل وفلسفہ کے مطابق ہوجائے، یہ فرقہ اسلامی عقائد کی تشریح فلسفیانہ مذاق کے مطابق کرتا تھا، اور حکماے یونان اور انبیا علیہم السلام کو ایک ہی تنہ کی دو شاخین تسلیم کرکے ان دونون کی تعلیمات مین تطابق پیدا کرتا تھا،

یہ فرقہ "متکلمین اسلام" سے الگ تھا، کیونکہ متکلمین کی حیثیت مناظر کی تھی، وہ اسلامی اصول وعقائد کو اصل سمجھکر اُس شے کو جو اُس کے خلاف تھی باطل کرتے تھے، اور اُسکو باطل سمجھتے تھے، یعنی یہ اسلام کے عقلی وکیل ومناظر تھے، اور اسلامی مسائل کی اسطرح تشریح کرتے تھے کہ وہ عقل کے خلاف نظر نہ آئین، اونکو اسلام کی خاطر یونانی فلاسفہ وحکما کی تغلیط اور انکی تحقیقات کی کمزوریان ثابت کرنے مین تامل نہ تھا، الغرض مذہب اُن کا اصلی اور فلسفہ انکا ضمنی پہلو تھا،

ان متکلمین اسلام مین مختلف فرقے تھے، اور اُن کے اپنے اپنے مسلک کے لحاظ سے مختلف اصول تھے، جنمین اس وقت مشہور ظاہریہ (حنبلیہ) اشعریہ (شافعیہ ومالکیہ) ماتریدیہ (حنفیہ) اور معتزلہ تھے حکما تین گروہون مین منقسم تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ایک وہ جو صرف حکیمانہ خیالات رکھتے تھے، لیکن عملاً دنیا طلب اور عیش پرست تھے جیسے بوعلی سینا وغیرہ،

۲۔ دوسرے وہ جن کے خیالات حکیمانہ اور اخلاق زاہدانہ تھے، یہ اسکندریہ کے افلاطونی حکیموں اور یونان کے رواقی فلسفیوں کیطرح اپنے حکیمانہ اصول وخیالات کے مطابق خشک فلسفیانہ زندگی بسر کرتے تھے، اور ریاضات شاقہ کے ذریعہ سے تزکیۂ نفس اور ترقی روح کے مدارج ڈھونڈھتے تھے، ان کو "فلسفی صوفی" کہہ سکتے ہیں، فارابی المتوفی ۳۳۹ھ، ابن مسکویہ المتوفی ۴۲۱ھ اور شیخ الاشراق سہروردی المقتول ۵۸۷ھ وغیرہ اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے

۳۔ تیسرا فرقہ وہ تھا جو فلسفیانہ خیالات کے ساتھ ایک امام کی اطاعت مطلقہ کا قائل تھا، اور وہ اسی امام کی اطاعت کو نجات کا ذریعہ سمجھتا تھا، یہ لوگ باطنیہ اور اسماعیلیہ اور تعلیمیہ[1] کہلاتے تھے، اس فرقہ کے عقائد اور اصول پر حکیم ناصر خسرو (المتوفی تقریباً ۴۸۱ھ) کی کتابیں، زاد المسافرین اور وجہ دین برلن سے شائع ہو چکی ہیں، رسائل اخوان الصفا کے مصنفین بھی اسی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، اور اس کے لیے ایک "علوی حکومت" کے قیام کا خواب دیکھتے تھے[2]، اور شاید بعد کو کوہستان و اصفہان میں اسماعیلیہ حکومت وریاست کا قیام اسی خواب کی تعبیر ہو،

---

[1] یہ باطنیہ اس لیے کہلاتے تھے کہ شریعت کے ہر مسئلہ کا ایک باطنی معنی مراد لیتے تھے، اور ظاہر کی پروا نہیں کرتے تھے، اور اسماعیلیہ اسلئے کہلاتے تھے کہ یہ حضرت جعفر صادق کے بڑے لڑکے اسماعیل کو امام مانتے تھے، اور یہیں سے یہ شیعہ اثنا عشریہ سے الگ ہوتے ہیں، اور تعلیمیہ اسلئے ان کو کہتے ہیں کہ فلسفیانہ تعلیم اُن کے مذہب کا جزو تھی،

[2] رسائل اخوان الصفا، رسالہ سابعہ جلد چہارم ص۱۹۵ و ص۲۲۵ بمبئی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حکمائے اسلام"

امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں جا بجا ان "حکمائے اسلام" کا ذکر اسی لقب سے کیا ہے اور ان کے خیالات کی ترجمانی کی ہے، ایک جگہ کہتے ہیں "احتج حکماء الاسلام بھذہ الآیۃ"[1] ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "المقام الثانی وھو قول حکماء الاسلام"[2] ایک اور موقع پر لکھتے ہیں "وھو ان جماعۃ من حکماء الاسلام"[3] یہ حکما یعقوب کندی، ابونصر فارابی، ابو علی سینا، ابن مسکویہ، شیخ الاشراق سہروردی، اور مصنفین اخوان الصفا وغیرہ ہیں،

ان حکمائے اسلام کے عقائد، خیالات، اور تاویل کے طریقے یکساں ہیں، ان کا آغاز اسلام میں کیونکر ہوا؟ ابھی تک اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، میں نے جہاں تک ان حکما کی تصانیف اور ملل ونحل کی کتابوں کا مطالعہ کیا مجھ پر یہ حقیقت روشن ہو گئی ہے کہ اسلام سے پہلے حران واقع عراق میں کچھ حکما کا گروہ تھا، جو ایک طرف ایرانی، اور دوسری طرف مصری و یونانی فلسفہ میں ماہر تھا، اسی قسم کا گروہ اسکندریہ (مصر) میں بھی موجود تھا، جو ایک طرف عیسائی اصول اور دوسری طرف یونانی فلاسفہ کے خیالات سے متاثر تھا، اسلام آیا، تو اس سیلاب میں سب ہی غرقاب ہو گئے، عباسیہ نے جب عراق کو اپنا پایہ تخت بنایا اور علوم وفنون کے ترجموں کی طرف توجہ ہوئی، تو اس گروہ کے نصیب جاگے، ان میں حران کے صابی اور سریانی پیش پیش تھے،

[1] تفسیر آیت وَالَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا [2] تفسیر آیت وَلَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ (رعد)
[3] ، قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ابراھیم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے متاثر ہو کر وہ اصول تطبیق، جو وہ ایرانی، عیسائی اور دوسرے مذاہب اور فلسفیانہ خیالات کے درمیان برت چکے تھے، وہی اسلام کیساتھ برتنے لگے، انھین کے مسلمان ہمخیالون کا نام "حکماے اسلام" قرار پایا، ان حکما، کی شریعت کا سب سے مکمل صحیفہ اخوان الصفا کے ۵۱ رسائل ہین، نیز یعقوب کندی الموجود ۲۲۳ھ، فارابی المتوفی ۳۳۹ھ، ابو علی سینا المتوفی ۴۲۸ھ اور ابن مسکویہ المتوفی ۴۲۱ھ کی تصنیفات ہین، یعقوب کندی کی تو کوئی فلسفیانہ کتاب ملتی نہین، مگر فارابی المتوفی ۳۳۹ھ کے رسائل اور خصوصًا اُس کا رسالہ فصوص اس فرقہ کے خیالات کا آئینہ دار ہے، فارابی کا یہ رسالہ اُس کے دوسرے رسالون کے ساتھ مصر و یورپ مین چھپ چکا ہے،

فارابی کے بعد ابو علی سینا کی الٰہیات شفا و اشارات اور ابن مسکویہ کی الفوز الاکبر والاوسط والاصغر اور کتاب الطہارت وغیرہ کتابین ہین،

اخوان الصفا کی نسبت کوئی شک نہین کہ یہ چوتھی صدی ہجری کے آخر مین (۳۷۳ھ مین) دیلمیون کے عہد مین بصرہ مین لکھی گئی، لکھنے والون کے نام گو صحیح طور سے معلوم نہین، تاہم ابو حیان توحیدی کے معاصرانہ بیان سے جس کو قفطی نے نقل کیا ہے یہ متحقق ہے کہ یہ رسائل تنہا ایک شخص کے نہین [1]، بلکہ ایک فرقہ کے خیالات ہین، جیسا کہ اُن مین جابجا

---

[1] اخوان الصفا کے مصنفین مین قفطی اور شہرزوری اور حاجی خلیفہ چلپی نے حسب ذیل علمار کے نام لیے ہین، ابو سلیمان محمد بن معشر البستی، ابو الحسن علی بن ہارون زنجانی، ابو احمد مہرجانی، زید بن رفاعہ، اور عوفی اور اخوان الصفا کے مطبوعہ بمبئی (مطبعہ نخبۃ الاخبار ۱۳۰۶ھ) کی لوح پر مصنف کا نام احمد بن عبداللہ لکھا ہے، اس کتاب پر بہترین بیان قفطی کی اخبار الحکما مین ہے، (ص ۵۸ مصر) جو ابو حیان توحیدی کی معاصرانہ شہادت پر مبنی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کیا گیا ہے، اور خصوصیت کے ساتھ اس کے یہ فقرے لحاظ کے قابل ہیں،

ان لنا اخوانا واصدقاء	ہمارے بہت سے مذہبی بھائی اور دوست
من کرام الناس وفضلائهم	ہیں، جو شریف اور فاضل لوگ ہیں،
متفرقین فی البلاد، فمنهم	یہ شہروں میں پھیلے ہیں، ان میں کچھ
طائفة من اولاد الملوک	شہزادے، امیرزادے، اور وزیر
والامراء والوزراء وولعمال	زادے، سرکاری عہدہ دار، اور اہل
والکتاب ومنهم طائفة	دفتر ہیں، اور کچھ خاندانی لوگ، اور
من اولاد الاشراف ودهاقین	زمینداروں اور سوداگروں،
والتجار والتناء ومنهم طائفة	اور اہل حرفہ (؟) میں سے ہیں؛
من اولاد العلماء والادباء	کچھ علماء، ادباء، فقہاء اور
والفقهاء وحملة الدين و	حاملین مذہب کی اولاد ہیں،
ومنهم طائفة من اولاد الصناع	کچھ کاریگروں، اور کاردباری
والمتصرفین وامناء الناس . الخ	لوگوں کی اولاد ہیں،

(ج ۴ صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ بمبئی)

اس کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ ہم اپنے عقائد بادشاہوں اور وزیروں کے ڈر سے نہیں چھپاتے، بلکہ اس لیے چھپاتے ہیں کہ نااہل کے سامنے حکمت کے موتی بکھیرنے سے کوئی فائدہ نہیں، پھر دنیاوی سلطنت وحکومت کی تحقیر کرکے لکھتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعلم ایها الاخ بانا لانحسد	جان اے بھائی کہ ہم زمین کے بادشاہون
ملوک الارض ولا نتنافس	پر رشک نہین کرتے اور نہ اہل دنیا کے
فی مراتب ابناء الدنیا لکن	مرتبہ و منصب کے خواہشمند ہین بلکہ ہم آسمانی
نطلب الملک السماوی و	بادشاہی اور فرشتون کے رتبون کے
مراتب الملائکة الذین	طالب ہین، کیونکہ ہمارا جوہر،
هم اولی اجنحة مثنی وثلاث	آسمانی جوہر، اور ہمارا عالم، عالم
ورباع لان جوهرنا جوهر	علوی ہے، اور ہم اس دنیا مین
سماوی وعالمنا عالم علوی	مادہ کی قید مین گرفتار اور مسافر
نحن ههنا اسری غرباء فی	ہین، اور مادہ کے سمندر مین
اسر الطبیعة غرقی فی بحر الهیولی (ص۲۰۸)	غرق ہین،

بعد ازین اپنا یہ اصول ظاہر کیا ہے کہ ہم مذہب کے پیرو ہونے کے باوجود فلسفہ و حکمت کا انکار نہین کرتے، کہتے ہین،

واعلم ایها الاخ باننا لا نعادی	اور جان اے بھائی! کہ ہم علوم مین سے
علمًا من العلوم، ولا نتعصب	کسی علم کے دشمن نہین، اور نہ ہم کو
علی مذهب من المذاهب	کسی مذہب سے تعصب ہے، اور
ولا نهجر کتابا من کتب	نہ ہم حکماء اور فلاسفہ کی کسی کتاب
الحکماء والفلاسفة مما	کو جس کو انھون نے مختلف اقسام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضعوه والفوه فی فنون العلم	علوم میں تصنیف کیا ہو، اور جس کو اپنی
وما استخرجوه بعقولهم و	عقل اور تلاش سے نکالا ہو، ہم چھوڑتے
تفحصهم من لطیف المعانی	ہیں، لیکن ہمارا اعتماد اور بھروسہ
وانما معتمدنا ومعولنا و	اور ہمارے کام کی بنیاد، پیغمبروں
بناء امرنا فعلی کتب الانبیاء	کی کتابوں پر، اور جو وہ لائے اُن
وما جاؤا به من التنزیل	فرشتوں نے اُن کو جو خبریں
وما القت الیهم الملئکة	دیں، اور اُن پر جو الہام اور
من الانباء والالهام والوحی (ص۲۹)	وحی اتری اُن پر ہے،

پھر حسب ذیل علوم کی کتابوں کو اپنا مقصود بتایا ہے،

۱۔ عالم جس طرح ہے آسمان سے زمین تک اُس کی شکل، افلاک کی ترتیب، بروج کے اقسام، ستاروں کے حرکات، عناصر اور معدنیات، نباتات اور حیوانات کا علم،

۲۔ نفوس کی حقیقت، اور اُن کے مقامات کے مدارج، بعض نفوس کا بعض پر اثر، اور افلاک، نجوم، عناصر، معدنیات، نباتات، حیوانات، طبقاتِ انسانی، انبیاء، حکماء، سلاطین، اُنکے متبعین اور اہل بازار اور عوام پر ان کی تاثیر، اس ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ علم ہے جس کو ہمارے سوا دوسرے نہیں پڑھتے،

ولنا کتاب آخر لا یشارکنا	اور ہماری ایک اور کتاب ہے جس میں
غیرنا ولا یفهمه سوانا	ہمارے ساتھ کوئی اور شریک نہیں اور جسکو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وهو معرفة	ہمارے سوا کوئی نہیں سمجھتا: ورنہ
. . . . . .	معرفت . . . . .
اس کے بعد وہ کہتے ہیں،	
فان نشطت ایها الاخ البار	تو اگر اے میرے مہربان نیک بھائی !
الرحیم الی قرأة هذه الکتب	تجھے یا تیرے بھائیوں کو ان چاروں
الاربعة انت واخوانك	کتابوں کے پڑھنے کا شوق ہو، کہ
لتعلم ما فیها وتفهم معانیها	اُن کے مضامین کو تو جانے اور اُنکے
وتعرف اسرارها فهلم	مطالب کو سمجھے اور اُن کے بھیدوں
الی حضور مجلس اخوان	سے واقف ہو، تو اپنے اِن بھائیوں کی
لك وفضلاء واصدقاء	مجلس میں شرکت کر جو فضیلت والے
لك کراه، تسمع اقاویلهم	ہیں، اور تیرے معزز مخلص دوست
وتری شمائلهم، وتعرف	ہیں، انکی باتیں سنے گا، ان کے
سیرتهم، لعلك تتخلق	خصائل حسنہ دیکھے گا، اور اُن کے
باخلاقهم، وتتهذب	اخلاق جانے گا، شاید کہ تو بھی انکے
بآدابهم . . . ونوفق	جیسے اخلاق سیکھے اور اُن کے آداب
للصعود الی ملکوت السماء	وآئین سے تہذیب حاصل کرے،
وتنظر الی الملأ الاعلی	. . . . . اور آسمانی مملکت میں چڑھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحافین حول العرش،	کی توفیق تجھ ملے اور فرشتگانِ خاص کو جو عرش
(ج ۴ ص ۲۰۹، بمبئی)	الٰہی کو گھیرے ہین، تو دیکھ سکے،

اسی کتاب کی دوسری جلد مین یہ بیان کیا ہے کہ اہل فلسفہ پیغمبرون کے مذہب کے منکر اور اہل مذاہب، فلاسفہ کی تصنیفات سے منحرف ہوتے ہین، اور ہم ان دونون مین تطبیق دیکر دونون کی یکسان تصدیق کرتے ہین، اور سمجھتے ہین کہ یہ دونون ایک ہی اصل کی دو شاخین اور ایک ہی منزلِ مقصود کے دو راستے ہین،

وقوم من العلماء الشرعيين	علماے دین کا ایک گروہ ان مین سے
ينكرون اكثره اما لقصور	اکثر کا انکار کرتا ہے، یا تو اہل فلسفہ کے کلام
فهمهم عما وصف القوم او	کو نہ سمجھنے کے باعث، یا ان کے کلام مین
لتركهم النظر فيها، واشتغالهم	غور نہ کرنے اور صرف علوم و احکام شرعیہ
بعلم الشرع واحكامه او	مین مشغولی کے سبب سے، یا اس کا
لعناد بينهما، وكذالك	موجب یہ ہے کہ ان دونون گروہون
ايضًا ان اكثر من ينظر في العلوم	مین مخالفت اور عناد ہے، اور نیز اسی
الحكمية من المبتدئين	طرح اہل فلسفہ مین سے اکثر مبتدی اور
فيها والمتوسطين من بينهم	اور متوسط لوگ امرِ نبوت اور احکامِ
يتهاونون بامر الناموس و	شریعت کے متعلق سستی کرتے ہین، اور اہل
احكام الشريعة، ويزرون	شرع کی تحقیر کرتے ہین، اور احکامِ شرع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باھله...... بالدخول تحت
احكامه الا خوفا وكرها....
.. كل ذالك لقصور
الفريقين جميعا عن معرفة
حقائق هذه الاشياء المذكورة
ولقلة علمهم ايضا بماهية
الكائنات. ولما كان من
مذهب اخواننا الفضلاء
الكرام النظر فيهما جميعا و
الكشف عن حقائق اشياءهما،
اعنى العلوم الحكمية والنبوية
جميعا...... ثم اعلم ان
العلوم الحكمية والشريعة
النبوية كلاهما امران
الهيان، يتفقان فى الغرض
المقصود فيهما الذى هو
الاصل، ويختلفان فى الفروع

کو صرف ڈر سے اور بادلِ ناخواستہ
قبول کرتے ہیں ......
...... یہ تمام باتیں اس لیے
ہیں کہ دونوں فریق اشیاے مذکورہ
کی حقیقت شناسی سے قاصر ہیں،
اور اس لیے بھی کہ یہ دونوں کائنات
کی ماہیت سے بے خبر ہیں، اور چونکہ
ہمارے معزز اہل علم بھائیوں کا مذہب
یہ ہے کہ ان شرعی اور عقلی دونوں
علوم میں غور کریں، اور دونوں کی
حقیقتوں کو کھولیں، یعنی علوم حکمت
اور علوم نبوت دونوں کی ...
... پھر جان لے کہ علم حکمت اور
علم شریعت دونوں خدائی علم ہیں،
غرض اور مقصود اصلی میں دونوں
متفق ہیں، اور جزئیات میں مختلف ہیں،
یعنی یہ کہ فلسفہ کی برترین غرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وذلك ان الغرض الاقصىٰ من الفلسفة هو ما قيل انها التشبه بالاله بحسب طاقة البشر كما بيّنا في رسائلنا اجمع ..... وهكذا الغرض من النبوة والناموس هي تهذيب النفس الانسانية واصلاحها وتخليصها من جهنم عالم الكون والفساد وايصالها الى الجنة ونعيم اهلها في نسخة عالم الافلاك ... . وهذا هو الاتفاق والمقصود من العلوم الحكمية والشريعة النبوية. (ص ۳۲۹ و ۳۳۰ ج ۲ بمبئی)

جیسا کہ کہا گیا ہے، یہ ہے کہ انسانی قوت کے مطابق صفات الٰہی سے تشبہ پیدا کیا جائے، جیسا کہ ہم نے اپنے سارے رسالون مین بیان کیا ہے .... اسی طرح نبوت اور شریعت کی غرض بھی نفس انسانی کی تہذیب واصلاح، اور اس دنیائے کون وفساد کی جہنم سے اُس کو رہائی دینا اور دنیائے آسمان کی جنت اور اہل جنت کی نعمت تک پہنچانا ہے۔ .... یہ دونون کی متحدہ غرض ہے، اور یہی علوم حکمت اور شریعت دونون کا واحد مقصود ہے،

ان مطالب کے سمجھنے کے بعد آؤ ہم خیام کو سمجھین، اُس کے قدیم سوانح نگار کاتب اصفہانی نے جو اس سے بہت ہی قریب العہد تھا، اُس کے طریقہ و مذہب کی یہ تفصیل کی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام خراسان، وعلامۃ الزمان،	خراسان کا امام، اپنے زمانہ کا علامہ،
یعلم علم یونان، ویحث علی	یونان کا علم جانتا تھا، اور واحد جزا
طلب الواحد الدیّان، بتطهیر	دہندہ کی طلب کی تلقین کرتا تھا،
الحرکات البدنیۃ، لتنزیہ	اعمالِ بدنی کی پاکی کے ذریعہ سے تاکہ
النفس الانسانیۃ، ویامر	نفس انسانی پاکیزہ ہو، اور یونانی
بالتزام السیاسۃ المدنیۃ	فلسفیانہ اصول کے مطابق اخلاق
حسب القواعد الیونانیۃ	کے اختیار کرنے کا حکم دیتا تھا،

(اخبار الحکما قفطی صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ)

ان چند سطرون مین خیام کی جو تصویر کھینچی گئی ہے، اُس سے زیادہ اس کے خیالات کی کوئی صحیح تصویر نہین مل سکتی،

غور کرو یہ وہی شریعت ہے جس کی تلقین اخوان الصفا مین ہے، اور جس کا اجمالی نقشہ ابو علی سینا کی الٰہیات مین نظر آتا ہے، اور اوپر جاؤ تو یونان کے خالص رواقی اور اخلاقی فلاسفرون کی زندگیون مین نظر آتا ہے، اور بعد کو افلاطونِ الٰہی اور اسکندریہ کے مذہبی فلاسفرون کی تلقینات مین،

یہ تو معلوم ہو چکا کہ خیام کا شمار حکما مین کرنا چاہئے، لیکن اوپر حکما کی چار قسمین گذری ہین، سوال یہ ہے کہ خیام ان تینون مین سے کس قسم مین تھا؟ خوش قسمتی سے اس کا جواب خود اُسی کی کتاب سے ملتا ہے، اس کے رسالہ کلیات الوجود (فارسی) کے آخر مین حسب ذیل باب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدانکہ کسانے کہ طالبانِ شناختِ خداوند سبحانہ وتعالیٰ اند، چہار گروہ اند، اوّل متکلمان کہ ایشان بجدل وحجت ہائے اقناعی راضی شدہ اند وبدان قدر پسندہ کردند، در معرفتِ باری عزّ اسمہ دوم فلاسفہ وحکما اند کہ ایشان بادلۂ عقلی صرف در قوانینِ منطقی طلبِ شناخت کردند وبہیچ ادلّہ اقناعی نکردند، لیکن ایشان نیز بشرائطِ منطق وفا نتوانستن کردو، ازان عاجز آمدند سیوم اسماعیلیان اند وتعلیمیان کہ ایشان گفتند کہ طریقِ معرفت جز اخبار خبر (مخبر؟) صادق نیست، چہ در ادلۂ معرفتِ صانع وذات وصفات وے اشکالات بسیار است، وادلّۂ متعارض وعقول دران متحیر وعاجز، پس اولیٰ تر آن باشد کہ از قولِ صادق طلب کنند، چہارم اہلِ تصوف بودند کہ ایشان بتفکر واندیشہ طلبِ معرفت نہ کردند، کہ بتصفیۂ باطن وتہذیبِ اخلاق نفسِ ناطقہ را از کدورتِ طبیعت وہیاٰتِ بدنی منزّہ کردند، چون آن جوہر صافی گشت ودر مقابلۂ ملکوت افتاد، صورتہائے آن بحقیقت درآنجائے کہ پیدا شود بے ہیچ شکے وشبہتے، واین طریق از ہمہ بہتر است کہ ہیچ کمال از حضرتِ خداوند مبخول نیست، وآنجا کہ منع وحجاب نیست، پس ہرانچ آدمی رانبود از کدورتِ طبع باشد، چہ اگر حجب زائل شود وحائل ومانع دور گردد، حقائق چیزہا چنانک باشد پیدا شود۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ متکلم حکیم نہ تھا، فلسفی حکیم بھی نہ تھا، اسماعیلی حکیم بھی نہ تھا، اگر تھا تو صوفی حکیم، اور اسی طریق کو وہ پسندیدہ، اور صواب جانتا تھا، صوفیہ کے ساتھ اس کے تعلق ونسبت کی پہلی اطلاع ہم کو اخبار الحکما قفطی (۶۴۶ھ) کی زبانی ملتی ہے۔

---

[1] دیکھو وجہ دین حکیم ناصر خسرو اسماعیلی، گفتار دوم "اندر پیدا کردن خداوند حق از جملہ دعوی کنندگان" مطبع کاویانی برلن ص ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد وقف متاخر والصوفية	بعد کے صوفیہ اسکے شعر کے کچھ ظاہری مطالب
علی شئ من ظواھر شعرہ،	سے واقف ہوئے،

پھر اسی کتاب مین اوس کے سفر بغداد کے سلسلہ مین اس کے خاص فرقہ کے لوگون کا ذکر ہے

ولما حصل ببغداد سعی الیہ	اور جب وہ بغداد آیا تو علم قدیم مین
اھل طریقتہ فی العلم القدیم	اس کے طریقہ والے اس کے پاس آئے
......ورجع من حجہ الی بلدہ	. . . . اور
یروح الی محل العبادۃ ویغدو	وہ حج سے اپنے شہر واپس آیا تو صرف اپنے
(ص ۱۶۳ مصر)	عبادتگاہ مین صبح، شام آیا جایا کرتا تھا،

"اھل طریقتہ فی العلم القدیم" سے ہویدا ہے کہ اس کے ہم خیال اہل علم قدیم بغداد مین موجود تھے، "علم قدیم" سے مراد غالباً فلسفہ ہے، مگر فلسفیانہ تصوّف بھی فلسفہ سے باہر نہین، اوپر کی عبارت کے دوسرے ٹکڑے سے ظاہر ہے کہ وہ حج سے واپس آکر گوشہ نشین ہو گیا، اور صرف اپنی عبادتگاہ مین اُس کی آمد و رفت تھی، ان دونون ٹکڑون کو ملاؤ تو یہ ثابت ہوگا کہ وہ ایک طرف "علم قدیم" کا ماہر و معتقد تھا، اور دوسری طرف عابد گوشہ نشین، اس لیے وہ حقیقت مین "حکیم صوفی" تھا،

خیام کا تصوّف فلسفیانہ تھا مین نے اوپر کہا ہے کہ فلسفیانہ تصوف، فلسفہ سے باہر نہین، اصل یہ ہے کہ تصوّف کا لفظ اب مدت سے دو معنون مین بولا جاتا ہے، یا یہ کہو کہ تصوف کی دو قسمین ہین، ایک مذہبی تصوّف، اور دوسرا فلسفیانہ تصوّف، مذہبی تصوف سے مقصود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی روح یعنی اخلاص محبت، زہد، تقویٰ، عبادت، اور شریعت پر سنتِ نبوی کے مطابق عمل ہے، اور اسی کا نام حدیث کی اصطلاح مین احسانؔ ہے، پہلی اور دوسری صدی مین زہاد اور عباد اسی قسم کے تھے، عام مسلمانون سے الگ ان کے کچھ خاص عقائد اور خیالات نہ تھے، وہ فلسفہ سے بھی نا آشنا تھے، وہ صرف قرآن وحدیث سے توغل رکھتے تھے اور روزہ نماز تلاوتِ قرآن اور نوافل ان کا شب و روز کا شغل تھا، اور اخلاصِ عمل اور خلق کی خدمت پر ان کے ہان سب سے زیادہ زور تھا،

اور فلسفیانہ تصوف سے مقصود الٰہیات کے متعلق حکیمانہ خیالات رکھنا، اور فلاسفہ کی طرح خشک زندگی اختیار کرکے انکی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنا ہے،

پہلے تصوف کا مرکزِ خیال نبوت ہے، اور اس مین انبیاءؑ کے احوال کی پیروی ہوتی ہے، اور دوسرے تصوف کا مرکز حکمت ہے، اور اس مین فلاسفہ اور حکماء کے احوال کی پیروی کیجاتی ہے، وشتان بینھما،

خیام کا تصوف مذہبی نہین بلکہ حکیمانہ تھا، یعنی اس کے سامنے انبیاء کے احوال نہین بلکہ حکماء کے حالات تھے، اور انھین کے خیالات تھے، تصوف کی ان دونون مختلف قسمون مین امتیاز نہ کرنے کے سبب سے، اسلامی تصوف کے مغربی مصنفین کو بہت کچھ اختلاط اور التباس پیش آیا ہے، عملی تصوف کا آغاز تو اسلام مین زہد و ترکِ دنیا مین غلو سے ہوا، لیکن

لہ صحیح بخاری ابواب الایمان، اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین اسلامی تصوف کو بلفظ "احسان" ادا کیا ہے، اور یہ تعبیر صحیح ہے، اور خود حدیث نبویؐ سے ماخوذ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد کو اسمین جو نظری تصوف داخل ہوا جسمین خاص خیالات، خاص عقائد، اور ایک خاص قسم کے فلسفہ کی آمیزش تھی، وہ جدید افلاطونی اسکول کی تعلیمات تھین، جو اسلام کے خاص تصوف مین تیسری صدی کے اواخر سے شامل ہونے لگین یہی وہ تصوف ہے جس کو ہم "فلسفیانہ تصوف" کہتے ہین،

فلسفیانہ تصوف | اس فلسفیانہ تصوف کا ماخذ یونان کا اشراقی، اور اسکندریہ و افلاطونی اسکول ہونا بعض قدیم مسلمان حکمار کے نزدیک بھی مسلم تھا، چنانچہ مشہور حکیم ابو ریحان بیرونی المتوفی سنہ ۴۴۰ھ کہتا ہے،

وکان فیھم من یری ان الاشیأ	ان حکیمون مین بعض ایسے تھے جو سمجھتے
کلھا شیٔ واحد، ثم من قائل فی	تھے کہ تمام اشیا حقیقت مین ایک
ذلک بالکمون، ومن قائل بالقوۃ	ہین، پھر ان مین بھی دو فریق ہین،
وان الانسان مثلاً لم یتفضل	ایک فریق اس کا قائل ہے کہ ان
عن الحجر والجماد الا بالقرب	اشیاء کی امتیازی صفت ان مین چھپی
من العلۃ الاولی بالرتبۃ	موجود رہتی ہے، اور دوسرا کہتا ہے
والا فھو ھو، ومنھم من کان	کہ اس وقت ان مین موجود نہین
یری الوجود الحقیقی للعلۃ	رہتی بلکہ آیندہ اس کی استعداد ان مین
الاولیٰ فقط لاستغنائھا	موجود رہتی ہے، مثلاً انسان، پتھر
بذاتھا فیہ وحاجۃ غیرھا	اور جمادات سے صرف اس لیے متاز ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیها، وان ماهو مفتقر فی الوجود الی غیرہ فوجودہ کالخیال غیر حق، والحق هو الواحد الاوّل فقط، وهذا رای السوفیة وهم الحکماء فان "سوف" بالیونانیة الحکمة، وبها سُمّی الفیلسوف پیلا سوپا ای محبّ الحکمة، ولمّا ذهب فی الاسلام قوم الی قریب من رایهم سموا باسمهم،

(کتاب الهند ص ۱۶ لیڈن)

کہ وہ علتِ اولیٰ (خدا) سے رتبہ مین قریب ہے، ورنہ وہ بھی پتھر اور جمادہی ہے، ان مین سے بعضون کی یہ رائے تھی کہ حقیقی وجود صرف علت اولیٰ کا ہے، کیونکہ وہ اپنے وجود مین غیر کی محتاج نہین، اور اسکے علاوہ دوسرے موجودات اپنے وجود مین اس کے محتاج ہین، اور جو اپنے وجود مین غیر کا محتاج ہو اسکا وجود خیالی ہے، اور حق نہین ہے، اور حق وہی ایک اوّل ہے، اور یہ رائے سوفیہ کی ہے، اور وہی حکما ہین کیونکہ "سوف" یونانی مین حکمت کو کہتے ہین، اور اسی سے فیلسوف م کو یونانی مین "پیلا سوپا" کہتے ہین یعنی حکمت کا عاشق، اور چونکہ اسلام مین بعض لوگ انکی رائے کے قریب تر گئے، اسلئے وہ بھی اسی نام (صوفیہ) سے پکارے گئے،

علامہ ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ جو عقل و نقل اور فلسفہ و مذہب دونون کے امام تھے اپنے رسالہ فی السماع والرقص مین لکھتے ہین[۱]:

وابن سینا احدث فلسفة رکبها من کلام سلفه الیونانی ومما اخذه من اهل الکلام

اور ابن سینا نے ایک فلسفہ پیدا کیا جسکو اس نے اپنے پہلے کے یونانی فلاسفہ اور (مسلمانون مین سے) بدعتی متکلمین جہمیہ

[۱] مجموعہ رسائل کبریٰ ابن تیمیہ جلد دوم، ص ۲۰۰ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبتدعين الجهمية ونحوهم،
وسلك طريق الملاحدة
الاسماعيلية في كثير من امورهم
العلمية والعملية، ومزجه
بشيء من كلام الصوفية، و
حقيقته تعود الى كلام اخوانه
الاسماعيلية القرامطة الباطنية،
فان اهل بيته كانوا من
اتباع الحاكم الذي كان بمصر، و
كانوا في زمانه ودينهم
دين اصحاب رسائل اخوان الصفا،

وغیرہ کے خیالات سے ملا جلا کر بنایا تھا،
اور بہت سی علمی اور عملی باتون مین وہ
اسماعیلی ملحدون کے راستہ پر چلا، اور کچھ باتین
اس مین صوفیہ کی ملادین، جو حقیقت مین
اس کے ہم خیال اسماعیلی قرامطہ باطنیہ
کے خیالات سے ماخوذ تھین کیونکہ ابن سینا
کے اہل خاندان، مصر کے حاکم بامراللہ
(فاطمی اسماعیلی) کے پیروون مین
تھے، یہ لوگ اسی کے زمانہ مین تھے،
اور ان کا مذہب رسائل اخوان الصفا
والون کا مذہب تھا،

حاجی خلیفہ چلپی کشف الظنون مین تصوف کے ضمن مین کہتا ہے،

واعلم ان الاشراقيين من
الحكماء الالهيين كالصوفيين
في المشرب والاصطلاح،
خصوصًا المتاخرين منهم
الا ما يخالف مذهبهم

اور جاننا چاہئے کہ حکمائے الٰہیات مین
سے اشراقی مشرب اور اصطلاح مین
صوفیون کے مانند ہین، خصوصًا ان
مین سے پچھلے (اشراقی) لیکن فرق
صرف ان مسائل مین ہے جنمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذهب اهل الاسلام ولا	اشراقیہ کا مذہب، اسلام کے مذہب کے مخالف ہے
یبعد ان یوخذ هذا الاصطلاح	اور یہ کچھ بعید نہیں کہ یہ اصطلاح (تصوف)
من اصطلاحھم کما لا یخفی علی	انھی کی اصطلاح (سوف) سے ماخوذ ہو
من تتبع کتب حکمۃ الاشراق	جیسا کہ یہ اس شخص سے چھپا نہیں جسے اشراقی (حکمت کی کتابوں پر نظر ہے)

خیر یہ لوگ تو حلقہ تصوف سے باہر کے ہیں، شیخ فریدالدین عطار، جو مشہور صوفی ہیں، اپنے تذکرۃ الاولیاء میں شیخ ابوالحسن خرقانی المتوفی ۴۲۵ھ اور شیخ ابوعلی سینا المتوفی ۴۲۸ھ کی باہمی ملاقات کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں،

تا بعد از ان طریقت (تصوف) بفلسفہ کشید چنانکہ معلوم ہست، (ص ۲۰۷ گب، نصف ثانی)

دبستان المذاہب کا مصنف فانی کشمیری المتوفی ۱۰۸۱ھ جو خود اسی فلسفیانہ تصوف کی شراب سے بدمست تھا، صوفیہ کے عقاید کے ضمن میں ایک عارف کی زبان سے نقل کرتا ہے،

از عارف بحق سبحانی، نامہ نگار شنیدہ: کہ در عقائد صوفیۂ صفیہ ہمانست کہ اشراقیان راست؛ اما صوفیہ اکنون عقائد برمز و اشارات در آمیختہ اند تا نا اہل در نیابد، بر سنت انبیاء و اولیاء و قدمائے حکماء۔ (ص ۳۱۸ بمبئی)

ان حوالون سے یہ واضح ہے کہ فلسفیانہ تصوف، فلسفۂ اشراق، جدید افلاطونی الہیات اور اخوان الصفا کی تاویلات ایک ہی سرچشمہ کی دھارین ہین،

ان تفصیلات کے بعد یہ معلوم ہوا ہو گا کہ خیام کا مشرب و مسلک درحقیقت "فلسفیانہ تصوف" تھا، اور وہ خود ایک "صوفی حکیم" تھا، اب آؤ اس کے اندرونی خیالات اور عقائد کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی جائزہ لے لیں، بیرونی جیسے محرم راز کی زبانی ابھی سُن چکے ہو کہ حکمائے صوفیہ کو وجود کی بحث وتحقیق سے خاص دلچسپی تھی، اور وہ علتِ اولیٰ جس کو "الاول" (پہلا) اور "الحق" کہتے تھے، اس کے وجودِ حقیقی اور دوسرے موجودات کے وجودِ خیالی کے قائل تھے، خیام کے فلسفیانہ رسائل پر جو تبصرہ پہلے گذر چکا ہے اس کے مطالعہ سے ہر شخص کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کو وجود کی بحث سے کتنی دلچسپی تھی اور وہ اس عقیدہ کا دل وجان سے کتنا معتقد تھا علتِ اولیٰ سے تشبّہ کو کمال سمجھنا، یہ تلقین بھی خیام کے رسالہ کلیات الوجود مین ملتی ہے، اور یہی تعلیم اخوان الصفا مین ہے، جیسا کہ ابھی چند صفحے اوپر ہم "تشبّہ بالالٰہ والصعود الی ملکوت السماء والنظر الی الملاء الاعلیٰ" کے الفاظ مین نقل کر آئے ہین،

اس نے اپنے "پسندیدہ تصوف" کے اصل اصول کا ذکر اپنے رسالہ کلیات الوجود (فارسی) مین ان لفظون مین کیا ہے،

"ایشان بتفکر واندیشہ طلب معرفت نکردند، کہ بتصفیۂ باطن وتہذیبِ اخلاق نفس ناطقہ را از کدورت طبیعت وہیئت بدنی منزہ کردند چون آن جوہر صافی گشت ودر مقابلۂ ملکوت افتاد صورتہائے آن بحقیقت درآنجا بگہ پیدا شود، بے ہیچ شکے وشبہتے"

یہ اصول، یہ طرزِ کلام، یہ اصطلاح تمامتر اسکندرانی اشراقی الٰہیات یعنی جدید افلاطونی حکما کی ہے، اور بالکل یہی رنگ رسائلِ اخوان الصفا مین جھلکتا ہے، اور یہی فلسفیانہ تصوف کی غایت ہے،

اسی طرح کمالاتِ انسانی کی انتہا "معرفت" کو قرار دینا، جیسا کہ خیام کے اس فقرہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے جو اس نے مرتے وقت کہا،

"خداوندا مین نے اپنے امکان بھر تیری معرفت حاصل کی، مجھے بخشدے، میری یہی معرفت تیرے حضور مین میرا وسیلہ ہے" (بیہقی و شہرزوری)

اسی مذہب و مسلک کی بولی ہے،

معرفت کا راستہ خیام کے نزدیک ریاضت ہے، جیسا کہ اسکے رسالۂ وصف للموصوف مین ہے

فمن وجد نفسہ من المقصرین	تو جو اپنے آپ کو اس علم مین قاصر پائے
فی ھذا العلم ۔ ۔ ۔ ۔ و	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو
علیہ بالریاضۃ التامۃ و	اس پر کامل ریاضت اور
الاستعانۃ بحسن التوفیق	اللہ تعالے کے حسن توفیق کی مدد
من اللہ تعالیٰ،	مانگنا واجب ہے،

یہ تعلیم بھی وہین کی ہے،

خدا اور اس کی ذات و صفات اور نبوت و رسالت کے متعلق خیام کے وہی حکیمانہ خیالات ہین جو اخوان الصفا کے رسالون اور بوعلی سینا کے اشارات و شفا مین ملتے ہین، جیسا کہ رسالۂ کون و تکلیف مین اس نے خود ظاہر کیا ہے، فیثا غورث کے مسئلۂ عدد سے بھی اس کو دلچسپی ہے جس کو اس نے اپنے رسالۂ کلیات الوجود مین ذکر کیا ہے، اس مسئلہ کے ساتھ رسائل اخوان الصفا کے مصنفین کو بھی وہی عقیدت تھی جس کا ذکر انھون نے اپنے رسالۂ حساب مین کیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حکیمانہ توحید اور ارواح و ملائکہ کی حقیقت کا بیان اس رباعی میں ہے جو گو بوڈلین لائبریری اور لاہور کے قلمی نسخوں میں نہیں، مگر دوسرے نسخوں میں ہے، اور وہ تمام تر خیام کے خیال کے مطابق ہے[1]،

حق جانِ جہان ست و جہان جملہ بدن | ارواح و ملائکہ، حواس این تن
افلاک و عناصر و موالید اعضا | توحید ہمین است، دگرہا ہمہ فن

دوسرے حکما، کی طرح وہ بھی انسانیت کا کمال معرفت کو جانتا تھا، چنانچہ اپنی موت کے وقت جو دعا، اسکی زبان پر تھی وہ یہ تھی،

اللھم تعرف انی عرفتك علی | خداوندا تو جانتا ہے کہ مین نے اپنے
مبلغ امکانی، فاغفرلی فان | امکان بھر تجھکو جانا، تو مجھے بخشدے،
معرفتی ایاك وسیلتی الیك، | کہ میری یہی معرفت تیرے حضور مین [illegible]

[illegible]

اُسی کی ایک رباعی سے بھی اس کا یہ خیال ثابت ہوتا ہے، کہتا ہے،

روزے کہ جزاے ہر صفت خواہد بود | قدر تو بقدر معرفت خواہد بود

اس سے زیادہ وضاحت ایک اور دوسری رُباعی مین ہے،

ساقی مے معرفت مرا کرمت ست | در مشرب بے معرفتان معصیت است
بے معرفت آدمی چہ کار آید ہیچ | مقصود ز آدمی ہمین معرفت است

اس دعا کے ان الفاظ سے کہ "مین نے تجھکو اپنے امکان بھر جانا" یہ اشارہ ملتا ہے کہ

[1] دارا شکوہ نے مجمع البحرین مین اسکو سعد الدین حموی المتوفی ۶۵۰ھ کیطرف منسوب کیا ہے، مثنوی کلکتہ ۲؎ دبستان بمبئی و تنقید ۳؎ گلزار حسنی ملیبی کا نامخدری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ خدا کی کلی معرفت کے امکان کا قائل نہ تھا، اور سمجھتا تھا کہ یہ انسان کی دسترس سے باہر ہے، یہ عقیدہ اسکی ایک رباعی مین اس طرح ادا ہوا ہے،

کُنہ خردم در خورِ اثباتِ تو نیست — واندیشہ من بجز مناجاتِ تو نیست
من ذاتِ ترا بواجبی کے دانم — دانندۂ ذاتِ تو بجز ذاتِ تو نیست[۱]

خدا کے عالمِ کل ہونے کا بھی وہ قائل تھا، اسکی حسب ذیل رباعی مین یہ خیال کس خوبی سے ادا ہوا ہے،

رسترم ہمہ دانا سے فلک می داند — کو موی بموی ورگ برگ میداند
گیرم کہ بزرق خلق را بفریبی — با او چہ کنی کہ یک بیک میداند[۲]

رسالۂ کون مین خداے تعالیٰ کا نام جس کو وہ الحق، الاوّل، الواجب، الحق الاول وغیرہ الفاظ سے ادا کرتا ہے، بڑے اہتمام اور ادب سے لیتا ہے، اور کہتا ہے کہ تمام ممکنات اسی واجب تعالیٰ کا فیضان ہین،

علی تحقق وجود الحق الاول عنی الذی عنہ — اس "حقِ اول" پر جس سے ہر موجود
وجود کل موجود جل جلالہٗ — کا وجود ہے، وہ بزرگ ہو اور اُسکے
وتقدست اسماءہٗ ولا الٰہ غیرہٗ — نام مقدس ہون، اور اس کے سوا
الذی فاضت الموجودات عنہ — کوئی دوسرا نہین، جس سے تمام موجودات
منتظمۃ فی سلسلۃ الترتیب التی — نے اُس سلسلہ ترتیب مین منظم ہوکر

[۱] دلسینہ، وبلبی وکاویانی (۵۷) [۲] دلسینہ، ومجموعۂ منتخبات دار المصنفین، ودنیفیلڈ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتضتها الحكمة الحقة بالبرهان	فیض پایا ہے جس کی سچی حکمت
(ص ۱۷۴ رسالۂ کون)	بدلیل مقتضی ہے،

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکی طرف بعض منسوب رباعیون کو پڑھکر جس نے اس کو خدا کا منکر سمجھا ہے، وہ کتنی غلطی پر ہے، وہ خدا کو ہمہ خیر اور سراپا نیک تصور کرتا تھا، اور یقین رکھتا تھا کہ اس کے تمام کام بھی خیر محض ہین، دوسرے رسالہ (ثلاثۂ اسئلہ) مین کہتا ہے،

وانی اوصی کل من اعرفہ من	اور مین ہر اس شخص کو جسکو حکما مین سے
الحکماء بتقدیس ذالک الجناب	سمجھتا ہون، یہ وصیت کرتا ہون کہ وُہ
عن الظلم والشر (ص ۱۸۳)	اس بارگاہِ ربانی کو ظلم و شر سے پاک کرے

رسالۂ "وصف و موصوف" جو حقیقت مین وجود کے مباحث پر ہے، اس کے آخر مین وہ کہتا ہے،

فقد بان ان جمیع الذوات و	تو ظاہر ہوا کہ تمام ذاتین اور ہتین
الماهیات انما تفیض من ذات	حق تعالی سے جو مبدء اول ہے،
المبدء الاول الحق جل جلالہ	ترتیب اور سلسلۂ نظام کیساتھ فائض
علی ترتیب وفی سلسلۃ نظام	ہوئی ہین، اور یہ سب کی سب
وھی کلھا خیرات لاشر فیھا	خیر ہین، اُن مین شر کسی
بوجہ من الوجوہ،	حیثیت سے کچھ نہین،

یہ خیالات اس کی اس رباعی مین تمامتر موجود ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویند بحشر جست و جو خواہد بود — وآن یار عزیز تند خو خواہد بود
از خیر محض جز نکوئی ناید — خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود

اسکی طرف ایک رُباعی منسوب ہے،

ترکیب پیالہ کہ درہم پیوست — بشکستن آن روا نمی دارد مست
چندین سروپاے نازنین از سر دست — از مہر کہ پیوست و بکین کہ شکست[1]

مقصود یہ ہے کہ ایک سرشار شرابی کو ایک ذرا سے تعلق سے تو اپنے پیالہ سے یہ محبت ہو جاتی ہے کہ اس کا توڑنا گوارا نہیں کرتا، پھر کیونکر یہ ممکن ہے کہ پروردگار عالم جس نے یہ حسین سے حسین مخلوقات بنائی ہے وہ خود غصہ یا انتقام مین آکر اُس کو توڑ پھوڑ ڈالے،

اسی فلسفہ کی بنا پر خیام مین مرجئیت[2] کے خیالات پاے جاتے ہین یعنی یہ کہ خدا اپنی توحید و معرفت کے بعد کسی کو عذاب نہین دیگا، گنہگارون کے تمام گناہ وہ اپنی کمال مہربانی سے معاف کر دیگا، کیونکہ اس کو کسی سے کینہ اور دشمنی نہین، اور وہ خیر محض ہے،

خیام زبہر گنہ این ماتم چیست — در خوردن غم فائدہ بیش و کم چیست
آن را کہ گنہ نکرد غفران نبود — غفران زبراے گنہ آمد غم چیست

آباد خرابات زمی خوردن ماست — خون دو ہزار توبہ در گردن ماست
گر من نکنم گناہ رحمت کہ کند[3] — کار آئش رحمت از گنہ کردن ماست

---

[1] مطابق متن نسخہ بوڈلین، [2] مرجئہ اسلام مین ایک فرقہ ہے، جس کا اعتقاد ہے کہ ایمان کے بعد تمام گناہ قیامت مین معاف ہو جائین گے بعض بڑے بڑے فقہا، اور محدثین اس فرقہ مین شمار کئے جاتے ہین،
[3] موافق متن نسخہ دسینہ، بمبئی کے نسخون مین تیسرے مصرع مین "کہ" کی جگہ چہ ہے، و ینفیلڈ مین چوتھا مصرع یہ ہے
رحمت ہمہ موقوف گنہ کردن ماست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایزد چو گلِ وجود ما می آراست | دانست زفعلِ ما چہ بر خواہد خواست
بے حکمش نیست ہر گناہی کہ مراست | پس سوختن روزِ قیامت زکجاست[1]

نبوت و رسالت کے معنی اس کے نزدیک اس "شخصیت کاملہ" کے ہیں، جو سنت عالیہ لیکر اس دنیا کے امن و نظام کو قائم کرتی اور اہلِ دنیا کو ملوثاتِ دنیا سے پاک کر کے حق تعالےٰ کی طرف دعوت دیتی ہے، اور وہ روحانی قوتوں سے مؤید ہوتی ہے، رسالہ کون کے آخر میں اس نے نبوت و رسالت کی یہی تشریح کی ہے، اور یہی فارابی کے رسائل اور ابو علی سینا کے اشارات میں ہے،

خیام جبر کا قائل تھا جس طرح اس کا یہ خیال رباعیات کے حرف حرف سے نمایاں ہے، اس کے فلسفیانہ رسالہ (ثلاثۃ اسئلہ) سے بھی ظاہر ہوتا ہے، وہ کہتا ہے،

فلعل الجبریّ اقربُ الی الحق فی بادیٔ الرّایِ وظاھرِ النظر، | شاید بظاہر جبری حق کے زیادہ قریب ہے،

یہی اسکی رباعیوں میں بھی ہے، مثلاً

از رفتۂ قلم ہیچ دگرگون نشود | وز خوردنِ غم بجز جگر خون نشود
گو درہمہ عمرِ خویش خونابہ خوری | یک قطرہ ازان کہ ہست افزون نشود

مگر یہ پیش نظر رہے کہ خیام کا جبر مذہبی استدلالات پر مبنی نہیں، بلکہ فلسفیانہ دلائل پر مبنی ہے، خود کہتا ہے،

---

[1] مطابق کاویانی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی و بدی کہ در نہاد بشر است | شادی و غمی کہ در قضا و قدر است
با چرخ مکن حوالہ کاندر رہِ عقل | چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است

یہ بالکل اس جدید افلاطونی فلسفہ مشائیہ کے مطابق ہے، جس کی تشریح بوعلی سینا نے کی ہے گو آسمان کی گردش ہی سے مادی دنیا کے تمام انقلابات ہین، مگر آسمان اپنی گردش اور اپنے نتائج کے پیدا کرنے مین بالکل مجبور ہے،

الہیات کے اس مسئلہ کا سمجھنا ان مقدمات کے سمجھنے پر مبنی ہے،

۱- حضرت باری واجب الوجود، ہر جہت سے واحد ہے،

۲- اور جو ہر جہت سے واحد ہو، اس سے ایک فعل صادر ہو سکتا ہے، کہ اگر اس سے دو فعل صادر ہونگے تو وہ ہر جہت سے واحد نہ رہیگا، کہ اسکے فاعل اور اُس کے فاعل کی دو جہتین ہو کر، اسکی وحدت باطل ہو جائیگی،

نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت باری واجب الوجود سے صرف ایک ہی شئے صادر ہو سکتی ہے جسکا نام عقل اوّل ہے،

دوسرا مقدمہ یہ ہے، کہ علتِ تامہ سے معلول کا تخلف نہین ہو سکتا، جس وقت کسی شئے کی علت تامہ پائی جائیگی، اسی وقت اس کا معلول پایا جائیگا، چابی ہلنے کے ساتھ ہی معاً تالا کھل جائیگا، واجب الوجود جو ہر جہت سے واحد ہے، وہ علت تامہ ہے، اس کے وجود کیساتھ ہی اس کا معلول اوّل بلا واسطہ وجود پذیر ہو جائے گا، اس کا نام عقلِ اوّل ہے، اب عقل اوّل مین دو جہتین ہین، ایک یہ کہ وہ علتِ اولیٰ کی معلول ہے، اور علتِ قدیمہ کے ساتھ معلو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم ہے، دوسرے یہ کہ وہ علتِ اولیٰ سے حادث ہوئی ہے اسی لیے وہ حادث بالذات اور واجب بالغیر ہے، اس لیے اس سے دو فعل صادر ہونگے، بنابرین عقلِ اول سے عقلِ ثانی اور فلکِ اول پیدا ہوا، اسی طرح عقلِ ثانی سے عقلِ ثالث، اور فلکِ دوم، اور عقلِ ثالث سے عقلِ رابع اور فلکِ سوم، اور عقلِ رابع سے عقلِ خامس اور فلکِ چہارم، عقلِ خامس سے عقلِ سادس اور فلکِ پنجم، عقلِ سادس سے عقلِ سابع، اور فلکِ ششم، پھر عقلِ سابع سے عقلِ ثامن اور فلکِ ہفتم، اور عقلِ ثامن سے عقلِ تاسع اور فلکِ ہشتم، اور عقلِ تاسع سے عقلِ عاشر اور فلکِ نہم، فلکِ نہم کو حرکت لازم تھی، حرکت ہوئی، اس حرکت نے تمام افلاک کو حرکت دی، افلاک کی حرکات سے مادہ کا وجود ہوا، اور اس میں حرکت اور انقلاب اور ترکیب وامتزاج اور کون وفساد کا آغاز ہوا، اور دنیا کی رنگارنگ ہستیون کا وجود ہوا، اور اسی طرح ہوتا رہے گا،

خیام نے اس مسئلہ کی تقریر رسالہ **کلیات الوجود** مین پوری طرح کی ہے، اور اس سلسلۂ الوجود کو مفصل بیان کیا ہے، خیام کے عربی اشعار اور بعض فارسی رباعیات مین بھی اس کا یہ خیال ملتا ہے، چنانچہ اس کے ان عربی اشعار مین جنکو بیہقی اور شہرزوری نے نقل کیا ہے، ایک شعر یہ ہے،

یدبّرلی اللہ نیا بل لسبعۃ العلی	میرے لیے کل دنیا، بلکہ ساتون ستارے بلکہ افق اعلیٰ
بل الافق الاعلیٰ اذا جاش خاطری	مصروف تدبیر ہے، جب میرا دل جوش مارے،

قفطی نے اس کا یہ عربی شعر نقل کیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیس قضی الافلاک[1] فی دورھابان	کیا آسمانوں نے اپنی گردش میں یہ فیصلہ نہیں کر دیا
تعید الی نحس جمیع المساعد	کہ وہ تمام نیک بختیوں کو بدبختی کی طرف لوٹا دیں گے

یہ آلہیات کے وہی خیالات ہیں، اور آج بھی "گردشِ فلک" کا تخیل ہماری فارسی شاعری کا جسز ہی،

عقول، نفوس، افلاک اور موالیدِ ثلاثہ اس کے نزدیک مبدء اوّل (خدا) یا واجب الوجود اور ممکنات کے درمیان واسطہ ہیں، اور اسکی معرفت کو وہ انسانیت کا ضروری جز جانتا ہی، چنانچہ کلیات الوجود میں کہتا ہے،

"و این قاعدہ را سلسلۃ الترتیب خوانند، و مردم را مردمی آنگہ درست شود کہ این سلسلۂ ترتیب بشناسد، و بداند کہ این جملہ ارباب متوسط اند، چونکہ افلاک و امہات و موالید، و علت وجود او اند، نہ از جنس او، و ایزد جل جلالہ"

خیام جس زہد و ورع اور پاکیزگی و طہارت کی دعوت دیتا ہے، وہ بھی مذہبی نہیں بلکہ یونان و اسکندریہ کے زاہد خشک فلاسفروں کی تعلیم کے مطابق ہے، قفطی نے کاتب اصفہانی کے ذریعہ اس کے جو خیالات نقل کئے ہیں، ان کی حرف حرف تائید اسکے عربی شعر سے ہوتی ہی،

اصوم عن الفحشاء جھرًا و خفیۃ	میں علانیہ اور چھپی ہر برائی سے روزہ رکھتا ہوں یعنی باز رہتا ہوں
عفافًا و افطاری بتقدیس فاطری	اپنی عفت و پاکدامنی کی خاطر، اور میرا افطار یہ ہے کہ اپنے خالق کی تقدیس کروں

[1] شہرزوری میں یہ پہلا مصرع اس طرح ہی،
الیس قضی الرحمان فی حکم بان — کیا خدائے رحمان نے اپنے حکم میں یہ فیصلہ نہیں کر دیا
میرے خیال میں قفطی کی نقل صحیح معلوم ہوتی ہے، کہ اس کے خیالات سے اسی میں تطابق ہوتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض گناہ اور رذائل سے پرہیز وہ جنت کے حصول یا خدا کے لیے نہین، بلکہ عفتِ نفس کے لیے کرتا ہے، جس کا دوسرا اصطلاحی نام ان کے حکماء کے یہان "تکمیلِ نفس" ہے، یہ سمجھا جاتا ہے کہ نفسِ انسانی تمامتر ناقص ہے، اس عالمِ امکان مین یہ اپنی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے، اس کی تکمیل علومِ عالیہ اور اخلاقِ فاضلہ کے حصول سے ہوتی ہے، اور جو علوم اور اخلاق اُس کو حاصل ہوتے ہین، اُن کا نام "ملکاتِ نفسانیہ" ہے، یہی ملکاتِ نفسانیہ مرنے کے بعد اس کی جنت یا دوزخ ہین، اگر اچھے ملکات ہین تو نفس کو سرور حاصل ہوگا، یہ جنت ہے، اور اگر بُرے ہین تو اس کو افسوس و حسرت و ندامت ہوگی اور ہمیشہ کُڑھتا رہیگا، یہ اُس کی دوزخ ہے،

روزے کہ جزاے ہر صفتؔ خواہد بود | قدرِ تو بقدرِ معرفت خواہد بود
درحسنِ صفت کوش کہ در روزِ جزا | حشرِ تو بصورتِ صفت خواہد بود

۱؎ یہ رباعی مطبوعات کاویانی دو ونیفیلڈ و گلزار حسنی وکارخانہ محمدی ممبئی اور نسخہ قلمی لیسنہ مین موجود ہے، مگر ممبئی کے مطبوعہ نسخون مین چوتھے مصرع کا پہلا لفظ "شر" ہے جو بےمعنی ہے، کاویانی ونیفیلڈ اور ولیسنہ مین یہ لفظ حشر ہے جو صحیح ہے، گر ونیفیلڈ، ولیسنا اور ممبئی کے نسخون مین پہلے اور چوتھے مصرعون کا قافیہ ایک ہے، یعنی "صفت" شاید اہلِ فن کو اس مین کچھ عذر ہو، کاویانی نسخہ مین یہ مصرع اس طرح ہے، جس سے وہ عیب جاتا رہتا ہے، ع

"فردا کہ جزاے شش جہت خواہد بود"

مگر معنی مین تکلف پیدا ہو جاتا ہے شاید کہ "شش جہت" کے بجاے "ہر جہت" زیادہ بامعنی ہو، مجموعۂ منتخبات اشعار دار المصنفین مین بھی "شش جہت" ہے، مگر اس مین یہ رُباعی محقق طوسی کے نام سے لکھی ہے، اور اس کا پہلا مصرع یون ہے، "فردا کہ حسابِ شش جہت خواہد بود"

رسالۂ کلیات الوجود مین وہ اپنا حکیمانہ اخلاقی نظریہ ان لفظون مین پیش کرتا ہے،

• اکنون چون ما شریفترین چیزے در آخر نفس و عقل یافتیم، معلوم شد کہ ابتدا ہمان باشد و مردم چون ابتدا و انتہا را بدانست باید کہ نزدیک او درست شود کہ نوع عقل و نفس را جنس نفس و عقل یکیست واین دیگر ارباب متوسط است و از او بیگانہ و ازیشان بیگانہ، پس باید کہ آہنگ بجنس خویش بود، تا از ہم گوہران خود دور نماند، زیراک عذاب مقیم باشد"

مقصود یہ ہے کہ مبدءِ اول سے قریب عقل ہے، اور ہر عقل کے لیے نفس ہے، تو نفوس عقول سے اور عقول اپنے مبدءِ اول یا علتِ اولیٰ یعنی خالق سے کمال مین مشابہت رکھتے ہین، اس لیے انسانون کو کمال مین عقولِ فلکی

www.KitaboSunnat.com

برتر ز سپہر خاطرم روز نخست
لوح و قلم و بہشت و دوزخ می جست

پس گفت مرا معلم از رائے درست
لوح و قلم و بہشت و دوزخ باتست

اسی لیے ظاہری بہشت کی طلب اور ظاہری دوزخ کے ڈر سے کسی کام کو کرنا حماقت ہے،

در صومعہ و مدرسہ و دیر و کنشت
ترسندہ دوزخ اند و جویائے بہشت

آنکس کہ ز اسرار خدا با خبر ست
زین تخم در اندرون دل ہیچ نہ کشت

"اسرار خدا" سے مقصود اسکی جمالی صفتیں ہیں، یعنی اس کا رحم و کرم، اور مغفرت و بخشش،
چنانچہ انھیں معنی میں اسکی یہ رباعی ہے،

با رحمت تو من از گنہ نا اندیشم
با توشہ تو ز رنج رہ نا اندیشم

گر لطف تو ام سفید رو گرداند
یک ذرہ ز نامۂ سیہ نا اندیشم

(ونیفیلڈ و کاویانی وبمبئی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۹) سے مشابہت حاصل کرنی چاہئے، جس طرح عقول فلکی اپنے مبدءِ اول کے بالطبع مشابہ ہیں، اسی مشابہت کامل کے حصول کا نام جنت، اور اس سے دوری کا نام عذاب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیام کی شراب

خواجہ حافظ کی طرح دنیا مین کتنے خوش قسمت بادہ پرست ہین جنکی شراب کو لوگون نے شراب معرفت سمجھا ہے، لیکن ایک بدقسمت خیام ایسا ہے کہ اسکی شراب کو دوست و دشمن سب یہی بھٹی والی شراب سمجھتے ہین، اور انھون نے یہ تصور کیا ہے کہ وہ ایک رند میخوار تھا، جو ہمیشہ مست و سرشار رہتا تھا، جس کے ادھر اودھر ٹوٹی صراحی اور چھوٹے پیالون کے ٹکڑے پڑے رہتے تھے، مگر کیا واقعہ ایسا ہی ہے؟

ہر چند کہ اسمین کوئی کلام نہین کہ اس زمانہ کے سلاطین اور امراء، بلکہ بعض اہل علم بھی چھپکر شراب پیتے تھے[۱] اور اسکی صورت یہ تھی کہ اہل عراق کی فقہ اور مذہب حنفی مین نبیذ یعنی وہ افشردہ جس مین ہنوز نشہ اور سکر نہ پیدا ہوا ہو مثل شربت کے اس کا پینا جائز ہے، سلجوقی سلاطین جو عموماً سخت حنفی تھے[۲] وہ بھی اس قسم کی بے نشہ شراب کو پینا حلال سمجھتے تھے، لیکن سعدی جیسے تجربہ کار رسکے بقول،

---

[۱] زکریا تبریزی شارح حماسہ کا واقعہ تراجم مین مذکور ہے،
[۲] اسی زمانہ مین ابو سلیمان محمد بن طاہر سجستانی جس کی کتاب صوان الحکمۃ مشہور ہے اس کے حال مین شہرزوری نے لکھا ہے،
وکان یتناول من الشراب المختلف علی مذھب ابی حنیفۃ لکونہ حنفیاً [۳] راحۃ الصدور راوندی ص ۱۷ و ۲ ۲ لائڈن

www.KitaboSunnat.com

به نیم بیضه چو سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش هزار مرغ بسیخ

امراء اور اہل دربار اس بے نشہ شربت سے نشئی شراب کے دور تک پہنچ جاتے تھے، عموماً منادمت یعنی سلطانی مصاحبت کے فن پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، اُن میں شراب نوشی کے اصول و قواعد بھی لکھے گئے ہیں، امیر کیکاؤس نے (سنہ ۴۷۵ھ میں) اپنے قابوس نامہ میں جو اپنے بیٹے کے لیے نصیحت کے طور پر لکھی ہے، جہاں فرزند دلبند کو اور باتیں سکھائی ہیں شراب نوشی کے آداب بھی بتائے ہیں، خود خیام کی طرف اسی قسم کی جو کتاب نوروز نامہ کے نام سے منسوب ہے، اُس کے چودھویں باب میں شراب نوشی پر ایک مستقل فصل ہے، ذخیرہ خوارزمشاہی جو سلطان علاؤالدین خوارزم شاہ (سنہ ۵۶۸ھ-سنہ ۵۹۶ھ) کے لیے لکھی گئی ہے اُس کے مقالۂ چہارم بحث اول، کتاب سوم میں "غرض خردمندان در شراب" کے عنوان سے ایک پوری فصل ہے، سلطان کیخسرو سلجوقی کے عہد میں سنہ ۶۰۱ھ میں ابوبکر محمد بن علی راوندی نے راحۃ الصدور و آیۃ السرور کے نام سے سلجوقیوں کی جو تاریخ لکھی ہے، اُس کے آخر میں (ص۴۱۶-۴۲۰ گب) فصل فی الشراب بیان تحلیل و تحریم خمر، بیان تحلیل مثلث و مصنف و اشعار در وصف شراب، و منفعتها، و مضرتهاے شراب کا بیان ہے،

خود خیام کی زندگی میں عربی کے مشہور ادیب و عالم ابوالحسن علی بن حسن باخرزی، (المتوفی سنہ ۴۶۷ھ) نے دمیۃ القصر و عصرۃ اہل العصر کے نام سے شعراء کا جو تذکرہ لکھا ہے، اس میں جام و بادہ کی بزم رنگین کے اکثر منظر سامنے سے گذرتے ہیں، حالانکہ وہ نظام الملک جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متقی وزیر کے لیے لکھی گئی ہے، باخرزی اس کتاب مین اپنے ایک عزیز دوست محمد بن ابی نصر شاعر کا ذکر کرتا ہے، جو اُس کو اپنی لخت جگر اولاد کی طرح پیارا تھا اور جو اس کا و قرینی علی الشراب "ہم پیالہ" بھی تھا، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ

ودارت فی المجلس کاس متلاطمة	اور مجلس مین اُن موجین مارنے والے پیالون
الامواج، مائیة الجوھر ناریة	کا دور ہوا جنکا جوہر آبی اور مزاج آتشین تھا
المزاج، فتبادر تھا جماعة الشرب	تو پینے والون کی جماعت نے اُن پر جھپٹا مارا،
وجعلوا نعالهم اقراطا لانامل	اور اپنے جوتون کو اپنی انگلیون کی بالیان
بدارًا الی الباب ومدّ الیها	بناکر (یعنی جلدی مین جوتے ہاتھ مین لیکر)
راحته وقرع بها جبهته و	دروازہ کی طرف جھپٹکر بھاگے لیکن یہ شخص
عمر یطول مقامه فی المجلس	اُسی طرح بیٹھا رہا، اُس نے اپنا ہاتھ بڑھایا
جنبته، فقلت	اور اُس پیالہ سے اپنی پیشانی ٹھونکی اور مجلس
	مین دیر تک بیٹھکر اپنے پہلو کو آباد کیا، تو مین نے

یا حبذا الکاس لا یستطیع حاملها	یمشی ولا اشجع الشراب یقربها
ہاے وہ پیالہ جس کا اٹھانے والا اب چل نہین سکتا	اور بہادر سے بہادر پینے والا بھی اُسکے قریب نہین جا سکتا

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شراب کی اس عمومیت اور کثرت کے باوجود لوگ چھپکر پیتے تھے اور اظہار سے ڈرتے تھے، یہ عین خیام کے عہد کا واقعہ ہے، ابوبکر راوندی کی راحة الصدور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے عصر (۵۹۹ سنہ ۶۰۰ سنہ) کے پس وپیش زمانہ مین شراب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی مدح و توصیف مین اس کثرت سے شعر کہے گئے تھے کہ

"در وصفِ شراب ہیچ بابے نہ گذاشتند تا بدانجا کہ در وصف ظرفہاے آن تبازی

و پارسی شعرہا گفتہ اند" (صفحہ ۴۲۵ گب)

خیام کے کمسن معاصر، حکیم سنائی (المتوفی سنہ ۵۴۵ھ) کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے زمانہ مین شراب نوشی گویا حکیم و فلسفی ہونے کی سند تھی، سنائی نے خراسان کے قاضی محمد بن منصور کی مدح مین جو ترکیب بند لکھا ہے، اسمین قاضی القضاۃ خراسان کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ اے سنائی تم حکیم بھی نہین، اگر حکیم ہوتے تو شراب پیتے، سنائی جواب مین کہتے ہین کہ اگر مین مست شراب ہو کر حکمت پاؤن تو بے عقل گدھا کیون نہ بنجاؤن، اس حکمت پر خاک پڑے جو شراب کے بغیر ٹھہر نہ سکے، شعر یہ ہین،

وانکہ گفتی کہ در تو ہیچ حکمت نیست زانک　　چون حکیمانت نہ بینم ساعتی مست و خراب

گویم او را بل کہ تا من خر بوم بس بیخرد　　خاک بر سر حکمتی را کو نپاید بے شراب

(کلیات سنائی، مطبوعہ بمبئی، صفحہ ۱۳۱)

لیکن حقیقت مین یہ ریاکار حکیمون کا طریقہ تھا، ورنہ حقیقی حکیمون نے ہمیشہ شراب خواری کو بیخردی اور عقل فروشی سے تعبیر کیا ہے، اور اس سے کلیتہً پرہیز کیا ہے، ابو العلاء معری المتوفی سنہ ۴۴۹ھ جو پانچوین صدی کا بہت بڑا زاہد و حکیم تھا، اور عربی مین رباعیات کی طرح لزومیات کا بانی ہے، جنمین خیام کی طرح اُس نے اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ خیالات ظاہر کئے ہین، اُس نے اپنے اشعار مین ہمیشہ اسکی ہجو اور مذمت کی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال چونکہ آب ہوا اور ساری فضا میں شراب کا نشہ بھرا تھا، اس لیے زاہد و عابد اور عالم و فاضل سے لیکر رند و آزاد تک اگر شراب پیتا نہ تھا تو شراب بولتا ضرور تھا، اور گل و بلبل کی طرح شراب و جام بھی تشبیہات و استعارات کا ضروری جزء بنگئے تھے، اسلامی شاعری کی ترکیب میں شراب کی آمیزش اس طرح ہوئی کہ بنی امیہ کے دربار میں بعض عرب عیسائی شعراء داخل تھے، ان میں مشہور نام اخطل کا ہے، یہ شراب پیتے بھی تھے اور شراب کے مضامین بھی نظم کرتے تھے، بنو عباس کا دور آیا تو یہ رنگ اور تیز ہو گیا، اور خصوصیت کیساتھ ہارون الرشید کے درباری شاعر ابو نواس نے خمریات کی بنیاد ڈالی، اُس کے خمریہ اشعار آج تک وہی اثر رکھتے ہیں، فارسی شاعری اسی زمانہ میں پیدا ہوئی اس لیے اُس کو تو گھٹی ہی میں شراب ملی، چنانچہ آج تک فارسی شاعری اس نشہ سے چور ہے، کبھی وہ شراب معرفت تھی، کبھی مے محبت بنی، اور آج بادۂ وطن ہے، وہ لوگ جنھوں نے شراب کبھی چھوئی بھی نہیں، جب شعر کہنے لگتے تھے تو کم از کم لفظوں میں اس کا خیالی لطف ضرور اٹھا لیتے تھے، یہاں تک کہ بارھویں صدی ہجری کے اقراری بادہ نوش شاعر غالب کو یہ کہنا پڑا:

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

زاہد مرتاض سلطان ابو سعید ابو الخیر، جو یقیناً اس کے مزہ تک سے واقف نہ تھے، انکی زبان میں بھی کبھی کبھی اس کا لطف ملتا ہے، کہتے ہیں،

زاں مے کہ عزیز جانِ مشتاقانِ است (کریمی لاہور ۴۶) یک جرعہ بصد ہزار جان نتواں یافت

زاں مے خوردم کہ روح پیمانۂ اوست زاں مست شدم کہ عقل دیوانۂ اوست
(ایضاً ۲۲)

www.KitaboSunnat.com

گر سبحہ صد دانہ شماری خوب است (کریمی لاہور ۵۴) در جام مے از کف نگذاری خوب است

راہیست ز کعبہ تا بمقصد پیوست از جانب میخانہ رہ دیگر ہست

امّا رہِ میخانہ ز آبادانی (" " ۴۳) راہیست کہ کاسہ مے رود دست بدست

اسی طرح اور دوسرے سخنگو صوفیانِ صافی کے میکدۂ سخن میں بھی یہ جوشِ مستی نظر آتا ہے، اس سبب سے یہ فیصلہ مشکل ہے کہ خیام جس شراب کا متوالا تھا وہ کونسی شراب ہے، اس کے ساتھ اس مقدمہ کو بھی شامل کیجئے کہ خیام کے جس قدر قدیم اور مستند سوانح نگار ہیں اُن میں سے کسی نے خیام کی بادہ پرستی و میخواری کا ذکر کیا معنی، اشارہ تک نہیں کیا ہے، یہانتک کہ کاتب اصفہانی، قفطی اور ابن دایہ جو خیام کے دشمن تھے، اور جنھوں نے اس پر الحاد و طبیعت پرستی کا الزام لگایا ہے، انھوں نے بھی اسکے اس "وصف" کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اب صرف رباعیات کے حوالہ سے جن کی نسبت اور تعیین بہت کچھ مشکوک ہے، اُس کو بادہ نوش کہنا مشکل ہے، اُس کی رباعیوں کی صحت کا اگر یقین بھی کر لیا جائے، تو بھی یہ عامیانہ خیال درست نہیں کہ اسکی ہر رباعی میں شراب سے وہی "تلخوش" مراد ہے، جو صوفیوں کے محاورہ میں "ام الخبائث" ہے، اس لیے اسکی ہر اُس رباعی کو جس میں بادہ و جام و ساقی کا ذکر ہے، تنہا شراب خانہ، خمار نہیں کہہ سکتے،

خیام کے میکدۂ سخن میں شراب کی جتنی بوتلیں ہیں، صاحب ذوق کی نظر اندازہ کرتی ہے کہ وہ یکساں نوعیت کی نہیں ہیں، اسکی خمریہ رباعیاں عموماً حسب ذیل چار عنوانوں پر منقسم ہیں، چنانچہ ہم ذیل میں اُن تمام رباعیوں کو جو خیام کیطرف منسوب ہیں صحیح مانکر اُنپر اس حیثیت سے ایک نظر ڈالتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب عاریت سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجموعۂ رُباعیاتِ خیام مین جو خمریہ رُباعیان ہین کیا وہ حقیقت مین اسی "بدمست" شاعر کی ہین؟ جب تک یہ فیصلہ نہ ہو، وہ اس جرم کا مجرم نہین قرار پا سکتا "آوارہ گرد رُباعیات" جو خیام اور دوسرے شعراء کے مجموعون مین یکسان ملتے ہین اور اُن کی اصلی ملکیت کا فیصلہ اب کسی عدالت سے نہین ہو سکتا اُن کی تعداد گو سَو سے زیادہ ہے، مگر اُن کو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اُن کی بڑی تعداد خمریات کی ہے، یہ "مُفت کی شراب" خیام کے خمکدہ مین آکر کیونکر شامل ہوگئی؟ یہ معاملہ حل طلب ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی کو شراب کی کوئی گرم رباعی ملی، اُس نے وہ پیالہ خیام کے میکدہ مین لاکر رکھدیا، چنانچہ خیام کے خمریات مین تینتیس سے زیادہ ایسی رباعیان شامل ہین، جنکی نسبت مشکوک، اور ملکیت مجہول ہے،

ژوکوووسکی نے خیام کی (۸۲) مشکوک آوارہ گرد رُباعیان جمع کی ہین اُن مین (۳۴) رُباعیان، یعنی قریبًا نصف حصہ خمریات سے متعلق ہین، یہ رُباعیان مختلف شعراء کی طرف نسبت رکھتی ہین، اور با اینہمہ یہ سب خیام کے نامۂ اعمال مین داخل کردیگئی ہین، اور وہ حسب ذیل ہین،

آمد سحری ندا ز میخانۂ ما	۱	کے رند خراباتی دیوانۂ ما
برخیز کہ پر کنیم پیمانۂ ز می		زان پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما
چون عہدہ نمی شود کسی فردا را	۲	حالی خوش کن تو این دلِ شیدا را
می نوش بنورِ ماہ، ای ماہ کہ ماہ		بسیار بگردد و نیابد ما را
عاشق ہمہ سال مست و شیدا بادا	۳	دیوانہ و شوریدہ و رسوا بادا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در هشیاری غصهٔ هر چیز خوریم — چون مست شویم، هرچه بادا بادا

۴
ما ایم نهاده سر بفرمانِ شراب — جان کرده فدای لبِ خندانِ شراب
هم ساقی ما حلق صراحی در دست — هم بر لبِ ساغر آمده جانِ شراب

۵
امروز که نوبتِ جوانی من است — می نوشم ازان که کامرانیِ من است
عیبش مکنید ازانکه تلخ است خوش است — تلخ است ازان که زندگانیِ من است

۶
می در کفِ من نه که دلم در تابست — وین عمر گریزپای چون سیمابست
برخیز که بیداریِ دولت خوابست — برخیز که آتشِ جوانی آبست

۷
می خوردنِ من نه از برای طربست — نز بهرِ فساد و ترکِ دین و ادبست
خواهم که ز بیخودی برآرم نفسی — می خوردن و مست بودنم زین سببست

۸
ابر آمد و باز بر سرِ سبزه گریست — بی بادهٔ ارغوان نمی توان زیست
این سبزه که امروز تماشاگهِ ماست — تا سبزهٔ خاکِ ما تماشاگهِ کیست

۹
چون بلبل مست راه در بستان یافت — روی گل و جام باده را خندان یافت
آمد بزبانِ حال در گوشم گفت — دریاب که عمرِ رفته را نتوان یافت

۱۰
مهتاب بنورِ دامنِ شب بشکافت — می خور که دمی چنین نه توانی یافت
خوش باش و براندیش که مهتاب بسی — اندر سرِ خاک یک بیک خواهد تافت

۱۱
من می خورم و هر که چو من اهل بود — می خوردنِ او نزدِ خدا سهل بود
می خوردنِ من حق ازازل می دانست — گر من نخورم علمِ خدا جهل بود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالِ گل و مل بادہ پرستان دانند | ۱۲ | نہ تنگدلان و تنگدستان دانند
از بیخبری بیخبران معذورند | ذوقیست درین شیوہ کہ مستان دانند

زان پیش کہ نامِ تو ز عالم برود | ۱۳ | می خور کہ چو می رسد ز دل غم برود
بکشای سرِ زلف بتی بند ز بند | زان پیش کہ بند بندت از ہم برود

عمرت تا کے بخود پرستی گذرد | ۱۴ | یا در پئے نیستی و ہستی گذرد
می نوش کہ عمری کہ اجل در پیِ اوست | آن بہ کہ بخواب یا بمستی گذرد

گویند بہشت و حور عین خواہد بود | ۱۵ | وانجا می ناب و انگبین خواہد بود
گر ما می و معشوق پرستیم رواست | آخر نہ بعاقبت ہمین خواہد بود

می خور کہ ز دل کثرت و قلت ببرد | ۱۶ | واندیشۂ ہفتاد و دو ملت ببرد
پرہیز مکن ز کیمیائی کہ ازو | یکمن بخوری ہزار علت ببرد

می خوارہ اگر غنی بود عور شود | ۱۷ | وز عربدہ اش جہان پر از شور شود
در حقۂ لعل از آن زمرد ریزم | تا دیدۂ افعیِ غمم کور شود

ہان تا نہی بر تنِ خود غصہ و درد | ۱۸ | تا جمع کنی سیم سفید و زر زرد
زان پیش کہ گردد نفسِ گرمِ تو سرد | با دوست بخور کہ دشمنت خواہد خورد

ایامِ جوانی است شراب اولی تر | ۱۹ | با خوش پسران بادۂ ناب اولی تر
این عالمِ فانی چو خرابست بہ آب | از بادہ درو مست و خراب اولی تر

آن لعل در آبگینۂ سادہ بیار | ۲۰ | وان محرم و مونسِ ہر آزادہ بیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چون میدانی که عالمی آمده خاک — بادیست دو روز بگذرد، باده بیار

۲۱ برروی گل از ابر نقابست هنوز — در طبع دلم میل شرابست هنوز
در خواب مرو چه جای خوابست هنوز — جانا می خور که آفتابست هنوز

۲۲ کردیم دگر شیوهٔ رندی آغاز — تکبیر همی زنیم بر پنج نماز
هر جا که صراحیست مارا بینی — گردن چو صراحی سوی آن کرده دراز

۲۳ هین صبح دمید و دامن شب چاک — برخیز و صبوح کن چرائی غمناک
می نوش دلا که صبح بسیار دمد — او روی بما کرده و ما روی بخاک

۲۴ آن به که بجام باده دل شاد کنیم — وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
وین عاریتی روان زندانی را — یک لحظه زبند عقل آزاد کنیم

۲۵ در پای اجل چو من سرافگنده شوم — در دست اجل چو مرغ پرکنده شوم
زنهار گلم بجز صراحی مکنید — باشد که ببوی می دمی زنده شوم

۲۶ صبح است دمی بر می گلرنگ زنیم — وین شیشهٔ نام و ننگ بر سنگ زنیم
دست از امل دراز خود باز کشیم — در زلف دراز و دامن چنگ زنیم

۲۷ من باده خورم ولیک مستی نکنم — الا بقدح دراز دستی نکنم
دانی غرضم ز می پرستی چه بود — تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم

۲۸ هرگه که درین سبز طربناک شویم — مانندهٔ سبز خنگ افلاک شویم
با سبز خطان سبز خورم در سبزه — زان پیش که زیر سبزه در خاک شویم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن جسم پیالہ بین بجان آبستن	۲۹	ہمچون سمنی بارغوان آبستن
نی نی غلطم بیادہ از غایت لطف		آبیست بآتش روان آبستن
ساقی می خوشگوار بر دستم نہ	۳۰	وان بادہ چون نگار بر دستم نہ
آن می کہ چو زنجیر بپیچید بہم		دیوانہ و ہوشیار بر دستم نہ
افتاد مرا بامی و مستی کاری	۳۱	خلقم بچہ میکند ملامت باری
ای کاش کہ ہر حرام مستی کردی		تا من بجہان ندیدمی ہشیاری
ای گل تو بروی دلربامی مانی	۳۲	وی مل تو بلعل جانفزامی مانی
ای بخت ستیزہ گار ہر دم بامن		بیگانہ تری و آشنامی مانی
شمع است و شراب و ماہتاب ای ساقی	۳۳	شاہد ہمنی چو لعل ناب ای ساقی
از خاک بگو این دل پر آتش را		بر باد مدہ بیار آب ای ساقی

یہ تمام رُباعیان خیام کے میخانہ کی سب سے زیادہ تیز و تند شراب ہین، مگر جب اُن کا خیام کی طرف انتساب تحقیقات سے تمامتر مشکوک ثابت ہوتا ہے، تو اُن سے جو ہلکی ہین، اُن کی نسبت کسی کو کیا وثوق ہو سکتا ہے.

خیام کی شراب عاریت کی ایک دوسری قسم بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اسکی ایک ہی رباعی کی مختلف عبارتین ہین، ایک بالکل سادہ و "معصوم" ہے، مگر اسی کے دوسرے نسخہ مین شراب کی آمیزش کر دی گئی ہے، اب نہین معلوم کہ غریب خیام کا اصلی خیال کون ہے مطبوعہ کاویانی نسخہ مین ایک رُباعی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱

صحرا رخ خود با بر نوروز بشست | برخیز بجام بادہ کن عہد درست
با سبزہ خطی بسبزہ زاری می خور | بر یاد کسی کہ سبزہ از خاکش رست

یہ مطبوعاتِ بمبئی مین یون ہے،

صحرا رخِ خود زابرِ نوروزی شست | ۲ | این دہرِ شکستہ دل بہ توگشت درست
ہین سبزہ خطی و سبزہ زاری و مَیْ | ای بیخبرا کہ سبزہ از خاک تو رست

پھر یہی رباعی دینسنہ کے قلمی نسخہ مین ایک اور طرح سے بھی ہے،

صحرا رخِ خود با برِ نوروز بشست | ۳ | وین دہر شکستہ دل بنوگشت درست
ہین سبزہ خطی بسبزہ زاری می ہین | ای بیخبر از سبزہ کہ از خاک برست

غور کیجئے کہ پہلی قرأت مین "جامِ بادہ" اور کسی "سبزخط" کے ساتھ کسی "سبزہ زار" مین مصروفِ مے نوشی" ہونے کی تعلیم ہے، تاکہ اس مرحوم مرنے والے کی یاد آئے جسکی خاک سے یہ سبزہ اگا ہی، دوسری مین ابرِ نوروز سے صحرا کے منہ دھل جانے اور دہر کی دل شکستگی کے دور ہوجانے کا کو ذکر ہے، مگر نتیجہ مین صرف "سبزہ زار" اور "سبزہ خط" اور "مَی" کے نام رہ گئے ہین، نوشانوش اور گرمیِ جوش کا ذکر نہین، اور تیسری مین ان مین سے کچھ نہین رہجاتا، اور مضمون سراسر فنا و انقلاب حوادث کی تصویر ہے، اب کون کہہ سکتا ہے کہ حکیم خیام نے اصل مین کیا کہا تھا، اور بادہ پرستون نے اس کو کیا کر دیا،

شرابِ اخلاص | خیام کی دوسری قسم کی شراب، اخلاص کی بوتل مین بند ہے، چونکہ زہاد و عباد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک بادۂ و مَی رندی و اوباشی کی علامت سمجھی جاتی تھی، اور یہ زہّاد و عبّاد تمام تر تلبیس و مکر و زور و فریبِ خلق مین مبتلا رہتے تھے، اس لیے صوفی شعرا مین یہ رسم سی ہوگئی تھی کہ رندی کے ان ظاہری لوازم، جام و ساغر و بادہ کو اخلاص اور باطنی نکوکاری کے معنون مین، اور تسبیح و سجّادہ و دستار کو جو زہّاد و عبّاد کی ظاہر فریب علامات ہین، تلبیس و نفاق کے معنون مین بولین، خیّام کی بھی بہت سی رباعیون مین یہی شراب بھری ہے،

۱
ما افسرِ خان و تاجِ کے بفروشیم
دستارِ قصب ببانگِ نے بفروشیم
تسبیح کہ پیکِ لشکرِ تزویراست
ناگاہ بیک جرعۂ مے بفروشیم

۲
تا بتوانی میل برندان می کن
بنیادِ فساد و مکر ویران می کن
بشنو سخنانِ عمرِ خیّامی
می میخور و رہ میزن و احسان می کن

۳
دل فرق نمی کند ہمی دانہ ز دام
بااین ہمہ ماؤ می و معشوق مدام
رائیش بمسجد ست و رائیش بجام
در میکدہ پختہ بہ کہ در صومعہ خام

۴
با تو بخرابات اگر گویم راز
بہ زانکہ بمحراب کنم بے تو نماز
ای اوّل و آخرِ خلقان ہمہ تو
خواہی تو مرا بسوز و خواہی بنواز

۵
سنت مکن و فریضہا را بگذار
وین لقمہ کہ داری زکسان باز مدار
غیبت مکن و دلِ کسے را آزار
در عہدۂ آن جہان منم، بادہ بیار

۶
آنانکہ اساسِ کار بر زرق نہند
آیند و میانِ جان و تن فرق نہند
بر فرق نہم خروسِ می را پس ازین (دمکر)
گر ہیچو خروس ارّہ بر فرق نہند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنہا کہ اسیرِ عشق و عاشق زارند ۷ وآنہا کہ بشب ہمیشہ در محرابند
بر خشک کسی نیست ہمہ در آبند بیدار یکیست، دیگران در خوابند

یہ کل رباعیات بوڈلین نسخہ سے ہیں،

عمریست کہ مداحیِ می ورد منست ۸ واسباب می است آنچہ در گرد منست
زاہد اگر استادِ تو عقل است اینجا خوش باش کہ استادِ تو شاگرد منست

(دلیشہ)
عقل سے مراد ہشیاری ہے، یعنی زاہد کو اگر اپنی ہشیاری اور عدم مستی پر ناز ہے، جو اسکی استاد ہے تو ہم رندوں کے نزدیک عقل و ہشیاری بیکار چیز ہے، وہ ہماری شاگرد ہے، یعنی زاہد کو اگر اپنی ہشیاری پر ناز ہے تو ہم کو اپنی سرمستی پر،

یک جرعۂ می ز ملکِ کاؤس خوش است ۹ وز تختِ قباد و ملکِ طوس خوش است
ہر نالہ کہ عاشقے بر آرد بسحر از نعرۂ زاہدانِ سالوس خوش است
(دلیشہ)

می خوردن و گردِ نیکوان گردیدن ۱۰ بہ زانکہ بزرق زاہدی ورزیدن
گر عاشق و مست دوزخی خواہد بود پس روئے بہشت کس نخواہد دیدن
(کادیانی)

خشتِ سرِ خم ز ملکتِ جم خوشتر ۱۱ بوئی قدح از غذای مریم خوشتر
آہ سحری ز سینۂ خماری از نالۂ بوسعید و ادہم خوشتر
(〃)

ننگے است بنامِ نیک مشہور شدن ۱۲ عارست ز جورِ چرخ رنجور شدن
خمار بوی آبِ انگور شدن بہ زانکہ بزہدِ خویش[1] مشہور شدن
(〃)

---

[1] اس رباعی کے قافیے مشکوک معلوم ہوتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من بادہ خورم ولیک مستی نکنم ۱۳ الا بقدح دراز دستی نکنم
دانی غرضم زمی پرستی چہ بود تا ہچو تو خویشتن پرستی نکنم

ای مفتیِ شہر از تو پر کار تریم ۱۴ با این ہمہ مستی از تو ہشیار تریم (بمبئی)
تو خونِ کسان خوری و ما خونِ رزان انصاف بدہ کدام خونخوار تریم

ما خرقۂ زہد در سرِ خم کردیم ۱۵ وز خاکِ خرابات تیمم کردیم (")
باشد کہ درونِ میکدہ دریابیم عمری کہ درونِ مدرسہ گم کردیم

تا چند ملامت کنی ای زاہدِ خام ۱۶ ما رند و خراباتی و مستیم مدام (")
تو در غمِ تسبیح و ریاؤ تلبیس ما با می و مطربیم و معشوقہ بکام

از بادہ شود تکبر از سر ہا کم ۱۷ وز بادہ شود کشادہ بندِ محکم (")
ابلیس اگر زبادہ خوردے یکدم کردی دو ہزار سجدہ پیشِ آدم (")

بادۂ حقیقت | خیام کے پیالہ مین ایک تیسری شراب بھی نظر آتی ہے، جس کا نام "بادۂ حقیقت" ہے، وہ شراب کو غیر مرئی وغیر محسوس حقیقت، روحِ حق، جذبۂ روحانی، اور معرفتِ قلب کے معنون مین بھی استعمال کرتا ہے، وہ لوگ جو خیام کی ہر شراب کو یہی دنیا کی مکدر شراب سمجھتے ہین، وہ ذرا اس مئی صافی پر ایک نظر ڈالین کہ کیا یہ شراب ظاہری طور سے پی بھی جا سکتی ہے؟ اُسکا مجاز خود اسکی حقیقت کا پردہ کھول رہا ہے،

قرآن کہ مہین کلام خوانند اورا ۱ گہ گاہ، نہ بر دوام خوانند اورا
در خطِ پیالہ آیتے ہست مقیم کاندر ہمہ جا مدام خوانند اورا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رباعی کی بنیاد گو "مدام" کے ایہام لفظی پر قائم ہے، جس کے معنی ہمیشہ کے بھی ہین، اور شراب کے بھی ہین، اسی طرح "خواندن" کے معنی پڑھنے کے بھی ہین اور نام لینے کے بھی ہین، پیالہ مین شراب کے پیمانہ کے لیے خط یعنی نشانات بنے رہتے تھے، تاکہ ہر خط سے شراب کی مقدار کا اندازہ ہوسکے، اور پینے والا اندازہ سمجھکر پئے، اب اس مطلب مین کہ قرآن جس کو لوگ "کلام پاک" کہتے ہین، لوگ اُس کو کبھی کبھی پڑھتے ہین، ہمیشہ نہین، لیکن شراب کے پیالہ مین جو خط ہے اُس مین ایک آیت ہے، جس کو لوگ "مدام" پڑھتے ہین، یا وس کو "مدام" (شراب) کہتے ہین، ظاہر ہے کہ کوئی ندرت نہین، اور نہ یہ ضلع جگت حکیم خیام کے کہنے کی چیز ہے، اس رُباعی کا مطلب اس سے بالکل الگ اور بہت بلند ہے، شراب اگر شرابِ معرفت ہے تو پیالہ عارف کا دل ہے، کہتا یہ ہے کہ قرآن ایسا کلامِ الٰہی ہے جس کو لوگ کم پڑھتے ہین، مگر عارف کے سینہ مین جو صحیفۂ دل ہے جسمین آیتِ الٰہی ہمیشہ کے لیے مقیم ہے اسکو ہر جگہ آسانی کے ساتھ ہر شخص پڑھ سکتا ہے،

می خور کہ زتو کثرتِ علت بہ برد ۲ واندیشۂ ہفتاد و دو ملت بہ برد

پرہیز مکن زکیمیاے کہ ازو یک جرعہ خوری ہزار علت بہ برد

"علت" دو معنون مین آتا ہے، ایک سبب کے معنی مین، اور دوسرے بیماری کے معنی مین، پہلے مصرع مین سبب مراد ہے اور چوتھے مین بیماری، ظاہر بین کو دنیا مین ہزارون متفرق اسباب و علل کارفرما نظر آتے ہین، مگر ایک عارف کو صرف اس کثرت مین بھی وحدت نظر آتی ہے، علل و اسباب کی کثرت مین بھی اُس کو حقیقی اور اصلی علۃ العلل ایک ہی معلوم ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سوا دوسرے اسباب و علل ثانوی، اور ہی ایک اصلی علۃ العلل (خداوند تعالیٰ) کے خود معلول و محکوم معلوم ہوتے ہیں، اگر کسی کو یہ حقیقی علۃ العلل نظر آنے لگے، تو دوسرے ثانوی اسباب و علل جو عام لوگوں کو اصلی معلوم ہوتے ہیں محض فریب نظر آنے لگیں،

ظاہر ہے کہ وہ شراب جس سے اس کثرتِ علل کا فریب کھل جائے، اور بہتر فرقوں کے اختلافات مٹ جائیں، اور اس کے ایک گھونٹ سے (شک و تذبذب) کی ہر بیماری دور ہو جائے کونسی شراب ہو سکتی ہے؟

زاں می کہ حیاتِ جاودانی ست بخور ۳ سرمایۂ لذتِ جوانی ست بخور
سوزندہ چو آتش است لیکن غم را سازندہ چو آبِ زندگانی ست بخور

وہ شراب جس سے "حیاتِ جاودانی" ملے، خانۂ خمار کی شراب نہیں ہو سکتی، یہ صرف عرفان و عشقِ حقیقی کی شراب ہو سکتی ہے، جس کو کوئی پاکر حیاتِ جاودانی پا سکتا ہے، اور جو ہر فانی کے غم کو جلا کر، باقی کی مسرتِ جاوید بخش سکتی ہے،

ہر توبہ کہ کردیم شکستیم دگر ۴ بر خود درِ نام و ننگ بستیم دگر
عیبم مکنید اگر کنم بے خودئے کز بادۂ عشق مست ہستیم دگر

اس میں تو اس بادۂ عشق کی صاف تصریح ہے،

من ظاہرِ نیستی و ہستی دانم ۵ من باطنِ ہر فراز و پستی دانم
با این ہمہ از دانشِ خود شرمم باد گر مرتبہ ورائے مستی دانم

اس ادعائے علم کے ساتھ یہ اعترافِ جہل کسی مست کا کام ہے؟ یہ مستی بھی بادۂ انگور کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہین، شراب ظہور کا نتیجہ ہے،

یہ پانچ رُباعیان بوڈلین نسخہ کی ہین، دو اور رُباعیان وینسہ کے نسخہ کی ہین، اور بمبئی کے مطبوعہ نسخون مین بھی موجود ہین،

آن بادہ کہ قابلِ صورہاست بذات ـ گاہے حیوان می شود و گاہے نبات
تا ظن نبری کہ نیست گردی، ہیہات ـ موصوف بذاتست اگر نیست صفات

سیال چیز کی خود کوئی شکل نہین ہوتی، جس ظرف مین رکھو وہی شکل پیدا ہو جاسے گی، شراب سیال کو پیالہ، صراحی، جرّہ، خم جس ظرف مین رکھو ویسی ہی صورت اختیار کریگی، اس تمہید کے بعد وہ کہتا ہے کہ وجودِ مطلق وہ شراب ہے جو مختلف صورتون مین جلوہ گری کی صلاحیت رکھتی ہے، یعنی وہی ایک وجودِ مطلق حیوان کے قالب مین حیوان، نباتات کے قالب مین نبات اور انسان کے قالب مین انسان بنجاتا ہے، عالم کے یہ گوناگون موجودات اُس کے صفات اور شئون کے مختلف مظاہر ہین، اگر یہ مظاہر کل کے کل فنا بھی ہو جائین، تو بھی وجودِ مطلق فنا نہین ہو سکتا کہ وہ اپنی ذات کیساتھ آپ موصوف ہو کر قائم رہیگا،

روحی کہ منزہ است ز آلایش خاک ـ مہمانِ تو آمدست از عالمِ پاک
میدہ تو بیادۂ صبوحی مددش ـ زان پیش کہ گویدانعم اللہ مساک (کادیانی)

عالمِ بالا کی وہ پاک و صاف روح، جو اس عالم ارضی مین انسانون کے پاس مہمان اُتری گیا اُس کی مہمان نوازی کسی خمار کے ہاتھون کی کھچی ہوئی بادۂ صبوحی سے ہو سکتی ہے، یا اُس بادۂ سحری سے جس کی مستی کا اتار قیامت تک ممکن نہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کادیانی مین ہے،

ما عاشق و آشفتہ و مستیم امروز ۸ در کوی بتان بادہ پرستیم امروز

از ہستی خویشتن بکلی رستہ پیوستہ بمحراب الستیم امروز

محراب الست مین بیٹھکر جو شراب پی جاسکتی ہے، وہ غور کیجئے کونسی ہو سکتی ہے؟

(دوام بیخودی) خیام کی اکثر خمریات کا ماحصل، ہمارے سنجیدہ سرخوش غالب کے صرف ایک شعر مین ادا ہو سکتا ہے،

مے سے غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

خیام کی اکثر خمریہ رباعیون کا مطلب یہ ہے کہ عالم کی کشاکش اور دنیا کے مصائب، فلسفہ کے پیچیدہ شکوک، آخرت کے خوف، ہر چیز کا علاج، روحانی سرمستی، اور رضا بتقدیر کی شراب ہی، کہ نہ ہمارے غور و فکر اور جد و جہد سے کوئی ناقابلِ حل پیچیدگی حل ہو سکتی ہے، نہ آج کی مشکل دور ہو سکتی ہے، اور نہ کل کی مصیبت ٹل سکتی ہے، وہ خود کہتا ہے،

می خوردنِ من نہ از برای طرب است ۱ نز بہر نشاط و ترکِ دین و ادب است

خواہم کہ دمے زخویشتن باز رہم[1] می خوردن و مست بودنم زان سبب است

دریاب کہ از روح جدا خواہی رفت ۲ در پردۂ اسرار خدا خواہی رفت

خوش باش ندانی زکجا آمدہ می نوش ندانی کہ کجا خواہی رفت

[1] موافق متن کادیانی برلن نمبر ۷، بمبئی گلزار حسنی مین اس کا تیسرا مصرع یون ہے، ع
"خواہم کہ بہ بیخودی برآرم نفسے"
نسخۂ دیسنہ مین دوسرے مصرع مین "نشاط" کی جگہ "فساد" ہے، اور چوتھے مصرع مین بمبئی کی طرح "زان" کی جگہ "زین" ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ مے خور کہ تنت بخاکِ در ذرّہ شود — خاکت پس ازان پیالہ و جرّہ شود
از دوزخ و از بہشت فارغ می باش — عاقل بچنین خبر چرا غرّہ شود

۴ می دہ کہ دل ریش مرا مرہم اوست — سودا زدگانِ عشق را ہمدم اوست
پیش دلِ من خاکِ یکے جرعہ بہ است — از چرخ کہ کاسۂ سر عالم اوست

۵ چون عمر ہمی رود چہ بغداد و چہ بلخ — پیمانہ چو پر شود، چہ شیرین و چہ تلخ
می خور کہ پس از من و تو این ماہ بسے — از سلخ بغرّہ آید از غرّہ بسلخ

۶ مائیم و می و مصطبہ و تون خراب — فارغ ز امیدِ رحمت و بیمِ عذاب
جان و دل و جام و جامہ پر دردِ شراب — آزاد ز خاک و باد و از آتش و آب

۷ در پردۂ اسرار کسے را رہ نیست — زین تعبیہ جان ہیچ کس آگہ نیست
جز در دلِ خاک ہیچ منزلگہ نیست — می خور کہ چنین فسانہا کوتہ نیست

۸ می خور کہ بزیرِ گِل بسے خواہی خفت — بے مونس و بے حریف و بے ہمدم و جفت
زنہار بکس مگو تو این راز نہفت — ہر لالہ کہ پژمرد نخواہد بشگفت

۹ اندر رہِ عقل پاک می باید شد — در چنگِ اجل ہلاک می باید شد
ای ساقیِ خوش لقا تو فارغ منشین — آبے در دہ کہ خاک می باید شد

۱۰ این قافلۂ عمر عجب می گذرد — دریاب دمی کہ با طرب می گذرد
ساقی غمِ فردائے حریفان چہ خوری — در دہ قدحِ بادہ کہ شب می گذرد

۱۱ زان پیش کہ بر سرت شبیخون آرند — فرمائے کہ تا بادۂ گلگون آرند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توزنده ای غافلِ نادان که ترا — در خاک نهند و باز بیرون آرند

۱۲ هر جرعه که ساقیش بخاک افشاند — در دیدهٔ گرم آتشِ غم بنشاند
سبحان الله تو باده می پنداری — آبی که ز صد درد دلت برهاند

۱۳ برخیز دوای این دلِ تنگ بیار — آن بادهٔ مشکبوی گلرنگ بیار
اجزایِ مفرحِ غم ار می خواهی — یاقوت می و بریشم چنگ بیار

۱۴ زان می که حیاتِ جاودانی ست بخور — سرمایهٔ لذتِ جوانی است بخور
سوزنده چو آتش است لیکن غم را — سازنده چو آبِ زندگانی است بخور

۱۵ تا کی ز ابد حدیث و تا کی ز ازل — هنگامِ طرب شراب را نیست بدل
بگذشت ز اندازهٔ من علم و عمل — هر مشکل را شراب گرداند حل

۱۶ برخیزم و عزم بادهٔ ناب کنم — رنگِ رخِ خود برنگِ عناب کنم
این عقلِ فضول پیشه را مشتی می — بر روی زنم چنانکه در خواب کنم

۱۷ چون نیست مقامِ ما درین دیر مقیم — بی ساقی و معشوق عذابیست الیم
تا کی ز قدیم و محدث ای مردِ حکیم — چون من رفتم، جهان چه محدث چه قدیم

۱۸ نتوان دلِ شاد را بغم فرسودن — وقتِ خوشِ خود بسنگِ محنت سودن
کس غیب چه داند که چه خواهد بودن — می باید و معشوق و بکام آسودن

۱۹ از درسِ علوم جمله بگریزی به — و اندر سرِ زلفِ دلبر آویزی به
زان پیش که روزگار خونت ریزد — تو خونِ صراحی بقدح ریزی به

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ای من در میخانه به سبلت رفته ٢٠ ترک بد و نیک هر دو عالم گفته
گر هر دو جهان چو گوی افتد بکوی بر من بجوی چو مست باشم خفته

تا کی غم آن خورم که دارم یا نه ٢١ وین عمر بخوش دلی گذارم یا نه
پر کن قدح باده که معلومم نیست کین دم که فرو برم برآرم یا نه

تن در غم روزگار بیداد مده ٢٢ ما را ز غم گذشتگان یاد مده
دل جز بسمن بری پری زاد مده بی باده مباش و عمر بر باد مده

ای دل تو باسرار معما نرسی ٢٣ در نکتهٔ زیرکان دانا نرسی
اینجا بمی و جام بهشتی می ساز کانجا که بهشت است رسی یا نرسی

در ده می لعل لاله گون صافی ٢٤ بگشای ز حلق شیشه خون صافی
کامروز برون ز جام می نیست مرا یک دوست که دارد اندرون صافی

(بوڈلین)

ای آمده از عالم روحانی تفت ٢٥ حیران شده در چهار و پنج و شش و هفت
می خور که جز جوانی اندر گل خفت کم خور غم عالمی که چون رفتی رفت

ترکیب طبائع چو بکام تو دمیست ٢٦ خوش باش اگر چه بر تو هر دم ستمیست
با اهل خرد نشین که اصل تن تو گردی و شراری و نسیمی و نمیست

می خوردن و شاد بودن آیین منست ٢٧ فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دهر کابین تو چیست گفتا دل خرم تو کابین منست

می بر کف من نه که دلم در تابست ٢٨ وین عمر گریزپای چون سیمابست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برخیز کہ بیداری دولت خوابست — دریاب کہ آتش جوانی آبست

۲۹ درنالۂ قرابہ غلغل می چہ خوشست — وین زاری زار نالۂ نی چہ خوشست

در بر بُتِ دلفریب و در سر مئ ناب — فارغ ز غمِ زمانہ ہے ہے چہ خوشست

۳۰ چون نیست حقیقت و یقین اندر دست — نتوان بامید شک ہمہ عمر نشست

ہان تا ننہیم ساغر بادہ ز دست — در بیخبری مرد چہ ہشیار چہ مست

۳۱ ای دل چو زمانہ می کند غمناکت — ناگہ برون ز تن رود روان پاکت

بر سبزہ نشین و خوش بزی روزی چند — زان پیش کہ سبزہ بردمد از خاکت

۳۲ عمریست کہ مداحی می در دین ست — واسباب می است ہرچہ در گردنست

زاہد اگر استادِ تو عقل است اینجا — خوش باش کہ استادِ تو شاگرد منست

۳۳ قدر گل و مل بادہ پرستان دانند — نہ تنگدلان و تنگدستان دانند

از بیخبری بیخبری معذوری — ذوقیست درین شیوہ کہ مستان دانند

کادیانی اور دوسرے نسخون مین ہے، (ویسنہ)

۳۴ با سادہ رخان بادۂ ناب اولی تر — و اندر مستی دیدۂ پر آب اولی تر

چون عالم دون بکس وفائے نکند — از بادہ درو مست و خراب اولی تر

ان تمام رباعیون پر جنمین بڑا حصہ بوڈلین نسخہ کے الف سے یا تک کا انتخاب ہے ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ غم نصیب خیام جو اسرارِ کائنات کے ایک ایک تار نقاب کو توڑتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہمت کرکے تھک چکا تھا، اور دنیا کی وسیع آبادی مین ایک بھی اپنا ہمراز وہمدم نہ پا سکا تھا، اور جس پر فنا وزوال اور مایوسی وناامیدی کی گھٹا ہر چار طرف سے چھائی تھی، اُس کو اپنے لیے بہتر یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی اس عقل وخرد اور علم وہوش ہی کو گم کردے جنے اوسکو اس پیچ وتاب اور غم والم مین مبتلا کر رکھا تھا،

انقلاب وفنا کی تشبیہات | لوگون کو اسکی رباعیون مین رندی ومیخواری کا ایک اور پہلو نظر آتا ہے جس مین وہ شراب ونورِ ماہ وصراحی وپیالہ اور گِل کوزہ اوران کے ٹوٹنے پھوٹنے کا ذکر کرتا ہے، لیکن حقیقت مین وہ اُن سے پینے کا نہین، بلکہ دیکھنے کا کام لیتا ہے، یعنی ان کے ذریعہ سے وہ زوال وفنا اور تغیر کی تشبیہون اور استعارون کو ادا کرتا ہے، ان رباعیون کو مستی وسرشاری سے کوئی تعلق نہین، یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم آج، صیاد وباغبان وبہار وخزان وغیرہ سے کام لیتے ہین مثلاً

چون عہدہ نمی کند کسے فردا را | ۱ | حالے خوش کن تو این دلِ شیدا را
مے نوش بنورِ ماہ اے ماہ کہ ماہ | | بسیار بجوید ونیابد ما را

این کوزہ چو من عاشقِ زاری بودست | ۲ | واندر طلبِ روئے نگاری بودست
این دستہ کہ در گردنِ او می بینی | | دستیست کہ در گردنِ یاری بودست

مقصود یہ ہے کہ اسی ایک مٹی کی صنعت گری ہے کہ کبھی وہ ذی ہوش آدمی بنتی ہے اور کبھی جماد کی صورت مین ظاہر ہوتی ہے، پھر کبھی اسی سے عاشق کا دل دیوانہ، اور کبھی کسی شرابی کا پیالہ وپیمانہ بنایا جاتا ہے، پھر وہی خاک ہوکر کبھی معشوق کی چشمِ مخمور، اور کبھی خاکِ سرِ فغفور بنتی ہے، اور کبھی وہی کسی شہریار کی شہ رگ کا خون، اور کبھی لالۂ بستانی کا رنگ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳
هر جا که گلی و لاله زاری بودست — از سرخی خون شهریاری بودست
هر شاخ بنفشه کز زمین می روید — خالیست که بر رخ نگاری بودست

۴
دیدم بسر عمارتی مردی فرد — تو گل به لگد میزد و خوارش میکرد
آن گل بزبان حال با او میگفت — ساکن که چو من لگد بسی خواهی خورد

۵
دی کوزه گری بدیدم اندر بازار — بر تازه گلی لگد همی زد بسیار
وان گل بزبان حال با وی گفت — من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار

۶
در کارگه کوزه گری رفتم دوش — دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش
ناگاه یکی کوزه برآورد خروش — کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش

۷
تا چند اسیر عقل هر روزه شویم — در دهر چه یکساله چه یکروزه شویم
در ده قدح باده زان پیش که ما — در کارگه کوزه گران کوزه شویم

۸
این چرخ فلک بهر هلاک من و تو — قصدی دارد بجان پاک من و تو
بر سبزه نشین بیا که بس دیر نماند — تا سبزه برون دمد ز خاک من و تو

۹
بنگر ز صبا دامن گل چاک شده — بلبل ز جمال گل طربناک شده
در سایهٔ گل نشین که بس گل که ز باد — در خاک فرو رفته و با خاک شده

۱۰
چون عمر زیاده گردد از شصت منه — هر جا که قدم نهی بجز مست منه
زان پیش که کاسهٔ سرت کوزه کنند — تو کوزه ز دوش و کاسه از دست منه

۱۱
بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی — سرخوش بدم که کردم این اوباشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با من بزبانِ حال میگفت سبو — من چون تو بدم تو نیز چون من باشی

١٢ بردار پیاله و سبو اے دلجوی — خوش خوش بخرام گردِ باغ و لبِ جوی

بس شخص عزیز را که چرخِ بدخوی — صد بار پیاله کرد و صد بار سبوی

١٣ برخیز و بیا بیا ز بہرِ[1] دلِ ما — حل کن بجمالِ خویشتن مشکلِ ما (بوڈلین)

یک کوزۂ می بیار تا نوش کنیم — زان پیش که کوزہا کنند از گلِ ما

١٤ چون لاله بنوروز قدح گیر بدست — با لاله رخی اگر ترا فرصت ہست

می نوش بخرمی که این چرخِ کہن — ناگاه ترا چو خاک گرداند پست

١٥ ہر سبزہ که بر کنارِ جوی رستست — گوئی ز لبِ فرشته خوی رستست

تا بر سرِ سبزہ پا بخواری ننہی — کان سبزہ ز خاکِ ماہ روی رستست

١٦ خاکے که بزیرِ پاے ہر حیوانیست — زلفِ صنمے و عارضِ جانانیست

ہر خشت که بر کنگرۂ ایوانیست — انگشتِ وزیری و سرِ سلطانیست

١٧ چون ابر بنوروز رُخِ بادہ بشست — برخیز و بجام بادہ کن عزم درست

کین سبزہ که امروز تماشاگہِ تست — فردا ہمہ از خاکِ تو بر خواہد رست

١٨ صحرا رخِ خود بابرِ نوروز بشست — وین دہرِ شکسته دل بنو گشت درست

بین (این؟) سبز خطے بسبزہ زاری بین — این بیخبر از سبزہ که از خاک برست

١٩ ابر آمد و باز بر سرِ سبزہ گریست — بے بادۂ ارغوان نمی باید زیست

---

[1] یہان سے آخر تک دوسرے نسخون کی رُباعیان ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این سبزه که امروز تماشاگہِ ماست — تا سبزهٔ خاکِ ما تماشاگہِ کیست

شادی مطلب که حاصلِ عمر دمیست ۲۰ هر ذرّه ز خاک کیقبادی و جمیست
احوالِ جهان و اصلِ این عمر به بین — خوابی و خیالی و فریبی و دمیست

این کهنه رباط را که عالم نامست ۲۱ آرامگہِ ابلقِ صبح و شام است
بزمیست که واماندهٔ صد جمشید است — قصریست که تکیه گاهِ صد بهرام است

آن قصر که بهرام درو جام گرفت ۲۲ روبه بچه کرد و شیر آرام گرفت
بهرام که گور می گرفتی دائم — امروز نگر که گورِ بهرام گرفت

آنکس که زمین و چرخ و افلاک نهاد ۲۳ بس داغ که او بر دلِ غمناک نهاد
بسیار لب چو لعل و زلفین چو مشک — از طبلِ زمین و حقّهٔ خاک نهاد

بر چشم تو عالم ارچه می آرایند ۲۴ مگرو تو بدان که عاقلان نگرایند
بربای نصیب خویش کت بربایند — بسیار چو تو شوند و بسیار آیند

می نوش که تا غم از نهادت ببرد ۲۵ شغلِ دو جهان جمله زیادت ببرد
رو آتش تر گزین کن و آبِ روان — زان پیش که خاک شوی و بادت ببرد

مگذار که غصه در حصارت گیرد ۲۶ و اندوهِ محال روزگارت گیرد
مگذار دمے کنارِ آب و لبِ کشت — زان پیش که خاک در کنارت گیرد

خوش باش که عالم گذران خواهد بود ۲۷ بر چرخ قرانِ اختران خواهد بود
خشتی که ز قالبِ تو خواهند زدن — بنیادِ سرای دگران خواهد بود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۸
شبہا گذرد کہ دیدہ برہم نزنیم — تا پای نشاط بر سرِ غم نزنیم
برخیز کہ دم زنیم پیش از دمِ صبح — کین صبح بسے دمد کہ ما دم نزنیم

۲۹
برخیز مخور غمِ جہانِ گذران — خوش باش دمے بشادمانی گذران
در طبعِ جہان اگر وفای بودے — نوبت بتو خود نیامدے از دگران

۳۰
بردار پیالہ و سبو اسے دلجو — برگرد بگرد سبزہ زار و لبِ جو
کین چرخ بسے قدِ بتانِ مہ رو — صد بار پیالہ کرد صد بار سبو

۳۱
در کارگہِ کوزہ گرے کردم رای — در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپای
میکرد سبوی و کوزہ را دستہ و سر — از کلۂ بادشاہ و از دستِ گدای

اس موقع پر ایک اور نکتہ ہے جس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، شاعر کے شعر مین ایسی لچک ہوتی ہے کہ جس مذاق کا آدمی جس خیال کو دل مین رکھکر پڑھتا ہے اُس کے مطابق معنی اس شعر مین اُس کو نظر آتے ہین، خواجہ حافظ کے ایک ہی شعر مین ایک میخوار کو رندی کی تعلیم اور ایک پیرِ طریقت کو زہد و ترک کا سبق ملتا ہے، یہی حال خیّام کی ان رُباعیون کا ہے، دسوین صدی ہجری کے اواخر مین ہندوستان کے دو پایہ تختون آگرہ اور دہلی مین دو بڑی شخصیتین تھین آگرہ مین اکبرِ اعظم کی اور دہلی مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے باپ حضرت سیف ترک بخاری (المتوفی سنہ ۹۹۰ھ) کی یہ بڑے خدا رسیدہ اور صاحبِ حال بزرگ تھے، خیّام کے متعلق اکبر کا یہ حال تھا کہ وہ کہا کرتا تھا،

"باید کہ پس از ہر غزلِ حافظ، رُباعیِ عمر خیّام بر نویسند ورنہ خواندنِ آن حکم شرابِ بے گزک است[۱]"

[۱] بلوچمن آئین اکبری جلد ۱ ص ۱۰۶

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف اُن بزرگ کا یہ حال تھا کہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ جب کبھی اُن کے سامنے خیّام کی یہ رُباعی پڑھی گئی، رو پڑے، اور حال طاری ہو گیا،

"فقیر را یاد نیست کہ این رُباعی خیّام را پیش ایشان خوانده باشیم و ایشان را گریہ و حال دست نداده باشد، اگر خود در یک روز ده بار بخوانیم"

این کوزه چو من عاشق زارے بوده است ۔ در بندِ سرِ زلف نگارے بوده است
این دست کہ در گردنِ او می بینی ۔ دستی است کہ در گردن یارے بوده است"

اس سے بھی تین سو برس پیشتر سلطان علاء الدین خلجی کے زمانہ میں مشہور مجذوب خواجہ کڑک المتوفی ۰۷ھ کڑا (الہ آباد) میں رہتے تھے، اُن کے ملفوظات ۱۷۷ھ میں ملفوظ اسرار المخدومین کے نام سے لکھے گئے ہیں، اور ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۳ء میں مطبع نسیم ہند فتحپور میں یہ کتاب چھپی ہے، خواجہ کو وجد و سماع کا شغل تھا، اور بظاہر بادۂ ناب کی سرمستی رہتی تھی، لیکن بہ باطن وہ کسی اور شراب کے متوالے تھے، اُن کی زبان سے بکثرت رُباعیاں سنی جاتی تھیں، جنہیں تعجب ہوتا ہے کہ خیّام کی بھی بعض رباعیاں ملتی ہیں، ملفوظات میں ہے،

"آورده اند کہ روزے خدمت خواجہ کرک قدس سرہ نشستہ بودند، و مردے شراب پیش آورده داشت، خواجہ آغاز کرد کہ امروز شراب را فرمان نیست کہ بخورم، شراب شادی و شربت قربت بود، امروز این کار بکن کہ تو بخور، برو و خود را خوش دار و بشنو کرک بای بند بیچاره چہ می گوید،

ل اخبار الاخیار شیخ عبدالحق دہلوی تکملہ در آخر کتاب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوندِ شرابِ ما شکستی یارب
بر من درِ عیش را ببستی یارب

بر خاک بریختی مےِ ناب مرا
خاکم بدہن مگر تو مستی یارب

ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ خواجہ ایک کلال کی دوکان پر گئے، اس نے خواجہ (ص۵۵) کی ایک کرامت دیکھی، خواجہ نے اُس کو پیالہ بھر کر دیا، تو شراب کے بجائے گلاب کی بو اُس سے آرہی تھی، اُس وقت اس نے خواجہ کے پاؤں چوم لئے، خواجہ فرمود بشنو کہ ترک چہ می گوید،

یکدست بمصحف و دگر دست بجام
گہ نزدِ حلال آئیم گہ نزدِ حرام

مائیم درین گنبد نہ پختہ نہ خام
نے کافرِ مطلق نہ مسلمان تمام

(ص۱۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعلی خیاّم

اوپر کے صفحات مین خیام کی شکل وصورت اور خط وخال کی جو مستند تصویرین ہم نے ناظرین کو دکھائی ہین، اُن کے دیکھنے سے حکیم صوفی خیام کو پہچان لینا کوئی مشکل نہین ہے، اس حکیم صوفی "خیاّم کی عجیب وغریب شخصیت غالباً صوفیون اور رندون دونون کے لیے دلچسپی کا سامان رکھتی تھی، اس لئے دونون کو اپنا فریفتہ بناتی تھی، ع

برنگ ارباب ظاہر را، بہ بو ارباب معنی را

اس لیے اُس کو دونون نے اپنی اپنی جماعت مین شامل کرنا چاہا، خالص صوفیون نے ارباب تصوّف کے حلقہ مین اور رندون نے اپنی طرب ومستی کی بزم رندانہ مین، چنانچہ خیام کے غیر مستند واقعات زندگی مین اسکی یہ دونون صورتین نظر آتی ہین،

مذہبی صوفی خیام | حکیم خیام کو مذہبی "صوفی خیام" بنانے کی کوشش غالباً اُس کی وفات کے چالیس پچاس برس بعد شروع ہوگئی تھی، چنانچہ عماد کاتب کی خریدہ یا قفطی کی تاریخ الحکما مین مذکور ہے کہ متاخرین صوفیہ اُس کے اشعار کو تصوف کا جامہ پہنانے لگے،

عالی رومی نے ۱۰۲۰ھ مین خیام کے حالات مین کسی دوسری کتاب سے یہ نقل کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خیام شروع میں رندوست لا اُبالی تھا، بالآخر اس نے توبہ کی اور بخارا میں امام بخاری کے مزار پر قیام کیا، اور وہیں اس پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی، بارہ روز تک اس پر یہ کیفیت طاری رہی، دوڑتا تھا، بھاگتا تھا، اور اُس کی زبان پر یہ رباعی تھی،

گر گوہر طاعتت نہ سفتم ہرگز ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وز گرد گنہ ذرہ نرفتم ہرگز

نومید نیم ز بارگاہ کرمت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ زیرا کہ یکے را دو نگفتم ہرگز

اسی حالت میں پنجشنبہ کے دن ۱۲ محرم الحرام ۵۵۵ھ میں دہک نام ایک مقام میں جو استراباد میں ہے، ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی،

عالی کی اصل عبارت یہ ہے،

" در آخر حال مولنا حکیم میاں بخارا ارتحال کردے، در مزار امام اسمٰعیل بخاری کہ جامع الصحیح بزرگوار بودی بحکیم جذبہ رسیدی، دوازدہ شبانروز در کوہ وصحرا دویدے، بغیر ازیں رباعی تکلم نہ فرمودے،

گر گوھر طاعتت نسفتم ہرگز ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وز گرد گنہ ذرہ نرفتم ہرگز

نومید نیم ز بارگاہ کرمت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ زیرا کہ یکے را دو نگفتم ہرگز

بریں حالت یوم الخمیس از ایام، دوازدہم محرم الحرام سنہ خمس وخمسین وخمسمایہ از بلوکات استراباد دہک نام بخجستہ منزل ومقام بعمر پنجاہ و دو سال از دنیا برفت، رحمہ اللہ تعالیٰ واسکنہ فی الجنۃ الاعلیٰ "

کاش کہ یہ تاریخ صحیح ہوتی،

یہ مشہور کہانی بھی اسی سلسلہ میں ہے کہ خیام کو مرنے کے بعد اُس کی ماں نے جواب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کی نجات کے لیے متفکر تھی، اور بار بار یہ دعا مانگتی تھی کہ خداوندا! برعمر رحمت کن، یہ خواب دیکھا کہ عمر خیام خفا ہو کر اُس سے کہہ رہا ہے،

اے سوختہ، سوختہ، سوختنی
وے آتش دوزخ زتو افروختنی

تا کے گوئی بر عمر رحمت کن
حق را تو کجا و رحمت آموختنی

چون بیدار شدم این رباعی بخاطرِ من بود، امید دارم کہ گوئی مغفرتِ الٰہی بصولجانِ ہمّتِ نامتناہی دران عالم بر بود،،

رندلاابالی خیام ''

دوسرا نقشہ یہ ہے کہ خیام ایک رندِ لاابالی تھا، شب و روز مست و سرشار پڑا رہتا تھا، اِدھر اُدھر کچھ پیالے، صراحیاں اور شراب کے ٹوٹے پھوٹے برتن ہیں اور وہ اس عالم خمار میں جو کچھ بک جاتا ہی، وہ رباعی بنجاتی ہے،

مشہور ہے کہ ایک دفعہ اُس کی شراب کی صراحی اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی، اور ٹوٹ گئی، ترنگ کے عالم میں وہ اُس کو بھی خدا ہی کا فعل سمجھا اور یہ رُباعی کہی[1]،

ابریقِ مئے مرا شکستی ربی
بر من درِ عیش را ببستی ربی

برخاک فگندی مئے گلگون را
خاکم بدہن مگر تو مستی ربی

دوسرا قصہ ہے:۔

''دیگر این قضیہ مشہور است کہ در بلخ پیش حکیم عیاش ظرفے پر از مئے تلخ بودے، ناگہان محتسب آن دیار رسیدے، و شکستن آن ظرف خوشگوار شکستِ خاطرِ حکیم روا دیدے، اتفاقاً بقدرت

[1] یہ رباعی خیام کے تمام بڑے مجموعوں میں مذکور ہے، شعر العجم جلد اوّل ص ۲۳۸ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدای یکتا پاے محتسب بچاہ پوشیدہ دہان رسیدے، جان خود بمالک سپردے، و بدرک اسفل غلطیدے، حضرت حکمت مآبی مسرت و شکر آن بپرداختہ، زسر کرامت خود نقاب انداختہ این رباعی[1] را فرمودے،

از دیر برون آمدہ ناپاک تنی | وز دود جہنم زتنش پیرہنے
بشکست صراحیم کہ عمرش کم باد | آنکہ چہ مے لطیف مردی و منے

انتہا یہ ہے کہ انھین رباعیات کو دیکھکر تذکرۂ مخزن الغرائب کے مصنف احمد علی سندیلوی نے جنھون نے ۱۲۱۸ھ مین اپنا یہ تذکرہ لکھا ہے، خیام کے حال مین یہ لکھدیا ہے،

"واکثر رباعیاتش در صفت شراب واقع شدہ، گویند شارب خمر بودہ[2]"

حالانکہ یہ بے ثبوت بات ہے، دراصل خیام کے متعلق اس قسم کے اکثر قصے رباعیات کے ظاہری معنون کو پیش نظر رکھکر گھڑ لیے گئے ہین،

تناسخ کا قائل خیام | مثلاً تاریخ الفی اور مخزن الغرائب سندیلوی مین ہے کہ خیام تناسخ کا قائل تھا اور اس پر ایک قصہ گھڑ لیا کہ نیشاپور مین ایک پرانے مدرسہ کی تعمیر ہو رہی تھی، اُس کے لیے گدھون پر لدکر اینٹین آرہی تھین، ایک گدھے کو ہر چند مدرسہ کے صحن مین لیجانا چاہتے تھے وہ جاتا نہ تھا، اتنے مین خیام اپنے چند طلبہ کے ساتھ ادھر سے گذرا تو اس منظر کو دیکھکر کھڑا ہوگیا اور مسکرا کر گدھے کی طرف دیکھکر یہ رباعی پڑھی،

ای رفتی و باز آمدہ بل ہم گشتہ | نامت زمیان نامہا گم گشتہ

[1] ربیع المرسوم عالی رومی، نسخہ قلمی دار المصنفین ص ۱۵، [2] تذکرۂ مخزن الغرائب سندیلوی نسخہ، دار المصنفین ص ۱۲۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناخن ہمہ جمع آمدہ و سم گشتہ	ریش از پس کون برآمدہ دم گشتہ

گدہا اندر داخل ہوگیا، خیام سے پوچھا گیا کہ واقعہ کیا تھا، اس نے کہا، اس گدہے کی روح پہلے جنم مین اس مدرسہ کی مدرس تھی، مگر مدرسہ کے چکر سے نجات پائی تھی، اُس کو اب اس مین جاتے ہوے ڈر معلوم ہوتا تھا، جب اُس کو اس رباعی کے سننے سے معلوم ہوگیا کہ یارون نے اُس کو تاڑ لیا، تو اندر چلا گیا،

اس قصّہ کی حیثیت ایک لطیفہ سے زیادہ نہین، اس پر یہ فلسفیانہ عمارت کھڑی کیگئی کہ "وہ مذہب تناسخ داشتہ" حالانکہ وہ خود کہتا ہے[2]،

ای آنکہ نتیجۂ چہار و ہفتی	وز ہفت و چہار دائم اندر تفتی
می خور کہ ہزار بارہ بیشت گفتم	باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

این عقل کہ در رہِ سعادت پوید	روزی صد بار خود ترا می گوید
دریاب تو این یکدمہ وقتت کہ نہ	آن ترہ کہ بدروند و دیگر روید[3]

زان پیش کہ بر سرت شبیخون آرند	فرماے کہ تا بادۂ گلگون آرند
تو زر نۂ ای غافلِ نادان کہ ترا	در خاک نہند و باز بیرون آرند

خدا کا منکر خیام: دبستان المذاہب کے مصنف نے جو ۱۰۵۰ھ مین موجود تھا، اور دارا شکوہ کا معاصر تھا، اُس نے دبستان مین پارسیون کے ایک فرقہ سمرادیان کا ذکر کیا ہے، جو

---

[1] تاریخ الفی دیکھو مظفریہ ص ۳۳، و مخزن الغرائب ص ۱۲۲ دارالمصنفین [2] بدر جاجرمی کی اُن تیرہ رباعیون مین سے جو ۷۴۱ھ مین خیام کے نام سے منقول ہین، دیکھو نسخہ مطبوعہ کاویانی ص ۱۹۷، [3] نسخہ بوڈلین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام موجودات کیساتھ خدا کو بھی وہم[1] قرار دیتے تھے، اور سلطان محمود غزنوی کے زمانہ سے مسلمانون کے لباس مین رہتے تھے، اس ضمن مین وہ کہتا ہے کہ خیام کی یہ رباعی اسکی شہادت ہے

من الاستشہاد حکیم عمر خیام

صانع بجہان کہنہ ہیچون ظرفیست　　آبی است بمعنی وبظاہر برفیست
بازیچۂ کفر ودین بطفلان بسپار　　بگذر زمقامی کہ خدا ہم حرفیست

جس نے خیام کی تصنیفات پڑھی ہین، وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اس الزام کو قبول کر سکتا ہے؟ پھر یہ رباعی بھی خیام کے متداول مجموعون مین نظر نہین آتی، بلکہ اس کے برخلاف اس کی تمام کتابین حق تعالیٰ کے ذکر وحمد سے لبریز ہین، اسکی رباعیات کے جس قدر نسخے ملتے ہین، سب مین اس کے الٰہیات کے بیشتر مضامین مشترک ہین، چنانچہ ذیل کی رباعیان اس کے مختلف نسخون مین موجود ہین، ان مین گو بعض رباعیون کی نسبت دوسرون کی طرف بھی کیگئی ہے، تاہم اُس کا مرکزی خیال اس باب مین اتنا صاف ہے کہ تارون کے بدلنے سے آواز مین کوئی فرق نہین پیدا ہوتا،

خدا کے وجود، اور اسکی ذات وصفات کے متعلق خیام کے خیالات کی تفصیل اس کے رسالہ کون کے تبصرہ، اور اُس کے مشرب ومسلک کے بیان مین گذر چکی ہے، جو خیالات وہان اُسکی عربی نثر مین ہین، وہی یہان فارسی نظم اور شاعرانہ طرز ادا مین ہین، ان کے جلی عنوانات حسب ذیل ہین،

[1] دبستان المذاہب مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اللہ تعالیٰ خیر محض اور سراپا رحمت ہے،

۲۔ بندون کے تمام کام اُس کی قضا اور تقدیر سے ہین، جنمین بندے سراسر مجبور اور معذور ہین،

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندون کو بھی اپنی رحمت سے سرفراز فرمائیگا،

۴۔ بندون کی گنہگاری اسی لیے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وشفقت اور جود و کرم کے جلوے دکھائے،

ان چند خیالات کو سامنے رکھکر اُنکی ان رباعیون پر جو اس کے مختلف نسخون کا انتخاب ہین، ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان مین سے ہر رباعی سے انھین مضامین مین سے کوئی نہ کوئی مضمون تراوش کر رہا ہے یا نہین، یہی سبب ہے کہ اُنکی مناجاتون سے خاص ذوق اور اثر کا قطرۂ حیات ٹپکتا ہے،

۱
ساقی قدحے کہ کارساز ست خدا
وز رحمت خود بندہ نواز ست خدا
می خور بہ بہار، یار طاعت مفروش
کز طاعت خلق بے نیاز ست خدا

۲
خیام ز بہر گنہ این ماتم چیست
در خوردن غم فائدہ بیش و کم چیست
آنرا کہ گنہ نکرد غفران نبود
غفران ز برای گنہ آمد غم چیست

۳
آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو ہزار توبہ در گردن ماست
گر من نکنم گناہ، رحمت چہ کند
آرایش رحمت از گنہ کردن ماست

۴
جز حق حکمی کہ حکم را شاید نیست
ہستی کہ از حکم او برون آید نیست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هر چیز که هست آنچنان می باید ‌ ‌ ‌ آن چیز که آن چنان نمی باید نیست

۵

یارب تو کریمی و کریمی کرم است ‌ ‌ ‌ عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم است

با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم ‌ ‌ ‌ با معصیتم اگر ببخشی کرم است

۶

من بندهٔ عاصیم رضای تو کجاست ‌ ‌ ‌ تاریک دلم نور و صفای تو کجاست

ما را تو بهشت اگر به طاعت بخشی ‌ ‌ ‌ آن مزد بود لطف و عطای تو کجاست

۷

در ملک تو از طاعت من هیچ فزود ‌ ‌ ‌ وز معصیتی که رفت، نقصانی بود

بگذار و مگیر ز آنکه معلومم شد ‌ ‌ ‌ گیرندهٔ دیری و گذارندهٔ زود

۸

سرت همه دانای فلک می دانند ‌ ‌ ‌ کو موی بموی و رگ برگ می دانند

گیرم که بزرق، خلق را بفریبی ‌ ‌ ‌ با او چه کنی که یک بیک می داند

۹

گویند بحشر گفتگو خواهد شد ‌ ‌ ‌ وان یار عزیز تندخو خواهد شد

از خیر محض جز نکوئی ناید ‌ ‌ ‌ خوش باش که عاقبت نکو خواهد شد

۱۰

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز ‌ ‌ ‌ ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز

نومید نیم ز بارگاه کرمت ‌ ‌ ‌ زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز

۱۱

با تو بخرابات اگر گویم راز ‌ ‌ ‌ به زانکه بمحراب کنم بی تو نماز

ای اول و آخر همه خلقان توئی ‌ ‌ ‌ خواهی تو مرا بسوز و خواهی بنواز

۱۲

ای واقف اسرار ضمیر همه کس ‌ ‌ ‌ در حالت عجز دستگیر همه کس

یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر ‌ ‌ ‌ ای توبه ده و عذر پذیر همه کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یک یک هنرم ببین و گنه ده ده بخش	۱۳	هر جرم که رفته است تو لله بخش
از باد ہوا آتش کینه مفروز		ما را تو بتربت رسول الله بخش
می خور که نه علم دست گیرد نه عمل	۱۴	الاکرم و رحمت حق عز و جل
آن طائفه که از خری می نخورند		از جملهٔ انعام شمار بل هم اضل
از خالق کردگار و زرب رحیم	۱۵	نومید مشو بجرم و عصیان عظیم
گر مست و خراب بوده باشی امروز		فردا بخشد باستخوانهای رمیم
گر من گنه روی زمین کردستم	۱۶	عفو تو امید ست بگیرد دستم
گفتی که بروز عجز دستت گیرم		عاجز تر از این مخواه کاکنون هستم
یارب من اگر گناه بیحد کردم	۱۷	بر جان و جوانی و تن خود کردم
چون بر کرمت وثوق کلی دارم		برگشتم و توبه کردم و بد کردم
یا رحمت تو من از گنه نندیشم	۱۸	با توشهٔ تو ز رنج ره نندیشم
گر لطف توام سفید رو انگیزد		یکذره ز نامهٔ سیه نندیشم
یارب بدل اسیر من رحمت کن	۱۹	بر سینهٔ غم پذیر من رحمت کن
برپای خرابات رو من بخشای		بر دست پیاله گیر من رحمت کن
احوال جهان بر دلم آسان میکن	۲۰	و افعال بدم ز خلق پنهان میکن
امروز خوشم بدار و فردا با من		آنچ از کرم تو می سزد آن می کن
ای آنکه پدید گشتم از قدرت تو	۲۱	پرورده شدم بناز در نعمت تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صد سال بامتحان گنہ خواہم کرد ۔۔۔ تا جرم من است بیش یا رحمت تو

۲۲
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ۔۔۔ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی ۔۔۔ پس فرق میان من و تو چیست بگو

۲۳
فریاد کہ عمر رفت بر بیہودہ ۔۔۔ ہم لقمہ حرام و نفس ما آلودہ
فرمودہ ناکردہ سیہ رویم کرد ۔۔۔ فریاد ز کردہای نا فرمودہ

۲۴
مائیم بلطف حق تولا کردہ ۔۔۔ وز طاعت و معصیت تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد، باشد ۔۔۔ ناکردہ چو کردہ، کردہ چون ناکردہ

۲۵
سازندہ کار مردہ و زندہ توئی ۔۔۔ دارندہ این چرخ پراگندہ توئی
من گرچہ بدم صاحب این بندہ توئی ۔۔۔ کس را چہ گنہ کہ آفرینندہ توئی

۲۶
بکشائی درے کہ درکشایندہ توئی ۔۔۔ بنمائی رہی کہ رہ نمایندہ توئی
من دست بہیچ دستگیری ندہم ۔۔۔ کایشان ہمہ فانیند و پایندہ توئی

۲۷
ای سوختہ! سوختنی، سوختنی ۔۔۔ وی آتش دوزخ از تو افروختنی
تا کے گوئی کہ بر عمر رحمت کن ۔۔۔ حق را تو کجا برحمت آموختنی

ان ستائیس رباعیون مین سے اگر آدھی بھی اسکی ہین، تو دبستان المذاہب کے الزام کی تردید کے لیے وہ کافی سے زیادہ ہین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعة الرسائل

للحكيم عمر بن ابراهيم الخيامي

عنی بجمعها وضبطها وتصحيحها

السيد سليمان الندوی

عميد دار المصنفين باعظم گڈھ
بالهند

طبعت
بمطبعة معارف لدار المصنفين باعظم گڈھ
بالهند
سنة ۱۹۳۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فهرس المجموعة

١- رسالة الكون والتكليف للخيامي،

٢- رده على ما اورد على رسالة الكون والتكليف، وجوابه عما سئل عنه ثانياً،

٣- رسالة الوجود له المطبوعة بمصر باسم الضياء العقلي في موضوع العلم الكلي،

٤- رسالة الوجود له، وسماها بعضهم رسالة الاوصاف للموصوفات،

٥- رسالة في كليات الوجود له، بالفارسية،

٦- ميزان الحكم او رسالة في احتيال معرفة مقداري الذهب والفضة، له،

٧- نسخة جديدة لرباعياته الفارسية كتبت سنة ٩١١هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١)

رسالة الكون والتكليف

للحكيم عمر بن ابراهيم الخيامي

اخرجناها من مجموعة الرسائل المسماة جامع البدائع المطبوعة بمطبعة السعادة بمصر، باعتناء محي الدين صبري الكردي شيخ المقرأ بسلطان قلاوون بمصر سنة ١٣٣٠ھ وفيها ١٨ رسالة فلسفية لعدة حكماء الاسلام، ومنها ثلاث رسائل للحكيم عمر بن ابراهيم الخيامي، واصول هذه الرسائل كما قال ناشرها موجودة في مكتبة سعادة نور الدين بك مصطفى صهر صاحب السعادة عبد الحليم پاشا عاصم، وهي مكتوبة بعام سنة ٦٩٩ھ بخط احمد مجيدي خطاطي ذلك القرن وهو احمد عرياني العلائي ولم يسم الناسخ او الطابع الرسالة الاولى الا ان قال فيها انها "جواب السيد الاجل...... ابو الفتح عمر بن ابراهيم الخيمي عن كتاب القاضي ...... يسأله فيه عن حكمة الخالق في خلق العالم خصوصاً الانسان، وتكليف الناس بالعبادات" وقال في الثانية "جواب السيد الاجل.... عمر بن ابراهيم الخيام عن ثلاث مسائل سئل عنها" وسمى الرسالة الثالثة با"لضياء العقلي في موضوع العلم الكلي"

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد كان الناسخ او الناشر فرّق الرسالة المتصلة الاجزاء فرقتين، وفصلهما بمقدمات تبعد احدهما عن اخرتها، وظنّ الاولى والثانية رسالتين متفرقتين لاصلة بينهما ولعمرك انهما رسالتان مرتبطتان اجاب فى اوليهما عن سرّ الكون وخلق الله العالم، وسرّ تكليفه تعالى الانسان بالشرع والدين، وسرّ التضادّ فى العالم، فاورد عليه السائل شبهات وزادفسأل رايه عن الجبر والبقاء فكشف عنها فى رسالته الثانية وهما الرسالة التى سمّاها الاوّلون رسالة الكون والتكليف،

والرسالة الثالثة منها رسالة الوجود له فى العربية، وله رسالة عربية اخرى فى الوجود سماها بعضهم رسالة الاوصاف للموصوفات، ورسالة ثالثة سمّوها رسالة كليات الوجود، وهى بالفارسية،

ثم الرسائل الثلاث المطبوعة للخيّامى كانت منغمسة فى رسائل جمة لغيره، وسُمّيت المجموعة جامع البدائع، فلم يهتد اليها الا رجال قليلون من محبّى العلم، فلذلك احببنا ان نفرد هذه الرسائل الثلاث المطبوعة التى للخيام عن الرسائل التى هى لغيره، ونسميها بما سماها الاوّلون، ونحذف عنها المقدمات التى زادها الناسخ او الناشر ليرتفع منها الحجاب وتقع عند من يعرف قدر صاحبها موقع الاعجاب، وتكون رسائله كلّها مجموعة فى دفترٍ، ومنتظمة فى سلك لينتفع بها اولوا الالباب،

"س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب ابی الفتح عمر بن ابراہیم الخیامی

عن

کتاب القاضی الامام ابی نصر محمد بن عبد الرحیم النسوی تلمیذ الشیخ الرئیس بیّنہ
فیہ عن حکمۃ الخالق فی خلق العالم خصوصًا الانسان، وتکلیف الناس بالعبادات

الحمد للہ ولی الرحمۃ والانعام، والسلام علی عبادہ الذین اصطفی، خصوصًا سید الانبیاء محمد وآلہ الطاہرین، کتب ابو نصر محمد بن عبد الرحیم النسوی وھو الامام القاضی بنواحی فارس سنۃ ثلاث وسبعین واربعمائۃ الی السید الاجل حجۃ الحق فیلسوف العالم نصرۃ الدین سید حکماء المشرق والمغرب أبی الفتح عمر بن ابراہیم الخیامی قدس اللہ نفسہ رسالۃ منطویۃ علی المباحثۃ عن حکمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ فی خلق العالم وخصوصا الانسان وتکلیف الناس بالعبادات وضمنہا أبیاتًا کثیرۃ لم یحفظ منہا الا ھذہ الابیات؛

ان کنتِ ترعین یاریح الصبا ذممی — فاقری السّلام علی العلامۃ الخیمی
بوسی لدیہ تراب الارض خاضعۃ — خضوع من یجتدی جدوی من الحکم

www.KitaboSunnat.com

فهو الحكيم الّذي تسقى سحائبُهُ ماء الحياة رفات الأعظم الرمم

عن حكمة الكون والتكليف يأت بما تغني براهينه عن أن يقال لم

(فأجابه بهذه الرسالة)

انّ علمك، ايها الأخ الرئيس الفاضل الأوحد الكامل أطال الله بقاك، وأدام عمرك وعلاك، وحرس عن المكاره والغير فناك، وفر من علوم أقرانى وفضلك أغزر من فضلهم، ونفسك أزكى من نفوسهم، فأنت اذاً اعرف منهم بأن مسألتى الكون والتكليف من المسائل المعتاصة المتعذر حلها على اكثر الناظرين فيها والباحثين عنها وان كل واحدة منها منقسمة الى عدة أقسام وكل قسم منها مفتقر الى عدة ضروب من المقاييس الوعرة المبنية على اصناف من القضايا المختلف فيها بين أهل النظر وان هاتين المسألتين من أواخر العلم الأعلى والحكمة الأولى وان آراء المتكلمين فيهما متباينة جداً واذا كان الامر كذلك فبالحرى أن يكون الكلام فيهما صعبا جداً الا أنك شرفتني بالمباحثة عنهما والمحاورة فيهما فلذا لم أجد بداً من ان اسلك فى تعديد أقسامهما واستيفاء اصنافهما وتبيين جمل براهينهما بحسب ما انتهى اليه بحثى وبحث من تقدمنى من معلمىّ على سبيل الايجاز والاختصار لضيق الوقت وعدم احتمال البسط والتطويل والاطناب والتفصيل ولمعرفتى بان ذكاءك وحدسك حرسه الله يجدك يكتفيان من الكثير بالقليل وبالاشارة عن العبارة، ويكون كلامى فيهما كلام المستفيد لا المفيد والمتعلم لا المعلم استرواحاً الى ما يصدر عن جنابك الشريف واعترافا من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحوك الزاخر؛ دام الله فضلك ولا اعدمنا ظلك، واعتصم بفضل التوفيق من الله تعالى انه ولى كل خير ومفيض كل عدل،

(المطالب الحقيقية الذاتية المستعملة فى صناعة الحكمة ثلاثة وهى امهات المطالب الأخر)

احدها، مطلب هل هو، وهو السؤال عن انيّة الشئ وثبوته كقولنا هل العقل موجود أم لا فيكون الجواب بنعم أو لا،

والثانى، مطلب ما هو، وهو السؤال عن حقيقة الشئ وماهيته كقولنا ما حقيقة العقل فيكون الجواب عنه اما تحديدا أو ترسيما واما تشريحا وتبيينا للاسم، ولا يكون هذا المطلب حاصرا لجواب المجيب بين طرفى النفى والاثبات، بل يكون الجواب الى المجيب ياتى بما يشاء مما يراه حدا لذلك الشئ أو معرفا له،

والثالث، مطلب لم، وهو السؤال عن السبب الذى لاجله وجد الشئ ولولاه لما وجد ذلك الشئ كقولنا لم العقل موجود، وهذا المطلب أيضا لا يكون حاصرا الجواب المجيب بين طرفى النقيض بل يفوّض اليه الجواب من غير أن يتعرض لشئ من أجزاء جوابه المسئول عن لميته اللهم الا فى السؤال الثانى وبين مطلب ما ومطلب لم مناسبات قد استوفى الكلام عليها فى كتاب البرهان من كتب المنطق،

وكل واحد من هذه المطالب منقسم الى أقسام شتى لا حاجة بنا الى ذكرها فى مطلوبنا هذا الا أن مطلب ما ينقسم بحسب القسمة الاولى الى قسمين لا بد من ذكرهما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاخلاف وقع لأصحاب الصناعة فيه (في هذا المطلب)،

أحدهما، مطلب ما الحقيقي، وهو الباحث عن حقيقة الشيء، وهذا متأخر عن مطلب هل في الترتيب لأنا ما لم نعرف ان الشيء موجود ثابت لم يمكنا أن نحقق ذاته إذ لا يكون للمعدوم ذات حقيقي،

والثاني، مطلب ما الرسمي، وهو الباحث عن شرح الاسم المطلق على الشيء، وهذا متقدم على مطلب هل في الترتيب لأنا ما لم نعرف شرح قول القائل هل عنقاء مغرب موجود أم لا لم يمكنا ان نحكم عليه بنفي ولا اثبات فيجب أن يكون هذا الجواب الشارح للاسم قبل مطلب هل. ولما لم يتفطن جماعة من المنطقيين لقسمي ما تبلبلوا وتحيروا فذهب بعضهم الى ان مطلب ما متأخر عن مطلب هل، وأراد به القسم الحقيقي، وذهب بعضهم الى أنه متقدم وأراد به القسم الشارح. واما مطلب لم فهو متأخر عن المطلبين الآخرين لأنا ما لم نعرف حقيقة الشيء وانيته لم يمكنا ان نعرف السبب الذي لأجله وجد ذلك الشيء من وههنا مطالب اخرى مثل أي وكيف وكم ومتى وأين وهي عرضية باحثة عن حقيقة الأعراض الطارئة على الشيء واثباتها له فهي اذن بالحقيقة عند التقدير الثاني داخلة تحت المطالب الذاتية الحقيقية ولا حاجة بنا الى ذكرها، وليس يخلو موجود عن هلية ما أي انية وثبوت فان الخالي عن الانية والثبوت يكون معدوما وقد فرضناه موجودا وهذا محال. وكذلك ليس يخلو عن حقيقة وماهية بها التعين وتميز عن غيره اذ الخالي عن التعين والتميز عن غيره يكون معدوما وقد فرضناه موجودا هذا محال، وقد يكون من الموجودات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما هو خال عن اللمية وهو الاشياء الواجبة التي لا يمكن ان لا تكون موجودة وان فرضت غير موجودة لزم منه محال، والشئ الذى يكون بالحقيقة على هذه الصفة لا يكون له سبب ولمية فيكون اذن واجب الوجود بذاته وهو الواحد الحى القيوم الذى عنه الوجود لكل موجود وبجوده وحكمته فاض كل خير وعدل جل جلاله وتقدست اسماءه وهذه مسئلة مفروغ عنها فى مطلوبنا هذا، وأنت اذا أمعنت النظر فى جميع الموجودات ولمياتها ادّاك النظر الى أن تحقق أن لميات جميع الاشياء منتهية الى لميات وعلل واسباب لا لمية لها ولا علل ولا اسباب، برهان ذلك اذا قيل لم (اب) قلنا لانه (ج) واذا قيل لم (اح) قلنا لانه (ع) واذا قيل لم (اع) قلنا لانه (ك) وهكذا فلا بد من ان ينتهى بنا البحث عن العلل الى علة لا علة لها والا فيلزم فيها التسلسل او الدور وهما محالان فقد صح أن جميع علل الموجودات تنتهى الى سبب لا سبب له وقد تبين فى العلم الالهى ان السبب الذى لا سبب له هو واجب الوجود بذاته وواحد من جميع جهاته وبرئ من جميع انحاء النقص واليه تنتهى جميع الاشياء وعنه توجد فتبين ان سوال اللم لا يعترض على كل موجود بل على موجودات اذا فرضت غير موجودة لم يلزم منه محال واما على الموجود الواجب الواحد فلا،

واذ قد سنا وتكلمنا فيها على سبيل الاختصار فلنرجع الى الغرض المقصود نحوه وهو الكلام فى الكون والتكليف، فنقول:-

ان لفظة الكون تقع على عدة معان باشتراك الاسم فلنلغ الخارج عن الغرض ونقول ان الكون المقول فى هذا الموضع هو وجود الاشياء الممكنة الوجود التى ان فرضت غير

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودة لم يلزم منه محال، وما مطلب هل فيه مثل قول القائل الموجودات التی هی علی الصفة
المذکورة حاصلة ام لا فیکون الجواب عنه بنعم، فان طالبنا بالبرهان علی حصول هذه الموجودات
فان ذلك ظاهر جدا یغنینا الحس والمشاهدات الضروریة والقضایا العقلیة عن الاستدلال علیه
بشئ آخر غیرها، اذ جمیع الموجودات والصفات التی قبلنا هی من هذا القبیل لان ایدیناه ولحوقنا
مسبوقة بالعدم، واما لمیة الکون المطلق وهو فیضان هذه الموجودات منتظمة فی ترتیب
السلسلة النازلة من عند المبدأ الاول الحق عز وجل طولا وعرضا فهی جود الحق المحض التام
الذی یفیض عنه کل ممکن، فجود الباری تعالی سبب هذه الموجودات، فان طولبنا بالجواب عن
لمیة جوده قلنا لا لمیة له لانه واجب کما ان ذات واجب الوجود لا لمیة له فکذلك جوده
وجمیع اوصافه لا لمیة لها، وقد تشعب من هذا القبیل مسألة هی اهم المسائل واصعبها
فی هذا الباب، وهی فی تفاوت هذه الموجودات فی الشرف، فاعلم ان هذه مسألة قد تحیر فیها
اکثر الناس حتی لا یکاد یوجد عاقل الا ویعتریه فی هذا الباب تحیر ولعلی ومعلمی افضل المتأخرین
الشیخ الرئیس اباعلی الحسین بن عبد اللہ بن سینا البخاری اعلی اللہ درجته قد امعنا النظر
فیها وانتهی بنا البحث الی ما قنعت به نفوسنا، اما لضعف نفوسنا القانعة بالشئ الرکیك
الباطل المزخرف الظاهر، واما لقوة الکلام فی نفسه وکونه بحیث یجب ان یقتنع به، وسانتی
یطرف من ذالک علی سبیل الرمز، فنقول ان البرهان الحقیقی الیقینی قائم علی ان هذه
الموجودات لم یبدعها اللہ تعالی معًا بل ابدعها نازلة من عنده فی سلسلة الترتیب فالمبدع
الاول هو العقل المحض وهو اشرف الموجودات لقربه من المبدأ الاول الحق، ثم هکذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابدع الاشرف فالاشرف نازلا الی الاخس فالاخس حتی بلغ فی الابداع الی اخس الموجودات وهو طینة الکائنات الفاسدات، ثم ابتدأ الایجاد صاعدا منها الی الاشرف فالاشرف حتی انتهی الی الانسان الذی هو اشرف الموجودات المرکبة وآخر الموجودات فی عالم الکون والفساد فالاقرب منه فی المبدعات اشرفها والابعد من الطینة فی المرکبات اشرفها وقد رتب تعالی جده تکوین هذه المرکبات فی زمان ما لضرورة عدم اجتماع المتضادات بل المتقابلات فی شئ واحد فی زمان واحد من جهة واحدة معا، فان قال قائل لم خلق المتضادات المتمانعة فی الوجود فیکون الجواب عنه ان الامساک عن الخیر الکثیر من جهة لزوم شر قلیل ایاه شر کثیر والحکمة الکلیة الحقة والجود الکلی الحق اعطیا جمیع الموجودات کمالها الذاتی لها من غیر ان یبخس حظ واحد منها الا انها بحسب القرب والبعد متفاوتة فی الشرف وذلک لا لبخل من جهة الحق عز وجل بل لاقتضاء الحکمة السرمدیة ذلک۔ فهذه جمل وان اوردتها علی سبیل اقتصاص مذهب قوم من الحکماء، فان تحقق اصولها بالبرهان یهدیک سبیل تحقیقها یقینا،

واما مسألة التکلیف، فلعلها اسهل من مسألة الکون، وانی اعرض علیک ما اعرفه فی ذلک مستفیدا فاقول ان لفظة التکلیف لا یبعد ان یکون لها معان مختلفة حسب الاصطلاحات والحکماء یریدون بها ما اذکره (التکلیف) هو الامر الصادر عن الله تعالی السائق للاشخاص الانسانیة الی کمالاتهم المستعدة لهم فی حیاتهم الاولی والاخری والرادع ایاهم عن الظلم والجور وارتکاب القبائح واکتساب النقائص والانهماک فی متابعة القوی البدنیة المانعة ایاهم عن اتباع القوة العقلیة، واما اهلیة التکلیف فانها مندرجة فی ضمن لمیته لان لمیة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشياء تتضمن هليتها فنقول في لميته ان الله عزوجل خلق النوع الانساني بحيث لا يمكن الا مكان الا كثرى ان تبقى اشخاصه ويحصل لهم كما لا تهم الا بالتعاضد والتعاون والترافد، لان غذائهم ولباسهم وكنهم ما لم تكن مصنوعة، وهذا اكثر ما يحتاجون اليه في التعيش لم يمكنهم الاستكمال وليس يمكن لواحد منهم ان يتولى بنفسه جميع ما يحتاج اليه من اصناف التعيش، فاضطروا الى ان يتولى كل منهم شيئاً مما يحتاجون اليه في التعيش، فيفرغ صاحبه عن مهم لو تولاه بنفسه لازدحمت على الواحد اشغال كثيرة، واذا كان الامر كذلك فبالواجب ان يضطروا الى سنة عادلة يتعاونون بها فيما بينهم، وتلك السنة انما تكون من عند واحد منهم يكون اقواهم عقلاً وازكاهم نفساً لا يهمه من امور الدنيا الا الضروريات وما لا بد منه في الحياة، وليس همه فيما يتوخاه الرئاسة او التمكن من امر شهواني وغضبي، بل يكون همه ابتغاء مرضات الله تعالى فيما يامره به من ايراد السنة العادلة، لا يلتفت فيها الى عصبية، وتفضيل بعض على بعض، ويمضي حكم الشرع فيهم على سواء، فيكون هذا هو الحق الذي يفيض على نفسه من الوحي ومشاهدة الملكوت مما لا يفيض على نفس غيره ممن هو دونه في المرتبة، ويكون متميزاً باستحقاق الطاعة، وذالك التميز انما يكون بمعجزات وآيات تدل على انها من عند ربه عزوجل، ثم من المعلوم ان اشخاص الناس متفاوتة في قبول الخير والشر والرذائل والفضائل، وذلك بحسب امزجة ابدانهم وهيئات نفوسهم معاً، والاكثر من الناس يرون ما لهم على غيرهم حقاً واجباً ويبالغون في استيفائهم ذلك، ولا يرون ما لغيرهم عليهم، ويرى كل واحد منهم نفسه افضل من نفوس كثير من الناس واحق بالخير والرئاسة من غيرها فوجب ان يكون هذا الشارع مؤيداً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظفراً لا يعجز عن امضاء حكم الشريعة فى جمهور الناس بعضهم بالوعظ وبعضهم بالبرهان والدليل وبعضهم بتاليف القلب والبدن وبعضهم بالتخويفات والانذارات وبعضهم بالزجر العنيف والقتال، ولاجل أن وجود مثل هذا النبى لا يتفق ان يكون فى كل زمان، وجب ان تبقى السنن المشروعة مدةً ما ؤهى الى الوقت المقدر فيه اضمحلالها، ولا يمكن استبقاء الشرائع والسنن العادلة الا بما يذكر الناس دائماً صاحب الشرع، ففرضت عليهم العبادة المذكورة بصاحب الشرع والحق عزوجل، وكررت عليهم تلك حتى يستحكم التذكير بالتكرير المتواتر ثم يحصل من تلقى الاوامر والنواهى الالٰهية والنبوية بالطاعات ثلاث منافع،

احدها، ارتياض النفس بتعودها الامساك عن الشهوات وزمها عن القوة الغضبية المكدرة للقوة العقلية،

والثانية، تعويدها النظر فى الامور الالٰهية واحوال المعاد فى الآخرة لتجرها المواظبة على العبادات عن جانب الغرور الى جناب الحق والتفكر فى الملكوت، وتحرضها على تحقق وجود الحق الاول اعنى الذى عنه وجود كل موجود جل جلاله، وتقدست اسماؤه ولا اله غيره الذى فاضت الموجودات عنه منتظمة فى سلسلة الترتيب التى اقتضتها الحكمة الحقة بالبرهان المبنى على القياس المجرد عن اصناف التمويهات والمغالطات،

والثالثة، تذكيرهم الشارع الحق، وما اتى به من الآيات والانذارات ووعده ووعيده الممضى احكام السنة العادلة فيما بينهم، فيجرى بينهم التعادل والترافد، ويبقى نظام العالم الذى اقتضته حكمة البارى جل وعلا على حاله، فهذه هى منافع التكليف ومنافع العبادات. ثم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زاد لمستعمليه الاجر والثواب فى الآخرة. فانظر الى حكمة الحق القيوم ثم الى رحمته تلحظ جنابا تبهرك عجائبه. هذا هو القدر النزر الذى لاح لى فى الحال، فعرضته على مجلسك الرفيع ايها الكامل الاوحد، لكى تسد خلله، وتصلح فاسده، وتعوضنى عنه ما اسكن اليه بلقائك الشريف وكلامك اللطيف، والله تعالى اعلم بالصواب،

والحمد لله أولا وآخرا، وباطنا وظاهرا،

(۲)

تتمة رسالة الكون والتكليف

الجواب عن ثلاث مسائل

ضرورة التضاد فى العالم، والجبر، والبقاء،

ظن الناشر الاول ان الرسالة الآتية هى فى جواب سائل غير السائل الاول، وهو ظن باطل لما تدل عليه هذه العبارة التى فى مبتدإ الرسالة الآتية "فان مباحثته اياى عن مسئلة ضرورة التضاد رفعت من ذكرى وعظمت فى امرى" وقد بحث الحكيم عن هذه المسئلة فى الرسالة المتقدمة التى اجاب فيها عما سأله القاضى النسوى عن مسئلتى الكون والتكليف، فعلم بذلك ان السائل الاول وهو القاضى النسوى بعد ما اطلع على ما اجاب به الحكيم فى الرسالة الاولى رد عليه ما قال فى ضرورة التضاد، ثم سأله عن مسئلتين اخريين، وهما.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ای الفریقین من الجبریة والقدریة اقرب الی الصواب ،

۲- البقاء امر زائد علی الوجود ام لا ،

فاجاب الحکیم نیابلی عن هذه المسائل الثلاثة . فقال :-

"س"

وبعد فان مباحثته ایای عن مسألة ضرورة التضاد رفعت من ذکری، وعظمت فی امری، واستوجبت لله تعالی خالص شکری، اذ لم یخطر ببالی ان اسأل عن امثالها، خصوصاً علی ذلک النمط، فراید لک الشک القوی، وهو ان ضرورة التضاد ان کانت ممکنة الوجود کان لها علة، وتنتهی الی الواجب الوجود بذاته، وان کانت واجبة الوجود بذاتها کان فی واجب الوجود بذاته کثرة، وقد قام البرهان علی ان واجب الوجود بذاته واحد من جمیع جهاته، ثم ان کانت ممکنة کان سببها وموجدها هو الواجب الوجود الواحد، وقد قطعتم بان الشرور لا تفیض من عنده، فاقول فی الجواب ،

ان الاوصاف للموصوفات علی ضربین ،

ضرب یقال له الذاتی، وهو الذی لا یمکن ان یتصور الموصوف الا ویتصور له ذلک الوصف اولاً، ویلزمه ان یکون للموصوف لا لعلة کالحیوانیة للانسان، ویکون قبل الموصوف بالذات، اعنی ان یکون علة الموصوف لا معلوله کالحیوان للانسان والناطق له، وبالجملة جمیع اجزاء الحد للمحدود ذاوصاف ذاتیة، وهذه معان مفروغ عنها

وضرب یقال له العرضی، وهو الذی یکون بخلاف ما تقدم من انه یمکن أن یتصور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموصوف ولا يتصور حصول ذلك الوصف له ولا يكون ذلك الوصف علة للموصوف ولا قبله في المرتبة والطبع،

وهذا الضرب ينقسم قسمين فانه اما ان يكون لازما غير مفارق البتة ككون الانسان متفكرا او متعجبا او ضاحكا بالقوة. واما ان يكون مفارقا بالوهم لا بالوجود ككون الغراب اسود فان السواد يفارق الغراب في الوهم لا في الوجود او مفارقا بالوهم والوجود جميعا، ككون الانسان كاتبا او فلاحا، فهذه هي الاقسام الاولية للاوصاف،

ثم اللوازم التي تلزم الموجودات لا تخلو من وجهين في القسمة الاولية العقلية، فانها اما ان تكون لازمة لها بواسطة وعلة، كلزوم الضاحك بالفعل للانسان فانه يلزمه بسبب لزوم التعجب له، ثم ان كان لزوم التعجب بسبب آخر ايضا فذلك السبب الآخر اما ان يكون لازما واما ان يكون مفارقا، ومحال ان يكون الوصف المفارق سببا لوصف لازم، فبقي ان يكون ذلك السبب الآخر لازما ايضا فان كان لزوم ذلك السبب بسبب آخر عاد الكلام جذعا، فتكون هذه الاسباب اما متسلسلة الى ما لا نهاية له والبرهان قائم على استحالته واما دائرة اي ان المسبب سبب لسببه، وهذا اظهر استحالة واما ان تكون في السببية منتهية الى سبب لا سبب له فيكون ذلك السبب اي الوصف واجب الوجود لذلك الموصوف كالمتفكر للانسان مثلا

واذ تقدم هذا وبان ان بعض الاوصاف واجب الوجود للموصوفات، فلنرجع الى مطلوبنا ونقول:-

ان الوجود امر اعتباري ينطلق على معنيين على سبيل التشكيك، لا على سبيل التواطؤ الصرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا على سبيل الاشتراك الصرف، والفرق بين الاسامى الثلاثة ظاهر فى أوائل المنطق، وذانك المعنيان هما الكون فى الاعيان الذى اسم الوجود أحق به عند الجمهور والثانى الوجود فى النفس كالتصورات الحسية والخيالية والوهمية والعقلية،

وهذا المعنى الثانى هو بعينه المعنى الاول، اذ المعانى المدركة المتصورة من حيث هى مدركة متصورة موجودة فى الاعيان، اذ المدرك عين من الاعيان، والموجود فى عين من الاعيان موجود فى الاعيان، الا ان الشئ الذى هو المدرك المتصور مثاله ورسمه ونقشه ربما يكون معدوما فى الاعيان كتعقلنا آدم، فان المعنى المعقول من آدم هو معنى موجود فى النفس وفى الاعيان، اذ النفس عين من الاعيان، ولكن آدم الذى هذا المعنى الموجود فى النفس مثاله ونقشه معدوم فى الاعيان - فهذا هو الفرق بين الوجودين، وتبين ان الفرق بينهما بالاحق والاولى والتقدم والتأخر الذى يسمى بالتشكيك لا بالمعنى الذى سمى الاشتراك،

وهذه المسألة وان كانت عميقة جداً أو تحتاج الى فضل تنقير فانها لا تخفى على فلان (هو السائل) واذا قيل ان صفة الحيوان موجودة للانسان، وكل مثلث فان زواياه الثلاث مساوية للقائمتين، فانما نعنى بهذا الوجود لا الوجود فى الاعيان، بل الوجود فى النفس، وذلك ان المتصور العقلى لا يمكنه ان يتصور الانسان الا ويتصور معه انه حيوان، اذ حصول معنى الحيوان لمعنى الانسان امر ضرورى، وكذلك الفردية للثلاثة، لان الثلاثة لا يمكن ان تعقل وتتصور الا فرداً او كل ما لا يمكن ان يتصور ويعقل الا بصفة من الصفات فان تلك الصفة تكون واجبة له، اى تكون له لا بعلة فتكون واجبة الوجود له، فالفردية واجبة الوجود للثلاثة. والحيوانية

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجبة الوجود للانسان. وكذلك جميع الاوصاف الذاتية الواجبة الوجود للموصوفات،

منها ما يكون واجب الوجود للشئ بسبب تقدم وصف آخر واجب الوجود له، ومنها ما يكون واجب الوجود

للشئ لا بسبب تقدم وصف آخر له، وكذلك جميع اللوازم تكون واجبة الوجود للملزوم، منها

ما هو بسبب لازم آخر متقدم، ومنها ما هو بلا سبب شئ الا ذات الملزوم، والبرهان ما قدمنا

آنفا ثم الفردية للثلاثة وان كانت صفة لازمة واجبة الوجود لها لا يجب ان تكون فى نفسها

موجودة فى الاعيان فضلا عن ان تكون واجبة الوجود فى الاعيان او ممكنة الوجود للشئ فان

الحاصل له شئ والموجود الحاصل فى الاعيان شئ آخر فان الاوصاف المعدومة فى الاعيان

ربما تكون موجودة فى النفس والعقل لموصوفات معدومة فى الاعيان، ولا يجوز ان يقال انها موجودة

فى الاعيان كقول من يقول ان الخلاء بعد مفطور ممتد يسع الاجسام وتخرقه وتتحرك فيه

من موضع الى موضع فان هذه الاوصاف موجودة فى العقل للخلاء الموجود المتصور فى العقل

المعدوم فى الاعيان فوجود الاوصاف للموصوفات انما هو بالقصد الاول فى النفس والعقل لا

الحصول والكون فى الاعيان فاذا قيل ان الصفة الفلانية واجبة الوجود لكذا فانما يراد

به الوجود فى العقل والنفس لا فى الاعيان، وكذلك اذا قيل انها ممكنة الوجود فانما يعنى به

الوجود فى النفس والعقل، وقد علمت الفرق بينهما على اى صفة يكون فالوجود فى الاعيان

هو غير وجود شئ لشئ غيرية التشكيك على ما حققناه،

ثم البرهان قام على ان واجب الوجود فى الاعيان واحد فى جميع جهاته وجميع صفاته

وهو سبب جميع الموجودات فى الاعيان وقد علمت ان الوجود فى النفس هو ايضا وجود فى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاعيان بوجه مّا من وجوه التشكيك فهو جلّ جلاله سبب لجميع الاشياء الموجودة ثم الاعدام وعللها ظاهرة عند فلان (هو السائل) لا اريد ان اطول بها الكلام، فقد بان من هذا انه اذا قيل ان الفردية واجبة الوجود للثلاثة فانما نعني به انها للثلاثة لا بسبب مسبب ولا بجعل جاعل، وكذلك جميع الذاتيات واللوازم، وقد يمكن ان يكون ذاتي سببا لذاتي آخر، وان يكون لازم ايضا سببا للازم آخر الا انه لو شك ان ينتهي الى ذاتي او لازم لا سبب لهما، فيكون ذلك الذاتي سببا بوجه من الوجوه، وان هذا الحكم لا يثلم القضية القائلة بان واجب الوجود بذاته واحد من جميع جهاته، اذ الوجود هناك الكون في الاعيان وواجب الوجود في الاعيان واحد كما قد بيّناه في مواضع اخر، وهذا الوجود هو الحصول للشئ من غير التفات الى وجوده في الاعيان او في النفس، وبالجملة فان جميع الموجودات في الاعيان ممكنة لا غير سوى وجوب الوجود الواحد،

وتحليل المسألة على الوجه الكلي هو ان الموجودات الممكنة فاضت من الوجود المقدس على ترتيب ونظام، ثم من الموجودات ما كان متضادًا بالضرورة لا بجعل جاعل، واذا وجد ذلك الموجود وجد التضاد بالضرورة، واذا وجد التضاد بالضرورة وجد العدم بالضرورة واذا وجد العدم وجد الشر بالضرورة. واما من قال ان واجب الوجود اوجد السواد ثم الحرارة حتى وجد التضاد لان (ا) اذا كانت (علة لب وب) علة (ح) فيكون (ا) علة (ح) فانه قال صوابا حقا لا مجمجمة فيه لكن الكلام في هذا الموضع ينساق الى غرض وهو ان واجب الوجود اوجد السواد فوجد التضاد بالضرورة فيكون واجب الوجود قد اوجد التضاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الاعیان بالعرض لا بالذات، هذا لا شك فیه، الا انه لم یجعل السواد مضادًا للبیاض وانما اوجد السواد لا لمضادته للبیاض بل لکونه ماهیة ممکنة الوجود، وکل ماهیة ممکنة الوجود فان واجب الوجود یوجدها لان نفس الوجود خیر لکن السواد ماهیة لا یمکن الا ان تکون مضادة لشیٔ آخر، فکل من اوجد السواد لاجل کونه ممکن الوجود فهو الذی اوجد التضاد بالعرض ولا یکون الشر منسوبا الی موجد السواد یوجده من الوجوه، اذ القصد الاول (وجل عن القصد) بل العنایة السرمدیة الحقة توجهت نحو الخیر الا ان هذا النوع من الخیر لا یمکن ان یکون مبرءًا خالیا عن الشر والعدم، فلیس الشر منسوبا الیه الا بالعرض، ولیس الکلام ههنا فیما بالعرض بل فیما بالذات، وانی اوصی کل من اعرفه من الحکماء بتقدیس ذلك الجناب عن الظلم والشر، وههنا من التفصیل والتحصیل ما لا تفهمه العبارة، ولا یقدر المخبر عن الاخبار به لقصور البیان عنه، والحدس المصیب ینال من ذلك الروح ما تقنع به النفس الکاملة وتذوق به اللذة العقلیة القصوی،

وههنا سؤال آخر کیف حدًا عند متعمق النظر فی باب الالهیات، وهو انه لما اوجد امرًا کان یعلم انه یلزمه العدم والشر، فیکون الجواب عنه ان السواد مثلا فیه ألف خیر وشر واحد، والا امساك عن ایراد الف خیر لاجل لزوم شر واحد ایاه شر عظیم، علی ان النسبة بین خیر السواد وشره اعظم من نسبة ألف ألف الی واحد - واذا کان هذا هکذا فقد بان ان الشرور موجودة فی مخلوقات الله بالعرض لا بالذات، وبان ان الشر فی الحکمة الاولی قلیل جدا لا نسبة له فی الکمیة والکیفیة الی الخیر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واما سؤاله عن اى الفريقين أقرب الى الصواب، فلعل الجبرى اقرب الى الحق فى بادئ الرأى وظاهر النظر من غير ان يتلجلج فى هذيانه ويتغلغل فى خرافاته، فانه حينئذ يبعد عن الحق جدا،

واما الكلام الجارى فى البقاء والباقى، فانه أمر قد شغفت به جماعة من الاغبياء حيث لم يعقلوا ولم يتفطنوا الحق، اذ البقاء ليس هو الا اتصاف الموجود بالوجود مدة ما، فكان الوجود غير ملتفت فيه الى المدة. والبقاء وجود يتضمن معنى المدة، فالوجود معنى أعم من البقاء، فليس الفرق بين الوجود والبقاء الا بالعموم والخصوص، ثم العجب ان قائل هذا القول اعترف بان الوجود والموجود هما معنى واحد فى الاعيان وان كانا مفترقين فى النفس، فلما بلغ الى البقاء ضلّ، وأما الكلام والجدل الملجئ اياهم الى ارتكاب المحالات الأولية فهو هذا، أن يسألوا هل ههنا شئ موصوف بالبقاء، فان أجابوا بلا، قيل لهم اذن ليس ههنا باق، فما الذى يوجد الموجودات ويستبقيها على زعمكم بالتعاقب والايجاد فى الآنات المتوالية على ان البرهان قام على بطلان الآنات المتوالية، ولكن سلمناها لكم مسامحة، فان اجابوا بان هذا الموجد بالتعاقب غير باق يلزمهم أشد المحالات استحالة واقبحها، واظنهم يتحاشون عن هذا، وان اجابوا بان ههنا شيئا باقيا سئلوا وقيل لهم ان ذلك الباقى يكون باقيا ببقاء زائد على ذاته، فذلك البقاء لا يخلو اما ان يكون باقيا واما أن لا يكون باقيا فان كان باقيا كان باقيا ببقاء وفى ذلك البقاء ببقاء آخر ويتسلسل وهذا المحال، وان لم يكن ذلك البقاء باقيا فكيف يكون الباقى باقيا وبقاؤه الذى هو به باق غير باقٍ هذا المحال، اللهم الا ان يرتكبوا فيقولوا الباقى باق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ببقاءات متصلة متشافعة فی آنات متوالیة فحینئذٍ یطالبون بشرح هذا الکلام ویقال لهم ما معنی
هذه البقاءات المتوالیة ان کانت معانی بها یکون الباقی باقیا، فتلك المعانی ینبغی أن تبقی مع الباقی
مدة لا یمکن ان یوصف الباقی فیها بانه باق، والا فلا معنی للبقاء والباقی، وان کانت وجودات متشافعة
فقد بان ان الوجود والبقاء هما معنی واحد، وان البقاء لیس هو الا استمرار الوجود واتصاف الموجود
بالوجود ملتفتا فیه الی المدة اذ الوجود المطلق یجوز ان یکون فی آن من الزمان ولا یجوز ان یکون
البقاء الا فی مدة فهذا هو سمت الجدال معهم وقمعهم، والحق عندی ان لا یلاحج من یکون عقله
بحیث یخفی علیه هذا القدر من المعقولات. فهذا هو الذی سنح لی فی الحال والله اعلم بکل المقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

الرسالة الأولى في الوجود

للحكيم عمر بن إبراهيم الخيام نيشاپوري

نقل تلك الحقيقة عقل

تلك الحقيقة والماهية إلى الصورة

أخرجها السيد سليمان الندوي من زائدا على ذات تلك الماهية

المطبوعة بمطبعة السعادة ... جود في الأعيان ... الماهية

ليس له أن يحكم على شيء إلا إذ ... مجردا

من الضياء العقلي في موضوع

المجرد من حيث هو كذلك في ... مجموع إذ كان

وهي إحدى ...

الظن أن الماهية المعقولة ... وإنما صارت

الوجود والموجود ... شيئات كأنهما في ... لم يتفطن

ت اللازمة لهذا الحكم وهو ... حق وشيء زائد على ذات

الموجود في النفس موجودا بوجود وذلك ... يكون موجودا

إلى ما لا نهاية له،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالة الوجود

ان الموجود الذی هو موضوع الفلسفة الاولی اعنی العلم الکلی الذی تحت جمیع العلوم ظاهر التصور، لا یحتاج فی تصوره الی تصور امر آخر یسبقه لانه اعم الاشیاء، وهو وما اشبهه مبدأ التصورات جمیع الاشیاء والشئ ایضا ظاهر التصور، ویلزمه الوجود فی النفس فان المعدوم فی الاعیان اذا حکم علیه بامر ما وجودی لا یمکن الا ان یکون موجودا الی ما علمت تفصیله، ووجوده لیس فی الاعیان ... المعقولات ...

... ان یکون موجودا ... النفس ... یلزمه الوجود فلا موجود احد

... شیا والشئ الا ویلزمه الوجود ... فالشئ ... تبیه من لو زمها

... والموجود، فانک اذا تأملته وقعت فی الدور لا محالة

... اولی بان یکون موضوع العلم الکلی لانه اظهرها

... کالمضاف والاضافة ... الوجود لو کان شیء

... فی الاعیان واما فی النفس کان وجود الموجود

... ان کل موجود یحتاج الی ... و تسلسل

... ذات الموجود ولانک انه وجود عرض

... الکان بالموجودیة الجوهر لان

... یمکن احد ... فیلزم ان یکون

س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العرض سببا لوجود الجوهر، لكن من الثابت ان كل عرض فسبب وجوده الجوهر، لان حقيقة العرض تدل على ذلك ويصير البيان دوريا،

وكذلك لو كان الوجود شيئا زائدا على ذات الموجود به يصير الموجود موجودا لكان وجود الباري ايضا شيئا زائدا على ذاته اعني هذا الوجود الذي يقابل العدم الذي فيه كلامنا ههنا فلم تكن ذات الباري تعالى واحدة بل كانت متكثرة وهذا محال،

واما ان يكون شيئا اعتباريا موجودا في النفس، فيجب ان تحقق ان لكل شئ حقيقة ما بها يتخصص ويتميز غيره، وهذا الحكم اولى لا يخالف فيه عقل، فاذا عقل تلك الحقيقة عقل اعني حصل اثر من تلك الحقيقة في عقل ما ثم نسب ذالك العقل تلك الحقيقة والماهية الى الصورة الحاملة الموجودة في الاعيان فيكون ان تحقق في الاعيان امرا زائدا على ذات تلك الماهية والحقيقة، ولا يكون شيئا زائدا على ذات الموجود، اذ الموجود في الاعيان ليس الا الماهية فان تلك الماهية لا يمكن ان توجد بعينها في الاعيان، اذ العقل ليس له ان يحكم على شئ الا اذا عقله مجردا عن العوارض الشخصية، ولا يمكن ان يوجد هذا المجرد من حيث هو كذلك في الخارج ثم اذا كان الامر على هذه الصفة، وكان يظن بعض من لا يظن ان الماهية المعقولة بعينها صارت موجودة في الاعيان، رسخ في قلبه ان الوجود والموجود هما شيئان كائنان في الاعيان، ولم يتفطن لهذه المحالات، ومن المحالات اللازمة لهذا الحكم، وهو كون الوجود شئ زائد على ذات الموجود، ثم انه يلزم ان يكون الموجود في النفس موجودا بوجود، وذلك الوجود يكون موجودا في النفس بوجود آخر ويتسلسل الى ما لا نهاية له،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن الحجج الجدلية فى هذا المبحث للمذهب الحق ان يقال للخصم ان هذا الوجود
الزائد على ذات الموجود هل هو موجود فى الاعيان او ليس بموجود فى الاعيان، فان قال انه ليس بموجود
فى الاعيان فقد حقق الخبر بعض المذهب، ثم يسئل فيقال له هذا الوجود الزائد على ذات الموجود
الذى سلمت انه ليس بموجود فى الاعيان هل هو موجود فى النفس او ليس بموجود فى النفس،
فان قال انه موجود فى النفس، فقد حقق الخبر كله، وان قال انه ليس بموجود فى النفس، وكان
من قبل يقول انه ليس بموجود فى الاعيان، فيكون حينئذ هو المعدوم المطلق، والمعدوم
المطلق لا يكون عنه خبر، ولا يكون عليه حكم، والضرورة تشهد ببطلان هذا الحكم، فقد صح
وتبين ان الوجود هو صفة زائدة على ذات الماهية المعقولة موجودة فى النفس غير موجودة
فى الاعيان، اعنى ان وجود الموجود فى الاعيان [illegible] ذاته ولا [illegible] فى [illegible] الزائد ليس
الا [illegible] فيه هذه الصفة بعد ان عقله وصار له ماهية معقولة

ومن الشكوك القوية على هذا الرأى الحق، وهو موضع بحث عظيم الجدل، هو ا
اذا سئلنا هل الوجود المطلق ماهية معقولة او ليس بماهية معقولة، فان قلنا ليس هو
معقولة، كان القول محالا، لانه لو لم يكن ماهية معقولة موجودة فى النفس لكان عدم
قولنا ان الوجود فى الاعيان شئ زائد على ذات الماهية، وان قلنا انه ماهية معقولة و
حكمنا بان الماهية المعقولة [illegible] تحتاج الى وجود زائد عليها، فتكون ماهية الوجود محتاجة
الى وجود آخر [illegible] حتى يكون موجودا فى النفس،

[illegible] عنه ان الماهية المعقولة تحتاج الى وجود معقول حتى يكون امرا موجودا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الاعیان، لا فی النفس لانک اذا قلت ان الماهیة الموجودة فی النفس محتاجة الی وجود حتی تکون موجودة فی النفس، فقد صادرت علی المطلوب الاول، حیث قلت ان الموجود یحتاج الی وجود،

واما کلام من یقول اذا کان وجود زید غیر موجود فی الاعیان، فکیف یکون زید موجودا فکلام مموّہ مزخرف سوفسطائی، ویتفطن لاستحالتہ من وجہین،

(احدہما) قولہ اذا کان وجود زید غیر موجود فکیف یکون زید موجودا ھذا یلزم اذا قیل ان الموجود موجود لوجود وھو مصادرة من المغالط علی المطلوب الاول،

(والثانی من الوجہین) ان وجود زید المعقول ھو امر معقول موجود فی النفس، فکأن المغالط لا یفرق بین الوجودین الوجود فی الاعیان والوجود فی النفس، فان قال انا نعتبر زیدا الجزئی المحسوس المعقول حتی یکون وجودہ شیئًا زائدًا علی ماہیتہ فی النفس، اجبنا بان نقول ان حمل المحمول الکلی علی الموضوعات لا یمکن الا بعد ان تکون معقولة، ولوجود حکم کلی لا یمکن حملہ علی موضوع الا بعد ان یعقل، سواء فرضہ العقل عند تعقلہ ایاہ واحدا لا تکثر فیہ کالباری، او لم یفرضہ کذلک،

وانما ظن من ظن ھذا الجہل بان المعقول الصرف لا یکون لنا ولا یمکن، بل انما تکون معقولاتنا مشوبة بالتخیل، والتخیل لا یدرک الا الجزئی، فربما تخیلنا شیئًا وعمل العقل فیہ عملہ، اعنی تجریدہ عن العوارض المشخصة، ولا تتفطن النفس لذلک، بل تظن انہ جزئی، لاختلاط ذلک المعقول بالمتخیل وتعاقب بعضہما من بعض، واکثر ما تعرض ھذہ الحالة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عند فرض العقل لمعقول شيئاً واحداً فمن اضافة الوحدة الى ذلك المعقول ومخالطته للتخيل يظن انه جزئي، فقد تبين وصح ان الموجود في الاعيان وجوده شئ واحد، وانما يحصل هذا التكثر عند كونه معقولاً وصيرورته ماهية معقولة مضافا اليها ذلك المعنى المعقول المسمى وجودا. ونعم ما قال فاضل المتاخرين[1] روح رمسه وقدس نفسه في بعض مباحثاته لعل الوجود الذي هو ماهية الحق الاول هو الواجبية المطلقة وانما قال ذلك لان الواجبية لا شركة فيها بوجه من الوجوه، ثم قال ان الوجود الذي هو مقابل العدم المقول على جميع الاشياء هو من لوازم تلك الماهية، فلو كان ذلك المعنى امراً على حدة لتكثرت به ذات الباري جل جلاله وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا، وعند هذا الموقف عديد مباحثات عميقة وتحصيلات كثيرة وتحاقيق جمة، ومن اخذ تربه لفطانته بيده وصحبه توفيق من الله تعالى صادف في التوحيد ههنا ما يسكن اليه العقل نسأل الله التوفيق للوصول الى الكمال والحمد لله في كل حال،

---

[1] لعله ابن سينا، ويظهر انه كان لقباً لقبه معاصروه، فتجد في ديباجة الرسالة التي نسبها صاحب جامع البدائع الى الشيخ ابي سعيد بن ابي الخير الصوفي الشهير صاحب الرباعيات في الفارسية، وهو معاصر ابن سينا، وبينهما مكاتبات، انه خاطب فيها ابن سينا بهذه الكلمات " سلام عليك، وبركاته وتحياته يا افضل المتاخرين " (جامع البدائع للكردي ص۳۳)

"س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

الرسالة الثانية في الوجود

او

رسالة الأوصاف والموصوفات

للحكيم عمر بن ابراهيم الخيامي

اخرجها السيد سليمان الندوي، وقابل نسخها وصححها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول هذه النسخة

اما النسخ التی قابلناها وصححناها فثلاث وکلها خطیة، اولیها للشیخ عبد القادر بن جمال الدین فی بیجاپور (بمبئی) وهی الآن عند الاستاذ الشیخ عبد القادر سرفراز (دکن کالج، پونه) وهی کثیرة الخطاء کتبت فی سنة ۱۰۲۷ﻫ بالهند، بید یوسف علی القار کتبه لحکیم الملك، وکتب علی وجهها الاول "الاوصاف للموصوفات، للحکیم عمر الخیامی"
والاخریان فی مکتبة برلین، ووجدت صورتهما الفوطوغرافیة عند الدکتور زبیر الصدیقی (جامعة کلکتة) تفضل بهما علیّ. فاولیهما بالقطع الصغیر بالخط العربی وهی اصح الثلاث واظنها اقدمها، لقدامة هیئة خطها، ولم یکتب علیها تاریخ کتابتها وفی طرة صفحتها الاولی "رسالة فی الوجود عن الشیخ الامام حجة الحق علی الخلق عمر بن ابراهیم الخیامی"
واما ثانیتهما فهی بالقطع المتوسط وبالخط الفارسی، وهی کثیرة الخطاء والسقطات، کتبت فی خامس شهر ربیع الاول لسنة ۱۰۹۱ﻫ، وفی آخرها "تمت الرسالة فی الوجود من تصانیف الحکیم العلامة عمر بن ابراهیم الخیامی، خامس من شهر ربیع الاول سنة ۱۰۹۱"

رموز الثلاث: ع للنسخة الاولی التی للشیخ عبد القادر، وبص لنسخة برلین الصغیرة التی هی بالخط العربی، وبم لنسخة برلین المتوسطة بالخط الفارسی،
وللرسالة نسخة رابعة فی مکتبة الشیخ پیر محمد باحمد آباد، فی ۱۲ صفحة بالقطع الصغیر، لم یؤرخ ولکن علیها ختم فیه سنة ۱۱۵۵.

"س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالة في الوجود عن الشيخ الامام حجة الحق على الخلق عمر بن ابراهيم الخيامي قدس الله روحه

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي[1] جل جلاله، وتقدست اسماءه، اعطى كل شيء خلقه ثم هدى،

واحصى كل شيء عددًا. والصلوة على نبيه[2] المصطفى محمد وآله الطاهرين.

الاوصاف للموصوفات على ضربين، ضرب يقال له الذاتي، وضرب يقال له العرضي. ومن الاوصاف العرضية ما يكون لازمًا للموصوف، ومنها ما (لا[3]) يكون لازما، بل يمكن ان يكون مفارقا اما بالوهم فحسب، واما بالوهم وبالوجود معا.

ثم كل واحد من الذاتي والعرضي ينقسم الى قسمين، قسم يقال له الاعتباري، وقسم يقال له الوجودي[4]. فاما القسم الوجودي فهو كوصف الجسم بالاسود اذا كان اسود. فان السواد صفة[5] وجودية اي هو معنى زائد على ذات الاسود وصفًا وجوديًا. واثبات هذا القسم الوجودي مستغنى (مستغن؟) عن البرهان لظهوره عند العقل، بل عند الوهم والحس.

واما القسم الاعتباري العرضي كوصف الاثنين بانه نصف الاربعة[6] لانه لو كان كون الاثنين

---

[1] زيادة في بص، [2] في ع: الله [3] ع: سيده [4] زيادة في بص وبم [5] يريد به الموجود في الخارج [6] في ع: الرابع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصف الاربعة امرًا زائدًا على ذاته لكان الاثنين[1] (للاثنين؟) معان زائدة على ذاته لا نهاية لها بالعدد. والبرهان قائم على استحالته،

واما القسم الاعتباري الذاتي كوصف السواد بانّه لون، اذ كونه لونًا وصفٌ ذاتيٌ له، والبرهان على ان اللونيّة ليست بصفةٍ زائدةٍ على ذات السوادية في الاعيان، هو انها لو كانت صفةً زائدةً، فلا بدّ من ان تكون عرضًا، اذ السوادُ عرضٌ، ثم كيف يمكن ان يكون عرضٌ موضوعًا لعرضٍ اخر. وان كان موضوع السوادية موضوعًا اللونية[2] لكانت اللونية صفة في موضوع السواد[3]، [4] وكانت اللونية[5] امرًا موجودًا في الاعيان يلزمه من خارج ذاته[6] ان يكون سوادًا وهذا المحال.

ومعنى قولنا الوصفُ الاعتباريُّ[7] هو ان العقل اذا عقل معنىً مّا فانه يفصل ذلك[8] المعقول تفصيلًا عقليًا ويعتبر احواله. فان صادف ذلك المعنى بسيطًا غير متكثرٍ لجميع الاعراض الموجودة في الاعيان، وصاف له اوصافًا. فعلم ان تلك الاوصاف انّما هي له بحسب اعتباره، لا بحسب الوجود في الاعيان. لتحققه انّ الشئ البسيط الموجود في الاعيانِ لا يمكن (ان يكون[5]) فيه اجزائية في الاعيان، (و[5]) لتحققه ان العرض لا يكون موضوعًا لعرضٍ اخر، ولتحقّقه ان موضوع ذلك العرض لا يجوز ان يكون موضوعًا لتلك الصفةِ الّتي وصف بها ذلك العرضُ: وهذه مقدّماتٌ مسلّمة عندهم، لكن بعضها

---

١ في الثلاث الاثنين، ٢ في ع: اللونية، وفي الاثنين: للونية، ٣ في ع: السوداء،
٤ في ع زيادة: عند السواء ٥ هذه الفقرة محذوفة من بم ٦ في ع: وكذلك ٧ الزيادة في بص وبم، ٨ الزيادة في بص وبم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غير مسلّم عند اهل الحكمة. ولعلّ هذه المعانى مفروغ عنها فى العلم الاعلى الالٰهى الكلّى.

ومن لم يَتفطّن لهٰذه الاوصاف الاعتباريّة من الباحثين عن هذا الموضوع[1]، ضلّ ضلالًا بعيدًا، كبعض المتعسّفين المتاخّرين الّذين جعلوا اللونيّة والعرضيّة والوجود وهذه الاحوال الانسانية ممّا لا يوصف لا بوجود ولا بعدم[2]. والشكّ الّذى اوقعهم فى هذا الخطاء الفاحش[3] فى اعظم القضايا الاوّلية واظهرها وهو انّه لا واسطة بين السلب والايجاب ظاهر لا حاجة بنا الى ذكره وبعضه اوجد لسخافته، ولو كانوا يتفطنون الاوصاف الاعتبارية لما وقعوا فى هذه الفتنة العظيمة. بل قالوا ان اللونية فى الاعيان غير موجودة شيئًا متميّزًا عن السوادية انما هى وصف عقلىّ يحصل فى النفس عند تحقّق العقل ذات الاسود، وتصفّح احوالها، ومشاركتها للبياض فى بعض احوالها، وكذلك الوجود والموجدة.

ولعلّ امر الوجود اصعب من سائر الاعراض، لتشكك[4] جماعة من اهل الحقّ فيه، اذ قالوا انّ الانسان المعقول (مثلًا[5]) له حقيقة ومهيّة، لا يدخل فى حدّها الوجود حتّى ان العاقل يمكنه ان يعقل معنى الانسان من غير ان يتعقّل معه انّه موجود او معدوم، فيلزم لا محالة ان يكون معنى الوجود معنى يلزمه من خارج ذاته. وقالوا انّ وجود الانسانية هو المعنى المكتسب له من غيره، اذ[6] الحيوانية والناطقية له من ذاته، لا بجعل جاعل ولا بسبب مسبّب، كأنّ البارى جلّ جلاله لم يجعل الانسانية جسمًا مثلًا بل جعله موجودًا. ثمّ الانسان اذا وجد لا يمكن

---

[1] فى بص وبم: الموضع، [2] فى ع وبم: عدم، [3] فى ع وبم: القادح، [4] فى بص: ليشكل، وفى بم: لشكك
[5] الزيادة فى بص وبم، [6] فى ع وبم: او،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان يكون الا جسمًا. قالوا واذا كان الامر كذلك فالواجب ان يكون الوجود معنى زائدًا على الانسان
فى الاعيان، وكيف لا وهو المعنى المستفاد من الغير لا غير[1].

وقبل ان نخوض فى حل هذه الشبهة نأتى ببرهان ضرورى على ان الوجود معنى اعتبارى
نقول ان الوجود[2] فى الموجود لو كان معنى زائدًا عليه فى الاعيان لكان موجودًا. وقيل ان
كل موجود موجود بوجود[3]، فيكون الوجود موجودًا بوجود (و[4]) كذلك وجوده الى ما لا نهاية
له وهو محال.

فان قيل ان الوجود معنى لا يوصف بالوجود بسلب الاطلاق ولا بسلب احد الطرفين
حتى لا يقال انه موجود او غير موجود، طالبناهم حينئذ بطرفى النقيض. (و[5]) قلنا هل
الوجود موجود فى الاعيان ام غير موجود فى الاعيان، فان اجيب بلا، فقد بان ان الوجود
غير موجود فى الاعيان، وهذا هو موضع الخلاف. فمرحبًا بالوفاق. ثم نطالبهم ثانيًا و
نقول (هل[9]) الوجود وصف معقول للذات الموجود ام لا، فان اجيب بنعم لزم القول و
الاعتراف بان الوجود حكم اعتبارى، وان اجيب بلا كان الوجود معدومًا فى الاعيان
وفى النفس جميعًا. ولعل العقلاء يتحاشون عن امثال هذا،

ومنهم من قال ان الصفة التى هى الوجود لا تحتاج الى وجود آخر حتى تكون موجودة
بلا وجود آخر. والجواب لهذا القائل ان[10] (انه) يريد ان يدفع التسلسل عن نفسه ولم يدفع[11]

---

[1] الزيادة فى ع وبص [2] فى بص: ان الموجود فى الوجود [3] فى بم: بوجه [4] الزيادة فى بم
[5] الزيادة فى بص وبم [6] فى ع: بل، [7] فى بص وبم: للاعيان [8] فى بص: موجبنا، [9] الزيادة
فى بص وبم [10] فى بص: آتريد وفى بم: انريد [11] فى ع: يرجع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التسلسل، بل وقع فی عدة محالاتٍ أُخر. منها ان نقول[1] على هذا، الوجودُ الذی یشیر الیه موجودٌ امرلا. فان اجاب بلا فقد وافقنا وناقض نفسه. وان اجاب بنعم[2] قلنا له (هو[3]) موجود بوجودٍ آخر امرلا. فان اجاب بنعم[4] وقع التسلسل ولم یدفع ولزمه المحال. وان اجاب بلا، قلنا هل هذا الوجودُ الذی ذهبت الیه شیءٌ له ذاتٌ امرلا. فان اجاب بلا فهو هذیانٌ ومحالٌ. وان اجاب بنعم قلنا لم (قد[5]) سلّمت ذاتًا موجودةً بلا وجودٍ، فما بالک لا تسلّم فی کل موجودٍ وفی کلّ ذاتٍ حتی تستریح عن هذه المناقضة، وعن هذه المحالات،

ثم ان صحّ کلامک الاول بان البیاض الموجود یحتاج الی وجودٍ زائدٍ علیه، فهو ایضًا یحتاج الی وجود زائد علیه لا محالة، وهذا المحال.

ثم منهم من یتغلغل فی هذه الخرافات، ویشتغل بالمغالطات الموحشة، وحینئذٍ نقطع[6] الکلام معه، ونشتغل[7] بردعه من وجهٍ آخر، وایضًا فان کانت صفة الوجود موجودة بذاتها لا بوجودٍ آخر واقترنت[8] بالمهیة وصارت المهیة (بها[9]) موجودة لکانت[10] حکم[11] الجزء محمولًا على المرکب، وهذا المحالٌ. بل لو کان الامر کذلک لما صارت المهیة موجودةً بل صارت مقترنةً بامرٍ موجودٍ حتی لا تکون صفة الجزء[12] محمولةً على المرکب، (کما ان البیاض[13] بیاض لذاته، واذا اقترن بالجسم لم یصر المرکب) بیاضًا بل صار ابیض، ولو کان للبیاض ابیض (لذاته لما صار الجسم ابیض بل صار مقترنًا بشیءٍ ابیض[14]، على ان العامة یسمون البیاض ابیض)

---

[1] فی الثلاث: یقول [2] الزیادة فی بص [3] فی ع: نعم [4] الزیادة فی بص وبم [5] فی ع وبم: نقطع [6] فی ع: نشتغل [7] فی ع: اقوت وفی بص: اقترنت وفی بم: اقترب [8] الزیادة فی بص وبم [9] فی ع: لکانت [10] فی ع: الحکم بالجزء [11] فی ع: الجزء [12] فی ع: محمولًا [13] الزیادة فی بص وبم [14] الزیادة فی بص وبم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فيقولون هذا اللون ابيض، لكن ذلك على سبيل المجاز، لا على التحقيق، فان كان الوجود ايضاً يقال له انه موجود على المجاز لا على التحقيق، فحكمه حكم المجازات، ولا تنازع فيه.

واعلم ان هذه مسئلة[1] عامة لجميع[2] العلوم ولا يكاد حقيقته تظهر لتحقق[3] (المحقق[4]) الا وتغير[5] ببطلان هذا، وقد سمعت واحداً منهم يقول ان الوجود موجود ولا يحتاج الى وجود آخر، كما ان الانسان بالانسانية انسانٌ، ثم الانسانية لا تحتاج الى انسانية اخرى حتى تكون انسانيةً، وهذا القائل لم يفرق بين الانسانية والانسان، لانه لو كانت الانسانية موصوفةً بانها انسانٌ، لكانت مفتقرةً الى انسانية اخرى، بل هى موصوفة بانها انسانيةٌ، فهلا قال فى الوجود مثل هذا، ان الوجود غير موصوف بانه موجود حتى يحتاج الى وجود، بل هو موصوفٌ بانه وجود لا غير حتى يدفع هذا المحال، وهذه المغالطة من افحش[6] المغالطات المقولة فى هذا الباب، عصمنا الله تعالى من السرقة[7] وحب الغلبة.

واما حل شبهة اهل الحق وهى ان الوجود هو المعنى المستفاد لا غير، (واذا كان هو المعنى المستفاد[8] لا غير) كيف يمكن ان يكون معنى زائداً فى الاعيان، (ش) هو على هذه الصفة وهى المستفاد (ة من ؟) هذا (ه ؟) الذات لا غير، اذا الذات كانت معدومة، وكيف يكون الشئ مفتقراً الى شئ[9] قبل الوجود، انما الافتقار الى شئ من الاشياء هى للموجودات لا للمعدومات، بل النفس اذا عقلت[10] تلك الذات واعتبرت احوالها وفصلتها التفصيل العقلى صارت اوصافها متنوعة منها

---

1 فى ع: المسئلة 2 فى ع بجميع 3 فى الثلاث لتحقق، 4 فى ع بحر سطان 5 فى ع: اقنح 6 فى الثلاث: السرقة 7 الزيادة فى بص وبر 8 الزيادة فى ع 9 الزيادة من الجامع المصحح فلينظر، 10 فى ع: غفلت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتیات، ومنها عرضیات، فکأنها[1] تصادف الوجود فی جمیع الاشیاء من قبیل العرضیات. ولا شک ان الوجود هو معنی زائد علی الماهیات المعقولة، لا کلام فی هذا، بل الکلام فی الوجود فی الأعیان[2] ثم العقل لما تحقق الماهیة التی یقال لها الانسانیة علم ان الحیوانیة والناطقیة[3] لها من ذاتها لا بجعل جاعل، والوجود لها من غیرها، بمعنی ان هذا ازاء؟) الذات لو کانت معدومة لما کانت موصوفة بالوجود، فلزم اعتبار صفة الوجود ایاها من جهة تعلقها[4] بغیرها، و انی اظن ان جمیع العقلاء من شانهم ان لا یخفی علیهم هذا القدر من المعقولات، فمن وجد نفسه من المقصرین فی هذا المعنی فلیعلم انها قد زاغت بسبب امر وهمی غلطها، وعلیه[5] بالریاضة التامة والاستعانة بحسن التوفیق من الله تعالی، انه ولی الاجابة.

ولکن الاعتبار للاوصاف وتحقیق احوالها من اهم الاشیاء للباحث عن هذه المواقف[6]، وواجب الوجود علی جلاله انما هو ذات لا یمکن ان یتصور الا موجودة[7]، فصفة الوجود عند العقل لها من ذاتها لا بجعل جاعل. ولو کانت صفة الوجود معنی زائدا علی ذاته، لکانت فی ذاته من حیث هی تلک الذات الواجبة کثرة. وقد سبق البرهان علی ان واجب الوجود بذاته واحد من جمیع جهاته لا کثرة فیه، بوجه من الوجوه[8] (الا الکثرة الاعتباریة ولعلها غیر متناهیة بالعدد، والکثرة الاعتباریة لا تتکثر[9] بها الذات بوجه من الوجوه). وبالجملة فان جمیع اوصاف واجب الوجود بذاته اعتباریة[10] لیس فیها وجودی اصلا.

---

[1] فی ع: لکانها. [2] فی ع الناطقة [3] فی بص: تعقلها لغیرها، [4] فی بص: غلبه [5] فی بص: قضیة وفی بم: قصة [6] فی ع: الوجد، [7] الزیادة فی بص وبم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولعلّ علّته[1] وجودی اعنی حصول صور المعقولات فی ذاته الّا انّها كلّها ممكنة الوجود ولوازمه ايّاه. والكلام فيه بسيط فی غير (هذا[2]) الموضع فليطلب (من[3]) هناك.

ولما عرفت ان الوجود امرٌ اعتباریٌ كالوحدة وسائر الاعتبارات، فقد عرفت العدم واحواله من حيث الاعتبار، وكيف يكون العدم وجوديًا، الّا ان العدم معنى معقولٌ وكل معنًى معقولٍ[4] موجودٌ فی النفس، فماهية العدم اعنی معناه موجودةٌ فی النفس، ثم الكلام فی ان العدم هل هو معقولٌ بالذات او بالعرض، غير ما نحن فيه. والحقّ انّه معقولٌ بالعرض.

وبعد ان تحقّقت هذه المعانی فاعلم انّ كلّ موجودٍ ممكنِ الوجودِ له ماهيةٌ عند العقل، يعقلها من غير ان يقترن بها صفة الوجود، و[يعقل] معها انّ صفة الوجودِ لها (من غيرها[5]) واذا كانت صفة الوجودِ لها من غيرها، يلزم ان يكون صفة العدم لها عن ذاتها. والصفة التی للشیٔ عن ذاته قبل الصفة التی له من غيره، قبليّةً[6] بالطبع، فصفة العدم للماهيّات الممكنة الوجود قبل صفة الوجود بالطبع.

ونقول انه لا يمكن ان يكون ماهيّةٌ ممكنة الوجود علّةً لوجودٍ البتّة، اللهم الّا ان يكون معدًّا[7] وممًّا او واسطةً او اشياءَ اُخر مثل التی هی ممكنةُ الوجود، فان امكن فليكن اسبابًا عليًّا لوجودِ ب، ومعلومٌ انّ ب تكون ممكنة الوجود، وكلّ ممكن الوجود لا يوجد الّا يصير وجوده واجبًا من وجهٍ آخر (فتكون[8]؟) واجبة الوجود، الّا انّ امكان الوجود

---

[1] فی ع: علة، وفی بم: عمل. [2] الزيادة فی بم. [3] فی ع: محذوفة. [4] فی بص: الا ان العدم معنی معقول موجود فی النفس، فماهية الخ. [5] ساقطة من بص [6] فی ع: قبلته [7] فی ع: مقدما؛ [8] لا توجد هذه الزيادة فی احدی من النسخ الثلاثة الا ان المعنی يقتضيها، فلينظر،

محكم دلائل وبراہين سے مزين، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

لها من ذاتها، والمستفاد هو وجوبُ الوجودِ، فيكون ا سببًا لوجوبِ وجودِ ب، وهذا محالٌ. فلا يجوز ان يكون ماهيةٌ ممكنةُ الوجود علةً[1] لوجودٍ)

وعلى هذا البرهانِ مباحثُ وشكوكٌ. منها انّ ا انّما صارت سببًا لوجوبِ وجودِ ب من حيث هي واجبةٌ، كما انّ النّار سببٌ لاحراقِ الخشبِ من حيث هي حارّةٌ[2]. ثمّ لا مدخل لسائرِ اوصافِ النّارِ في الاحراق ولا تشاحّ[3] في المثالِ. والجواب ان الحرارة هي سبب الاحراقِ لا ذات النّار، الّا انّ الحرارةَ لا يمكن ان توجد الّا في موضوعٍ[4] مثل النّار، فصار الاحراق مضافًا الى النّار من حيث هي[5] حاملةٌ للسبب الفاعلي، لا من حيث هي فاعلةٌ. ولو كانت (ذات)[6] النار هي الفاعل (الفاعلة؟) لكان لجميع اوصافها مدخلٌ في الاحراقِ، وخصوصًا الاوصاف (للاوصاف؟) الذاتية واللازمةِ التي لا تنفك ذاتُ النارِ عنها. وامّا[7] قلنا ان ذات ا من حيث هي واجبة مُوْجبةٌ لِبَ. واذا قلنا من حيث هي واجبةٌ، كان الوجوبُ شرطًا في كونِ ا علةً، لا نفس العلةِ. ففرق بين الشرط الذي به تكونُ العلةُ علةً، و(بين الشرط[8] الذي) هو العلةُ. لنفسِ[9] (نفس؟) علة وجوب ب هي ذات ا بايّ شرطٍ كان. ثمّ هذا الشرط اعني اعتبار وجوب ا الذي لها من غيرها، لا يسلبُ[10] عنها اعتبار الامكان الّذي لها من ذاتها. وكيف يمكن سلب الاوصافِ اللازمةِ، فذاتُ ا التي هي ممكنةُ الوجود بشرطِ وجوبها علةٌ لوجوب ب، فيكون

---

[1] هذه الزيادة في ع [2] في ع: وحده؟ [3] في ع: تساح، في بم: تشاج وفي بص: تشاح، (والصحيح تشاحّ مصدرًا، كقولك لا مشاحة في الاصطلاح) "سليمان"
[4] في ع وبم: موضع [5] ساقطة من ع [6] الزيادة في بص وبم [7] في ع: ما وفي بم: اما، وبعض مشتبها بين اما وانا، [8] الزيادة في ع [9] في ع: ولنفس في بص وبم: لنفس [10] في بم: الا بسب في بص: الا نسبب،

للامكان مدخلٌ في تتميم الوجوب وافسادة[1] الوجود. وكيف لا وهو من لوازم العلة الفاعلية، و له مدخلٌ في تتميم ذات ا، فكيف فيما توجبه ا، ولو[2] كان اعتبار الامكان مسلوبًا عن ذات ا عند كونها واجبة الوجود، لكان يقدح في هذا البرهان قدحًا، الّا انّ هذا الاعتبار لها من ذاتها لا يمكن سلبه بوجهٍ من الوجوه،

فان قال قائل او يتشكك متشكّك[3] انّ وجوب ا هو علّةُ وجوب ب، الّا انّ وجوب ا لا يمكن ان يوجد (الّا ويكون موضوعه ا، كما انّ الحرارة[4] هي علّة الاحراق، لانّها لا يمكن ان يوجد) الّا في موضوع. واذا كان وجوب ا علّةً لوجوب ب، ثمّ ذاتُ ا يلزمها[5] الامكانُ لا يكون للامكان الّذي هو لازمُ موضوع وجوب ا، مدخل في تتميم الوجوب ب. فيكون الجواب[6] انّ وجوب ا ليس هو شيئًا موجودًا في الاعيان على ما تحقّقته، انما هو امر بحسب اعتبار العقل والامرُ الاعتباريُّ الموجودُ في النفس، المعدوم في الاعيان، كيف يكون سببًا لذاتٍ موجودة في الاعيان (كالحركة حرارة النار، فان حرارة النار موجودة في الاعيان) ثمّ الاحراق الحاصل من الحرارة ليس هو امرًا وجوديًّا، بل انّما هو امرٌ عدميٌّ، وستعرف تفصيل هذا الكلام بعد هذا الفصل[7].

وايضًا فان كلّ[8] (كان؟) وجوب ا الذي يظنّ[9] به انّه سببٌ لوجوب ب موجودًا في الاعيان لكان لذات[10] ا التي هي موضوعته[11] مدخلٌ في تتميم الوجوب ب، لانّ الفاعل المفتقر في وجوده الى المادّة لا يكونُ له فعلٌ الّا بمشاركة المادّة، وما دةُ وجوب ا هي ذاتُ ا. فيكون لذاتِ ا شركةٌ

---

[1] في ع: وفساد الوجود، وبم: افسادة الوجود، [2] في بم: اذ [3] في ع: متشكك [4] الزيادة في بص وبم، [5] في ع: يلزمهما، [6] الزيادة في بص [7] ولا فصل بعده في احدى من النسخ، فذلك يدل على نقص في آخر الرسالة [8] في بص وبم كل، ولا توجد هذه الكلمة في ع، والمعنى اقتضى انه كان، [9] في ع: نطن [10] في ع: بذات، و في بم وبص: ذات [11] في ع: هو موضوعه،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی تتمیم الوجوب، ویکون للازمها[1] الذی هو الامکان والعدم ایضًا شرکةٌ وهذا محالٌ. فقد بانَ انّ جمیعَ الذواتِ والماهیّاتِ انّما تفیضُ من ذاتِ المبدءِ الاوّلِ الحقِّ جلّ جلالُهُ علی ترتیبٍ (و)[2] فی سلسلةِ نظامٍ، وهی کلّها خیراتٌ[3] لاشرَّ فیها بوجهٍ من الوجوه، انّما الشرُّ الذی هو الذمُّ او لازمه یحصل من ضرورةِ التضادِّ[4] علی ما (قد)[5] عرفت تفصیله. تعالی الله عمّا یقول الظالمون الملحدون علوًّا کبیرًا. ولاحول ولاقوّة الّا به، و(هو)[6] حسبی ونعم المعین. والحمدُ للّٰهِ الذی هو المبدءُ الاوّلُ. وصلّی الله علی سیّدنا محمّدٍ[7] وآله الطیّبین الطاهرین. تمت بعون الله وتوفیقه.

---

[1] فی ع ویم: لازمها [2] الزیادة فی بص ویم [3] فی یم: خراب [4] هذه العبارة تدل علی ان لهذه الرسالة صلة برسالة الکون والتکلیف التی استدل فیها علی ضرورة التضادّ فی العالم "سلیمان"

[5] الزیادة فی بص وبم [6] الزیادة فی یم [7] فی یم: محمّد صاحب لواء الحمد والمقام المحمود. وتمت الرسالة فی الوجود من تصانیف الحکیم العلامة عمر بن ابراهیم الخیّامی رحمه الله، خامس من شهر ربیع الاول سنة ۹۰۱هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ فی کلیات الوجود

للحکیم عمر بن ابراہیم الخیامی

از کتبخانۂ تحف برطانی (برٹش میوزیم لائبریری) لندن

سید سلیمان ندوی

عکاسی کردہ طلبید و تصحیح و مقابلہ اش بپرداخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلِ این نسخہ

اصلِ این نسخہ، نسخہ ایست قدیمۃ الخط کہ در کتبخانہ متحفِ برطانی لندن (برٹش میوزیم لائبریری) است، ونسخہ آخر ازیں رسالہ در کتبخانہ ملی بپاریس، در مجموعہ روضۃ القلوب موجود است، چنانکہ کریستن زن بآن نشان دادہ است، وپارۂ آخریں اوراکہ در نسخہ مطبوعہ ما پارۂ ہفتمیں است، کریستن زن و فریڈرک روزن نشر کردہ اند، و ما اورا بایں رسالہ مقابلہ کردیم، وبقیدِ اختلافاتِ نسختین پرداختیم،

نسخہ متحفِ برطانی بر دو صفحہ بخطِ قدیم وکہنہ نوشتہ است، وپس ازیں دو صفحہ عبارت باقیہ را کاتبِ نسخہ برحاشیۂ صفحۂ دوم، باز ما بقی را برحاشیۂ صفحۂ اولیٰ نوشتہ تمام کردہ است، بعض فقراتِ این حواشی را کرم خوردہ است، یا بقولِ توغراف درست نیامدہ است، ازیں جہت افسوس میخوریم کہ در پارہائے سوم وچہارم وپنجم فقراتے چند ناخواندہ بماند، وبجایش نقطہ ہا نہادہ شد، چشم داریم کہ دیدہ ورانِ پاریس بدردش چارہ گری فرمایند،

رموز:۔ نسخہ لندن، ل، ونسخہ پاریس، پ،

"س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالۂ ابالغنیمت عمر بن الخیامی در کلیات الوجود،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چنین گوید ابوالفتح عمر بن ابراہیم الخیامی کہ چوں مرا سعادتِ خدمتِ صاحب عادل فخر الملک ابن مؤید (؟) حاصل گشت، و قربت و اختصاص و ادبعالی مجلسِ خویش بہر وقت، از من یادگارے خواستے در علم کلیات، پس ایں جزوے بر مثال رسالتے، از بہر درخواستِ او املی (املا؟) کردہ شد، اگر اہل علم و حکمت انصاف بدہند کہ ایں مختصر مفید تر از جملہ مجلدات است، ایزد تعالیٰ مقصود حاصل گرداناد بمنہ و کرمہ،

آغاز سخن،

۱- بدانکہ ہرچہ موجود است بجز ذاتِ باری یک جنس است و آں جوہر است، و جوہر بدو قسمت است جسمیت و بسیط، و لفظہا ے کہ بازاے معنی کلیات است اول لفظ جوہر است، و چوں آزا بدو قسمت ثنی بلفظے جسمیت، و بلفظے بسیط، و موجوداتِ کلی را بیش ازیں سہ نام یعنی جوہر جسمیت و بسیط نیست؛ ازان جہت کہ بجز ذات باری تعالیٰ موجود است ہمیں است و کلیات نوعے قسمت پذیر آید، و نوعے ناقسمت پذیر آنچ قسمت پذیر است جسمیت، و آنچ ناقسمت پذیر است بسیط است، و قسمت پذیر و ناقسمت پذیر متفاوت اند برتبت، آنچ بسیط است از وجہ تفاوتِ رتبت دو نوع کلی است، نوعی را عقل گویند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوعے را نفس، و ایں ہر یک را بدہ ترتیب است،

اینچ کلّی است و جزویات ایشاں را نہایت نیست، **اوّل عقل** فعّال است کہ معلول است بنسبت با واجب الوجود، و علّت است جملہ موجودات را کہ زیر اوست، و مدبر است موجودات کلّی را، و **عقل دوم** مدبّر فلک اطلس است، و **عقل سوم** مدبّر فلک افلاک است، و **عقل چہارم** مدبّر فلک زحل است، و **عقل پنجم** مدبّر فلک مشتری است، و **عقل ششم** مدبّر فلک مریخ است، و **عقل ہفتم** مدبّر فلک آفتاب است، و **عقل ہشتم** مدبّر فلک زہرہ است، و **عقل نہم** مدبّر فلک عطارد است، و **عقل دہم** مدبّر فلک قمر است، و ایں ہر عقلے را نفسے است، باز او کہ عقل بے نفس باشد و نفس بے عقل، و ایں نفوس بر عقل چنانک مدبّر است، افلاک را محرّک کند، ہر یکے مر جرم فلک خویش را، اینچ نفس است محرّک است بر سبیل فاعل، و اینچ عقل است محرّک است بر طریق معشوقی، ازاں جہت کہ عقل بر تبت برتر از نفس است و شریفتر از نفس است، بداں سبب کہ بواجب الوجود نزدیکتر است،

۲۔ و بباید دانست کہ اینچ می گویم کہ نفس محرّک فلک است بر طریق فاعل، و عقلی (عقل؟) محرّک نفس است بر طریق معشوقی، ازاں جہت میگویم کہ نفس شباہت می نماید بعقل، و می خواہد کہ در و رسد، و از جہت ایں قصد ارادتی کہ نفس را بعقلست حرکات در فلک می آید، و آں حرکات، اجزاء فلکی را مستوجب عدد می گرداند، . . . . . باشد بواجب کہ کلّی بود و عدد کلّی بے نہایتی واجب کند، از بہر آنک ہر عددی کہ او را نہایت بود آں عدد جزوی بود، بداں سبب کہ عدد از دو صفت بیروں نباشد، یا جفت بود یا طاق،

اکنوں بباید دانستن کہ موجودات کلّی کہ آں را دو است کہ ایشاں معلول واجب الوجود اند،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّل عقلِ فعّال است، آنکه نفسِ کل است، آنکه جسمِ کل است، وجسم بسہ قسم است، افلاک واُمّہات و موالید، واین ہر یکے قسمت پذیر اند، واجزا ایشاں را نہایت نیست در کون وفساد، چنانک افلاک وانجم را کہ کون وفساد شان نیست در اجزاء، وزیر او اُمّہات است، اوّل آتش آنکہ ہوا آنکہ آب آنکہ خاک وموالید کہ اوّلِ او جماد است آنکہ نبات، آنکہ حیوان، وانسان ہم از جملہ حیوان است از وجہ جنسیت امّا نوع پسین است، واز جہت نطق بر حیوان شرف دارد،

وترتیبِ موجودات ہمچنین است کہ ترتیبِ حروف، کہ مخرجِ ہر حرفے از حرفے دیگر است کہ بالائے اوست، وہر یکے از دیگر خاستہ است، چنانک چون مثلاً الف کہ مخرجِ او از ہیچ حرف نیست، از بہر آنک او علّتِ اوّل است جملہ حرفہا را، وبرہانش آنک اورا ماقبل نیست، امّا مابعد ش ہست، واگر کسے ما را پرسد کہ اندک ترین عددہا کدام است، گوئیم کہ دو است، از بہر آنک یکے عددے نباشد، چہ عدد آں بود کہ آں را ماقبل بود، ومابعد بود، چنانک مثلاً گویند یکے در یکے جز یکے نہ باشد، ویکے در دو جز دو نباشد، ویکے در سہ ہمچنیں، امّا دو در دو از جہت آں باشد، وجملہ عدد ہمچنین است، پس واجب الوجود یکے است نہ از وجے[1] عددے بگفتیم کہ یکے نہ عدد باشد، از بہر آنک اورا ماقبل نیست، وعلمِ نخستین یکے واجب کند ومعلولِ او عقل است، ومعلولِ عقل نفس است ومعلولِ نفس فلک است، ومعلولِ فلک اُمّہات است، ومعلولِ اُمّہات موالید است، وانتہائے ہر یک بہ نسبت بازیرِ خویش علّت، انچ معلول چیزے است، لابد علّت چیزے دیگر است، واین قاعدہ را سلسلۃ الترتیب خوانند، ومردم را مردمی آنکہ درست شود کہ این سلسلۃ الترتیب بشناسد، و

---

[1] از روے؟ ،

www.KitaboSunnat.com

بداند کہ ایں جملہ ارباب متوسط اند، چونکہ افلاک و امہات و موالید، و علت وجود او اند، نہ از جنس
او از [1] جل جلالہ، اکنوں چوں ما شریفترین چیزے در آخر نفس و عقل یافتیم، معلوم شد کہ ابتدا ایماں باشد
و مردم چوں ابتدا، و انتہا را بدانست، باید کہ نزدیک او درست شود کہ نوع عقل و نفس و از جنس
نفس و عقل یکیست، و ایں دیگر ارباب متوسط است و از او بیگانہ، و از ایشاں بیگانہ، پس باید
آہنگ بجنس خویش بود، تا از ہم گوہراں خود دور نماند، زیرا کہ عذاب مقیم باشد، و معلوم است
کہ جنس را با بسائط ہیچ مناسبتے نیست، و حقیقت ذات مردم بسیط است، ناقسمت پذیر، و حد
جسم آنست کہ او را طول و عرض و عمق بود، و اعراض دیگر چوں خط و سطح کہ بدو قائم میشوند، و حد بسیط
آنست کہ مدرک اشیا است، و صورت علم را قابل است، و او نہ نقطہ است و نہ خط و نہ سطح و نہ
جسم و نہ از جملہ اعراض دیگر، چوں کمیت و کیفیت و اضافت و ایں (و) متی و وضع و ملک و آن یفعل
و اں (آن) ینفعل، ازیں ہیچ چیز نیست، امّا جوہر یست بذات خویش قائم، و برہان آنک او
جوہر است، آنست، کہ صورت علم بدو قائم است و علم و عرض (و علم عرض؟) است، و عرض
بعرض (قائم نشود؟) . . . [2] . . وباب (این) جوہر را از صفت اجسام ہویت است، و
لنفسہ (دانستن) و بدیں صفت گفتن مقصود تقرب است، کہ از اجسام بود، چہ ایں تقرب
نمی باید کہ ویرا بود کہ با خویش کہ آنگاہ سبب ہلاک وے [3] باشد،

۳- بدانک عقل با دراک معقولات بنفس خویش، و نفس را بہ حقیقت ادراک معقولات بعقل
. . . . فرازی و بزرگی کہ از جملہ لوازمات نفس است . . . . [4] ہمیشہ با عقل مشابہت مینماید

[1] ایزد؟ [2] سطرے محو شدہ [3] حروف ایں سطور زیر خط کہ بحاشیۂ صفحۂ دوم اصل است قدرے محو شدہ، و بدرستی خواندہ نشد،
[4] ہر کجا کہ نقطہ ہا است حرفہا خواندہ نہ شد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبرہان آنست . . . . بر ہیچ عقل بوقت ادراک البتہ جسد (؟) پر . . . . . خویش را از عقل زیادت شمرد، بوقت ادراک . . . . . او تحقیق (؟) بود ہیچ حقیقی نہ باشد، وایں مشابہت . . . . . است و آثار او در محسوسات پدید می آید، پس تشریف تراست، بے رعونت نیست بہ ہیچ خیال از رعونت (؟) کہ ترکیب جسم از مادہ وصورت است داو . . . . . او در کلیات نفس می دہد و در جزویات معلول خویش را وانیکہ در؟ جزویات . . . . وبشرحش حاجت نیست، چنانک نفس کلی را نفس می دہد، واستقس را استقس میدہد، وہم موالید را والد (موالید؟) . جزاوست، کل موالید را در کیفیت در ترکیب . . . . . می دہد وہم فلک وہم استقس وہم موالید (؟) میسر ازاں دیگر جزو و . . . . .

۴- بدانک قدما در جزویات چنیں نہ کردہ اند، از بہر آنک جزویات آیند و روند و (نا؟) پائیدار باشند . . . . اجتہاد بکلیات کردہ اند، از بہر آنک کلیات ہمیشہ برجا باشند، وعلمیکہ بر ایشاں دلالت کند پائے دار بود، وہر کہ کلیات معلوم کرد، جزویاتش بہ ضرورت معلوم شود،

اکنوں بدانک کلیات پنج قسم است، جنس ۱ و نوع ۲ و خاصہ ۳ و فصل ۴ و عرض ۵، وایں ہر قسمے بہ نفس خویش کلیست، چنانک مثلاً جنس بلفظیت مکثر (؟) وکلی، کہ در یراو (در زیر او؟) کثرت کل افتد، چنانک جسم وجوہر کہ ہر یک بہ نفس خویش کلی اند، وو (؟) زیر یکے کثرت افتد، چنانک مثلاً جوہر لفظے باشد کہ بر جملہ معلومات غیر باری تعالیٰ دلالت کند،

وجوہر نیز بدو قسمت است، نامی وغیر نامی، ونامی بدو قسمت است حیوان وغیر حیوان، و حیوان نیز بدو قسمت است، ناطق وغیر ناطق، اکنوں ایں جائیگاہ جنسے می تواں یافت کہ در بالای آں نوع نوعے دیگر نیست، او آں حیوان ناطق است، آں دیگر انواع، متوسط اند، وانواع متوسط

www.KitaboSunnat.com

هر یکے بہ نسبت (پائیں ؟) خویش جنس اند، و بہ نسبت بالائے خویش نوع اند، و بداں جائیکہ نوع اند جزو اند مر کلِ خویش را، و بداں جاکہ جنس اند کل[1] اند ؟) مر جزو خویش را، پس درمیان هر یکے هم کل[2] و هم جزو، و چنانک مثلاً جوهر کہ او جنس است مر نوعِ خویش را، و نوعِ او ناطق و غیر ناطق، اکنون بدانک جوهر کلی باشد کہ جنسے کہ موجود ست همہ جزو او باشد، و فصل کلی باشد کہ بقوت او جنس را از جنس و نوع را انواع (از نوع ؟) جدا تواں کردن، و دیگر چیزہا هم بریں قیاس،

و خاصہ عرضے باشد کہ وے را نہ بوهم، و نہ بعقل، از جوهر خویش جدا تواں کردن، چنانک مثلاً تری[1] از آب، کہ اگر تری از آب جدا کنی، آنگاہ نہ آب باشد، و گرمی[2] از آتش، و خشکی[3] از خاک، و لطافت[4] از هوا، و انچ بدیں ماند،

و عرض عام بہ نہ قسم است، کمیت[1] و کیفیت[2]، و اضافت[3] و این[4] و متی[5] و وضع[6] و ملک[7] و ان یفعل[8] و ان ینفعل[9]، و ایں جملہ اعراض اند، و کمیت چندی باشد، و کیفیت چگونگی، و اضافت نسبت کارے بہ کارے باشد، و این کجائی باشد، و متی کیی[1] باشد، و وضع نہادگی باشد، و ملک او را[2]ئی باشد، و ان یفعل کردگی باشد، و ان ینفعل کنندگی باشد، و ایں جملہ آنست کہ هر حرکاتے و سکناتے کہ مدبر افلاک را و امهات را . . . کسی آب حیات رابداند (؟) . . . جزویات باشد، و حرکات و سکنات ممکنات (؟) . . . چنانک باشد معلوم او گردد، و ایں سخن را . . . . اولی تر آں باشد کہ مردم تفحص کند باستنادِ ؟ خویش . . . . کہ انچ مقصود است موقع ست (؟)،

---

[1] ایں عبارت در نسخہ نیست، مگر مقام اقتضاے آن میکند،
[2] حاصل مقصد را ز کے کہ ساختہ است، [3] در اصل "اوراے" نوشتہ، گمان می برم کہ اورائی باشد، [4] انچہ کہ چوں آورہ (داے ابرہ) باشد یعنی لباس بالا، میبذی در ہدایۃ الحکمۃ گوید واما الملک ویقال لہ الجدۃ ایضا هو حالۃ تحصل للشئ بسبب ما یحیطہ، ککون الانسان متعمما و متقمصا، "س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدانک ہر سخنے کہ گویند او . . . . . خادم باشد کہ آں را امر گویند، وآں . . . . گوید باآنکس بود او را مامور خویش دانستہ باشد، یا دل خواہی[۱] (؟) باشد وآں چناں بود کہ کسے از راہ کمتری با کسی گوید کہ بالای او بود، یا قضیہ شرطی بود وآں چناں باشد کہ کسے گوید اگر نہ چناں باشد چنیں بود، وقول متبائن است وآں سخنے بود کہ او صورتے دیگر دارد، تحقیقت آں سخن بود، وقول دیگر مشترک است چنانک مثلاً کہ لفظے باشد کہ آں لفظ بر دو معنی یا بیشتر دلالت کند،

۵۔ بدانک کارہا کہ از مردم بروں آید از دو چیز بروں نیست وہر دو عرض است، اما حال[۱] باشد اما ملکۂ[۲] وا ما ملکہ، حال آں باشد کہ در مردے از تغیرے یا از سر شہوتے یا از سر دعوی حرکاتے و سکناتے پیدا آید، وایں از دو بروں نیست، یا پسندیدہ باشد یا ناپسندیدہ، چنانک مثلاً خشم وحقد کہ ہر دو ناپسندیدہ باشند، یا شفقت ومحبت کہ ہر دو پسندیدہ باشند، وہر چہ در رسید وزود برشد آں را حال خوانند، وہر چہ دیرتر بماند آں را ملکہ خوانند، چنانک مردم بخواند و دیرتر کہ فراموش کند تا صفات پسندیدہ یا ناپسندیدہ کہ با مردم بماند، ولیکن چوں معدوم شد آں ممکن بود، ہم عرض باشد بشرف مردم ہیچ تعلق ندارد . . . . .

در اثبات صانع عظمت کبریاؤہ بباید دانست کہ ہر چہ مردم در آں اندیشہ تواں برد از سہ بیروں نیست، یا واجب باشد یا ممکن، یا ممتنع، اما **واجب** دآں (؟) چیز باشد کہ نشاید کہ نہ باشد، وچوں ممکن را اثبات کردی بضرورت واجب[۳]

---

[۱] واضح خواندہ نشد، ایں جا حرفے باید کہ مرادف سوال ودعا باشد، چنانکہ اصطلاح منطقیان است،

[۲] در اصل مکرر است، شاید کہ ایں تکرار غلط باشد، [۳] کذا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممتنع آں باشد کہ وجود او (نشاید کہ[1] باشد و ممکن آں باشد کہ وجود او) شاید کہ باشد و شاید کہ نباشد
و چوں ممکن را اثبات کردی بضرورت ممتنع لازم شود، از بہر آنک چوں گفتن چیزے ہست توہم
خلق کہ وجود او ممتنع است، پس ایں چہ کہ بوجود او بہمہ طریقہا واجب است باری عز اسمہ باشد
وانچ وجود او ممکن باشد ہرچہ موجود است بجز ذات باری تعالیٰ، وانچ ممتنع است وجود ممکن
نباشد واللہ اعلم،

۶۔ بدانک موجودات بر دو قسم است: یکے واجب الوجود است، و آں باری تعالیٰ است
و دیگر ممکن الوجود است، و آں دو نوع است: یکے جوہر و آں ہر آں موجودی کہ از موضوع مستغنی
بود، و دوم عرض، و آں ہر آں موجودے بود کہ از موضوع مستغنی نباشد، و جوہر بر دو قسم است یکے
جسم و دیگر غیر جسم، و اجسام در جسمیت برابراند و متساوی، و آثار در اجسام مختلف است، بعضی گرم است
و بعضی سرد است، و بعضی نباتست و بعضی معدنست، و روا نبود کہ مقتضی آں آثار مختلف جسمیت
مشترک بود کہ بدلیست از اثبات صورہ و قوی در جسم، تا بسبب اختلاف در آں آثار پیدا شود، و حکما
بعضے ازاں صور را خاصیت نام نہادہ اند، پس ہر آنکسے کہ آثار اجسام مخصوص بداند گر آں افعال
صادر را صور نیست ...... جو ...... ہر آئینہ قوت را بمقدار عقل انسانی ......
کیا شد (؟) بسبب غریبی آں بود، و اما حکما ...... معرفت آثار آں قوت علی ......
ہیچ گونہ از و عجب ندارد، چہ ہمچنانک سنگ مقناطیس آہن می رباید، آتش را قوتیست کہ از یک
شعلہ از وے صد ہزار چنداں کہ وی پیدا میشود و در آں آتش ہیچ نقصان پیدا نیاید، و اگر نہ آں استی

[1] ایں عبارت در اصل نیست اما ظاہر کلام دلالت بریں میکند، "س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

که آتش دیده باشد و بسبب کثرت دیدن آن غرابت و تعجب زائل گشته است، و اگر نه جرم آتش از همه غریب‌تر و عجیب‌تر است، و همچنانکه مردم از آتش آن فعل عجب ندارد، و داند که در آتش قوتیست که موجب احتراق و تسکین (تسخین؟) است، همچنان باید که تصور کند که در جسم مغناطیس قوتیست که فعل او آهن ربودن است، و هر آنکس که این معنی بحقیقت تصور کند از بسیار اشکالات خلاص یابد،

۷۔ بدانکه کسانی که طالبان شناخت خداوند سبحانه و تعالی اند چهار گروه اند، اوّل متکلمانند که ایشان بجدل و حجتهای اقناعی راضی شده اند و بدان قدر پسنده کردند در معرفت باری[1] عز اسمه[2]، دوم فلاسفه و حکما اند که ایشان با دلهٔ عقلی صرف در قوانین منطقی طلب شناخت کردند، و هیچ[3] ادلهٔ اقناعی نه کردند لیکن ایشان نیز بشرائط منطق وفا نتوانستن[4] کرد، و از آن عاجز آمدند، سیم اسماعیلیان اند و تعلیمیا[5]ند که ایشان گفتند که طریق معرفت جز اخبار خبر[6] صادق نیست چه در ادلهٔ معرفت صانع، (و[7]) ذات و صفات وے اشکالات بسیار[8] است و ادلّه متعارض[9]، و عقول دران متحیر و عاجز پس اولی‌تر آن باشد که از قول صادق طلبند، چهارم اهل تصوف بودند[10] که ایشان بتفکر و اندیشه طلب معرفت[11] نکردند که بتصفیهٔ باطن و تهذیب اخلاق نفس ناطقه را از کدورت طبیعت و هیأت بدنی منزه کردند، چون آن جوهر صافی گشت (و) در مقابلهٔ ملکوت افتاد، صورتهاے آن بحقیقت[12] در آنجا نگه پیدا شود (بی[13]) هیچ شکے و شبهتے، و این طریق از همه بهتر است (چه معلوم شده[14] است) که هیچ کمال از حضرت

---

۱ پ:۔ خداوند ۲ پ:۔ (شریف؟) ۳ پ:۔ و هیچ گونه به ادلهٔ اقناعی قناعت نکرده اند، ۴ پ:۔ نتوانستند بردن، ۵ پ این لفظ ندارد ۶ پ:۔ مخبر ۷ چنانکه در نسخهٔ روزن است، ۸ پ:۔ زیاده،
۹ پ:۔ متعارت، ۱۰ پ:۔ اند، ۱۱ پ:۔ نه بفکر و اندیشه طلب معرفت کردند، بلکه
۱۲ پ:۔ این تحقیقات، ۱۳ این زیادت موافق پ ست، در اصل ما بجاے این «که» است،
۱۴ زیادت در پ است،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوند مبخول(۱) نیست، و آنجا که منع و حجاب نیست، پس(۲) هر آنچه آدمی را نبود از کدورت طبع باشد، چه اگر حجب(۳) زائل شود و حائل رو(۴) مانع دور گردد، حقائق چیزها چنانکه باشد پیدا شود، و سید عالم(۵) علیه افضل الصلوة والتحیة بدین اشارت کرده است و فرموده(۶) الا(۷) ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات فتعرضوا(۸) لها،

تمت الرسالة بحمد الله تعالی وحسن توفیقه، وصلی الله علی سیدنا ونبینا محمد وآله الطیبین الطاهرین،

---

۱ ب: دریغ، ۲ ب: مگر هر آنچه هست آدمی را از جهت کدورت طبیعت باشد، ۳ ب: حجاب، ۴ زیادت در ب است، ۵ ب: وسید علیه السلام، ۶ از ب ساقط است، ۷ در ب چنین است ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوها،

۸ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیهقی محدث نیشاپوری المتوفی ۴۵۸ھ این حدیث را بکتاب خود کتاب الاسماء والصفات باین طریق آورده است عن انس بن مالک رض عن رسول الله صلعم انه قال اطلبوا الخیر دهرکم کله وتعرضوا لنفحات رحمة الله تعالی، فان لله تعالی نفحات من رحمته یصیب بها من یشاء من عباده، وامام غزالی در رساله خود المنقذ من الضلال می آرد کما قال علیه السلام ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها، (ص۵ مطبوعه مطبعه میمنیه مصر) وبوعلی سینا هم ادرا در رساله تفسیر سورهٔ فلق آورده است،
"س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ميزان الحكم

او

رسالة في معرفة مقداري الذهب والفضة

للحكيم عمر بن ابراهيم الخيامي

اخرجه السيد سليمان الندوي من كتاب ميزان الحكمة

لعبد الرحمن الخازني الموجود في مكتبتي جامع بمبائي

والمكتبة الآصفية بحيدر آباد الدكن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أصول هذه الرسالة

من مشاهير حكماء القرن الخامس، ومعاصري الخيّامي عبد الرحمان الخازن او الخازني مولى الشيخ العميد الماضي ابي الحسن علي بن محمد الخازني كانت له منزلة سامية عند السلطان سنجر السلجوقي (سنة ۵۱۱ سنة ۵۵۲ھ) وضع له زيجا سماه الزيج السنجري كما ذكره البيهقي في كتابه تتمة صوان الحكمة، وله كتاب جليل في صناعة موازين الفلزّات وصنعة موازين الماء، سماه ميزان الحكمة، وذكر في مبتدئه انه تولّى جمعه وتدوينه مما اشار اليه الحكماء المتقدمون وبسطه المتاخرون في شهور سنة خمس عشرة وخمسمائة، والكتاب يحتوي على مقدمة وثماني مقالات.

۱۔ ولهذا الكتاب نسختان بالهند، احدهما وهي اقدمهما واصحهما في مكتبة جامع بمباي، كتبها ابو نصر احمد بن محمد العراقي فرغ منه صبيحة يوم الجمعة غرة ربيع الآخر سنة خمس وثمانين وخمسمائة، وفي اليوم الثاني والعشرين من تيرماه القديم سنة ۵۵۴ يزدجردية بساحل بحر عمان في موضع نفال، وقد كتب تحته من بعد سطر الاحد عشر، الثالث من شعبان سنة ستة وثمانين وخمسمائة باصفهان "فيظهر منه ان النسخة كتبت في عصر لم يبعد عن عصر المصنف الا مقدار نحو ثلثين او اربعين سنة تقريبًا.

۲۔ والنسخة الثانية لهذا الكتاب في المكتبة الاصفية بحيدر آباد الدكن، كتبها احمد بن مكّي التبريزي سنة ۱۰۳۳ھ وهي كثيرة الخطأ، ورقمها (۱۲۵) في الرياضيات العربية، وفيها سقطات وبياضات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد نشر الفاضل الرومی خانیکوف بعض اجزائه الاولی، فی المجلة الاسیاویة الامریکانیة سنة ١٨٦٠م
وقد اتی المصنف فی المقالة الرابعة من کتابه میزان الحکمة، برسائل فی اوزان الفلزات بالمیزان الهوائی والمائی لعدة من الحکماء، ومنهم عمر بن ابراهیم الخیامی فله فیها رسالة فی میزان الماء المطلق، درجها الخازنی فی الباب الخامس من المقالة الرابعة من کتابه هذا،

٣- وتوجد نسخة لهذه الرسالة ناقصة النصف فی مکتبة غوتا با لمانیا، نشرها المستشرق الالمانی فریدرخ روزن فی آخر نسخة الرباعیات المطبوعة بمطبعة کاویانی ببرلین سنة ١٩٢٨م وهذه الرسالة هی التی ذکرها مترجمو الخیامی وسماها بعضهم میزان الحکم واخر رسالة فی معرفة مقداری الذهب والفضة،

وانی طلبت نقل هذه الرسالة خاصة من حیدر اباد الدکن، وبمبائی، فاما نقلها الصحیح من المکتبة الآصفیة، قام به اخونا العزیز عبد القدوس الندوی المشتغل فی دائرة المعارف بحیدر اباد الدکن، وصورتها الفوطوغرافیة من بمبائی اعتنی بها اخونا الاستاذ سعید رضا الندوی الشیخ معلم العربیة فی کلیة القدیس زیویر فی بمبائی، فشکراً لهما خالصاً من اخیهما، وقمت بمقابلة هذه وجعلت عمودها الذی اعتمدت علیه نسخة بمبائی العتیقة القلیلة الخطأ،

رموز النسخ:-

ب	نسخة جامع بمبائی،
ح	نسخة مکتبة حیدر اباد الدکن،
غ	نسخة غوتا المطبوعة الناقصة،

(١) اما نسخة خانیکوف الخطیة فلم اجدها لما تراءٰ، فلعلها فی تبریز حیث کان سفیراً لروسیا، "س"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الخامس فی میزان الماء المطلق[1] للامام عمر الخیامی، والعمل به، والبرهان علیه

اذا کانت الکفتان او احدٰهما فی الماء، والقول فیه یدور علی اربعة فصول،

الفصل الاول فی صنعة[2] المیزان والوزن به،

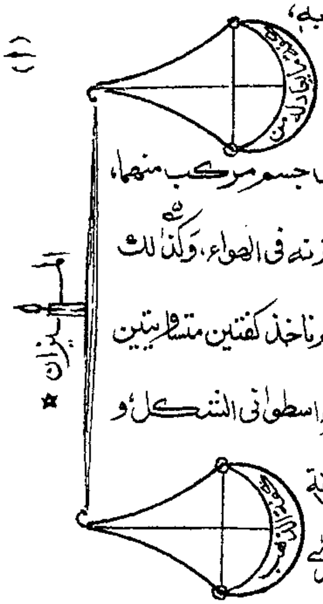

قال الامام[3] عمر بن ابراهیم الخیامی، اذا اردت ان تعرف مقدار کل واحد من الذهب والفضة فی جسم مرکب منهما، اخذنا[4] مقدارًا من الذهب الخالص ونعرف[5] وزنه فی الهواء، وکذلك[6] ناخذ فضة خالصة ونعرف وزنها الهوائیة[7]، ثم ناخذ کفتین متساویتین متشابهتین[8] فی میزان له عمود متشابهة الاجزاء اسطوانی الشکل و نضع الذهب فی احدی الکفتین فی الماء وفی الکفة الاخری ما یثقلها، وکذلك نضع الفضة فی احدی الکفتین فی الماء وفی الکفة الاخری ما یثقلها، ونعرف مقداره[9] ونسبة وزنه[10] الهوائی الی وزنه

---

[1] ح: صفة. [2] غ: ابو الفتح عمر، ح: ابو حفص عمر، وکلاهما محذوف من ب، وکنیته المعروفة ابو الفتح و ابو حفص لا یعرف، [3] غ: نخذ، [4] غ: تعرف، [5] العبارة مختلطة فی غ، [6] کذا فی الاصل وفی ح: الهواء، و فی غ: فی الهواء، والصحیح ان یکون الهوائی [7] غ: من وفی ح: من اوزان وهو ظاهر الخطأ، [8] ح: متساویة متشابهة، [9] ح: مقدارها، [10] ح: وزنها، ★ هذا الشکل لا یوجد الا فی ح،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المائی، ونجعل العمود موازیًا للافق ونعرف مقداره، ثم نعرف نسبة وزنها الھوائی الی وزنها المائی. ثم نأخذ[1] المرکب ونعرف وزنه الھوائی الی وزنه المائی. فان کانت النسبة مثل نسبة وزن الذھب الھوائی الی وزنه المائی، فان المرکب ھو من الذھب الخالص، لا شیٔ فیه من الفضة، وان کانت النسبة مثل نسبة الفضة، فان المرکب ھو من الفضة، لا شیٔ فیه من الذھب، وان کانت النسبة فیما بینھما، فحینئذٍ یکون الجرم مرکبا بینھما[2]،

الفصل الثانی فی معرفة ما فی الجرم[3] الممتزج من الذھب والفضة بالبرھان الھندسی

ووجه[4] تعرف مقدار کل واحد منھما[5] ان نضع[6] نسبة الوزن الھوائی للمرکب الی وزنه المائی کنسبة اَبَ[7] الی حَدَ، واَبَ منھما الوزن الھوائی، ونفرض مقدار الذھب اَهَ فیکون اَهَ وزن الذھب الھوائی، ووزنه المائی حَ زَ، فیکون هَبَ وزن الفضة الھوائی، وزَدَ[8] وزنھا المائی، ومعلوم ان نسبة اَهَ الی حَ زَ اصغر من نسبة اَبَ الی حَدَ[9]، لان الذھب فی الماء اثقل من المرکب منه ومن الفضة علی ما یتکفل برھانه صاحب العلم الطبیعی، ونسبة هَبَ[10] الی زَدَ اعظم من نسبة اَبَ الی حَدَ، لان الفضة فی الماء اخف من المرکب منه[11] ومن الذھب، ونجعل نسبة هَحَ الی زَدَ کنسبة اَهَ الی حَ زَ[12] فباضطرار یکون هَحَ اصغر من هَبَ[13]، ونسبة اَهَ الی حَ زَ کنسبة هَحَ الی زَدَ، فیکون نسبة جمیع اَحَ الی جمیع حَدَ کنسبة اَهَ الی حَ زَ، کما تبین[14] فی خامسة

---

[1] العبارة ساقطة من غ، [2] غ: منھما، [3] ح: فی الجرم الممتزج [4] غ: ان تعرف، [5] غ: بالوزن الھوائی، [6] العبارة مختلفة فی نسختی ح وغ، والصحیح ما فی ب، الذی اخترناه، [7] العبارة ناقصة فی غ، [8] غ: رک، [9] غ: حک، [10] ح: هج، [11] غ: منھا وھو الصحیح، [12] غ: حک، [13] غ: رب، [14] غ: بین،

www.KitaboSunnat.com

الاستقصات[1]، ونسبة اَهَ الى حَ رَ معلومة، فيكون نسبة اَحَ الى حَدَ معلومة، وحَدَ معلوم

فيكون اَحَ معلومًا وحَبَ الباقى معلومًا، ونسبة هَحَ[2] الى رَدَ معلومة، وكذلك نسبة هَبَ الى

رَدَ معلومة، فيكون نسبة هَبَ الى هَحَ معلومة، وكذلك الى حَبَ، وحَبَ

معلوم فيكون هَبَ[3] معلومًا، وهو مقدار الفضة. وهذه اشياء بُرهنت[4]

فى المعطيات[5]. ونضع لهذ امثالا كى يكون اسهل. ليكون نسبة الوزن (ج)

الهوائى للفضة الى وزنه[6] المائى كنسبة عشرة الى عشرة ونصف، ونسبة

وزن الذهب الهوائى الى وزنه المائى نسبة[7] عشرة الى احد عشر، واخذنا

مقدارًا مركبًا بينهما، ووزناه فى الماء[8] فكانت[9] عشرة وثلثة ارباع[10]، ونسبة

عشرة الى عشرة وثلثة ارباع اعظم من نسبة عشرة الى احد عشر واصغر من نسبة عشر الى عشرة و

نصف، فعلمنا انه بالحقيقة مركب بينهما، ونحن من[11] وراء تعرف مقدار يهما فيه، فنفرض مقدار

اَبَ من المثال المقدم عشرة ومقدار حَدَ عشرة وثلثة ارباع، واَهَ مقدار

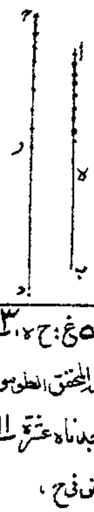

الذهب بالفرض ولا نعلم عدده، وحَ رَ مقدار وزنه المائى، وقد قلنا

ان نسبة اَحَ[12] الى حَدَ كنسبة اَهَ الى حَ رَ[13]، ونسبة[14] اَهَ الى حَ رَ كنسبة (ج)

عشرة الى احد عشر فيكون نسبة اَحَ الى حَدَ كنسبة عشرة الى احد عشر

[1] غ: الاصول، وهما واحدة، يراد بهما تحرير اقليدس، راجع اخبار الحكماء للقفطى ترجمة اقليدس. [2] غ: ح ه، [3] غ: ح ب، [4] غ: تبرهنت [5] ح: المعظمات، وهو تصحيف فان كتاب المعطيات من كتب اقليدس وشرحه المحقق الطوسى، [6] غ: وزنها. [7] غ: كنسبة [8] غ: الهواء [9] غ: فوجدناه. [10] فى ح بعده: ووزناه فى الماء فوجدناه عشرة [11] العبارة ساقطة من غ، وفى ح بياض. [12] فى غ: ا ح، ا ه، [13] انتهت نسخة غ و تا الى هنا. [14] بياض فى ح،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد كنا وضعنا حد عشرة وثلثة ارباع، فنضرب عشرة فى عشرة وثلثة ارباع ونقسم المبلغ على احد عشر
فيخرج[1] تسعة وسبعة عشر جزءًا من اثنين وعشرين جزءًا من واحد وهو اَحَ، فيكون حَبَ الباقى
خمسة اجزاء من اثنين وعشرين جزءًا، ونسبة هَبَ الى رَدَ كنسبة عشرة الى عشرة ونصف، لانها
نسبة وزن الفضة الهوائى الى وزنها المائى كما فرضناه اوّلاً، ونسبة هَحَ الى رَدَ كنسبة عشرة الى
احد عشر، فاذا كان رَدَ عشرة ونصف يكون هَبَ عشرة، واذا وضعنا رَدَ احد عشر كم يكون هَبَ بنسبة[2]
احد عشر الى عشرة ونصف كنسبة اىّ شئ الى عشرة، فنضرب احد عشر فى عشرة ونقسم المبلغ على
عشرة ونصف، فيخرج عشرة وعشرة اجزاء من احد وعشرين، فاذا كان رَدَ احد عشر يكون هَبَ
عشرة وعشرة اجزاء من احد وعشرين، فيكون هَحَ عشرة وحَ بَ الباقى عشرة اجزاء من احد وعشرين
وقد كان حَبَ بالمقدار الذى وضعناه حد عشرة وثلثة ارباع، وهو خمسة اجزاء من اثنين و
عشرين، فنسبة خمسة اجزاء من اثنين وعشرين الى عشرة اجزاء من[3] احد وعشرين كنسبة اىّ شئ
الى عشرة وعشرة اجزاء من احد وعشرين، فنضرب عشرة وعشرة اجزاء من احد وعشرين فى خمسة
اجزاء من اثنين وعشرين ونقسم المبلغ على عشرة اجزاء من احد وعشرين فيخرج[4] خمسة وهو
مقدار الفضة، اذ هو هَبَ، وقد كنا فرضنا هَبَ مقدار الفضة، ومهما علمنا هَبَ فالمقادير[5]
الباقية معلومة[6]، وذلك ما اردنا ان نبين،

وينبغى ان تكون الصنجات التى يزن[7] بها هذه الاجرام فى الهواء والماء من جنس واحد
امّا من حديد وامّا من غيره حتى لا يقع بسبب اختلافها[8] تفاوت، معما انه يمكن ان يقع بسبب

---

[1] سقط ما قبله من ح [2] فى ح سقطت، [3] ح: الى [4] ح: فمبلغ [5] ح: فالمقدار الباقية [6] ساقطة من ع [7] فى ح: يوزن وهو اصح، [8] فى ح سقطة،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف اشكال الاجرام تفاوت، الا انه قليل لا يحس به، وان اراد الانسان ان يحتاط فيه يشق عليه الامر في ذلك خاصة في الاوزان اليسيرة،

الفصل الثالث في معرفة ما في الجرم الممتزج من الذهب والفضة بالجبر والمقابلة نستخرجه[1] بطريق اخر، فانه ربما يكون اسهل في الحساب، نفرض اه الذي هو وزن الذهب الهوائي شيئاً، فيكون هب عشرة الاشياء وح ر شئ وعشر شئ، لان نسبة اه الى ح ر كنسبة عشرة الى احد عشر كما قلناه مرارا،[2] وهب عشرة الاشياء ونسبته الى ر د كنسبة عشرة الى عشرة ونصف، كما قلنا في نسبة وزني[3] الفضة فنضرب عشرة ونصف في عشرة الاشياء يبلغ مائة وخمسة الا عشرة اشياء، فنقسمه على عشرة، يخرج عشرة ونصف الا شيئا ونصف عشر شئ و هو ر د، وقد كان ر د عشرة وثلثة ارباع الاشياء وعشر شئ تعدل[4] عشرة ونصف الا شيئاً ونصف عشر شئ، فنجبر ونقابل من كلا الجانبين يكون عشرة وثلثة ارباع وشئ ونصف عشر شئ يعدل عشرة ونصف وشيئا وعشر شئ

فتقاص يعني نسقط المجانسة من كلا الجانبين، يبقى[5] ربع عدد يعدل نصف عشر شئ، فالشئ الواحد يعدل خمسة اعداد، وهو مقدار الذهب، ومقدار جميع المركب عشرة فيبقى مقدار الفضة خمسة، وح ر وزن الذهب المائي، فيكون خمسة ونصف، لان نسبة عشرة الى احد عشر نسبة خمسة الى خمسة ونصف، ور د وزن الفضة المائي فيكون خمسة وربع، لان نسبة

---

[1] ح: ليستخرجه بطريق الجبر، [2] في ح سقطة. [3] ح: وزن، [4] ح: يعدل،
[5] سقطات وبياضات في ح،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی خمسة وربع کنسبة عشرة الی عشرة ونصف، وجمیع حدّ عشرة وثلثة ارباع فتجاوب[1] الحق و الحساب عند الامتحان، وذلك ما اردنا بیانه،

الفصل الرابع فی المرکبات من ثلثة جواهر فما فوقها، وعلی هذا یقاس کل جوهر من مختلطین[2] کیف[3] ما کانا، واما اذا کانت الجواهر ثلثة فما فوقها، فسا نتصب لذلك انصبابًا ثانیًا، فان ما ینسب منها الی بعض القدماء فهو خطأ لو لم یکن الخطاء وقع من جهة النقل او من جهة النسخة التی شاهدتها، والاحتیاط عندی فی الوزن فی الماء ان یوضع الکفة التی فیها الجوهر فی الماء، وتخلی[4] الثانیة فی الهواء ویوضع الصنجات فیها حتی یوازی عمود المیزان سطح الافق، وینبغی ان تکون الاوزان کلها فی ماء واحد علی نسقٍ واحدٍ حتی لا یقع تفاوت، وحدیث المیزان المعد لهذا الباب قلّما یخلو عن الخطاء الواقع بسبب المیاه المختلفة، وکل ماء قارب فی اللطافة ماء الرصد[5] قلّ الخطاء فیه،

---

[1] ح: فتجارب، والصحیح فتجاوب، [2] ح: مختلفین، [3] سقطة فی ح، [4] وفی ح زیادة: فینبغی ان لا یعتمد علیه فانه معنی انه تخمینی، [5] ماء الرصد ماء المطر، قال فی لسان العرب والرصد والرصد المطر یاتی بعد المطر او اذا ازید من الرصد، التجربة، کما جاء فی میزان الحکمة للخازنی مرز/۱،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخۂ جدیدۂ

رباعیات خیام

کہ

اصلش در سنہ ۹۱۱ ہجری بخط کاتب شہیر سلطان علی الکاتب المتوفی سنہ ۹۱۹ھ استنساخ یافت
واکنون در کتبخانۃ الاصلاح، دیسنہ، ضلع پٹنہ موجود است

بہ
نسخ و تصحیح

سید سلیمان ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ چاپ شد
سنہ ۱۳۵۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نسخۂ جدیدۂ رباعیاتِ خیّام

(صفحۂ اولی ازین نسخہ کہ درو دو رباعیات باشند تلف شدہ است)

چوں عہدہ نمی شود کسے فردا را
حالی خوش دار این دلِ شیدا را
می نوش بنورِ ماہ، ای ماہ کہ ماہ
بسیار بر آید و نیابد ما را ۱

از آتشِ ما دود کجا بود آنجا
وز مایۂ ما سود کجا بود آنجا
آنکس کہ مرا نام خراباتی کرد
در اصل خرابات کجا بود آنجا ۲

برخیز و بیا بیاز بہرِ دلِ ما
حل کن بجمالِ خویشتن مشکلِ ما
یک کوزہ می بیار تا نوش کنیم
زاں پیش کہ کوزہا کنند از گلِ ما ۳

چوں فوت شوم بیادہ شوئید مرا
تلقین ز شراب و جام گوئید مرا ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواهید که روز حشر یابید مرا — از خاک در میکده جوئید مرا

۵
ای آنکه گزیدهٔ جهانی تو مرا — خوشتر ز دل و دیدهٔ و جانی تو مرا
از جان صنما عزیزتر چیزی نیست — صد بار عزیزتر از آنی تو مرا

۶
امشب بر ماست که آورد ترا — وز پرده بدین دست که آورد ترا
نزدیک کسی که بی تو بر آتش بود — چون باد همی جست که آورد ترا

۷
ای خواجه یکی کام روا کن مارا — دم درکش و درکار خدا کن مارا
ما راست رویم لیک تو کج بینی — رو چارهٔ دیده کن، رها کن مارا

ب

۸
در راه نیاز هر دلی را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
صد کعبهٔ آب و گل بیک دل نرسد — کعبه چه روی برو دلی را دریاب

۹
چندان بخورم شراب کین بوی شراب — آید ز تراب چون شوم زیر تراب
تا بر سر خاک من رسد مخموری — از بوی شراب من شود مست خراب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مائیم و مئی و مطرب و این کنجِ خراب — جان و دل و جام و جامہ پر دردِ شراب[1]
فارغ ز امیدِ رحمت و بیمِ عذاب — آزاد ز خاک و باد و ز آتش و آب ۱۰

ت

در میکدہ ذکرِ بادہ چوں اسمِ منست — رندی و پرستیدنِ مَی قسمِ منست ۱۱
من جانِ جہانم اندرین دیرِ مغان — این صورتِ کون جملگی جسمِ منست

از منزلِ کفر تا بدین یک نفس است — وز عالمِ شک تا بیقین یک نفس است ۱۲
این یک نفسِ عزیز را خوش میدار — کز حاصلِ عمرِ ما ہمین یک نفس است

دل سرِّ حیات را کماہی دانست — در موت ہم اسرارِ الٰہی دانست ۱۳
اکنون کہ تو با خودی ندانستی ہیچ — فردا کہ ز خود روی چہ خواہی دانست

مَی خوردن و شاد بودن آئینِ منست — فارغ بودن ز کفر و دین، دینِ منست ۱۴
گفتم بعروسِ دہر کابینِ تو چیست — گفتا دلِ خرمِ تو کابینِ منست

---

[1] کذا (دُردِ شراب؟)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقی چو زمانہ در شکستِ من و تست — دنیا نہ سراچۂ نشستِ من و تست
۱۵
گر زانکہ بدستِ من و تو جام می است — میدان یقین کہ حق بدستِ من و تست

نہ لائقِ دوزخم نہ درخورِ بہشت — ایزد داند گِل مرا از چہ سرشت
۱۶
چون کافرِ درویشم و چون قحبۂ زشت — نہ دین و نہ دنیا و نہ امیدِ بہشت

امروز کہ نوبتِ جوانیِ منست — می نوشم ازانکہ کامرانیِ منست
۱۷
عیبش مکنید اگرچہ تلخست خوشست — تلخست ازانکہ زندگانیِ منست

کُنہِ خردم درخورِ اثباتِ تو نیست — واندیشۂ من بجز مناجاتِ تو نیست
۱۸
من ذاتِ ترا بواجبی کے دانم — دانندۂ ذاتِ تو بجز ذاتِ تو نیست

دوری کہ درو آمدن و رفتنِ ماست — اورا نہ نہایت نہ بدایت پیداست
۱۹
کس می نزند دمی درین معنی راست — کین آمدن از کجا و رفتن بکجاست

جز حق حکمی کہ حکم را شاید نیست — حکمی کہ ز حکمِ حق فزون آید نیست
۲۰
ہر چیز کہ ہست آنچنان می باید — آن چیز کہ آنچنان نمی باید نیست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا ہشیارم طرب ز من پنہانست — چون مست شدم در خردم نقصانست
۲۱
حالیست میانِ مستی و ہشیاری — من بندۂ آن کہ زندگانی آنست

عمری بگل و بادہ برفتیم بگشت — یک کارِ من از دورِ جہان راست نگشت
۲۲
از می چو نشد ہیچ مرادی حاصل — از ہر چہ گذشتیم گذشتیم گذشت

بسیار دویدیم بگردِ در و دشت — اندر ہمہ آفاق بگشتیم بگشت
۲۳
از کس نشنیدیم کہ آمد زین راہ — راہی کہ برفت راہ رو، باز نگشت

چون لالہ بنوروز قدح گیر بدست — با لالہ رخی اگر ترا فرصت ہست
۲۴
می نوش بخرمی کہ این چرخ کہن — ناگاہ ترا چو خاک گرداند پست

دیریست کہ صد ہزار عیسیٰ دیدست — طوریست کہ صد ہزار موسیٰ دیدست
۲۵
قصریست کہ صد ہزار قیصر بگذاشت — طاقیست کہ صد ہزار کسریٰ دیدست

بسیار بگشتیم بگردِ در و دشت — یک گشت من از کار جہان نیک نگشت
۲۶
در ناخوشیِ زمانہ باری عمرم — گر خوش نگذشت باری خوش بگذشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتخانہ و کعبہ خانۂ بندگیست — ناقوس زدن ترانۂ بندگیست
۲۷
محراب و کلیسیا و تسبیح و صلیب — حقا کہ ہمہ نشانۂ بندگیست

ای دل چو نصیبِ تو ہمہ خون شدنست — و احوالِ تو ہر لحظہ دگرگون شدنست
۲۸
ای جان تو درین تنم چہ کار آمدہ — چون عاقبتِ کارِ تو بیرون شدنست

می بر کفِ من نہ کہ دلم در تابست — وین عمرِ گریزپای چون سیمابست
۲۹
برخیز کہ بیداریِ دولت خوابست — دریاب کہ آتشِ جوانی آبست

روزی کہ بود اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ — واندم کہ بود اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ
۳۰
من دامنِ تو بگیرم اندر عرصات — گویم صنما بای ذَنْبٍ قُتِلَتْ

ہر دل کہ درو مہر و محبت بسرشت — خواہ اہلِ سجادہ باش خواہ اہلِ کنشت
۳۱
در دفترِ عشق ہر کرا نام نوشت — آزاد ز دوزخ است و فارغ ز بہشت

ہر سبزہ کہ بر کنارِ جوی رستست — گوئی ز لبِ فرشتہ خوی رستست
۳۲
تا بر سرِ سبزہ پا بخواری ننہی — کان سبزہ ز خاکِ ماہ روی رستست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاکی که به زیر پای هر حیوانیست ‌‌— زلفِ صنمی و عارضِ جانانیست
۳۳
هر خشت که بر کنگرهٔ ایوانیست ‌‌— انگشتِ وزیری و سرِ سلطانیست

سرِ دو جهان در قدحِ مستانست ‌‌— خورشیدِ ازل جامِ میِ تابانست
۳۴
این نکته که در جانِ جهان پنهانست ‌‌— در شیشهٔ می اگر بدانی آنست

چون آمدنم بمن نبُد روزِ نخست ‌‌— وین رفتنِ بی مراد عزمیست درست
۳۵
برخیز و میان ببند ای ساقیِ چست ‌‌— کاندوهِ جهان به می فروخواهم شست

چندین غمِ بی حسرتِ دنیا چیست ‌‌— هرگز دیدی کسی که جاوید بزیست
۳۶
این یک نفسی که در تنت عاریتست ‌‌— با عاریتی عاریتی باید زیست

چون ابر بنوروز رخِ باده بشست ‌‌— برخیز و بجامِ باده کن عزم درست
۳۷
کین سبزه که امروز تماشاگهِ تست ‌‌— فردا همه از خاکِ تو برخواهد رست

چون آب بجویبار و چون باد بدشت ‌‌— روزی دگر از عمرِ من و تو بگذشت
۳۸
هرگز غمِ دو روزه نخواهم خوردن ‌‌— روزیکه نیامدست و روزیکه گذشت[1]

[1] کذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

در پردهٔ اسرار کسی را ره نیست ۳۹ زین تعبیه جانِ هیچکس آگه نیست
جز در دلِ خاک هیچ منزلگه نیست می خور که چنین زمانها کوته نیست

در نای قرابه غلغلِ می چه خوشست ۴۰ وین زاری زار نالهٔ نی چه خوشست
در بربطِ دلفریب و در سرِ می ناب فارغ ز غمِ زمانه بے هیچ چه خوشست

یک جرعهٔ می ز ملکِ کاؤس به است ۴۱ وز تختِ قباد و ملکتِ طوس به است
هر ناله که عاشقی برآرد بسحر از نعرهٔ زاهدانِ سالوس به است

می خوردنِ من نه از برای طرب است ۴۲ نه از بهر فساد و ترکِ دین و ادب است
خواهم که به بیخودی برآرم نفسی می خوردن و مست بودنم زین سبب است

خیّام که خیمهای حکمت می دوخت ۴۳ در کورهٔ غم فتاد و ناگاه بسوخت
مقراضِ اجل طنابِ عمرش ببرید دلّالِ اجل برایگانش بفروخت

گویند[۱] مرا که دوزخی باشد مست ۴۴ قولیست خلاف دل در آن نتوان بست

---

۱ (نسخہ میں یہ رُباعی دوبارہ لکھ گئی ہے)

www.KitaboSunnat.com

گر عاشق و میخواره بدوزخ باشند　　فردا بینی بهشت را چون کف دست

گویند مرا بهشت با حور خوشست　　من میگویم آب انگور خوشست
۴۵
این نقد بگیر و دست از نسیه بدار　　کآواز دهل شنیدن از دور خوشست

چون چرخ و فلک هیچ بکام تو نگشت　　خواهی تو فلک هفت شمر خواهی هشت
۴۶
هرگز غم دو روز مرا گرد نگشت　　روزیکه نیامدست و روزیکه گذشت

می گرچه بشرع زشت نام است خوشست　　چون از کف شاهد و غلام است خوشست
۴۷
تلخ است و حرام است و خوشم می آید　　دیریست که تا هرچه حرام است خوشست

چون نیست حقیقت و یقین اندر دست　　نتوان بامید شک همه عمر نشست
۴۸
هان تا ننهیم ساغر باده ز دست　　در بیخبری مرد چه هشیار و چه مست

نیکی و بدی که در نهاد بشرست　　خیرے و شرے که در قضا و قدرست
۴۹
با چرخ مکن حواله کو نیز چو تو　　چرخ از تو هزار بار بیچاره ترست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویند مخور بادہ کہ شعبان نہ رواست — نہ نیز رجب کہ آن مہ خاصِ خداست
۵۰
شعبان و رجب ماہِ خدا است و رسول — ما می رمضان خوریم کان خاصۂ ماست

ترکیبِ پیالہ کہ درہم پیوست — بشکستنِ آن روا نمی دارد مست
۵۱
چندین سر و پای نازنینانِ جہان — از مہرِ کہ پیوست و بکینِ کہ شکست

آبادِ خرابات ز می خوردنِ ماست — خونِ دو ہزار توبہ در گردنِ ماست
۵۲
گر من نکنم گناہ، رحمت کہ کند — آرایشِ رحمت از گنہ کردنِ ماست

زان بادہ کہ روح را حیاتی دگر است — پر کن قدحے گرچہ ترا دردِ سر است
۵۳
بر نہ بکفم کہ کارِ عالم سمر است (افسانہ) — بشتاب کہ عمرت اے پسر برگذر است

در فصلِ بہار اگر بتِ حور سرشت — پر می قدحے بمن دہد بر لبِ کشت
۵۴
ہر چند بہ نزدِ عامہ این باشد زشت — از سگ بترم اگر کنم یادِ بہشت

ای دل چو زمانہ میکند غمناکت — ناگہ برود ز تن روانِ پاکت
۵۵
بر سبزہ نشین و خوش بزی روزی چند — زان پیش کہ سبزہ بر دمد از خاکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن بادہ کہ قابلِ صُوَرہاست بذات		گاہی حیوان می شود و گاہ نبات
تا ظن نبری کہ نیست گردد ہیہات	۵۶	موصوف بذاتست اگر نیست صفات
عمریست کہ مداحیِ می وردِ منست		واسبابِ می است ہرچہ درگردِ منست
زاہد اگر استادِ تو عقلست اینجا	۵۷	خوش باش کہ استادِ تو شاگردِ منست
اے آمدہ از عالمِ روحانی تفت		حیران شدہ در چہار و پنج و شش و ہفت
می خور کہ جز جوانی اندر گل خفت	۵۸	کم خور غمِ عالمی کہ چون رفتی رفت
در صومعہ و مدرسہ و دیر و کنشت		ترسندہ ز دوزخ اند و جویای بہشت
وانکس کہ ز اسرارِ خدا باخبرست	۵۹	زاین تخم در اندرونِ دل ہیچ نکشت
ترکیبِ طبائع چو بکامِ تو دمیست		خوش باش اگرچہ بر تو ہر دم ستمیست
با اہلِ خرد نشین کہ اصلِ تنِ تو	۶۰	گردی و شراری و نسیمی و نمیست
با مطرب و می حور سرشتی گر ہست		با آبِ روانت لبِ کشتی گر ہست
مین[1] مطلب و زنخ فرسودہ متاب	۶۱	حقا کہ جز این نیست بہشتی گر ہست

[1] کذا، (بہ زہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من می خورم و مخالفان از چپ و راست
گویند مخور باده که دین را عداست
چون دانستم که می عدوی دین است
باللہ بخورم خونِ عدو را که رواست ۶۲

دوران جہان بے مِی و ساقی خوش نیست
بے زمزمۂ نای عراقی خوش نیست
ہر چند در احوالِ جہان می نگرم
حاصل ہمہ عشرت است و باقی خوش نیست ۶۳

ابر آمد و باز بر سرِ سبزہ گریست
بی بادۂ ارغوان نمی شاید زیست
این سبزہ کہ امروز تماشا گہِ ماست
تا سبزۂ خاکِ ما تماشا گہِ کیست ۶۴

دریاب کہ از روح جدا خواہی رفت
در پردۂ اسرارِ خدا خواہی رفت
می نوش ندانی ز کجا آمدۂ
خوش باش ندانی بکجا خواہی رفت ۶۵

بر چہرۂ گل شبنم نوروز خوش است
در صحنِ چمن روے دل افروز خوش است
از دی کہ گذشت ہر چہ گوئی خوش نیست
خوش باش و ز دی مگو کہ امروز خوش است ۶۶

یزدان کہ گلِ وجودِ ما آراست
دانست ز فعلِ ما چہ بر خواہد خاست[1] ۶۷

---

[1] کذا (خاست ؟)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے حکمش نیست ہر گناہی کہ مراست | پس سوختنِ قیامت از بہرِ چہ خواست

۶۸

برلوحِ نشانِ بودنیہا بودست | پیوستہ قلم زنیک و بد آسودست
اندر تقدیر آنچہ بایست بداد | غم خوردن و کوشیدنِ ما بیہودست

۶۹

ترسِ اجل و بیمِ فنا ہستی تست | ورنہ ز فنا شاخِ بقا خواہد رست
تا از دمِ عیسوی شدم زندہ بجان | مرگِ ابد از وجودِ ما دست بشست

۷۰

با ہر بد و نیک راز نتوانم گفت | کوتہ سخنم دراز نتوانم گفت
حالے دارم کہ شرح نتوانم داد | رازے دارم کہ باز نتوانم گفت

۷۱

با بادہ نشین کہ ملکِ محمود اینست | وز چنگ شنو کہ لحنِ داؤد اینست
از آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن | حالی خوش باش زان کہ مقصود اینست

۷۲

گردون کرے ز عمرِ فرسودۂ ماست | جیحون اثرے ز اشکِ پالودۂ ماست
دوزخ شررے ز رنجِ بیہودۂ ماست | فردوس دمی ز وقتِ آسودۂ ماست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳

در خواب بُدم مرا خردمندی گفت — کز خواب کسی را گلِ شادی نشگفت
کارے چہ کنی کہ با اجل باشد جفت — می خور کہ بزیر خاک می باید خفت

۷۴

بابا، درمِ قلب نمی گردد جفت — جاروب طرب خانۂ ما پاک برفت
پیرے ز خرابات برون آمد و گفت — می خور کہ بزیر خاک می باید خفت

۷۵

چون چرخ بکامِ یک خردمند نگشت — خواہی تو فلک ہفت شمر خواہی ہشت
چون باید مرد و بودنیہا ہمہ ہشت — چہ مور خورد بگور چہ گرگ بدشت

۷۶

شادی مطلب کہ حاصلِ دہر غمیست — ہر ذرّہ ز خاکِ کیقبادی و جمیست
احوالِ جہان و اصلِ این عمر ببین — خوابی و خیالی و فریبی و دمیست

۷۷

این کہنہ رباط را کہ عالم نامست — آرامگہِ ابلقِ صبح و شامست
بزمیست کہ واماندۂ صد جمشید ست — قصریست کہ تکیہ گاہِ صد بہرامست

۷۸

اکنون کہ گلِ سعادتت[1] بربارست — دستِ تو ز جامِ می چرا بیکارست

---

[1] کذا، پربارست؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

می خور که زمانه دشمنے غدارست — دریافتنِ روزِ چنین دشوارست

۷۹
از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت — بگذاشت مرا و جستجوی تو گرفت
اکنون ز منِ خسته نمی آرد یاد — بوئے تو گرفته بود خوئے تو گرفت

۸۰
این قصر که بهرام درو جام گرفت — روبه بچه کرد و شیر آرام گرفت
بهرام که گور می گرفتی دائم — امروز نگر که گور بهرام گرفت

۸۱
خیّام تنت بخیمه ماند راست — جان سلطانی که منزلش دارِ بقاست
فرّاشِ اجل ز بهرِ دیگر منزل — این خیمه بیفگند چو سلطان برخاست

۸۲
صحرا رُخِ خود ز ابرِ نوروز بشست — وین دهرِ شکسته دل بنو گشت درست
این سبزه خطے بسبزه زاری می بین — ای بیخبر از سبزه که از خاک برست

۸۳
در بزم خرد عقل دلیل سره گفت — در شام و عرب میمنه و میسره گفت
گر نا اہلے گوید می ناسره است — من کے شنوم زانکه خدا می سره گفت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۴

هر کو رقمی ز عقل در دل بنگاشت — یک لحظه ز عمرِ خویش ضائع نگذاشت
یا در طلبِ رضای یزدان کوشید — یا راحتِ خود گزید و ساغر برداشت

۸۵

ای وای بر آن دل که در او سوزی نیست — سودا زدهٔ مهرِ دل افروزی نیست
روزی که تو بی باده بسر خواهی برد — ضائع تر از آن روز ترا روزی نیست

۸۶

من بندهٔ عاصیم رضای تو کجاست — در کنجِ دلم نور و ضیای تو کجاست
ما را تو بهشت اگر بطاعت بخشی — این بیع بود لطف و عطای تو کجاست

۸۷

من هیچ ندانم که مرا آنکه سرشت — از اهلِ بهشت کرد یا دوزخِ زشت
جامی و بتی و بربطی بر لبِ کشت — این جمله مرا نقد و ترا نسیه بهشت

۸۸

تا کی ز چراغِ مسجد و دودِ کنشت — تا کی ز زیانِ دوزخ و سودِ بهشت
رو بر سرِ حرف بین که استادِ قضا — اندر ازل آنچه بودنی بود نوشت

۸۹

هر دل که در او مایهٔ تجرید کم است — بیچاره همه عمر ندیمِ ندم است
جز خاطرِ فارغ که نشاطی دارد — باقی همه هرچه هست اسبابِ غم است

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۰
از ما تہی بسی ساقی ماندست ۔۔۔ وز صحبت عمر بے وفاقی ماندست
از بادۂ دوش یکمنے بیش نماند ۔۔۔ از عمر ندانم کہ چہ باقی ماندست

۹۱
نفست بسگِ خانہ ہمی ماند راست ۔۔۔ جز بانگِ میان تہی از ہیچ نجاست
روبہ صفتست و خوابِ خرگوش ہم ۔۔۔ آشوب پلنگ و از و گرگ و غاست

۹۲
پر خون ز فراقت جگری نیست کہ نیست ۔۔۔ شیدای تو صاحب نظری نیست کہ نیست
با آنکہ نداری سرِ سودای کسے ۔۔۔ سودای تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

۹۳
بیگانہ اگر وفا کند خویشِ منست ۔۔۔ ور خویش جفا کند بد اندیشِ منست
گر زہر موافقت کند تریاک است ۔۔۔ ور نوش مخالفت کند نیشِ منست

۹۴
از آتشِ این طائفہ جز دودی نیست ۔۔۔ وز ہیچ کسم امیدِ بہبودی نیست
دستی کہ ز دستِ چرخ بر سر دارم ۔۔۔ در دامنِ ہر کہ می زنم سودی نیست

ح

۹۵
تا بتوانی غم جہان ہیچ مسنج ۔۔۔ بر دل منہ از آمدہ نا آمدہ رنج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش بخور و می بخش کزین دارِ سپنج — باخود نبری گرچه بسے داری گنج

ح

۹۶
کو مطرب و می تا بدهم دادِ صبوح — خوش وقت آن دل که کند یادِ صبوح
ما را بجهان سه چیز می آید خوش — سرمستی و عاشقی و فریادِ صبوح

خ

۹۷
چون میگذرد عمر چه شیرین چه تلخ — چون جان بلب آمد چه نشاپور و چه بلخ
می نوش که بعد از من و تو ماه بسے — از سلخ بغره آید و از غره بسلخ

د

۹۸
قدرِ گل و مل باده پرستان دانند — نه تنگ دلان و تنگدستان دانند
از بیخبری بیخبری معذوری — ذوقیست درین شیوه که مستان دانند

۹۹
ز آوردن من نبود گردون را سود — وز بردنِ من جاه و جلالش نفزود
از هیچ کسے نیز دو گوشم نشنود — کاوردن و بردنِ من از بهر چه بود

۱۰۰
بوی خوش گل بزخم خارے ارزد — گر باده خوری هم بخمارے ارزد
یاری که از و هزار جان تازه شود — انصاف بده که انتظارے ارزد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکس که زمین و چرخ و افلاک نهاد — بس داغ که او بر دلِ غمناک نهاد
۱۰۱
بسیار لب چو لعل و زلفین چو مشک — در طبلِ زمین و حقهٔ خاک نهاد

خورشید کمندِ صبح بر بام افگند — کیخسروِ روز باده در جام افگند
۱۰۲
می خور که منادی سحر گه خیزان — آوازهٔ اشربوا در ایام افگند

این قافلهٔ عمر عجب میگذرد — دریاب دمے که با طرب می گذرد
۱۰۳
ساقی غمِ فردای حریفان چه خوری — پیش آر پیاله که شب می گذرد

بر چشم تو عالم ارچه می آرایند — مگرو تو بدان که عاقلان نگرایند
۱۰۴
بربای نصیبِ خویش کت بربایند — بسیار چو تو شوند و بسیار آیند

سرّم همه دانای فلک می داند — کو موی بموی و رگ برگ می داند
۱۰۵
گیرم که بزرق خلق را بفریبی — با او چه کنی که یک بیک می داند

آنها که محیطِ جمعِ آداب شدند — در کشفِ دقیقه شمعِ اصحاب شدند
۱۰۶
ره زین شبِ تاریک نبردند برون — گفتند فسانه و در خواب شدند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنها که اسیرِ عقل و تمییز شدند | ۱۰۷ | در حسرتِ هست و نیست ناچیز شدند
رو باخبرا تو آبِ انگور گزین | | کین بیخبران بغوره مویز شدند

پیری سرِ رای بی نواپی[1] دارد | ۱۰۸ | گلنار رخم برنگ آبی دارد
بام و در و چار رکنِ دیوار وجود | | ویران شد و روی بخرابی دارد

آن عقل که در راهِ سعادت پوید[2] | ۱۰۹ | روزی صد بار خویش را می گوید
دریاب تو این یکدمه صحبت که نه | | آن تره که بدروند و دیگر روید

اکنون که دلم ز عشق محروم نشد | ۱۱۰ | کم بود ز اسرار که مفهوم نشد
واکنون که همه بنگرم از روی خرد | | عمرم بگذشت و هیچ معلوم نشد

وقتی که طلوعِ صبحِ ازرق باشد | ۱۱۱ | باید که بکفِ جامِ مروّق باشد
گویند که حق تلخ بود در افواه | | باید بهمه حال که می حق باشد

از بادهٔ شب اگر خمارم نبود | ۱۱۲ | می خوردنِ روز اختیارم نبود
گویند مکن اختیار می خوردنِ روز | | وز خوردنِ روز اختیارم نبود

[1] کذا (بے صوابی؟) [2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن روز که توسنِ فلک زین کردند | وآرایشِ مشتری و پروین کردند
این بود نصیبِ ما ز دیوانِ قضا ۱۱۳ | ما را چه گناه چون نصیب این کردند

روزی که جزای هر صفت خواهد بود | قدرِ تو بقدرِ معرفت خواهد بود
در حسنِ صفت کوش که در روزِ جزا ۱۱۴ | حشرِ تو بصورتِ صفت خواهد بود

زان پیش که غمهات شبیخون آرند | فرمای بتا تا میِ گلگون آرند
تو زر نهٔ ای غافلِ نادان که ترا ۱۱۵ | در خاک نهند و باز بیرون آرند

چون مرده شوم خاکِ مرا گم سازند | واحوالِ مرا عبرتِ مردم سازند
پس خاک و گلم بباده آغشته کنند ۱۱۶ | وز کالبدم خشتِ سرِ خم سازند

در دهر[1] چو آوازهٔ گل تازه دهند | فرمای بتا که می باندازه دهند
از دوزخ و از بهشت و از حور و قصور ۱۱۷ | فارغ بنشین که آن بآوازه دهند

گویند بهشت و حورِ عین خواهد بود | آنجا میِ ناب و انگبین خواهد بود
ما با می و معشوق ازانیم مقیم ۱۱۸ | چون عاقبتِ کار همین خواهد بود

[1] کذا.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویند بهشت و حور و کوثر باشد — آنجا می ناب و شهد و شکر باشد
۱۱۹
پر کن قدحِ باده و بر دستم نه — نقدی ز هزار نسیه بهتر باشد

می خور که تنت بخاک در ذره شود — هر ذرّه ز تو پیاله و جرّه شود
۱۲۰
مشنو سخن بهشت و دوزخ ز کسان — عاقل بچنین روز چرا غرّه شود

این خلق همه خرانِ با افسوس اند — پر مشغله و میان تهی چون کوس اند
۱۲۱
خواهی که کفِ پای ترا بوسه زنند — خوش نام بزی که بندهٔ ناموس اند

می نوش که تا غم از نهادت ببرد — شغلِ دو جهان جمله زیادت ببرد
۱۲۲
رو آتشِ تر گزین کن و آبِ روان — زان پیش که خاک شوی بادت ببرد

می خور که ز تو کثرت و قلت ببرد — و اندیشهٔ هفتاد و دو ملت ببرد
۱۲۳
پرهیز مکن ز کیمیای که از و — یک جرعه بخوری هزار علت ببرد

چون شاهد روح خانه پرداز شود — هر چیز باصلِ خویشتن باز شود
۱۲۴
این سازِ وجود و چار ابریشم طبع — از زخمهٔ روزگار بی ساز شود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویند از آن کسان که با پرهیزند — زآنسان که بمیرند چنان برخیزند
۱۲۵ ما با می و معشوق از آنیم مدام — تا بو که بحشرمان چنان انگیزند

زنهار، مرا از جام می قوت کنید — وین چهرهٔ کهربا چو یاقوت کنید
۱۲۶ چون فوت شوم بباده شوئید مرا — وز چوب رزم تختهٔ تابوت کنید

اندیشهٔ جرمم چو برابر گذرد — از آتش سینه آبم از سر گذرد
۱۲۷ لیکن شرط است بنده چون توبه کنند — مخدوم بلطف از سرِ آن در گذرد

یک جام هزار مرو بدین ارزد — یک جرعهٔ می مملکتِ چین ارزد
۱۲۸ در روی زمین چیست ز باده خوشتر — تلخی که هزار جانِ شیرین ارزد

در میکده جز بمی وضو نتوان کرد — وان نام که زشت شد نکو نتوان کرد
۱۲۹ خوش باش که این پردهٔ مستوری ما — بدریده و چنان شد که رفو نتوان کرد

مگذار که غصه در حصارت گیرد — و اندوهِ محالِ روزگارت گیرد
۱۳۰ مگذار دمی کنارِ آب و لبِ کشت — زان پیش که خاک در کنارت گیرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

می گرچه حرام است ولی تا که خورد — وانگاه چه مقدار و دگر تا[1] چه خورد
۱۳۱
هرگاه که این چهار[2] شرط آمد جمع — پس می نخورد مردم دانا[3] چه خورد

من باده بجام یک منی خواهم کرد — خود را بدو جام می غنی خواهم کرد
۱۳۲
اول سه طلاق عقل و دین خواهم گفت — پس دختر رز را بزنی خواهم کرد

آنهاکه اساس کار بر زرق نهند — آیند و میان جان و تن فرق نهند
۱۳۳
بر فرق نهم سبوی می را پس ازین — گر همچو خروسم اره بر فرق نهند

از دفتر عمر پاک می باید شد — وز چنگ اجل هلاک می باید شد
۱۳۴
ای ساقی خوش لقا تو خوش خوش ما را — آبی در ده که خاک می باید شد

سبوی[4] می درین قوم چه کردی که خرند — دانش چه بری که از تو دانش نخرند
۱۳۵
سالی یکبار آب جویت ندهند — روزی صد بار آبرویت ببرند

آنهاکه بکار عقل در می کوشند — هیهات که جمله گاو نر می دوشند
۱۳۶
آن به که لباس ابلهی در پوشند — کامروز بعقل تره می نفروشند

[1] کذا (باکه) [2] کذا (سه شرط شد راست بگو) (وینفیلڈ) [3] کذا، (که) [4] کذا، (سو دے تو)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش باش که عالم گذران خواهد بود — بر چرخ قرانِ اختران خواهد بود
۱۳۷
خشتی که ز قالبِ تو خواهند زدن — بنیادِ سرای دگران خواهد بود

هرگز نه جهانِ کهنه نو خواهد شد — نه کار کسی بکام او خواهد شد
۱۳۸
ای ساقی اگر باده دهی ورنه دهی — میدان که سرِ جمله فرو خواهد شد

از می طرب و نشاط و مردی خیزد — وز طبعِ کتب خشکی و سردی خیزد
۱۳۹
گر باده خوری تو سرخ رو خواهی بود — کز خوردنِ سبزه روی زردی خیزد

بیمارم و بت در امتحانم دارد — ناخوردنِ می قصد بجانم دارد
۱۴۰
وین طرفه نگر که هرچه در بیماری — جز باده خورم همه زیانم دارد

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد — وین تازه بهارِ ارغوانی دی شد
۱۴۱
آن مرغِ طرب که نام او بود شباب — هیهات ندانم که کی آمد کی شد

هر لذت و راحتی که خلاق نهاد — از بهر مجردان و آفاق نهاد
۱۴۲
هر کس که ز طاق منقلب گشت بجفت — آسایشِ خود ببرد و بر طاق نهاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ر

افلاک کہ جز غم نفزایند دگر — ننہند بجا تا نربایند دگر
۱۴۳
نا آمدگان اگر بدانند کہ ما — از دہر چہ می کشیم نایند دگر

آن می کہ حیات جاودانیست بخور — سرمایۂ لذت جوانیست بخور
۱۴۴
سوزندہ چو آتش است لیکن غم را — سازندہ چو آب زندگانیست بخور

وقت سحر است خیز ای طرفہ پسر — پر بادۂ لعل کن بلورین ساغر
۱۴۵
کین یکدمہ عاریت درین کنج بقا — بسیار بجوئی و نیابی دیگر

این اہل قبور خاک گشتند و غبار — ہر ذرہ ز ہر ذرہ گرفتند کنار
۱۴۶
آہ این چہ شراب است کہ تا روز شمار — بیخود شدہ و بیخبر اند از ہمہ کار

در موسم گل بادۂ گلرنگ بخور — با نالۂ نای و نغمۂ چنگ بخور
۱۴۷
من می خورم و عیش کنم نوشم باد — گر تو نخوری من چکنم سنگ بخور

در دائرۂ سپہر ناپیدا غور — جامیست کہ جملہ را چشانند بزور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۸ نوبت چو بدورِ تو رسد آه مکن
می نوش بخوشدلی که دورست بجور

۱۴۹ چون حاصلِ آدمی درین جای دو در
جز دردِ دل و دادنِ جان نیست دگر
خرم دل آنکه شد بطفلی آزاد
وآسوده کسی که خود نزاد از مادر

۱۵۰ دی کوزه گری بدیدم اندر بازار
بر تازه گلی لگد همی زد بسیار
آن گل بزبانِ حال میگفت بدو
من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار

۱۵۱ ای دل همه اسباب جهان ساخته گیر
وین خانه پر از نعمت و خاسته گیر
در دنییِ فانی که نه جای من و تست
روزی دو سه بنشسته و برخاسته گیر

۱۵۲ ای دوست غمِ جهان بیهوده مخور
بیهوده غمانِ دهرِ فرسوده مخور
چون بود گذشت و نیست نابود پدید
خوش باش و غم بوده و نابوده مخور

۱۵۳ گر باده خوری تو با خردمندان خور
یا با صنمی لاله رخی خندان خور
بسیار مخور، فاش مکن، ورد مساز
کم کم خور و گه گاه خور و پنهان خور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار همه عالم بمرادت شده گیر — وین عمر برفته واجل آمده گیر
۱۵۴ گفتی که بکام خویش دستی بزنم — خود نتوانی وگر توانی زده گیر

ایام شبابست شراب اولتر — با خوش پسران بادهٔ ناب اولتر
۱۵۵ این عالم فانی چو خرابست ویباب — از باده درو مست وخراب اولتر

ز

با تو بخرابات اگر گویم راز — به زانکه بمحراب برم بی تو نماز
۱۵۶ ای اول وای آخر خلقان همه — خواهی تو مرا بسوز وخواهی بنواز

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز — ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز
۱۵۷ نومید نیم ز بارگاهِ کرمت — دانی که یکی را دو نگفتم هرگز

ما عاشق وآشفته ومستیم امروز — در کوی مغان باده پرستیم امروز
۱۵۸ از هستیِ خویشتن بکلی رسته — پیوسته بمحبوبِ الستیم امروز

کردیم دگر شیوهٔ رندی آغاز — تکبیر همی زنیم در پنج نماز
۱۵۹ هر جا که پیاله ایست مارا بینی — گردن چو صراحی سوی او کرده دراز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۰
آب رخ نوعروس رز پاک مریز
جز خون دل تائب غمناک مریز
خون دو هزار تائب نامعلوم
بر خاک بریز و جرعه بر خاک مریز

۱۶۱
از روی حقیقتی نه از روی مجاز
ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز
بازیچه همی کنیم بر نطع وجود
رفتیم بصندوق عدم یک یک باز

۱۶۲
می پرسیدی که چیست این نقش مجاز
گر بر گویم حقیقتش هست دراز
نقشیست پدید آمده از دریای
وانگاه شده بقعر آن دریا باز

۱۶۳
لب بر لب کوزه بردم از غایت آز
تا زو طلبم واسطهٔ عمر دراز
لب بر لب من نهاد و میگفت براز
می خور که بدین جهان نمی آئی باز

س

۱۶۴
ای واقف اسرار ضمیر همه کس
در حالت عجز دستگیر همه کس
یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر
ای توبه ده و عذر پذیر همه کس

۱۶۵
از حادثهٔ زمان زاینده مترس
وز هرچه رسد چو نیست پاینده مترس
این یکدم نقد را غنیمت میدان
از رفته میندیش وز آینده مترس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش

۱۶۶
خیام اگر ز عشق مستی خوش باش
با لاله رخی اگر نشستی خوش باش
در عالمِ نیستی چو می باید رفت
انگار که نیستی چو هستی خوش باش

۱۶۷
تا چند کنم غصۂ نادانیِ خویش
بگرفت دلِ من از پریشانیِ خویش
زنارِ مغانہ بر میان خواہم بست
دانی ز چہ از ننگ مسلمانیِ خویش

۱۶۸
سرمست بمیخانہ گذر کردم دوش
پیرے دیدم مست و سبوی بر دوش
گفتم ز خدا شرم نداری ای پیر
گفتا کرم از خداست می نوش خموش

۱۶۹
می را کہ خرد خجستہ دارد پاسش
او آب حیاتست و منم الیاسش
من قوتِ دل و قوتِ روحش گفتم
چون گفت خدا منافع للناسش

۱۷۰
در کارگہِ کوزہ گرے رفتم دوش
دیدم دو ہزار کوزہ گویا و خموش
ناگاہ یکے کوزہ برآورد خروش
کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ک

ای چرخِ فلک نان شناسی نہ نمک — پیوستہ مرا برہنہ داری چو سمک
171
از چرخ زنی و دو شخص پوشیدہ شود — از چرخ زنی[له] تو کمتر ای چرخ زنک

روحی کہ منزہ است ز آلائشِ خاک — مہمانِ تو آمدست از عالمِ پاک
172
میدہ تو بادۂ صبوحی مددش — زان پیش کہ گوید انعم اللہ مساک

خیام زمانہ از کسے دارد ننگ — کو در غمِ ایام نشیند دل تنگ
173
می خور تو بآبگینہ با نالۂ چنگ — زان پیش کہ آبگینہ آید بر سنگ

م

گر من گنہِ روئے زمین کردستم — عفوِ تو امیدست کہ گیرد دستم
174
گفتی کہ بروزِ عجز دستت گیرم — عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم

گویند مرا کہ می پرستم، ہستم — گویند مرا عارف و مستم، ہستم
175
در ظاہرِ من نگاہ بسیار مکن — کاندر باطن چنانکہ ہستم ہستم

ای چرخ ز گردشِ تو خرسند نیم — آزادم کن کہ لائقِ بند نیم
176

[له] لہ: پس چرخ زنے بہ از تو اے چرخِ فلک (ملک الکتاب تبریزی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گر میلِ تو با بخرد و نا اہل است — من نیز چنان اہل و خردمندیم

۱۷۷
میلم بشرابِ ناب باشد دائم — گوشم بہ نی و رباب باشد دائم
گر خاکِ مرا کوزہ گران کوزہ کنند — آن کوزہ پُر از شراب باشد دائم

۱۷۸
افسوس کہ بے فائدہ فرسودہ شدیم — وز آس سپہرِ سرنگون سودہ شدیم
دردا و ندامتا کہ تا چشم زدیم — نابودہ بکامِ خویش نابودہ شدیم

۱۷۹
ما افسرِ خان و تاجِ کے بفروشیم — دستارِ قصب بہ بانگ نے بفروشیم
تسبیح کہ پیکِ لشکرِ تزویر است — ناگاہ بیک جرعۂ مے بفروشیم

۱۸۰
چون نیست مقامِ ما درین دیر مقیم — پس بی می و معشوق خطائیست عظیم
تا کی ز قدیم و محدث ای مردِ سلیم — چون من رفتم جہان چہ محدث چہ قدیم

۱۸۱
پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم — آسودہ در آمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز آبِ دیدہ در آتشِ دل — دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زان پیش کہ از زمانہ تابی بخوریم
باید گر امروز شرابی بخوریم
کین چرخِ فلک بگاہِ رفتن ما را
۱۸۲
چندان ندہد امان کہ آبی بخوریم

ای دوست بیا تا غمِ فردا نخوریم
وین یک دمِ نقد را غنیمت شمریم
فردا کہ ازین دیرکہن درگذریم
۱۸۳
با ہفت ہزار سالگان سربسریم

شبہا گذرد کہ دیدہ برہم نزنیم
تا پای نشاط بر سرِ غم نزنیم
برخیز کہ دم زنیم پیش از دمِ صبح
۱۸۴
کین صبح بسی دمد کہ ما دم نزنیم

ن

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من
وین حرفِ معمّا نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پسِ پردہ گفتگوی من و تو
۱۸۵
چون پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

برخیز و مخور غمِ جہانِ گذران
خوش باش و دمے بشادمانی گذران
در طبعِ جہان اگر وفائے بودے
۱۸۶
نوبت بتو خود نیامدی از دگران

بر سینۂ غم پذیرِ من رحمت کن
برجان و دلِ اسیرِ من رحمت کن
بر پای خرابات روِ من بخشای
۱۸۷
بر دستِ پیالہ گیرِ من رحمت کن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چون حاصلِ آدمی درین شورستان[1] — جز خوردنِ غصه نیست تا دادنِ جان
۱۸۸
خرم دل آن کزین جهان زود برفت — و آسوده کسی که خود نیامد بجهان

غمهای جهان بر دلم آسان می‌کن — و افعالِ بدم ز خلق پنهان می‌کن
۱۸۹
امروز خوشم بدار و فردا با من — آنچه از کرمِ تو می‌سزد آن می‌کن

دارم ز جفای فلکِ آئینه گون — وز گردشِ روزگارِ خس پرورِ دون
۱۹۰
از دیده رخی همچو پیاله پر اشک — وز گریه دلی همچو صراحی پر خون

تا بتوانی میل برندان می کن — بنیادِ فساد و مکر ویران می کن
۱۹۱
بشنو سخنانِ عمرِ خیامی — می میخور و ره می‌زن و احسان می کن

اکنون که بزد هزاردستان دستان — جز بادهٔ لعل از کفِ مستان مستان
۱۹۲
برخیز و بیا که گل بشاخی[2] بنشست — روزی دو سه داد خود ز بستان بستان

و

۱۹۳ بردار پیاله و سبوای دلجو — برگرد بگردِ سبزه زار و لبِ جو

---

[1] کذا (شورستان ؟) [2] کذا (بشاخی ؟)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کین چرخ بسے قدِ بتانِ مہ رو | صد بار پیالہ کرد و صد بار سبو

از آمدن و رفتنِ ما سودی کو | وز تارِ وجودِ عمرِ ما پود ی کو
۱۹۴
در چنبرِ چرخ جانِ چندین پاکان | می سوزد و خاک میشود، دودی کو

آنم کہ پدید گشتم از قدرتِ تو | صد سالہ شدم بناز در نعمتِ تو
۱۹۵
صد سال بامتحان گنہ خواہم کرد | تا جرمِ من است بیش یا رحمتِ تو

این چرخِ فلک بہر ہلاکِ منِ تو | قصدی دارد بجانِ پاکِ منِ تو
۱۹۶
بر سبزہ نشین بیا کہ بس دیر نماند | تا سبزہ برون دمد ز خاکِ منِ تو

ی

در کارگہِ کوزہ گری کردم رای | در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپای
۱۹۷
میکرد سبو و کوزہ را دستہ و سر | از کلّۂ پادشاہ و از دستِ گدای

زنہار کنون کہ میتوانی باری | بردار ز خاطرِ عزیزان باری
۱۹۸
کین مملکتِ حسن نماند جاوید | از دستِ تو ہم برون رود یکباری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۹
گر زانکه بدست افتد از می دو منی — می خور تو بهر محفل و هر انجمنی
کانکس که جهان کرد فراغت دارد — از سبلتِ چون تویی و ریشِ چو منی

۲۰۰
گر دست دهد ز مغز گندم نانی — وز می کدویی ز گوسفندی رانی
با لاله رخی نشسته در ویرانی — عیشی بود آن نه حدِ هر سلطانی

۲۰۱
چندانکه نگاه می کنم هر سویی — از سبزه بهشت ست و ز کوثر جویی
صحرا چو بهشت است ز دوزخ کم گوی — بنشین به بهشت با بهشتی رویی

۲۰۲
ای آنکه نتیجهٔ چهار و هفتی — وز پنج[له] و چهار دائم اندر تفتی
می خور که هزار بار بیشت گفتم — باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

۲۰۳
ای بادهٔ خوشگوار در جام بهی — بر پای خرد تمام بند و گرهی
هر کس که ز تو خورد امانش ندهی — تا گوهر او بر کفِ دستش ننهی

۲۰۴
یا رب بگشای بر من از رزق دری — بی منتِ مخلوق رسان ماحضری

[له] کذا، لکن در دیگر نسخ "هفت" است۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از بادہ چنان مست نگہدار مرا | کز بیخبری نباشدم دردسرے

ہنگام سپیدہ دم خروسِ سحری | دانی کہ چرا ہمی کند نوحہ گری
۲۰۵
یعنی کہ نمودند در آئینۂ صبح | کز عمر شبے گذشت و تو بیخبری

تمام شد رباعیات ملک الحکما رشیخ

عمر خیام طاب اللہ ثراہ

بتاریخ سلخ شہر رجب المرجب

سنۃ احدی عشر و تسعمایہ

الہجرۃ النبویہ

بخط العبد المذنب

سلطان علی الکاتب

ونقلہ من خط سلطان علی الکاتب العبد الحقیر،

سلیمان الندوی

ثالث رجب سنۃ احدی وخمسین

وثلث عشر مأتہ

للہجرۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدراک و اضافہ

ص ۹ و ۱۰ (حاشیہ ص۱۰) پروفیسر محمد شفیع صاحب (اورینٹل کالج لاہور) کے جس مقالہ کا ذکر اس حاشیہ میں کیا گیا ہے، وہ اس کتاب کے ۴۶۴ صفحون کے چھپنے کے بعد اسلامک کلچر حیدرآباد دکن کے اکتوبر ۱۹۳۲ء کے نمبر میں چھپ کر شایع ہوا، اور اپریل ۱۹۳۳ء میں میری نظر سے گذرا، پروفیسر ممدوح کا یہ فاضلانہ مضمون اگر پہلے میری نظر سے گذرتا، تو اس ماخذ (بیہقی) کے اشخاص کی تحقیق کے متعلق میری بہت سی محنت بچ جاتی،

ص ۹ میں، اور اسی بنیاد پر اس کتاب کے بعض دوسرے مباحث میں، مین نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "قفطی مین خیام کا جو مقفّٰی و مسجع تذکرہ ہے، وہ عماد کاتب کی خریدۃ القصر سے منقول ہوگا" عماد کاتب کی خریدۃ القصر مین خیام کا جو تذکرہ ہے، اسکی نقل پروفیسر محمد شفیع صاحب نے اپنے مذکورۂ بالا مقالہ مین خریدہ کے اُس قلمی نسخہ سے لے کر درج کی ہے، جو لائیڈن کے کتبخانہ مین ہے، وہ عبارت مذکور یہ ہے،

عمر الخیام لیس یوجد مثلہ فی زمانہ، وکان عدیم القرین فی علوم النجوم والحکمۃ وبہ یضرب المثل، اُنشدت من شعرہ باصفہان،

(اس کے بعد وہ چند عربی شعر ہین، جو قفطی مین مذکور ہین،)

خریدہ کی یہ عبارت مذکور قفطی سے بالکل الگ اور مختصر ہے، اور اس مین وہ واقعات نہین جو قفطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین ہین، ایسی حالت مین اگر یہ نقل صحیح ہو کہ خریدہ مین خیام کے متعلق اسیقدر ہی تو میرے خیال کی غلطی واضح ہے، پھر بھی یہ معما حل طلب رہجاتا ہے کہ خیام کے تقریباً سو برس کے بعد قفطی نے خیام کے متعلق یہ واقعات حج وغیرہ کس ماخذ سے یا کتاب سے لئے ہین، اور قفطی مین خیام کے تذکرہ کی یہ عبارت، قفطی کی عام عبارت کے برخلاف اس قدر مسجع اور تکلف و تصنع سے آراستہ کیون ہے؟

ص ۱۰۹، امام ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابی القاسم زید بیہقی نے اپنی کتاب مشارب التجارب مین اپنا حال آپ لکھا ہے جسکو یاقوت نے اپنی معجم الادبا مین بعینہ نقل کیا ہے، نسباً یہ عرب اور حضرت خزیمہ صحابی کی نسل سے تھے، ۴۹۹ھ مین ستبروار علاقہ بیہق مین پیدا ہوئے، اس لیے ۵۰۷ھ مین جب اپنے باپ کے ساتھ خیام سے ملے تھے، تو یہ نو برس کے تھے، اور تعجب ہوتا ہے کہ انھون نے اسی سن مین خیام کے ایک ادب اور ایک ریاضی کے سوال کا صحیح جواب دیا، انھون نے اپنے حالات مین ۵۴۹ھ تک کی تصانیف کے نام گنائے ہین، اُن مین اپنی تاریخ الحکما یعنی تتمہ صوان الحکمۃ کا نام بھی لکھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ۵۴۹ھ تک تالیف پا چکی تھی، (معجم الادبا، یاقوت حموی جلد ۵ ص ۲۱۱ گب) اس کتاب کے ص ۱۰۱ اور ص ۱۴۱ مین اسکی تالیف کی تاریخ ۵۴۹ھ دیگئی ہے، یہ انتہائی تاریخ ہے، یعنی یہ اسوقت تک تالیف ہو چکی تھی،

ایک بات تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے، کہ بیہقی نے خیام سے ۵۰۷ھ کی اپنی ملاقات نیشاپور کا ذکر کیا ہے، اور اس کے بعد وہ ۵۱۴ھ سے ۵۱۷ھ تک بسلسلہ تعلیم نیشاپور مین قیام پذیر رہے، اور ۵۲۱ھ مین پھر نیشاپور آئے (دیکھو یاقوت) مگر اس اثنا مین پھر کسی ملاقات کا ذکر نہین کرتے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس ۵۰۷ھ والی ملاقات کا ذکر خصوصیت سے اس لئے انھون نے کیا کہ اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو خیام کی زبان سے اپنے بچپن کی ذہانت کی تعریف کا اظہار مقصود تھا،

ص۵۳ خازنی نے ۵۱۵ھ مین میزان الحکمۃ کے نام سے جو کتاب لکھی ہے، اوس مین خیام، اور اس کے رسالہ میزان کا ذکر کیا ہے، اس مین خیام کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ وغیرہ کوئی لفظ ایسا نہین لکھا ہے جس سے اسکی موت کی طرف اشارہ ہو، اصل عبارت یہ ہے،

ثم فی ھذہ الدولۃ القاھرۃ ثبتھا اللہ تعالٰی نظر فیہ ابوحفص (؟) عمر الخیامی و حقق القول فیہ و برھن علی صحۃ رصدہ والعمل بہ لماء معین دون میزان معلم

(نسخۂ مطبوعۂ خانیکوف)

خیام نے اپنا یہ رسالہ خازنی سے پہلے ۵۱۵ھ تک مین لکھا ہوگا،

ص۶۵ عمر بن ابراہیم خیامی کی کنیت تمام اہل تذکرہ نے "ابوالفتح" لکھی ہے، اور یہی کنیت خیام کے رسالۂ کون و تکلیف، رسالۂ وجود فارسی اور رسالۂ جبر و مقابلہ کے شروع مین، اور خیام کے رسالہ میزان الحکم نسخۂ موجودہ کتبخانہ "گوتھا (جرمنی) مین ہے، لیکن میزان الحکمۃ خازنی کے نسخۂ حیدرآباد مین خیام کے رسالۂ میزان الحکم کے شروع مین، اور خانیکوف کے نسخۂ میزان الحکمۃ کے مقدمہ فصل خامس مین "ابوحفص" لکھا ہے، ابوحفص کنیت اس مناسبت سے کہ اس کے ہمنام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت بھی یہی تھی، مناسب معلوم ہوتی ہے، شاید اس کی یہ دونون کنیتین ہون، لیکن مشہور تر اور معروف تر ابوالفتح ہی ہے،

ص۸۰ قاضی محمد بن منصور سرخسی خراسان کے قاضی تھے، راوندی نے راحۃ الصدور (سنہ ۵۹۹ / ۶۰۱ھ) مین ان کو سلجوقی عہد کے اکابر علماء مین شمار کیا ہے، (ص۳۰) حکیم سنائی المتوفی ۵۴۵ھ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کی مدح میں اشعار لکھے ہیں جنکو پروفیسر محمد اقبال (لاہور) نے اپنے راحتہ الصدر کے فاضلانہ حواشی میں نقل کیا ہے میرے پیش نظر کلیات سنائی کا مطبوعہ نسخہ (بمبئی ۱۳۲۸ھ) ہے، اس میں چند مزید شعر ملتے ہیں جن سے قاضی ممدوح کے کچھ اور حالات معلوم ہوتے ہیں، ترکیبات کے عنوان میں ہے:

"در ستائش ابوالمفاخر محمد بن منصور اقضی القضاۃ خراسان فرماید"

اس ترکیب بند کے حسب ذیل مختلف شعر انکے حالات سے تعلق ہیں،

چو قبول مفخر دین بو المفاخر یافتی　　آتش اندر لات دین کفر و فخر و عار زن

شیخ الاسلام جمال دین مفتی المشرقین　　سیف حق تاج خطیبان شمع شرع اقضی القضات

تا ترا صدر خراسان خواند سلطان عراق　　شد خراسان بر زمین از بن فخر سلطانی دگر

گرچہ نزد دوستان نامت محمد بد ولیک　　بر عدو نام تو چون نام پدر منصور باد

(ص ۱۲۸ البمبئی)

اس ترکیب بند میں قاضی صاحب کی فیاضی کی بار بار تصریح ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعر نے اسی جذبہ کے اثر سے ممدوح کی تعریف کی ہے، اس سے اس دعویٰ کی کہ قاضی صاحب سنائی کے استاد تھے، تردید ہوتی ہے،

قاضی صاحب کے نام سے منسوب مواعظ و اخلاق میں ایک عربی کتاب ریاض الانس برٹش میوزیم کے کتبخانہ میں ہے، اس کے دیباچہ میں ہے "قال الشیخ الامام الاجل السید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاوحد صدر الاسلام عماد الدین سیف الحق مفتی الشرق والغرب ۔۔۔۔

ابوالمفاخر محمد بن منصور نور اللہ ضریحہ، (تتمہ فہرست عربی کتبخانہ مذکور ص ۱۵۳، ۲۳۶)

کشف الظنون مین اس کتاب کے مصنف کا نام ابوسعید حسن بن علی الواعظ ہے لائیڈن

اور میونک کے نسخون مین بھی حسن بن علی ہی نام ہے، (تتمہ فہرست عربی برٹش میوزیم لائبریری ص ۵۲)

قاضی محمد بن منصور کی ولادت و وفات کی تاریخ نہین معلوم لیکن اس کتاب مین سندا

مصنف کے ایک شیخ کا نام ابوعلی زاہر بن احمد مذکور ہے، اُن کا ذکر برٹش میوزیم کی فہرست کے

مصنّف نے تاریخ الاسلام (ذہبی؟) مین پایا ہے، اور مین نے انساب سمعانی مین زیر سرخسی

اور معجم البلدان یاقوت مین زیر سرخس پایا ہے، انکی تاریخ وفات ۳۸۹ھ ہے، ایسی حالت مین وہ

شخص جو سنائی المتوفی ۵۴۵ھ کا ممدوح ہو وہ ابوعلی زاہر بن احمد سرخسی المتوفی ۳۸۹ھ کا شاگرد

نہین ہو سکتا، اس لیے یہ سندا گر مصنف قاضی محمد بن منصور ہین تو قابل تصحیح ہی،

زاہر سرخسی کے آخری شاگرد ابن مندہ ہین، یہ بھی ۳۸۳ھ مین پیدا ہوے، اور ۴۷۰ھ مین

وفات پائی، (طبقات ابن رجب حنبلی ترجمۂ ابوالقاسم عبدالرحمن ابن مندہ جلد اوّل)

اسی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہی کہ قاضی صاحب کا خیام کا استاد ہونا گو ممکن ہے، مگر یہ دعوی

سند و ثبوت کا محتاج ہی،

ص ۱۴۹ و ۱۵۰ اس کتاب مین ایک جگہ ص ۵ مین سنائی کی تاریخ وفات ۵۲۵ھ یا ۵۴۵ھ

شک کیساتھ درج ہے، اور ص ۱۴۹ مین قطعیت کیساتھ ۵۴۵ھ درج کی گئی ہی،

میری تحقیق یہ ہے کہ حکیم سنائی نے اپنی مثنوی حدیقہ ۵۲۵ھ مین تمام کی، اس وقت انکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر ساٹھ برس تھی، اس لیے انکی پیدائش کا سال ۴۶۵ھ ہوگا، اور انکی وفات کا سال بروایت صحیح ۵۲۵ھ ہے،

نفحات الانس وغیرہ مین انکی وفات ۵۲۵ھ لکھی گئی ہے، لیکن یہ بدلائل قطعاً غلط ہے، مین نے معارف (مارچ ۱۹۳۳ء) مین "حکیم سنائی کے سنین عمر" پر ایک مدلل مضمون لکھا ہے، جس کو مزید تحقیق مطلوب ہو، وہ مضمونِ مذکور کی طرف رجوع کرے،

ص ۱۰۲ ابوطاہر بن علک کا ذکر طبقات الحنابلہ ابن رجب مین بضمن ترجمہ ابوالوفاء ابن عقیل بغدادی حسب ذیل ہے،

"وفی ہذہ السنۃ توفی ابوالطاہر بن علک وکان من صدور الشافعیۃ و اکابر المتمولین، فشیعہ نظام الملک وارباب الدولۃ ودفن بتربۃ ابی اسحق الشیرازی، وجاء السلطان الی القبر بعد دفنہ"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ شافعیون کے صدر اور اپنے وقت کے بڑے دولتمندون مین سے تھے، اور اس رتبہ کے تھے کہ نظام الملک اور ارباب مناصب نے ان کے جنازہ کی مشایعت کی اور خود سلطان ملک شاہ ان کی قبر پر حاضر ہوا،

ص ۱۲۲ محمد خازن کا مستقل ترجمہ گو نہین ملتا، لیکن ابوالفتح عبدالرحمان خازنی نے میزان الحکمۃ (نسخۂ جامع مسجد بمبئی) مین اپنے آقا علی کے باپ کا نام محمد الخازنی بتایا ہے، مولی الشیخ العمید الماضی ابی الحسن علی بن محمد الخازنی رحمہما اللہ تعالی، ابوالفتح خازنی نے یہ کتاب ۵۱۵ھ مین لکھی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس سنہ سے پہلے محمد خازنی اور اس کا بیٹا علی دونون وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پا چکے تھے، شہرزوری اور بیہقی مین اس علی الخازنی کو مروزی لکھا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرو کا باشندہ تھا، نظام الملک طوسی (ص۲۶۶ کانپور) کے مصنف نے معلوم نہین ابو الفتح خازنی کے آقا کا نام مسکویہ ابو علی خازن رئیس مرو، کس طرح بتایا ہے، بہرحال ممکن ہے کہ یہی محمد خازنی مروزی محمد خازن ہو،

ص۱۴۷، مظفر کی وفات کی تاریخ ۵۱۵ھ کے بعد قرار دیگئی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اوسکی تاریخ وفات ۵۰۶ھ (جبین نظامی عروضی اس سے اور خیام سے ملا تھا) اور ۵۱۵ھ کے درمیان ہے کیونکہ عبدالرحمان خازنی نے میزان الحکمۃ مین جسکو اُس نے ۵۱۵ھ مین تالیف کیا ہے لکھا ہے کہ مظفر نے اپنی کتاب ناتمام چھوڑ کر وفات پائی، (فصل خامس مقدمہ میزان الحکمۃ للخازنی)

ص۱۴۸ **مصادرات اقلیدس**، لفظ "مصادرات" اصطلاحاً کسی علم کے ان مبادی اور مقدمات پر بھی بولا جاتا ہے، جن کے تسلیم کرنے پر اس علم کے مسائل اور مطالب کا ثبوت موقوف ہو اسلئے اقلیدس کے ان تشریح طلب مقدمات کو مصادرات کہتے ہین جن کو بوقت استدلال تسلیم کرلیا جاتا ہے، اوران کا ثبوت کسی اور مقام پر دیا جاتا ہے، (دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون تھانوی جلد اول صفحہ ۹)،

خیام کی کتاب کا موضوع اقلیدس کے انھین تشریح طلب مبادی کی تحقیق و اثبات ہے اقلیدس کے مصادرات کی شرح مین ابن ہیثم مصری المتوفی ۴۳۰ھ کی ایک کتاب ہے، جس کا ذکر قفطی نے اخبار العلماء مین (ص۴۷ مصر) اور ابن ابی اصیبعہ نے تاریخ الاطباء مین (جلد ۲ ص۹۷ مصر) کیا ہے، خوش قسمتی سے یہ کتاب ہمارے ملک کے مشہور کتبخانہ رامپور کے فن ریاضی عربی (ص۵۵) مین شرح المصادرات کے نام سے موجود ہے، جس کی ضخامت ۲۲۴ صفحے ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری کتاب، اس فن پر خواجہ نصیر طوسی المتوفی سنہ ۶۷۲ھ کی کتاب المصادرات کے نام سے اسی کتبخانہ کے فن ریاضی کے ۶۳ مین موجود ہے، اسکی ضخامت پچاس صفحون کی ہے،

ان دونون کتابون سے ثابت ہوتا ہے کہ مصادرات کا لفظ "صدور" سے نہین، بلکہ صَدْر (سینہ یا آگے) سے ماخوذ ہے، اس کا اطلاق ان مقدمات پر ہوتا ہے، جو اکثر مقالون سے پہلے مذکور ہوتے ہین، ابن ہیثم نے مقالۂ اولیٰ کی شرح کے بعد لکھا ہے "فقد اتینا علی شرح مصادرۃ المقالۃ الاولیٰ من کتاب اقلیدس فی الاصول" مقالۂ حادیہ عشر کے خاتمہ پر ہے " هذا ما ذکرہ اقلیدس فی صدر المقالۃ الحادیۃ عشر ولم یقدم فی صدر المقالۃ الثانیۃ عشر ولا الثالثۃ عشر شیئًا من المقدمات لانہ استغنی بما قدمہ فی صدر الحادیۃ عشر عن تقدیم غیرہ فلنختم کتابنا عند هذا القول، تم کتاب شرح مصادرات اقلیدس"

محقق طوسی نے بھی اپنی کتاب کے دیباچہ مین مصادرات کا اطلاق ہر مقالہ کے ابتدائی مقدمات پر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ اس فن پر مجھ سے پہلے تین صاحبون نے بحث کی ہے، ان مین پہلا شخص ابوعلی بن ہیثم مصری ہے جس نے اقلیدس کے مصادرات کے بدلہ اپنی طرف سے نئے مصادرات قائم کئے ہین، جو وضاحت وعدم وضاحت مین اقلیدس کے مصادرون کے قریب قریب ہین، دوسرا شخص الحکیم العالم ابوالفتح الخیّامی ہے جس نے ان مصادرون پر اپنے براہین ایسے مقدمون پر مبنی کئے ہین جو اقلیدس کے بیان کردہ مصادرون سے زیادہ واضح نہین ہین، اور تیسرا شخص فاضل عباس بن الجوہری ہے، جس نے اُن کو ایسے مقدمون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مبنی کیا ہے جنکا سراسر مغالطہ ہونا، اہل عقل و دانش پر پوشیدہ نہین،

محقق طوسی نے اپنی اس کتاب مین اس کے بعد ہر مصادرہ کی نسبت پہلے ان فاضلون کی رائین نقل کی ہین، اور پھر اپنا طریقۂ اثبات پیش کیا ہے،

محقق کی اس کتاب کا وہ فقرہ جس مین خیام کی کتاب شرح مصادرات پر رائے ہے، حسب ذیل ہے" ومنهم من اقام عليها برهانا مبنيا على مقدمة لا ينقدمها الى الوضوح والجلاء وهو الحكيم العالم ابو الفتح الخيامی" (دیباچہ)

محقق طوسی کی تصنیف کا یہ نسخہ جس نسخہ سے منقول ہے وہ ۷۰۹ھ مین شہر تبریز[1] مین لکھا گیا تھا یعنی مصنف کی وفات کے ۳۷ برس بعد،

اس حوالہ سے خیام کی اس تصنیف "شرح ما اشکل من مصادرات اقلیدس" کی نسبت قدیم اور معتبر سند بھی ہاتھ آتی ہے،

محقق طوسی نے اپنی دوسری تصنیف تحریر اقلیدس مین بھی اکثر مقالون کے شروح مین یہ مصادرات، بنام صدر لکھے ہین،

ص ۱۸۲ میزان الحکمۃ للخازنی، ہندوستان مین اس کتاب کے جن دو نسخون کا پتہ ہم کو چلا ہے، ان کے علاوہ ایک تیسرے نسخہ کا پتہ روسی مستشرق ان۔ خانیکوف روسی سفیر متعین تبریز نے آج سے چھہتر[2] برس پہلے ۱۸۵۷ء مین دیا تھا، اس نے اس کتاب کے ابتدائی ابواب کا عربی متن اپنے فرنچ

---

[1] مولوی امتیاز علی خان صاحب عرشی ناظم کتب خانۂ ریاست رامپور کا ممنون ہون کہ انھون نے میری فرمایش پر ابن ہیثم اور طوسی کی ان کتابون کے دیباچون کے اقتباسات نقل کرکے مجھے بھیجے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کے ساتھ امریکہ کی اورینٹل سوسائٹی مین پیش کیا تھا، سوسائٹی مذکور نے عربی متن کو انگریزی ترجمہ کے ساتھ اپنے جرنل کی چھٹی جلد مین ۱۸۶۰ء مین شائع کیا، اس متن مین خیام کا یہ رسالہ جو اب چھپ رہا ہے، شامل نہین،

سوسائٹی کی طرف سے سوسائٹی کے بعض فضلار نے آخر مین اس کتاب پر کچھ حواشی بھی لکھے ہین، جنمین سے ایک مین (ص۱۱) الخازنی کی شخصیت دریافت کرنے کی بھی کوشش کی ہے، اور چند یورپین افاضل کی کتابون سے یہ ظاہر کیا ہے کہ یا تو یہ ابوجعفر خازن ہے، جو ہیئت و فلکیات کا امام تھا، اور یا الحسن بن ہیثم ہے جس کو یورپین لہجہ مین "الہزن" ALHAZEN کہتے ہین، لیکن یہ تمام کاوشین بے سود ہین، اور اُس زمانہ کی تحقیقات ہین، جب یورپ اور امریکہ مین مشرقیات کا پایہ چندان بلند نہ تھا،

الحسن ابن ہیثم کو "الہزن" بنا کر خازنی سمجھنا، تو صریح حماقت ہے، البتہ ابوجعفر خازن کا نام لیا جا سکتا ہے، مگر ظاہر ہے کہ یہ خیام وغیرہ سے بہت پہلے گذرا ہے، اس کا نام ابن ندیم کی کتاب الفہرست مین ہے، جو ۳۷۷ھ مین تالیف ہوئی ہے، (ابن ندیم ص۲۷۱ و ص۳۹۳ مصر) اور خود خیام نے اپنی جبر و مقابلہ مین گذشتہ فضلار مین اسکا ذکر کیا ہے، (ص۲ پیرس) اور یہ خازنی سلطان سنجر سلجوقی (۵۱۱ھ – ۵۵۲ھ) کا معاصر ہے، مصنف نے اپنا نام خود دیباچہ مین دیدیا ہے، اور وہ حسب ذیل ہے (نسخہ بمبئی)

"عبد الرحمان الخازنی مولی الشیخ العمید الماضی ابی الحسن علی بن محمد الخازنی"۔

اس کا حال بیہقی نے تتمہ صوان الحکمۃ مین اور شہرزوری نے روضۃ الافراح فی تاریخ الحکما مین لکھا ہے، شہرزوری مین ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالفتح عبدالرحمان الخازن کان غلاما محبوبا رومیا لعلی الخازن المروزی وحصل علوم الهندسة وکمل فیها والمعقولات[۱] ما وافقت طبعہ مع جھدہ فی تحصیلها وھو الذی صنف الزیج السنجری وجمیع ما فیہ من الاوساط والتعدیلات فیہ بحث الا فی تقویم عطارد فی حال رجوعہ فانہ موافق الرویة والامتحان، وکان نقی الجیب عن الاطماع الخسیسة وبعث الیہ السلطان سنجر الف دینار فردھا وقال لا احتاج الیہ وبقی لی عشرة دنانیر، وتکفینی کل سنة ثلاثة دنانیر ولیس یبقی فی تلك الدار الا سنور، وکان یاکل اللحم فی کل اسبوع ثلاث مرات، ویتغدی کل یوم بجرد قتین، وبعثت الیہ زوجة الامیر الف دینار فقالت یا اخی اقبل ھذہ منی، فردھا ایضا وکان یلبس لباس الزھاد ولا یاکل الا طعام الابرار، والحکیم الحسن السمرقندی من جملة تلامیذہ، (نیز دیکھو تتمة الاخبار ص۱۱۱ لاہور)

خازنی کی زیج کا نسخہ برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے، مگر اس میں عبدالرحمان خازنی کی کنیت ''ابو منصور'' لکھی ہے،[۲] خازنی نے اپنی اس کتاب میں اس آلی ترازو کے سابق محققین و مصنفین کے نام گنائے ہیں، اور یونانیوں کے بعد اسلامی عہد کے حکما کی نسبت اس کے الفاظ یہ ہیں،

ثم نظر فیہ من المتاخرین فی ایام المامون سند بن علی ویوحنا بن یوسف واحمد بن الفضل المساح، وفی ایام السامانیة محمد بن زکریا الرازی وعمل فیہ رسالة ذکرها فی کتاب الاثنی عشر وسماہ المیزان الطبعی، وفی ایام الدولة الدیلمیة کان ینظر فیہ ابن العمید والفیلسوف ابن سینا ویمیزان الجرم الممتزج علما وحکما ولم یصنفا فیہ تصنیفا وفی ایام آل ناصر الدین نظر فیہ ابوالریحان ورصد فیہ نسب اجرام الفلزات

[۱] کذا،

[۲] مختصر فہرست لائبریری مذکور ای، جی، ایلس و اے جی ایلس، مطبوعہ ۱۸۹۴ء ص ۳۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والجواهر واستخرج لتمييز بعضها عن بعض حكماً وعلماً لا سبكاً وتخليصاً، طرقاً حسابية،

ومن هؤلاء المذكورين من زاد فيه كفة ثالثة مزدوجة مع احدى الكفتين

لمعرفة نسبة مقدار رشول احدى الكفتين فى الماء وسهلوا بتلك الزيادة بعض التسهيل

ثم فى هذه الدولة القاهرة تبتها الله تعالى نظر فيه الامام ابوحفص عمر الخيامى وحقق القول

فيه وبرهن على صحة رصده والعمل به لماء معين دون ميزان معلم وكان معاصره

الامام ابوحاتم المظفر بن اسماعيل الاسفزارى ناظرا فيه مدة احسن نظر ومتأملاً فى صنعته ومتانقا

فى حدته سعى فى تسهيل العمل به على من اراده وزاد فيه منقلتين للتمييز بين جوهرين

مختلطين واشار الى امكان وجود مراكز الفلزات على عموده استقراء ورصداً لماء معين

الا انه لم يشر الى كمية ابعادها عن المحور اجزاء وعدداً ولا الى شئ من اعمالها سوى

شكل الميزان وسماه ميزان الحكمة، ومضى الى رحمة الله تعالى قبل اتمامه وتدوينه

(الفصل الرابع من المقدمة من نسخة خانيكوف المطبوعة ص ۱۳ و ۱۴)

(المجلد السادس من مجلة الجمعية الشرقية الامريكانية)

اس کے بعد کی فصل خاص میں خازنی اپنا ذکر کرتا ہے، وبعد جميعهم نقول الخازنی....

.... پھر اپنے عہد کے سلطان سنجر کا ذکر کرتا ہے،

ويمن دولة السلطان الاعظم شاهنشاه المعظم مالك رقاب الامم سيد سلاطين

العالم سلطان ارض الله ناصر دين الله حافظ عباد الله ملك بلاد الله معين خليفة الله معز الدنيا

والدين كهف الاسلام والمسلمين عضد الدولة القاهرة وتاج الملة الزاهرة ومغيث الامة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباهرة ابی الحارث سنجر بن ملکشاہ بن الپ ارسلان برہان الدین امیر المومنین ادام اللہ سلطانہ وضاعف اقتدارہ . . . . وصنفت کتابا فی میزان الحکمۃ الخزانۃ المعمورۃ فی شہور سنۃ خمس عشرۃ وخمسمائۃ لہجرۃ نبینا محمد المصطفیٰ صلعم . . . .

(نسخہ مطبوعہ خانیکوف ص۱۵ جرنل آف دی امریکن اورینٹل سوسائٹی جلد ۶ ۱۸۶۰ء)

ص۲۲۱ (حاشیہ) معیار الاشعار کو فخری بن محمد امیری الہروی (معاصر شاہ حسن ارغون شاہ سندھ ۹۲۸ھ ۹۶۲ھ وشاہ محمد عیسیٰ ترخان ۹۶۲ھ ۹۷۴ھ) نے بھی اپنی کتاب صنائع الحسن میں خواجہ نصیر الدین طوسی کیطرف منسوب کیا ہے،

(دیکھو فہرست کتبخانہ مشرقی بانکی پور پٹنہ جلد ۹ مخطوطات فارسی ص۵۶ و ۶۲)

کتاب معیار الاشعار کے دیباچہ مین مصنف کا کوئی نام نہین ہے، اور نہ کسی تاریخ کا ذکر ہے صرف اس رسالہ کی تالیف کا باعث "دوستون کا التماس" لکھا ہے، مگر اثنائے کتاب مین قوافی کی بحث مین ایک جگہ مصنف نے کمال اسمٰعیل اصفہانی کے ایک قصیدہ کا اس طرح ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قصیدہ کی تالیف کے زمانہ مین یہ رسالہ لکھا گیا ہی عبارت یہ ہے

"مثال تغییر ردیف بطریق بدعت آنست کہ کمال اصفہانی درین روزگار در قصیدہ کہ بعضے را از اشعار ردیف می آمد کردہ است وبعضے را می آید آوردہ است ومطلع قصیدہ این است"

سپیدہ دم کہ نسیم بہار می آمد — نگاہ کردم ودیدم کہ یار می آمد

کمال کا یہ قصیدہ قاضی رکن الدین ابو العلاء مسعود صاعدی اصفہانی کی مدح مین ہے

(دیوان کمال ص۳۳ بمبئی) قاضی رکن الدین مسعود صاعدی کا زمانہ ۶۱۵ھ سے شاید ۶۲۲ھ تک معلوم ہی ۶۱۵ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مین اصفہان پر رکن الدولہ نے قبضہ کیا تھا، اور قاضی صاحب بھاگ کر اتابک سعد زنگی کے پاس چلے گئے تھے، (ابن خلدون ص ۱۱۰ ج ۵ مصر) وہ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ المقتول ۶۲۸ھ کی واپسی اصفہان کیوقت تک جو غالباً ۶۲۲ھ مین ہوئی تھی، زندہ تھے (تاریخ گزیدہ ص ۵۰۲) قاضی صاحب خود بھی اتابک کے پاس سے شاید ۶۲۲ھ سے کچھ آگے یا پیچھے واپس آئے تھے، چنانچہ سلطان کیطرح قاضی صاحب کی واپسی پر بھی مبارکباد کا قصیدہ کمال کے دیوان مین موجود ہے، کمال کی وفات تاتاریون کے حملۂ اصفہان مین ہوئی، جس کا زمانہ ۶۲۵ھ ہے،

اب قاضی صاعدی کی مدح مین کمال نے اپنا یہ قصیدہ شاید ۶۱۵ھ کے پہلے سے لیکر ۶۲۵ھ سے پہلے تک کہا ہوگا اور معیار الاشعار کی عبارت بالا پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ معیار الاشعار کی تصنیف کے وقت ہی یہ قصیدہ کہا گیا ہے، بنابرین یہ اسی عہد کی تالیف ہو سکتی ہے،

خواجہ نصیر طوسی کی تاریخ ولادت ۵۹۷ھ ہے، اسلئے ۶۱۵ھ مین انکی عمر اٹھارہ برس کی اور ۶۲۲ھ مین ۲۵ برس کی ہوگی، مگر یہ عمر علم کی پختگی کے لحاظ سے عموماً ایسی نہین ہوتی جسمین دوست اصرار کیساتھ کسی شخص سے کوئی کتاب تصنیف کرنے کی خواہش کرین، جیسا کہ معیار کے دیباچہ مین ہے "بالتماس بعضے دوستان مرتب کردہ شدہ" بنابرین ان تاریخی قیاسات کی صحت کی صورت مین خواجہ کی طرف اس تصنیف کی نسبت اسناد کی غیر موجودگی مین مشکوک معلوم ہوتی ہے، اور اگر اسناد موجود ہون تو اُن کے اوائل عمر کی تصنیف ہوگی،

ص ۲۵، کمال اسمٰعیل اصفہانی کی تاریخ وفات دولتشاہ نے اپنے تذکرہ مین اوکتائی قاآن کے اصفہان مین قتل عام کے وقت ۶۳۵ھ مین قرار دی ہے (ص ۱۵۲ و ص ۱۵۳ گب) مگر مرآۃ العالم مین ۶۳۹ھ خلاصۃ الافکار مین ۶۲۸ھ (ان دونون حوالون کے لیے دیکھو ریو ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ط ۵۵۵) اور ید بیضا علامہ آزاد بلگرامی مین ۶۲۶ھ لکھا ہے،

سلطان جلال الدین خوارزمشاہ ۶۲۱ھ مین ہندوستان سے واپس گیا، اور ۶۲۲ھ اور ۶۲۳ھ مین اس نے تفلیس اور آذربائیجان فتح کیا، اور چند روز آکر اصفہان مین قیام کیا، انکی اس مختصر قیام کے زمانہ مین کمال نے ایک قصیدہ لکھا ہے جسمین ہندوستان سے واپسی، اور تفلیس و ارّان کی فتح کا تذکرہ آیا ہی جس سے ثابت ہو کہ شاعر اس وقت تک زندہ تھا (دیکھو تاریخ جہانکشای جوینی جلد دوم ص ۱۶۵ گب) اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے،

بسیطِ روی زمین گشت باز آبادان　　بیمنِ سیرِ سپاہِ خدایگانِ جہان

اسی مین یہ دو شعر ہین،

براقِ عزمِ تو گامے کہ برگرفت زہند　　نہاد گام دوم بر اقاصی ارّان

کہ بود جز تو ز شاہانِ روزگار کہ داد　　قضیم اسب ز تفلیس و آب از عمّان

یہ قصیدہ جہانکشا مین نقل کیا ہے، اور پورا قصیدہ اس کے مطبوعہ دیوان کے صفحات ۹۶ اور ۹۷ مین موجود ہے،

اصفہان پر تاتاریون کا حملہ رمضان ۶۲۵ھ مین ہوا ہے، چنگیز خان نے ۶۲۴ھ مین وفات پائی اور اس کے نیکدل بیٹے اوکتائی قاآن نے ۶۲۶ھ مین باقاعدہ تخت حکومت پر جلوس کیا، اصفہان پر اوکتائی قاآن کے عہد مین کسی تاتاری حملہ اور قتل عام کا ذکر تاریخون مین نہین ملتا، اس بنا پر یہی سمجھنا قرین قیاس ہے کہ کمال نے ۶۲۵ھ (چھ سو پچیس) کے حملۂ تاتار مین شہادت پائی، اور شاید ۶۲۵ھ کا عدد ۶۳۵ھ مین ملتبس ہوگیا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متن کتاب ہذا مین (صفحہ ۲۵) دولتشاہ کی پیروی مین کمال کی تاریخ وفات سنہ ۸۲۵ھ لکھی گئی ہے، فلیتامل،

صفحہ ۲۷۸، خواجہ نصیر الدین طوسی کی ولادت، متفقاً سنہ ۵۹۷ھ مین اور وفات سنہ ۶۷۲ھ مین ہوئی، (دیکھو فوات الوفیات کتبی، وہفت اقلیم امین رازی) مگر تعجب ہے کہ ریو نے سنہ ۵۸۰ھ تاریخ ولادت اور سنہ ۶۹۲ھ تاریخ وفات لکھی ہے (برٹش میوزیم کیٹلاگ جلد ۲ صفحہ ۴۴۲) جس کی کوئی سند نہین معلوم،

درۃ الاخبار (طبع لاہور) کے فاضل محشی نے تاریخ گزیدہ کے حوالہ سے لکھا ہے (صفحہ ۱۳۳) کہ "وعمرش بقول صاحب گزیدہ ۷۵ سال و ۷ ماہ و ۷ روز بود" مگر مجھے گزیدہ مین اس قسم کا کوئی بیان نہین ملا، (دیکھو تاریخ گزیدہ صفحہ ۵۸۱ و صفحہ ۵۷۶ و صفحہ ۸۱۱) البتہ ہفت اقلیم امین رازی مین یہ لکھا ہے کہ "مدت عمرش ہفتاد وہفت سال ہفت ماہ وہفت روز بودہ" (نسخۂ قلمی ندوۃ العلماء) لیکن در حقیقت یہ مدت عمر ۷۵ برس، ۷ مہینے اور ۷ روز ہونی چاہیئے کہ امین رازی نے ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۵۹۷ھ کی تاریخ ولادت، اور ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۶۷۲ھ کی تاریخ وفات نقل کی ہے، اور یہ کل مدت اسی قدر ہوتی ہے، مین نے (صفحہ ۲۷۸ مین) خواجہ کی عمر ۷۷ برس لکھدی ہے، جو تصحیح طلب ہے، درحقیقت کچھ کم چھہتر برس ہوئی،

صفحہ ۲۸۶ و ۲۹۲ محمد بن بدر جاجرمی، ملک الشعراء بدر الدین جاجرمی کا لڑکا تھا، بدر جاجرمی خواجہ بہاؤ الدین جوینی (عطا ملک جوینی کے باپ) کا مداح وشاعر تھا، بہاؤ الدین جوینی نے سنہ ۶۵۱ھ مین وفات پائی ہے، بدر جاجرمی کا حال دولتشاہ نے لکھا ہے، (صفحہ ۲۱۹ گب) مگر کوئی تاریخ نہین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی ہے، اس کے بیٹے محمد مصنف مونس الاحرار کا حال کہین نہین ملا،

ص ۲۹۲، **مونس الاحرار فی دقائق الاشعار**، محمد بن بدر جاجرمی کے تذکرہ مونس الاحرار کا ذکر ڈاکٹر سر ڈینی سن راس نے اسکول آف اورنٹیل اسٹڈیز کے ایک بلیٹن مین اپنے ایک مضمون "رباعیات عمر خیام اور الحاق" مین کیا ہے۔ اس مین سے صرف مونس الاحرار کا تذکرہ معارف جلد ۲۱ نمبر ۳ (مارچ ۱۹۲۸ء) صفحہ ۲۱۰ مین حسب ذیل چھپا ہے،

اس قلمی نسخہ کا نام مونس الاحرار ہے، پانچ سو صفحون کی کتاب ہے، تالیف کا سال ۷۴۱ھ (۱۳۴۱ء) ہے، اس مین قدیم شعراء سے لیکر مصنف کے وقت تک کے نامی شعراء کے کلام کے انتخابات موجود ہین، مصنف کا نام محمد بن بدر جاجرمی ہے، اور لطف یہ ہے کہ یہ نسخہ از اول تا آخر خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اس کا خط نہایت صاف ہے،

ص ۳۳۲ بعض مصنفین کی تقلید مین ہم نے ذخیرۂ خوارزمشاہی کو سلطان علاء الدین خوارزمشاہ (۵۶۸ تا ۵۹۶ھ) کے عہد کی تصنیف بتایا ہے، لیکن یہ صحیح نہین، اس کا مصنف ابو ابراہیم اسماعیل بن حسن جرجانی ۵۰۴ھ مین خوارزم آیا تھا، جیسا کہ اس کتاب کے دیباچہ مین ہے، اور سلطان قطب الدین ابو الفتح محمد بن نوشتگین (۴۹۱ھ تا ۵۲۱ھ) کے نام پر لکھی گئی ہے، (دیکھو ریو کی فہرست برٹش میوزیم لائبریری ج ۲ ص ۴۶۶) خود مصنف کی وفات ۵۳۱ھ مین ہوئی ہے (دیکھو معجم البلدان یاقوت لفظ جرجان) البتہ اسکی دوسری تصنیف خفی علائی سلطان علاء الدین اتسز خوارزمشاہ (۵۲۱ھ تا ۵۵۱ھ) کے نام پر شاید اسکی شہزادگی کے زمانہ مین لکھی گئی ہے، ان دونون کتابون کے خطبے بانکی پور کٹیلاگ (جلد ۱۱ ص ۳ اور ص ۶) مین مذکور ہین، تمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب خیام کی فہرستیں

(۱) فہرستِ اسماء

یعنی

وہ اشخاص جنکے نام اس کتاب مین آئے ہین لیکن خیام کا نام اور تخلص اس فہرست مین شامل نہین ہے

متن کا ہندسہ جلی اور حاشیہ کا خفی ہے

الف		ابرخس،	۱۶۹	ابن شاکر = محمد بن شاکر،	
آذر،	۱۴۰ — ۸	ابن ابی اصیبعہ = احمد بن قاسم،		ابن عطاش = عبدالملک،	
	۲۷۰، ۲۴۲	ابن اثیر = علی بن محمد شیبانی،		ابن علام = (خطاط)	۳۷۳
	۲۷۹، ۲۷۷	ابن اعلم = علی بن حسین،		ابن فورک = محمد بن حسن،	
آزاد بلگرامی،	۲۴۲، ۲۷۶، ۵۱، ۸	ابن بدر = محمد		ابن الکعب (شاعر)	۲۳۰، ۲۲۸
ابراہیم، (پدر خیام)	۶۶، ۶۵	ابن تغری بردی = یوسف			، ۲۳۰
ابراہیم بن علی بن یوسف = امام		ابن تیمیہ = احمد بن عبدالحلیم،		ابن کوشک = ابوالفتح	
ابواسحاق شیرازی،		ابن خلدون = عبدالرحمان بن محمد،		ابن مسکویہ = احمد بن محمد،	
ابراہیم بن قدر خان (خاقان)	۱۰۷	ابن خلکان = احمد بن محمد برمکی،		ابن ملکا = ابوالبرکات،	
ابراہیم بن محمد بن ابراہیم = امام		ابن رجب = عبدالرحمان بن احمد بن حسن،		ابن ندیم = محمد بن اسحاق الندیم،	
ابواسحاق اسفرائنی،		ابن رشد = محمد بن احمد بن محمد قرطبی،		ابن ہبیرہ = یحییٰ بن محمد،	
ابراہیم بن نصر الملک (عمادالدولہ		ابن زیلہ = حسین بن طاہر،		ابن ہیثم = حسن بن حسن،	
طفغاج خان،)	۱۰۷	ابن سینا = حسین بن عبداللہ،		ابن یونس = علی بن عبدالرحمان حاکمی،	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواحمد مہرجانی، ۳۰۳
ابواحمد — عبداللہ بن عمر بخاری،
یحییٰ بن علی منجم،
ابواسحاق اسفرائنی، ۷۴، ۷۹
ابواسحاق شیرازی، ۷۹
ابواسمٰعیل — شیخ الاسلام،
ابوالبرکات بغدادی (اوحد الزمان) ۸۲، ۸۳
۸۳، ۸۴
۸۴، ۱۳۸
۱۴۶
ابوبکر —
امام بیہقی، خطیب بغدادی،
نجم الدین دایہ، ابن فورک،
راوندی،
ابوجعفر خازن، ۱۷۱
ابوجعفر — صدرالدین، فرامرز اوّل،
ابوالجود، ۱۷۳، ۱۷۴
۱۷۵، ۱۷۶
۱۷۷
ابوحاتم — مظفر اسفزاری،
ابوحامد — امام محمد غزالی،
ابوالحسن ابن صاعد، ۷۴
ابوالحسن انباری (انبیری) ۸۰، ۸۱
ابوالحسن خرقانی، ۲۴۰، ۲۴۱
۲۴۴، ۲۶۱
۳۱۸
ابوالحسن — خسرو ابرقوہی،
ابوالحسن اشعری (امام) ۷۵، ۷۹
۱۹۵، ۱۹۸
ابوالحسن علی بن احمد غزال ۹۱، ۹۱، ۹۲
ابوالحسن علی بن حسن کاتب ۱۱۶
ابوالحسن علی بن حسن بن علی — باخرزی،
ابوالحسن علی بن حسین مقری، ۹۱
ابوالحسن علی بن زید — بیہقی
ابوالحسن علی بن عبدالرحمان حاکمی (ابن یونس) ۱۷۶
ابوالحسن علی بن ہارون زنجانی ۳۰۳
ابوالحسن قفطی — علی بن یوسف
ابوالحسن محمد بن ابراہیم بیجوری ۷۳
ابوحنیفہ دینوری، ۱۲۱
ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (امام) ۳۳۱
ابوحیان توحیدی، ۳۰۳، ۳۰۳
ابودلف عجلی، ۲۲۸، ۲۲۹
۲۳۰، ۲۳۰
۲۵۴
ابوریحان بیرونی، ۸۵، ۱۰۴
۱۱۷، ۱۲۵
۱۷۶، ۱۷۷
۳۱۵، ۳۱۹
ابوسعد جرہ، ۱۴۲
ابوسعید اسمٰعیل استرآبادی، ۷۵
ابوسعید بن ابوالخیر (سلطان) ۱۴۹، ۲۳۲
۲۳۶، ۲۴۲
۲۵۳، ۲۶۴
۲۷۵، ۲۷۶
۲۷۷، ۳۳۵
۳۴۴
ابوسعید بن صاعد، ۷۴
ابوسعید بن محمد — سمعانی،
ابوسلیمان بستی، ۳۰۳
ابوسلیمان محمد بن طاہر سجستانی ۳۳۱
ابوسہل بسطامی، ۲۴، ۲۵،
۴۲، ۷۵،
۷۹، ۸۰
ابوسہل کوہی، ۱۷۴، ۱۷۶
ابوسہل نیلی، ۸، ۱۲۱
ابوشریف — احمد علی مجلدی،
ابوشکور بلخی ۲۳۶
ابوطاہر خاتونی، ۹۹
ابوطاہر ساری سمرقندی، ۳۸، ۹۵
۹۷، ۹۸
۹۹، ۱۰۰
۱۰۰، ۱۰۱
۱۰۳، ۱۰۳
۱۰۴، ۱۶۸
ابوطاہر قمی، ۱۰۰
ابوطلب؟ ۲۲۹، ۲۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوطیب:- جعل جعفوکی، متنبی،
ابوالعباس:- باخرزی، لوکری،
ابن ابی اصیبعہ، ابن تیمیہ،
ابن خلکان،
ابوعبداللہ:- حاکم، ذہبی، رودکی،
ماہانی، ناتلی،
ابوالعلاء:- صاعد، معری،
ابوعلی:- ابن سینا، ابن مسکویہ،
ابن ہثیم، محسن بن علی تنوخی،
ابوعلی بن شادان، ۲۲
ابوعمر:- قاضی محمد بن حسین بسطامی،
ابوالفتح، (ابن لوشک) ۵۸، ۱۲۲، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۴۴
ابوالفتح:- عبدالرحمان خازنی،
فخرالملک، مجیرالدولہ،
ابوالفتوح:- سہروردی،
ابوالفرج:- ابن رجب،
ابوالفضل، ۱۲۷
ابوالقاسم استرابادی، ۱۵۴
ابوالقاسم:- عبدالکریم قشیری،
ابوکالیجار:- گرشاسپ،
ابوالمحاسن:- ابن تغری،

عبدالرزاق شہاب الاسلام،
ابومحمد:- عباس عصاری،
قاسم بن علی حریری،
ابومسلم (خسر نظام الملک) ۲۴، ۲۷
ابوالمظفر:- ارسلان خان،
اسفرازی، طفغاج خان،
ابوالمعالی:- عبداللہ میانجی،
ابوالمفاخر:- محمد بن منصور،
ابومنصور ثعالبی، ۲۱۸، ۲۱۹
ابومنصور:- ابن زیلہ،
قطران،
ابونصر:- عمید الملک کندری،
فاریابی، ملان، نسوی،
ابونواس، ۳۳۵
ابوالوفا:- بوزجانی،
ابوالولید:- ابن رشد،
ابویزید:- طیفور، مظفر برادر
شجاع،
آتسز بن محمد (خوارزمشاہ) ۱۵۴
احمد بدیلی سبزواری، ۲۴۴، ۲۴۷، ۲۶۸
احمد خان (خاقان) ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۷
احمد دامغانی (قاضی) ۱۱، ۱۴

احمد بن حسین جعفی:- متنبی
احمد بن حسین خطیب، ۲۲۳
احمد بن حسین الرشید تبریزی ۱۱، ۱۴، ۵۵، ۶۱
احمد بن داؤد دینوری:-
ابوحنیفہ،
احمد بن عبدالحلیم حرانی (ابن تیمیہ) ۷۸، ۸۳، ۳۱۶
احمد بن عبداللہ، ۳۰۳
احمد بن عبداللہ تنوخی:-
معری،
احمد بن عبدالملک بن عطاش ۴۰-۴۱
احمد بن عمر بن علی (نظامی عروضی) ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۶۱، ۶۲، ۸۳، ۸۹، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۶۲، ۲۱۵، ۲۵۱
احمد بن قاسم خزرجی (ابن ابی اصیبعہ) ۷۷، ۲۱۸
احمد بن محمد (ابن مسکویہ) ۱۰۴، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳
احمد بن محمد برمکی (ابن خلکان) ۶۹، ۶۹، ۲۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

احمد بن محمد غزالی،	۵۹-۶۹،	افلاطون یونانی	۹۲، ۱۹۴	باخرزی: حسن سیف الدین	
	۱۵۴-۲۴۶ -۲۴۷	اقبال (پروفیسر)	۱۳، ۲۶۱	باقلانی،	۷۶
احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی سندھی	۴، ۵، ۶، ۷، ۶۱، ۶۱	اکبر (جلال الدین)	۱۳۱، ۱۸۰، ۲۴۷، ۲۸۰، ۳۵۸	بایزید بسطامی = ابویزید	
	۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱	الکیمیون،	۱۲۴	بتانی = محمد بن جابر،	
احمد علی جرجانی مجلدی (ابوشریف)	۶۹،	الپ ارسلان،	۲۳، ۳۴، ۳۸، ۴۷، ۴۸، ۹۸	بخاری = امام محمد بن اسمٰعیل	
احمد علی سندیلوی،	۸، ۲۴۶		۱۳۵، ۱۳۶، ۲۸۰، ۲۸۱	بدیعی سجاوندی،	۲۶۸
اخطل،	۳۳۵،	الغ بیگ،	۱۲۶، ۱۳۱	براؤن (پروفیسر)	۴، ۵، ۶، ۷، ۱۲، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۲۴۱، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۵
ادہم،	۳۴۴،	امام الحرمین = عبدالملک جوینی			
اڈورڈ ہیرن ایلن،	۲۶۱	امین رازی،	۸، ۲۴۲		
ارسطو،	۶۶، ۷۸، ۸۳، ۱۶۰	انوری،	۲۶۴		
ارسلان خان، شرف الدولہ	۱۰۶	انوشروان بن خالد (وزیر)	۲، ۳، ۸، ۳۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸		
(ابوالمظفر)				برکیاروق (سلطان)	۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۲۰۲
ارشمیدس،	۱۴۷، ۱۷۱، ۱۸۱، ۱۸۲	اڈورڈ تھفیلڈ	۱۴،	بروکلمن	۵۱، ۵۲، ۵۳، ۱۵۹، ۱۷۸،
اسداللہ خان، غالب،	۳۳۵-۳۴۹	اوحد الزمان = ابن ملکا،			
اسدی طوسی،	۲۲۶، ۲۲۹، ۲۲۹،	ایاز،	۲۴۲، ۲۵۱	بطلیموس،	۱۲۵
اسفزاری = مظفر		ایتھے (ڈاکٹر)	۲۳۸	بغراخان اوّل = ہارون	
اشعری = ابوالحسن (امام)		ایلک خان، شمس الدولہ	۱۰۶، ۱۰۷	بن سلیمان،	
اشہری = شاہپور،		**ب**		بغراخان ثانی	۱۰۶
افتخار الدین دامغانی،	۱۶۰	باخرزی (ابوالحسن)	۲۶، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶	بنداری = الفتح بن علی	
افضل الدین کاشی یا کاشانی	۲۳۲، ۲۴۲، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹،		۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، [illegible]	بوزجانی = محمد بن محمد	
(بابا)			[illegible]، ۲۴۲	بہمن یار،	۶۳، ۸۵، ۸۵، ۸۶، ۱۴۳
افلاطون الٰہی،	۳۱۱	باخرزی (ابوالعباس)،	[illegible]		

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیرونی = ابوریحان،

بیہقی، (امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی) ۷۶، ۷۹

بیہقی:- ظہیر الملک علی، علی بن زید، محمد بن احمد معموری

پ

پیر محمد، ۴۰۰

ت

تبریزی:- احمد بن حسین مغربی

ترکان خاتون، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۰۷، ۲۳۲

تقی اوحدی،

تکش، (خوارزمشاہ) ۲۴۷، ۲۵۲

تکین (شمس الملک) ۶۲، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۸، ۱۴۰، ۱۶۵، ۱۶۸

تنوخی = محسن بن علی،

تھانوی = محمد

تیمور گورگان (امیر) ۱۳۱

ج

[illegible]

جامی = عبدالرحمان بن احمد

جلال الدین = اکبر، رومی، چلپی

جلال الدین (خوارزمشاہ) ۷۲

جلال الدین ملک شاہ سلجوقی ۱۶، ۳۸، ۴۷، ۴۸، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۹۳، ۸۳، ۹۰، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۶۸، ۱۶۹، ۲۹۰

جمال الاسلام = ہبۃ اللہ الموفق (امام)

جمال الدین:- ابن تغری

علی بن یوسف قفطی،

جوینی:- عبدالملک، علاء الدین

جہانگیر، ۱۶۱

جے کے، ایم شیرازی، ۶۱، ۶۸

ح

حاجی خلیفہ = (چلپی) ۳، ۶، ۱۱، ۱۳۷، ۱۵۹، ۱۶۷، ۱۷۷، ۳۰۳، ۳۱۷

حافظ = مولانا شمس الدین محمد شیرازی

حاکم (ابوعبداللہ) ۷۴

حاکم بامر اللہ فاطمی، ۱۲۱، ۳۱۷

حاکی = ابن یونس،

حبیب الرحمان خان شروانی (نواب صدر یار جنگ مولانا) ۲۸۱

حجۃ الاسلام = امام محمد بن محمد غزالی

حریری = قاسم بن علی،

حزین = علی،

حسن باخرزی (پدر ابوالحسن) ۲۲۴

حسن بن تاج الدین (فخر الدولہ) ۳۱

حسن بن حسن (ابن ہیثم) ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۷

حسن بن صباح، ۲، ۳، ۴، ۶، ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۱، ۲۲، ۲۶، ۲۷، ۳۰، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۶، ۷۸

حسین بلگرامی (نواب عماد الملک مولانا سید) ۱۶۱

حسین مرزا (سلطان) ۲۶۳، ۲۶۳

حسین بن طاہر (ابن زیلہ) ۸۵، ۸۵، ۸۶

حسین بن عبداللہ (ابن سینا) ۲۰، ۲۸، ۲۹، ۶۳، ۶۶، ۶۷، ۷۷، ۷۷، ۷۸، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۵، ۸۷، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۳۸، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۰، ۲۳۸، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۷۵، ۳۸۰

حکیم الملک گیلانی، ۱۶۱، ۴۰۰

حلاج (حسین بن منصور) ۷۰

حمد اللہ مستوفی قزوینی، ۱۴، ۱۴۱، ۱۴۷، ۲۳۰، ۲۴۷، ۲۸۰، ۲۹۰

حمزہ بن حسن اصفہانی، ۲۳۰

حنظلۂ بادغیسی، ۲۲۹، ۲۳۰

خ

خازن:۔ عبدالرحمان، محمد،

خاقانی، ۷، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۰، ۷۱، ۸۸، ۱۵۰

خالد بن عبداللہ قسری، ۱۱۴،

خبازی نیشاپوری، ۶۹،

خسرو ابرقوہی (ابو الحسن) ۴، ۷، ۹، ۱۶، ۸۸، ۲۹۰

خسرو دہلوی (امیر) ۳۳،

خضر خان بن طفغاج خان ۱۰۴،

خطیب بغدادی (احمد بن علی) ۳۲، ۷۵

خلیل ۲۵۱

خواجۂ بزرگ = صدر الدین

خوارزمشاہ :۔ اتسز، تکش،

جلال الدین، سلطان شاہ،

علاء الدین، محمد بن تکش،

خوارزمشاہ (؟) ۲۷۹

خوارزمی = محمد بن موسیٰ،

خیام = عمر بن ابراہیم،

د

دارا شکوہ ۳۲۱، ۳۶۵

دانش ۱۵

داؤد سلجوقی، ۲۲

دایہ = نجم الدین،

دولت شاہ سمرقندی، ۴، ۱۱، ۱۷، ۲۱، ۷۲، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۶۷،

دیوپانطوس، ۱۶۹

ڈ

ڈوزی (پروفیسر) ۸

ڈینی سن راس (ڈاکٹر) ۴، ۵، ۱۲، ۱۲۹، ۲۶۵، ۲۶۵،

ذ

ذہبی = محمد بن احمد [illegible]

ر

رابعہ بنت کعب، ۳۲۰

رازی:۔ امام فخر الدین،

محمد بن زکریا، محمد بن قیس

نجم الدین دایہ،

راس = ڈینی سن،

راوندی = محمد بن علی بن سلیمان

رشید الدین فضل اللہ، ۵، ۶، ۱۰۷، ۱۹، ۴۲، ۴۷،

رشید الدین (وطواط) ۲۵۶

رضا توفیق بے، ۲۱۹،

رضا قلی خان (ہدایت) ۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۲۳۴، ۲۴۲، ۲۹۲

رودکی (ابو عبداللہ جعفر) ۲۲۳، ۲۲۸، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۵۰، ۲۵۴

روزن = فریڈرک،

رومی، (مولانا جلال الدین) ۲۶۴، ۲۸۲، ۲۸۵،

ریو (ڈاکٹر) ۲۶۱

ز

زبیر صدیقی (ڈاکٹر) ۱۹۶، ۴۰۰

www.KitaboSunnat.com

زکریا تبریزی، ۳۳۱
زکریا قزوینی، ۵، ۶، ۷، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۵۵،
زوکوودسکی = والنٹین،
زید بن رفاعہ، ۳۰۳

س

سبکی (عبدالوہاب تاج الدین) ۲۴، ۴۴، ۴۷، ۵۷، ۷۹، ۹۹،
سحابی نجفی، ۲۸۱،
سراج الدین قمری، ۲۶۴، ۲۷۹، ۲۸۰
سرخکتی = مجدالدین محمد،
سرمد، ۲۸۱
سعدالدین (حموی) ۳۲۱
سعد زنگی اوّل (اتابک) ۲۲۰
سعداللہ مرادآبادی (مفتی) ۲۲۱، ۲۲۱
سعدی بن عبداللہ شیرازی (شیخ) ۲۱۴، ۲۲۳، ۲۵۰، ۳۳۱
سعید بن عبدالعزیز
سہیلی = ابوسہل،
سلطان شاہ (خوارزمشاہ) ۲۵۲
سلطان علی مشہدی، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۸۶
سلطان محمد نور، ۲۸۱
سمعانی (ابوسعید عبدالکریم) ۶۸، ۶۹، ۹۹

۲۳۴،
سنائی، ۸۰، ۱۴۹، ۱۶۹، ۲۶۴، ۲۶۶، ۳۲۴
سنجر (معزالدین بن ملکشاہ) ۴۹، ۵۰، ۵۳، ۵۸، ۵۸، ۹۰، ۹۱، ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۴، ۱۸۲، ۲۶۷، ۲۶۸،
سندیلوی = احمد علی،
سوزنی، ۱۴۹
سہروردی (ابوالفتوح یحییٰ بن حبش) ۱۶۰، ۳۰۱، ۳۰۲
سہل صعلوکی (ابوطیب) ۳۲
سیدیو (موسیو) ۱۶۸
سیف ترک بخاری ۳۵۸
سیف الدین (باخرزی) ۲۴۳، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۶۹
سیوطی (امام جلال الدین) ۶۹، ۷۵

ش

شاہپور ملک الکلام (اشہری) ۷۱
شبلی نعمانی (علامہ) ۱۵، ۱۶۱، ۲۰۸، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۳۴
شجاع (شاہِ فارس) ۲۶۷، ۲۷۰

شرف الدولہ دیلمی، ۱۲۱
شرف الدین یحییٰ منیری، ۲۴۶
شمس الائمہ حلوائی، ۷۰
شمس الدین محمد شہرزوری ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۴، ۵۰، ۶۱، ۶۲، ۸۰، ۸۲، ۹۲، ۱۰۵، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۸۳، ۱۹۸، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۵۹، ۲۸۸، ۳۰۳، ۳۲۷، ۳۳۱،
شمس الدین محمد شیرازی (حافظ) ۲۶۷، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۳۳۱، ۳۵۸،
شمس المعالی = قابوس
شمس الملک = تکین
شہرزوری = شمس الدین محمد
شہید بن حسن بلخی ۲۲۹، ۲۲۹
شیب خندر ملک (بابو) ۲۷۸
شیخ الاسلام = خواجہ عبداللہ انصاری،
شیخ الاشراق = سہروردی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شیخ الرئیس = حسین بن عبداللہ ابن سینا،
شیرازی = جے، کے، ایم،
شیرانی (پروفیسر) ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۹
شیفو (موسیو) ۲۶،

ص

صاعد بن محمد (ابو العلاء) ۷۴،
صدر الدین محمد (خواجۂ بزرگ) ۱۴۲،
صدر الشریعۃ = عبید اللہ،
صدقہ (سیف الدولہ) ۳۹، ۸۹، ۹۰،
صفار = یعقوب بن لیث،
صلاح الدین ایوبی (سلطان) ۸، ۱۳۴،

ط

طالب آملی، ۲۸۳،
طاہر ہمدانی (بابا) ۲۴۱،
طغان خان بن علی (خاقان) ۱۰۶،
طغرل بیگ سلجوقی، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۶۰، ۷۵، ۸۳
طغرل بن محمد، ۱۴۰
طفغاج ۱۰۸
طفغاج خان = ابراہیم ابن نصر،
طمغاج، ۱۰۸
طمغاج خان بزرگ، ۱۰۸
طوسی = نصیر الدین،
طیفور بن عیسیٰ بسطامی (ابویزید) ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۱

ظ

ظہیر الدین = علی بن زید بیہقی
ظہیر الدین فاریابی، ۷۱
ظہیر الملک = علی بیہقی،

ع

عاشر آفندی، ۵۴
عالی رومی، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۵۵، ۵۵، ۹۱، ۸۰، ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۶۲، ۳۶۱، ۳۶۲
عباس بن محمد طوسی (ابو نصر) ۶۹
عبدالحق دہلوی، (مولانا) ۳۵۸، ۳۵۹
عبدالحلیم پاشا عاصم ۱۸۳، ۳۷۳
عبدالرحمان بن ابی بکر = سیوطی،
عبدالرحمن بن احمد جامی (مولانا) ۲۳۶، ۲۴۱، ۲۶۹
عبدالرحمن بن احمد بن حسن، (ابن رجب) ۲۴۶
عبدالرحمن بن محمد اشبیلی (ابن خلدون) ۱۰۶
عبدالرحمن (خازنی) ۵۸، ۵۸، ۱۲۳، ۱۳۷، ۱۴۸، ۱۸۲
عبدالرزاق بن عبداللہ (شہاب الاسلام) ۵۳، ۹۱، ۹۱، ۱۳۹، ۱۴۲
عبدالرزاق کانپوری (مولوی) ۱۵
عبدالرشید بن نصر (قاضی) ۹۲
عبدالعزیز بن ابی دلف، ۲۳۱
عبدالقادر بن جمال الدین نانکی (بی اے) ۱۶۰، ۴۰۰
عبدالقادر بن سرفراز (پروفیسر) ۵۵، ۱۵۲، ۱۶۰، ۴۰۰
عبدالقاہر بغدادی، ۷۸
عبدالکریم قشیری (امام ابو القاسم) ۲۴، ۲۴، ۲۸، ۳۵، ۷۵، ۷۴، ۷۶، ۷۹
عبدالکریم بن محمد = سمعانی
عبداللہ انصاری، (شیخ الاسلام امام) ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۶۴، ۲۷۱
عبداللہ بن عمر حارثی ([illegible]) ۲۵۴
عبداللہ میانجی ([illegible]) ۱۵۴
عبدالملک جوینی ([illegible]) ۲۴، ۲۴، ۲۵، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۹، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۹۵
عبدالملک بن عطاش، (طبیب) ۲۷، ۴۰، ۴۱، ۴۷، ۴۸، ۷۸

عبدالواحد، ۱۴۷، ۱۷۷، ۱۷۸

عبیداللہ (صدر الشریعہ) ۳۳

عروضی سمرقندی = احمد بن عمر بن علی نظامی،

عزالدین (نسابہ) ۲۵۸، ۲۷۸، ۲۸۹،

عسجدی، ۲۳۸،

عصاری = عباس طوسی،

عضدالدولہ دیلمی، ۱۲۱

عضدالدین:- فرامرز ثانی، گرشاسپ،

عطار = فریدالدین،

عطا ملک = علاءالدین جوینی

علاءالدولہ:- فرامرز ثانی، گرشاسپ

علاءالدولہ دیلمی، ۸۳

علاءالدولہ علی (موید الدولہ) ۸۳

علاءالدین جوینی (عطا ملک) ۱۹، ۴۲، ۵۸، ۲۶۸، ۲۷۸، ۲۸۹

علاءالدین خلجی، ۳۵۹

علاءالدین (خوارزمشاہ) ۳۳۲

علی (حزین) ۲۳۹

علی بیہقی (ظہیر الملک) ۴۴

علی دیلمی (موید الدولہ) = علاءالدولہ علی،

علی قوشجی، ۱۲۶، ۱۳۱

علی اشرف (سید) ۱۵۱

علی بن اسماعیل اشعری = امام ابوالحسن،

علی بن حسین (ابن اعلم) ۱۲۱

علی بن حسین (مجیر الدولہ) ۱۳۹

علی بن زید بیہقی (ابوالحسن) ۸، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۰، ۳۹، ۴۰، ۵۰، ۵۲، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۷۱، ۷۴، ۸۱، ۹۳، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۹۸، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۹۶، ۳۲۷،

علی بن محمد ابوالکرم شیبانی، (ابن اثیر) ۴۷، ۴۸، ۶۲، ۶۸، ۹۱، ۱۰۶، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۴۶، ۱۴۷

علی بن محمد قاینی حجازی، ۵۹، ۱۵۴

علی بن محمد بن عباس = ابوحیان توحیدی،

علی بن یحییٰ منجم، ۱۱۵، ۱۱۶

علی بن یوسف قفطی، (جمال الدین وزیر) ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۴، ۸۷، ۹۲، ۹۳، ۱۴۷، ۲۰۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۵۴، ۲۵۹، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۹۶، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۱۲، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۸، ۳۳۶، ۳۶۱،

عمادالدین کاتب اصفہانی، ۲، ۸، ۹، ۱۰، ۱۴، ۲۶، ۴۳، ۸۷، ۹۴، ۲۰۳، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۹۶، ۳۱۰، ۳۲۸، ۳۳۶، ۳۶۱

عمارہ مروزی، ۲۲۵، ۲۳۶

عمر بن ابراہیم (خیام) (متن وحاشیہ میں اکثر یہ نام آیا ہے)

(حضرت) عمرؓ بن الخطاب، ۶۶، ۶۷، ۸۸، ۱۱۳،

عمر بن عثمان شروانی (عم خاقانی) ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۱، ۸۸، ۱۵۰

عمعق بخاری، ۲۶۷

عمید الملک = منصور کندری

عنصر المعالی = کیکاوس

عنصری، ۲۲۳، ۲۲۸، ۲۵۱، ۲۵۲

عوفی (مورخ) = نورالدین

عوفی (رکن اخوان الصفا) ۳۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین القضاۃ = عبداللہ میانجی

غ

غازان خان، ۱۳۰، ۱۳۱
غالب = اسداللہ خان،
غزالی = امام حجۃ الاسلام،
غلام حسین جونپوری (علامہ) ۱۲۸
غلام محمد ہفت قلمی دہلوی، ۲۶۲
غوری = سلطان غیاث الدین
غیاث الدین (ابن رشید الدین فضل اللہ) ۱۰
غیاث الدین غوری (سلطان) ۲۵۲
غیاث الدین محمد (ابن ملکشاہ) ۳۹

ف

فارابی (حکیم ابونصر) ۷۶، ۷۸، ۱۶۰، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۵، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۷۶، ۲۹۶، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۲۵،
فانی کشمیری ۳۱۸
الفتح بن علی بن محمد، (بنداری) ۳، ۲۵، ۴۳
فتح اللہ شیرازی، ۱۳۱،
فٹز جیرلڈ، ۴، ۵، ۲۱۹
فخر الدین (امام رازی) ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۷۹، ۳۰۲
فخر الملک = مظفر (ابن نظام الملک)
فرامرز اوّل (ابوجعفر) ۸۳
فرامرز ثانی (عضد الدین) ۸۳، ۸۲، ۸۴، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۴۶
فرخی، ۲۲۹، ۲۲۹
فردوسی، ۲۲۳
فرید الدین (عطار) ۷۰، ۲۴۸، ۲۶۴، ۲۶۵، ۳۱۸،
فریڈرک روزن، ۱۵، ۶۲، ۶۳، ۹۳، ۹۸، ۱۰۰، ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۸۳، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۴۳، ۲۴۸، ۲۸۲، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۵، ۴۱۳
فقراللہ حسن الحسینی، ۱۵۲
فیثاغورث، ۳۲۰
فیروز (ملا) ۱۵۲
فیضی، ۲۷۶،

ق

قابوس بن وشمگیر (شمس المعالی) ۲۳۷، ۲۴۵
قاسم بن علی (حریری) ۲، ۳
قاسم بن عیسیٰ (امیر) = ابودلف
قائنی = علی بن محمد حجازی
قدر خان (یوسف) ۱۰۶، ۱۰۷
قراخان (سلیمان) ۱۰۶
قزوینی = زکریا، علامہ محمد بن عبدالوہاب، نجم الدین کاتبی
قسطا بن لوقا، ۱۶۹
قشیری = عبدالکریم،
قطب الدین شیرازی (علامہ) ۶۳، ۱۲۲، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۷۸،
قطران (ابومنصور) ۲۳۴، ۲۳۲
قفطی = علی بن یوسف،
قلاوون (سلطان) ۱۵۹، ۳۷۳
قمری = سراج الدین،
قوام بن محمد مازندرانی، ۲۶۱
قوشجی = ملا علی،

ک

کافی الدین = عمر بن عثمان شروانی،
کاکویہ، ۸۳
کیلر، ۱۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراوی وو (بیرن) ۲۶۰
کریستین زن، ۱۵، ۲۰۵، ۲۴۵، ۲۶۵، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۴، ۲۹۵، ۴۱۳
کرٹک (خواجہ) ۳۵۹، ۳۶۰
کلپوسس، ۱۲۵
(موسیو) کلورانہ، ۲۸۰
کمال اسماعیل اصفہانی، ۲۵۰، ۲۶۴
کندی ــ یعقوب،
کوپرنیکس ۱۲۵
کوسن، ۱۷۶
کیخسرو سلجوقی، ۳۳۲
کیکاؤس (عنصر المعالی) ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۴، ۲۲۶، ۲۳۱، ۲۴۵، ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۸۸، ۳۳۲

گ

گرشاسپ (ابوکالیجار) ۸۳
گلیوسس، ۶۲، ۶۳
گورکیان، ۲۹۲
گوری پرشاد سکسینہ (بابو) ۲۶۱، ۲۶۳
گیراللہ میرمین، ۱۶۸

ل

لاکائل ۱۲۵
لوکری (ابوالعباس) ۵۸، ۵۸، ۶۳، ۶۴، ۸۶، ۱۲۲، ۱۳۵، ۱۴۳

م

مامون الرشید (خلیفہ) ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۴۸، ۱۶۹، ۲۳۰
ماہانی ــ محمد بن عیسیٰ بغدادی
متنبی، ۲۱۳
متوکل علی اللہ (خلیفہ) ۱۱۵، ۱۱۷
مجدالدولہ دیلمی، ۷۹
مجدالدین محمد (سرخلتی) ۱۰۶، ۱۰۸
مجدالدین، (ہمگر) ۲۶۴
مجلدی، ــ ابوشریف،
مجیرالدولہ ــ علی بن حسین،
محسن بن علی تنوخی (قاضی) ۲۲۶، ۲۵۳
محفوظ الحق (پروفیسر) ۲۶۱
محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رسول اللہ) ۱۱۲، ۱۱۹، ۱۲۰، ۲۱۱، ۲۸۵، ۳۷۵، ۴۰۱، ۴۱۱، ۴۱۱
محمد بغدادی (داماد خیام) ۷۱، ۱۵۰
محمد (خازن) ۱۲۲
محمد شیرازی، (ملک الکتاب) ۲۸۴، ۲۸۴
محمد باقر (داماد) ۱۶۰
محمد بن ابونصر، ۲۴۵، ۳۳۳
محمد بن احمد بیرونی = ابوریحان،
محمد بن احمد مصری (امام ذہبی) ۷۵، ۲۴۶
محمد بن احمد بن محمد قرطبی، (ابن رشد) ۱۹۷
محمد بن احمد معموری (بیہقی) ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۳۰، ۲۵۴
محمد بن اسحاق الندیم
محمد بن اسماعیل بخاریؒ (امام) ۳۶۲
محمد بن بدر جاجرمی، ۲۸۶، ۲۹۲، ۳۶۵
محمد بن تکش (خوارزمشاہ) ۷۱
محمد بن جابر (بتانی) ۱۲۱، ۱۲۵
محمد بن حسن انصاری (امام ابن فورک) ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۱۹۵
محمد بن حسین بسطامی (ابوعمر) ۲۴، ۲۶، ۳۲، ۳۲
محمد بن زکریا (رازی) ۱۸۲
محمد بن شاکر بن احمد کتبی، (ابن شاکر) ۹۹
محمد بن عبدالرحیم نسوی، (قاضی ابونصر) ۲۹، ۶۷، ۸۲، ۱۴۴، ۱۸۳، ۱۹۳، ۳۷۵، ۳۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عبداللہ = حاکم ابو عبداللہ (امام)		محمد بن ملکشاہ،	۵۲، ۸۲، ۸۹، ۱۰۹، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۹، ۱۶۹	مستنصر فاطمی،	۴۷
				مستوفی = حمد اللہ،	
محمد بن عبدالوہاب (قزوینی)	۶، ۷، ۸، ۱۳، ۱۵، ۵۱، ۵۲، ۸۶، ۹۴، ۱۵، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۹۲،			مصطفے خلوتی،	۱۱
		محمد بن منصور سرخسی (ابوالفتح)	۸۰، ۳۳۴	مظفر اسفرازی (ابوحاتم)	۵۸، ۵۸، ۶۳، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۸۱، ۱۸۴، ۲۶۷،
		محمد بن موسیٰ (خوارزمی)	۱۶۹		
محمد بن علی بن سلیمان (راوندی)	۸۰، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۵۳، ۲۹۱، ۳۳۲، ۳۳۳	محمد بن ہبۃ اللہ = ابوسہل بسطامی،		مظفر (برادر شجاع)	
محمد بن عیسیٰ بغدادی (ماہانی)	۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۶، ۱۷۷	محمد بن یوسف ہروی	۸۰	مظفر بن نظام الملک (فخر الملک)	۱۲، ۳۱، ۳۸، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۱۴
		محمد تقی خان (حکیم)	۱۶۲، ۱۶۷		
محمد بن قیس (رازی)	۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۵۰،	محمد تھانوی،	۱۲۲، ۱۲۷		
		محمد حسن بلگرامی،	۲۳۵،	معتصم باللہ (خلیفہ)	۲۳۰
محمد بن لیث = ابوالجود،		محمد حسین لاری،	۲۰۴	معتضد باللہ (خلیفہ)	۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۹
محمد بن محمد اصفہانی = عماد الدین،		محمد سلیم (سید)	۲۶۱، ۲۶۳	معتمد علی اللہ (خلیفہ)	۱۱۶
		محمد شفیع (پروفیسر)	۱۰	معری (ابوالعلاء)	۲۵۷، ۲۵۸، ۳۳۴،
محمد بن محمد بوزجانی،	۱۲۱، ۱۶۹	محمود غزنوی (سلطان)	۴۳، ۴۴، ۴۷، ۷۹، ۱۰۵، ۱۰۶، ۲۲۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۵۱، ۳۶۶	معز الدین = سلطان سنجر	
محمد بن محمد غزالی (امام حجۃ الاسلام)	۵۹، ۶۹، ۷۰، ۷۶، ۷۹، ۸۰، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۸۷، ۱۹۵، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۶۴، ۲۶۹،			معزی (شاعر)	۸۳،
				معلم ثانی = فارابی،	
		محمود بن محمد بن ملکشاہ	۲، ۳، ۸، ۱۳۸، ۱۴۰	معموری = بیہقی،	
		محی الدین (صبری)	۱۵۹، ۳۷۳	مغربی (تبریزی)	۳۶۴
		محی الدین (مغربی)	۱۲۵،	مغربی = محی الدین،	
		مرتضیٰ زبیدی بلگرامی	۶۹،	مقتدر باللہ (خلیفہ)	۱۶۹
محمد بن معشر = ابوسلیمان بستی،		مسترشد باللہ (خلیفہ)	۸۲	ملک شاہ = جلال الدین سلجوقی	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شمس الدین سیدہ = مرزا محمد نصیر

ممتاز (ابونصر) ٢٢٣

منالاوس، ١٨٢

منصور کندری (عمید الملک) ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٦، ٧٥، ٧٦، ٧٩،

منیر عالم (شاہ) ٢٧٦،

موفق (امام) = ہبۃ اللہ

مؤید (برادر امام موفق) ٣٢

مؤید الدولہ = علی دیلمی،

مؤید الملک (ابن نظام الملک) ١٤١، ٢٠٢

مہستی (شاعرہ) ٢٦٧،

میمون بن نجیب (واسطی) ٥٨، ٥٨، ٦٣، ١٢٢، ١٢٣، ١٤٣، ١٤٤،

ن

ناتلی (ابوعبداللہ) ٧٧

ناصر خسرو، ٢٣، ٧٦، ٧٨، ١٤٩، ١٤٩، ٢٤٩، ٣٠١، ٣١٢

ناصر الدولہ = ابوالحسن سیمجوری

نخشبی، ١٠٩

نجم الدین رازی (دایہ) ٤، ٥١، ٦، ٦٦، ٨٥، ٢٦١، ٢٦٤، ٢٨٩، ٣٣٤

نجم الدین کاتبی (قزوینی) ١٥٦،

نجم الدین کبریٰ ٢٢٣

نجیب اشرف ندوی (پروفیسر) ١١، ٢٦٢، ٢٦٤،

الندیم = ابن الندیم،

نزار اسماعیلی ٤٧

نساج (صوفی) ٧٠

نسوی = محمد بن عبد الرحیم،

نصر بن احمد سامانی (امیر) ٢٢٩، ٢٣٤، ٢٥٠، ٢٥٤

نصر بن سبکتگین (برادر محمود غزنوی) ٧٤، ٧٨

نصر بن طغفاج خان = شمس الملک،

نصر بن علی = ایلک خان،

نصیر الدین طوسی (محقق) ١٢٥، ١٢٦، ١٣١، ١٣٤، ١٣٧، ١٧٧، ٢٢١، ٢٣٩، ٢٤٢، ٢٤٣، ٢٦٤، ٢٧٤، ٢٧٥، ٢٧٧، ٢٧٨، ٣٢٦

نظام الدین علی شیر (وزیر) ٢٦٣

نظام الملک طوسی، ٢، ٣، ٤، ١٢، ١٣، ١٧، ١٨، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٨، ٥٣، ٥٦، ٥٧، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٩، ٩١، ٩٧، ٩٨، ١٠٢، ١٠٣، ١٠٩، ١١٨، ١٢١، ١٢٦، ١٤١، ١٤٢، ١٥٢، ١٦٨، ٢٠٢، ٢٩٥، ٣٢٢

نظامی عروضی = احمد بن عمر بن علی،

نور الدین (وزیر) ٧٢

نور الدین بک مصطفےٰ مصری ٢٠، ١٦٠، ١٨٣، ٢٧٣

نور الدین جامی = مولنا عبد الرحمان بن احمد

نور الدین شہید (آتابک) ٨

نور الدین (عوفی) ٣١، ١٠٦، ١٠٧، ١٠٨، ١٠٨، ٢٢٣، ٢٢٩، ٢٣٦، ٢٤٣، ٢٤٤، ٢٤٥، ٢٦٥، ٢٦٩

نیکولا (نکولس)

نیلی = ابوسہل،

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

و

واسطی ← میمون بن نجیب
والتین (ژوکوووسکی) ۳-۴، ۵، ۱۲، ۱۴، ۴۳، ۸۰، ۹۲، ۱۹۲، ۲۰۸، ۲۱۶، ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۶۹، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۳۳۷
والہ داغستانی، ۱۴۰، ۲۳۲، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳
ودیع بستانی، ۱۵، ۲۱۹
وطواط ← رشید الدین
ولی اللہ دہلوی (شاہ) ۳۱۴
ونفیلڈ ۲۴۹، ۳۲۹
ویکے (موسیو الیف) ۱۲۸، ۲۵۹
ویل (ڈاکٹر) ۱۰، ۱۵، ۱۰۱
وینے (موسیو) ۲۸۰

ہ

ہارون بن سلیمان، شہاب الدولہ، (بغراخان اول) ۱۰۶
ہارون الرشید (خلیفہ) ۱۱۵، ۲۳۰، ۳۳۵
ہبۃ اللہ بن محمد البسطامی (امام موفق) ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۷۹، ۸۰
ہدایت ← رضا قلی خان،
ہرمس ۶۶
ہشام بن عبد الملک، (خلیفہ) ۱۱۴
ہلاکو خان، ۱۹، ۴۲، ۲۴۲، ۲۷۸
ہمگر ← مجد الدین،
ہولشا (پروفیسر) ۲، ۳، ۵، ۱۳، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۷
ہیوم، ۱۹۹

ی

یاقوت، ۹۹، ۲۰۹، ۲۱۸
یحیٰی بن علی منجم (ابو احمد) ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۹
یحیٰی بن محمد (ابن ہبیرہ وزیر) ۸
یعقوب کندی، ۳۰۲، ۳۰۳
یعقوب بن لیث (صفار) ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۰
یوسف (ابن تغری بردی) ۶۹
یوسف علی الفقار، ۱۶۱، ۲۰۰

(۲) فہرستِ اقوام وقبائل

یعنی

(وہ قومیں اور خانوادے جن کے نام اس تصنیف میں آئے ہیں)

الف
آلِ تیمور، ۱۳۲
آلِ زیار، ۲۳۷
آل سامان = سامانیہ،
آلِ سلجوق، ۲، ۱۰، ۱۳، ۱۸، ۲۲، ۲۴، ۳۸، ۴۳، ۶۰، ۶۳، ۷۵، ۷۶، ۷۸، ۷۹، ۹۰، ۹۹، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۴۰، ۲۳۱، ۲۳۷، ۲۴۳، ۳۳۱، ۳۳۲،
آلِ کاکویہ، ۸۳،
ایلک خانیہ = خانیہ،
البویہ، ۹

ب
برامکہ، ۱۱۵
بنو امیہ، ۱۱۴، ۲۳۵
بنو موسیٰ، ۱۴۸

ت
تاتار ۱۳۰، ۲۷۸، ۲۷۹،

چ
چغانیہ، ۲۴۵

خ
خانیہ، ۶۰، ۸۵، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵
خوارزم شاہیہ، ۱۰۷، ۱۳۰

د
دیلم، ۲۴، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۷۸، ۷۹، ۸۳، ۸۳، ۲۳۷، ۳۰۳

س
سامانیہ ۶۹، ۷۳، ۸۵، ۱۰۵، ۱۰۶، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۶
سرکارِ نظام (دکن) ۱۳۲، ۱۳۳
سلجوقیہ = آلِ سلجوق،

ص
صفاریہ۔ ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۰

ط
طاہریہ، ۲۳۰

ع
عباسیہ، ۲۶، ۱۱۳، ۱۳۳، ۳۰۲، ۳۳۵
عرب، ۱۱۲، ۱۱۸، ۲۲۳، ۲۲۷،

غ
غزنویہ، ۶۰، ۷۳، ۷۵، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۵، ۱۵۴
غوریہ،

ف
فاطمیہ اسماعیلیہ، ۲۷، ۱۳۳، ۱۳۴

ق
قبط، ۱۱۲، ۱۱۳
قراخطائیہ، ۱۰۷،
قریش، ۱۱۸،

م
مغل = تاتار،

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) فہرست کتب

(یعنی وہ کتابیں جنکے نام اس تالیف کے متن یا حاشیہ میں آئے ہیں)

الف

آتشکدہ (آذر) — ۸، ۴۴، ۱۴۰، ۲۲۲، ۲۴۴، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۷، ۲۷۹

آثار باقیہ (ابوریحان بیرونی) — ۱۱۷، ۱۲۵

آثار البلاد و اخبار العباد (زکریا قزوینی) — ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۲۳، ۱۵۵

آفرین نامہ (ابوشکور بلخی) — ۲۳۶،

آئین اکبری (ابوالفضل) — ۱۲۷، ۱۳۰

احیاء العلوم (امام غزالی) — ۷۹

اخبار العلماء باخبار الحکماء (قفطی) — ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۴، ۹۲، ۱۴۷، ۲۱۴، ۲۵۴، ۳۰۳، ۳۱۲، ۳۶۱

اخلاق ناصری (طوسی) — ۲۷۸

اردو، اورنگ آباد دکن (رسالہ) — ۲۲۲، ۲۶۰

استظہار الاخبار (احمد افغانی) — ۱۱، ۱۴، ۸۰

اشارات (ابن سینا) — ۷۸، ۲۹۶، ۳۰۳، ۳۲۰، ۳۲۵

اقتام الجور؟ (رشید وطواط) — ۲۵۶

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — ۵۵

اورینٹل کالج میگزین لاہور (رسالہ) — ۱۰، ۲۶۱

الاوصاف للموصوفات = رسالۃ الوجود نمبر۲،

ب

البرق الشامی (عماد کاتب) — ۸

البرہان علی استخراج المربعات (خیام) — ۶۰، ۹۵، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷

بولیٹن آف دی اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز لنڈن انسٹی ٹیوشن (رسالہ) — ۱۰، ۱۲

بہجۃ التوحید (فرامرز) — ۸۳

ت

تاج العروس (زبیدی بلگرامی) — ۶۹

تاریخ (ابوالفدا) — ۱۲۳

تاریخ ادبیات فارسی (براؤن) — ۴، ۳۶، ۴۴، ۴۶، ۵۱، ۲۵۹، ۲۶۵

تاریخ ادبیات عرب = تاریخ علوم عرب،

تاریخ استظہاری = استظہار الاخبار،

تاریخ اسلام (امام ذہبی) — ۷۵

تاریخ اصفہان (حمزہ) — ۲۳۰

تاریخ الفی (ٹھٹھوی) — ۴، ۵، ۶، ۷، ۹۱، ۱۱، ۹۲، ۱۵۹، ۱۷۹، ۱۸۰

تاریخ بغداد (خطیب) — ۳۲

تاریخ ترکستان (سرخکتی) — ۱۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ الحکماء (ابوالحسن بیہقی) ۸، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۶۰، ۱۵۶، ۲۰۹، ۲۹۶، ۲۹۷

تاریخ الحکماء = اخبار العلماء

تاریخ الحکماء = نزہۃ الارواح

تاریخ سلجوق = فتور زمان الصدور

تاریخ علوم عرب (بروکلمن) ۵۱، ۵۲، ۵۹، ۱۷۸

تاریخ کامل (ابن اثیر) ۵، ۷، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۴۰، ۶۳، ۶۸، ۹۹، ۱۲۲

تاریخ گزیدہ (مستوفی) ۷، ۱۱، ۱۴، ۴۱، ۴۹، ۱۳۰، ۲۳۰، ۲۴۷، ۲۶۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۹۰، ۲۹۱

تاریخ نیشاپور (حاکم) ۷۴

تتمۂ صوان الحکمۃ = تاریخ الحکماء (بیہقی)

تتمۂ کون و تکلیف = رسالۂ ثلاثۃ اسئلۃ

تحفۂ شاہیہ (قطب شیرازی) ۶۳، ۶۴، ۱۲۲، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۶۸، ۱۷۸

تحفۃ العراقین (خاقانی) ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۱

تذکرۃ الاولیاء (عطار) ۳۱۸

تذکرۃ الحفاظ (امام ذہبی) ۲۴۶

تذکرۂ خوشنویسان (غلام محمد) ۲۶۲

تذکرۃ الشعراء (دولتشاہ) ۱۱۸، ۲۲۰، ۲۲۷، ۲۶۶

تذکرۂ شمع انجمن ۲۶۷

تفسیر کبیر (امام رازی) ۳۰۲

تقویم آغاز حساب تاریخ جلالی (خیام) ۱۳۴

تقویم (ابوالضیاء) ۱۲۲

تنقید شعر العجم (شیرانی) ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۹۶

تہافۃ الفلاسفۃ (امام غزالی) ۱۴۴

تین سوالات = رسالۂ ثلاثۃ اسئلۃ

ج

جامع البدائع (صبری) ۱۵۹، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۹۳

جامع بہادر خانی (جونپوری) ۱۲۸

جامع التواریخ (رشید فضل اللہ) ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۹، ۴۱، ۴۲، ۴۷

جامع الحکم (امام اسفرائنی) ۷۴

الجامع الصحیح (امام بخاری) ۳۱۴، ۳۶۲

جبر و مقابلہ (خوارزمی) ۱۶۹

جبر و مقابلہ (خیام) ۳۷، ۶۰، ۶۸، ۹۰، ۹۳، ۹۵، ۱۰۰، [illegible]، ۱۵۹، [illegible]، ۱۶۵، [illegible]، ۱۶۷، ۱۶۸

جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن، ۱۶۹، ۲۵۹، ۲۹۸، ۴، ۱۶۸

جوامع الحکایات (عوفی) ۳۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۲۱۴

جہان آرا (قفاری)

جہان کشا (جوینی) ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۶۸، ۲۸۹، ۲۹۱

چ

چہار مقالہ (نظامی عروضی) ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۶، ۶۱، ۸۳، ۸۹، ۱۳۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۲۱۴، ۲۳۰، ۲۵۱

ح

حبیب السیر (خواندامیر) ۸، ۲۱۴، ۲۶۲، ۲۶۳

حجۃ اللہ البالغۃ (شاہ ولی اللہ) ۳۱۴

حسن المحاضرۃ (سیوطی) ۷۵

حکمۃ العین (نجم کاتبی) ۱۵۶

حماسہ (ابوتمام) ۹۳، ۳۳۱

حواشی چہار مقالہ (مرزا محمد) ۸، ۵۱، ۸۶، ۲۱۶

خ

خریدۃ القصر و جریدۃ العصر ۸، ۹، ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عماد کاتب) ۱۴، ۲۶، ۹۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۴۳، ۲۹۶، ۳۶۱
خسرونامہ (عطار) ۲۴۸
خیابانِ عرفان (محمد حسن بگرامی) ۲۳۵

د

دبستان المذاہب (فانی کشمیری) ۳۱۸، ۳۶۵، ۳۷۰،
درۃ الاخبار ولمعۃ الانوار (؟) ۱۰، ۸۱، ۸۳، ۸۵، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۴، ۲۳۵
دستورالوزراء (نظام الملک طوسی) ۱۲
دمیۃ القصر وعصرۃ اہل العصر (علی باخرزی) ۲۶، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۴۳، ۳۳۲،
دہ فصل (تبریزی) ۱۱، ۱۴، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۱۴۹، ۱۶۲،

ذ

ذخیرۂ خوارزمشاہی (زین الدین اسماعیل) ۳۳۲
ذیلِ تاریخِ بغدادِ خطیب (سمعانی) ۶۹

ر

راحۃ الصدور وآیۃ السرور (راوندی) ۴۰، ۹۹، ۲۱۳، ۲۴۱، ۲۵۳، ۲۹۱، ۳۳۲، ۳۳۳
ربیع المرسوم وتربیع المنظوم (عالی) ۱۱، ۱۴، ۶۱، ۸۰، ۱۴۹، ۱۵۵
الرد علی المنطقیین (ابن تیمیہ) ۸۳
رسالۂ بحثِ وجود نمبر۱، (خیام) ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۹۳، ۳۹۴
رسالۂ تبریزی = دہ فصل
رسالۂ تکوین = الکون والتکلیف
رسالۂ ثلثۃ اسئلۃ (خیام) ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۹۱، ۲۰۶، ۲۹۹، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۸۴
رسالۂ حساب = البرہان علی استخراج المربعات،
رسالۂ در طبیعیات (خیام) ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۷۹، ۱۸۰،
رسالۃ فی الاحتیال لمعرفۃ مقداری الذہب والفضۃ = میزان الحکم،
رسالۂ قوشجیہ (قوشچی) ۱۲۷، ۱۳۱
رسالۂ مساحت و مکعبات = البرہان علی استخراج المربعات
رسالۃ الوجود نمبر۲ (خیام) ۱۶۱، ۱۶۴، ۲۰۶، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱
رسالۂ وصف وموصوف = رسالۃ الوجود نمبر۲
رسائل (اخوان الصفا) ۷۶، ۷۷، ۲۹۶، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۵
رسائلِ (فارابی)
روضات الجنات (خوانساری) ۲۶۹
روضۃ الصفا (ابن خاوند شاہ) ۷
روضۃ القلوب، ۱۶۲، ۱۶۳، ۲۰۵، ۲۹۵، ۴۱۳،
ریاض الشعراء (داغستانی) ۱۴۰، ۵، ۲۳۲

ز

زاد المسافرین (ناصر خسرو) ۷۶، ۳۰۱
زبدۃ الحقائق (عین القضاۃ) ۱۵۴
زبدۃ النصرۃ وعصرۃ الفطرۃ (بنداری) ۲، ۳، ۲۵، ۴۳، ۸۲، ۹۹،
زیج ایلخانی (طوسی) ۱۳۱
زیج حاکمی (ابن یونس) ۱۷۶

س

زیجِ معزی سنجری (خازن) ۵۸، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۷،
زیجِ ملکشاہی (خیام) ۶۰، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۴، ۱۳۴، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۷، ۱۷۸،

س

سرگذشتِ سینا (عبد الملک عطاش) ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۷، ۹۷، ۳۱۶،
السماع والرقص (ابن تیمیہ)
سیاست نامہ (نظام الملک) ۱۳، ۳۷
سیر العباد (سنائی) ۸۰
سیر الملوک (قابوس) ۲۳۷
سی فصل (طوسی) ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۷۷

ش

شرحِ سی فصل (عبد الواحد) ۱۳۷، ۱۷۷، ۱۷۸،
شرحِ وقایہ (صدر الشریعۃ) ۳۳۳،
شعر العجم (شبلی) ۱۵، ۲۱، ۴۶، ۲۲۳، ۲۳۴
شفا (ابن سینا) ۷۸، ۸۲، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۹۷، ۲۹۶، ۲۹۷، ۳۰۳، ۳۲۰

ص

صحیح بخاری = الجامع الصحیح
صوان الحکمۃ (ابن طاہر) ۳۳۱

ض

ضمیمۂ سیاست نامہ (شیفر) ۲۶
الضیاء العقلی فی موضوع العلم الکلی = رسالہ بحث وجود ہمزا

ط

طبقات الحنابلۃ (ابن رجب) ۲۴۶
طبقات الحنفیہ (ابن قطلوبغا) ۹۹
طبقات الشافعیہ (سبکی) ۲۴، ۷۵، ۹۹،
طرب نامہ (علی باخرزی) ۲۴۴

ع

عرائس النفائس (ابو الحسن بیہقی) ۱۶۲، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۰۹
علم المساحۃ والمکعبات = البرہان علی استخراج المربعات
عیون الاخبار (ابن ابی السرور بکری؟) ۴۵، ۴۶
عیون الانباء (ابن ابی اصیبعہ) ۲۱۸

غ

الغزالی (شبلی) ۲۶۹

ف

الفتح القدسی (عماد کاتب) ۹
فتور زمان الصدور وصدور زمان الفتور (انوشروان) ۳، ۸
فردوس التواریخ (ابرقوہی) ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۴، ۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲،
الفرق بین الفرق (بغدادی) ۷۸
فصل المقال (ابن رشد) ۱۹۷
فصوص (فارابی) ۷۸، ۲۹۶، ۳۰۳
فوات الوفیات (کتبی) ۹۹
الفوز الاصغر (ابن مسکویہ) ۳۰۳
الفوز الاکبر (″) ۳۰۳
الفوز الاوسط (″) ۳۰۳
الفہرست (ابن ندیم) ۲۳۰

ق

قابوس نامہ (عنصر المعالی) ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۴، ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۳۱، ۲۴۵، ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۸۸، ۲۹۱، ۳۳۲
قرآن مجید ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸،

ک

الکافی فی الموسیقی (ابن زیلہ) ۸۶
کامل التواریخ = تاریخ کامل،

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاسطقسات (اقلیدس) ۱۶۷
کتاب الانساب (سمعانی) ۶۸، ۶۹، ۹۹
کتاب الطہارۃ (ابن مسکویہ) ۳۰۳
کتاب المعتبر (ابوالبرکات) ۸۳، ۸۲، ۱۴۶
کتاب النجاۃ (ابن سینا) ۱۹۶
الکرۃ والاسطوانۃ (ارشمیدس) ۱۷۱
کشاف اصطلاحات الفنون، (تھانوی) ۱۲۲، ۱۲۷
کشف الادلۃ (ابن رشد) ۱۹۷
کشف الظنون (چلپی) ۶، ۱۳۷، ۱۵۴، ۱۵۹، ۱۶۷، ۱۷۷، ۳۱۷
کلیاتِ (خاقانی) ۶۶
کلیاتِ (عطار) ۲۴۸
کلیات الوجود فارسی، (خیام) ۳۸، ۹۴، ۱۴۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۹۵، ۳۱۱، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۷۲، ۳۷۴، ۴۱۲، ۴۱۴
کمال البلاغۃ (قابوس) ۲۳۷
الکون والتکلیف (خیام) ۲۰، ۲۸، ۷۶، ۸۲، ۱۱۰، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۸۳، ۱۹۲

۲۰۸، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۶۶، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۴۱۱

گ

گرشاسپ نامہ (اسدی) ۲۲۹
گنجِ دانش (محمد تقی) ۱۶۲، ۱۶۷

ل

لائف آف خیام (شیرازی) ۶۱
لباب الالباب (عوفی) ۱۰۶، ۱۰۸، ۲۲۳، ۲۲۹، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۵
لب اللباب (سیوطی) ۶۹
لٹریری ہسٹری آف پرشیا= تاریخ ادبیاتِ فارسی،
لغتِ فرس (اسدی) ۲۲۶، ۲۲۹
لوازم الامکنۃ= رسالہ در طبیعیات،

م

مجسطی (بطلیموس) ۸۱
مجمع البحرین (داراشکوہ) ۳۲۱
مجمع الفصحاء (ہدایت) ۶۸، ۱۰۴، ۶۱، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶

۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۹۲
مجمع النوادر (نظامی عروضی) ۱۵۲
مجموعۂ منتخبات دارالمصنفین، ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۸۴، ۳۲۹
مختار نامہ (عطار) ۲۴۸
مخزن الغرائب (سندیلوی) ۸، ۹، ۲۴، ۳۴
مرآۃ العالم (محمد بختاور خان) ۲۶۳
مرصاد العباد (نجم رازی) ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۲۵۸، ۲۸۹، ۲۹۱
مصادرات اقلیدس (خیام) ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۳، ۱۷۸، ۲۰۳، ۲۰۸
مظفریہ
معارف اعظم گڑھ (رسالہ) ۱۳، ۲۱، ۴۶
معجم الادباء (یاقوت) ۹۹، ۲۰۹، ۲۱۸
المعجم فی معاییر اشعار العجم، (ابن قیس رازی) ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۵۰
معیار الاشعار (طوسی؟) ۲۲۱، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۳
متفکرینِ اسلام (کرادی وو) ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات الاسلامیین (امام اشعری) ۱۹۸
مقالاتِ حریری (ابو محمد قاسم) ۲
مکاتباتِ خیام و . . . . ۱۶۱، ۱۶۴
ملفوظ اسرار المخدومین، ۳۵۹
مناجاتِ (شیخ الاسلام انصاری) ۲۷۱
منازل السائرین (〃) ۲۴۶، ۲۷۱
المنقذ من الضلال (امام غزالی) ۲۰۵
مونس الاحرار (ابن بدر جاجرمی) ۲۹۲
میزان الحکم (خیام) ۱۳۹، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۸۰، ۳۷۲
میزان الحکمۃ (خازن) ۱۴۸، ۱۸۲، ۱۸۳

ن

النجوم الزاہرۃ (ابن تغری بردی) ۶۹
الندوہ لکھنؤ (رسالہ) ۱۲۱
نزہۃ الارواح وروضۃ الافراح (شہرزوری) ۴، ۵، ۶، ۱۴، ۶۱، ۷۷، ۸۸، ۱۰۵، ۲۰۸، ۲۲۵، ۲۳۶، ۲۵۹، ۲۸۸، ۲۹۱
نشوار المحاضرۃ واخبار المذاکرۃ (ابو علی تنوخی) ۲۲۶، ۲۳۷، ۲۵۳
نصرۃ الفترۃ وعصرۃ الفطرۃ (عمادِ کاتب) ۲، ۳
نظام الملک طوسی (عبد الرزاق) ۱۵، ۶۵، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۳۳، ۱۵۰، ۱۶۷، ۱۶۸
نفحات الانس (جامی) ۲۳۶، ۲۴۱، ۲۶۹
نوروز نامہ (خیام) ۱۵، ۱۲۲، ۲۱۰، ۳۳۲
نیرنگِ خیال لاہور (رسالہ) ۱۱

و

وجہِ دین (ناصر خسرو) ۷۶، ۳۰۰
وصایائے (نظام الملک) ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۷۹، ۹۷، ۱۵۲
وفیات الاعیان (ابن خلکان) ۹۹

ہ

ہفت اقلیم (امین رازی) ۸، ۲۴۲

ی

یتیمۃ الدہر (ثعالبی) ۲۱۸، ۲۴۳
ید بیضا (آزاد بلگرامی) ۸، ۵۱، ۲۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تصحیح اغلاط

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
ابوالقاسم	ابومحمد القاسم	۲ و ۳	۱۴ و ۴	پار	چار	۲۲۱	۱۱
ابوالفتح	الفتح	۳	۲	بگوی	گوئی	۲۳۶	۱۳
سنہ ۵۵۰ھ	سنہ ۵۵۲ھ	۷ و ۲۵	۵ و ۱۲	جریدۃ	خریدۃ	۲۴۳	۱۲
سنہ ۴۲۴ھ	سنہ ۶۲۴ھ	۷	۱۰	سنہ ۱۸۹۸ء	سنہ ۱۸۹۷ء	۲۶۵	۲
مجمع الغرائب	مخزن الغرائب	۸ و ۲۴	۲ و ۱۶	بدر	ابن بدر	۲۸۶ و ۲۹۵	۴ و ۱ (حاشیہ)
جامع التواریخ	فردوس التواریخ	۹	۱۶	اسکندریہ ہ	اسکندریہ کا	۳۱۵	۵
سنہ ۵۴۵ھ	سنہ ۵۴۹ھ	۱۴	۵	دوسرا نہین	دوسرا معبود نہین	۳۲۲	۱۵
کتابین	باتین	۱۳	۱۸ (حاشیہ)	ان کے حکم	ان حکما	۳۲۹	۲
سنہ ۸۱۷ھ	سنہ ۸۱۸ھ	۱۹	۹	[illegible]	وایہ	۳۳۲	۸
علی	محمد	۲۹	۹	زہد وعباد	زہاد وعباد	۳۴۳	۴
سب سے پہلی	ابتدائی	۳۷	۱۷	ظہور	طہور	۳۴۸	۱
تولا تھا	ناپا تھا	۴۳	۱۰	سنہ ۹۱۲ھ	سنہ ۹۱۱ھ	۳۷۲	۱۴
سنہ ۱۱۴ھ	سنہ ۱۱۵ھ	۵۸	۱۳	الرداع	الوداع	۳۸۱	۱۵
عبدالملک	عبدالکریم	۷۵	۹	اسم لوجود	اسم الوجود	۳۸۷	۲
سنہ ۴۴۰ھ	سنہ ۴۲۸ھ	۸۳	۱۲ (حاشیہ)	کلامت	کلامنا	۳۹۵	۴
بعد	ساتھ	۹۴	۱۴	لقیا	لقبا	۳۹۸	۱ (حاشیہ)
سنہ ۳۷۶ھ	سنہ ۳۸۸ھ	۱۲۱	۷	نطالنھم	نطالبھم	۴۰۴	۱۰
سے نام سے	کے نام سے	۱۳۰	۸	خیلا	بیلا	"	۱۲
اُسکا	اُن کا	۱۴۲	۱۶	مقترنۃ	مقترنۃ	۴۰۵	۱۳
خمس وعشرۃ	خمس عشرۃ	۱۸۲	۱۰	عنبا	عنها	۴۰۹	۱۴
سے سنہ ۶۴۶ھ	اور سنہ ۶۴۶ھ	۲۱۴	۱۴				